پنجاب میں اردو صحافت

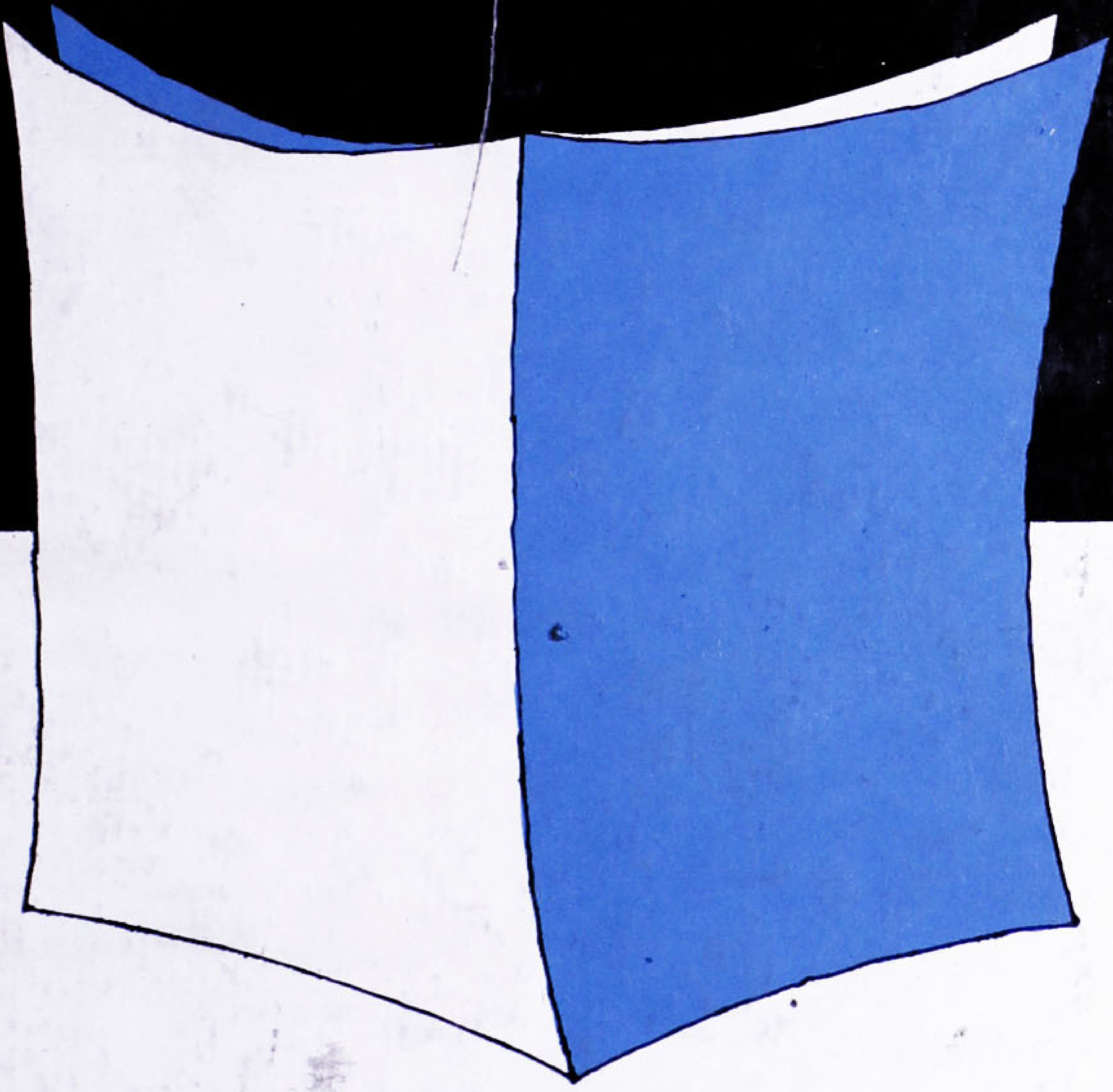

ڈاکٹر مسکین علی حجازی

مغربی پاکستان اردو اکیڈمی لاہور

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

Marfat.com

پنجاب میں اردو صحافت

مصنّف

ڈاکٹر

مسکین علی حجازی

مغربی پاکستان اردو اکیڈمی ۰ لاہور

Marfat.com

136410

Marfat.com

پنجاب میں اُردو صحافت

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ

سلسلہ مطبوعات : ۱۰۶

طبع اول : مئی ۱۹۹۵ء

ناشر : ڈاکٹر وحید قریشی
جنرل سیکرٹری
مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، لاہور

طابع : ایس ایم اظہر رضوی

مطبع : اظہر سنز پرنٹرز
۱۰۸ لٹن روڈ لاہور

صفحات : ۷۲۸

قیمت : ۲۰۰ روپے

Marfat.com

ابتدائیہ

مغربی پاکستان اردو اکیڈمی نے دو برس سے یہ بھی منصوبہ بنایا کہ پاکستان کی یونیورسٹیوں میں اردو زبان و ادب، سماجی علوم اور ابلاغیات میں پی ایچ ڈی کے جو اہم مقالات تحریر ہوئے اور ابھی تک اشاعت پذیر نہیں ہو سکے انہیں اکیڈمی کی طرف سے شائع جائے۔ اس سلسلے میں شوکت تھانوی، شارحین غالب کا تنقیدی مطالعہ، دبستان لکھنؤ کے داستانی ادب کا ارتقا شائع ہو چکے ہیں۔

اس وقت اردو زبان و ادب میں مسلم صحافت کا کردار، حامد حسن قادری، اردو شاعری میں طنز و مزاح کے نظریاتی مباحث اور اردو شاعری کا ارتقا زیر طبع ہیں۔ پاکستان میں اردو صحافت بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے جس پر فاضل مقالہ نگار کو ابلاغیات میں پی ایچ ڈی کی ڈگری ملی تھی۔

ڈاکٹر وحید قریشی

جنرل سیکریٹری

Marfat.com

Marfat.com

انتساب

مشفق خواجہ کے نام

Marfat.com

Marfat.com

فہرست

	صفحہ
باب اول	
پنجاب ـــــ سیاسی، سماجی تعلیمی پس منظر	۱
پنجاب کی وجہ تسمیہ حدود اور رقبہ	۳
پاکستانی پنجاب	۵
بھارتی پنجاب	۷
تاریخی پس منظر ۔ قدیم دور	۸
اسلامی عہد	۹
سلاطین دہلی کا عہد	۱۱
مغلوں کا زوال اور سکھوں کا عروج	۱۳
رنجیت سنگھ کا دور	۱۴
معاہدۂ امرتسر ۔ عہد نامۂ لاہور	۱۵
سکھ عہد کا خاتمہ اور پنجاب کا الحاق	۱۶
پنجاب کی تعمیر نو ۔ مسلم ہندو کشمکش	۱۷
پنجاب ۱۹۰۱ء تا ۱۹۱۴ء	۱۸
پنجاب ۱۹۱۴ء سے ۱۹۴۷ء تک	۱۸
انگریزی عہد کے انتظامی و اصلاحی پہلو	۱۹
تحریک خلافت و تحریک ترکِ موالات	۲۰
فرقہ وارانہ گروہ بندیاں	۲۰
تحریک پاکستان ۔ انگریز کی مسلم دشمنی	۲۳
عیسائی مشنریاں	۲۴
ہندو تحریکیں	۲۶

Marfat.com

	صفحہ
انجمن پنجاب	۲۸
انجمن اسلامیہ	۳۳
انجمن حمایت اسلام	۳۵
انجمن کی دینی و تبلیغی خدمات	۳۹
انجمن کی تعلیمی خدمات	۴۲
انجمن کی قومی خدمات	۴۸
انجمن کی علمی و ادبی خدمات	۵۱
حوالہ جات	۵۳
باب دوم	
پنجاب میں اردو اخبار نویسی — آغاز سے ۱۸۵۷ء تک	۵۵
برصغیر پاک و ہند کی اخبار نویسی کے آغاز کا مختصر جائزہ	۵۷
انگریزی اخبار نویسی	۵۷
مقامی زبانوں میں اخبار نویسی	۵۹
پنجاب سے شائع ہونے والے اخبارات	
پنجابی زبان	۸۱
پنجابی اخبار نویسی	۸۳
اردو رسم الخط میں شائع ہونے والے پنجابی اخبار	۸۶
پنجابی اخبار نویسی قیام پاکستان کے بعد	۸۷
روزناموں کے پنجابی صفحات	۸۹
پنجاب میں انگریزی صحافت کا مختصر جائزہ	۹۱
پنجاب میں اردو اخبار نویسی ۱۸۵۷ء تک	۱۰۲
پہلا اردو اخبار کوہ نور	۱۰۲
کوہِ نور کے معاصرین ۱۸۵۷ء تک	۱۱۵

Marfat.com

صفحہ

۱۸۵۴ء میں صوبہ شمالی و مغربی سے شائع ہونے والے اخبارات کا گوشوارہ ۔ ۱۱۷

جنگ آزادی اور صحافت ۱۲۹

۱۸۵۷ء تک کی اردو اخبار نویسی کا جائزہ ۱۳۶

باب سوم

پنجاب میں اردو اخبار نویسی ـــــ ۱۸۵۸ء سے ۱۹۰۰ء تک ۱۴۹

۱۸۵۸ء سے ۱۹۰۰ء تک کے اخبارات ۱۵۱

پنجاب سے جاری ہونے والے اخبارات و جرائد ۱۵۴

نسبتاً اہم اخبارات و جرائد ۱۸۵۸ء تا ۱۹۰۰ء ۱۵۷

انجمن پنجاب کے رسائل ۱۵۷

آفتاب پنجاب، اتالیق پنجاب، دہلی پنچ، آفتاب ہند، آئینہ اخلاق، آئینہ ہند، رفیق ہند، شفیق ہند، پنج چل، سیالکوٹ پیپر، پاٹے خان، جعفر زٹلی، ملا دو پیازہ، اخبار گل شہدا، وکیل، انتخاب لاجواب، تہذیب نسواں، روزانہ صحافت، روزنامچہ پنجاب، وکٹوریہ پیپر، نسیم صبح اور وصال شام، رہبر ہند، کوہ نور، اخبار عام۔ ۱۶۷

مولوی محبوب عالم ۱۸۴

روزانہ پیسہ اخبار ۱۸۵

۱۸۵۷ء سے ۱۹۰۰ء تک کی صحافت کے نمایاں پہلو ۱۹۹

اشاعتیں ۲۰۰

تنظیمیں اور انجمنیں ۔ بڑے مالکان ۲۰۴

صحافت کی تربیت کے مراکز ۲۰۶

مسلم اخبارات اور سلطان ترکی ۲۰۶

تصویریں اور کارٹون ۔ منظوم خبریں اور اشتہارات ۲۰۷

خبروں کا انداز ۲۰۹

Marfat.com

	صفحہ
قوانین صحافت	۲۱۱
انیسویں صدی میں اخبار نویسی کا کردار	۲۲۷
غیر معیاری اور عامیانہ صحافت	۲۳۰
آزادیٔ صحافت کے لئے جدوجہد	۲۳۴
سماجی صورت حال	۲۳۵
ہندو مسلم مسئلہ اور مسلمانوں کی پسماندگی	۲۳۶
حاصل بحث	۲۴۰
حوالہ جات	۲۴۳

باب چہارم

پنجاب میں اردو اخبار نویسی ۱۹۰۱ء تا ۱۹۱۴ء -	۲۴۷
مخزن، مخزن کے معاصرین، مخزن کی علمی و ادبی خدمات، نثری ادب، شاعری، اردو کی خدمت، قومی خدمت، دوسرے اخبارات و جرائد، وطن ہندوستان، کشمیری میگزین، آزاد، چودھویں صدی، پریم بیلاس، دیش، ہمالہ زمیندار، پنجاب ریویو، لمعات، ستارۂ صبح، مولانا ظفر علی خان، حوالہ جات۔	۲۴۹

باب پنجم

اردو اخبار نویسی ۱۹۱۴ء سے ۱۹۳۹ء تک

اردو اخبارات و مطبوعات ۱۹۱۴ء کے بعد	۳۱۹
مختلف زبانوں کے اخبارات و جرائد کی تعداد ۱۹۱۷ء تا ۱۹۴۰ء	۳۲۳
اشاعت، مجلاتی صحافت، فانوس خیال، کہکشاں، ہزار داستان، شباب اردو، ہمایوں	۳۲۴
ہمایوں اور سیاست۔ ہمایوں اور صحافت	۳۲۵
برصغیر کی تقسیم کے وقت ہمایوں کا کردار	۳۲۸
رومان، مسلمان، نیرنگ خیال، ادبی دنیا، ادب لطیف۔	۳۴۰
روزانہ صحافت، مسلمانوں کے اخبارات، روزنامہ سیاست	۳۵۷

Marfat.com

صفحہ

انقلاب، آزاد، احرار، حریت، مساوات، احسان، مجاہد، ۔ ۳۶۰

پاسبان، زمزم، مسلمان، شہباز، ہندوؤں کے روزانہ اخبارات —

پرتاپ، بندے ماترم، کیسری، ملاپ، ویر بھارت، ہندو، نیشنل کانگرس —

ہند و صحافت، جائزہ، نمایاں خصوصیات۔ قوانین صحافت —

باب ششم

پنجاب میں اردو اخبار نویسی ـــ ۱۹۳۹ء تا ۱۹۴۷ء۔ ۴۱۳

۱۹۳۹ء سے ۱۹۴۷ء تک کے اخبارات و جرائد ۴۱۵

۱۹۴۰ء میں پنجاب کے مختلف شہروں سے شائع ہونے والے اخبارات و جرائد کی تعداد لسانی لحاظ سے۔ ۴۱۷

روزانہ اخبارات ۴۲۰

۴۶-۱۹۴۵ء میں پنجاب کے اخبارات و جرائد کی تعداد لسانی لحاظ سے۔ ۴۳۰

۱۹۴۶ء-۱۹۴۵ء میں اخبارات و جرائد کی تعداد کیفیت کے لحاظ سے ۴۲۴

تحریک قیام پاکستان اور اخبارات کا نیا کردار ۴۲۶

مسلم اور ہندو اخبارات کے کردار کا جائزہ ۴۳۰

جرائد اور تحریک پاکستان ۴۳۳

اخبار نویسی پر ادبیت کے غلبہ میں کمی ۴۳۶

نوائے وقت کا کردار ۴۳۸

نوائے وقت کے معاصرین ۴۷۴

قوانین صحافت ۴۸۹

حوالہ جات ۴۹۲

باب ہفتم

پنجاب میں اردو اخبار نویسی ـــ قیام پاکستان کے بعد۔ ۴۹۵

Marfat.com

صفحہ

قیام پاکستان کے بعد پنجاب کی اردو صحافت کا ایک جائزہ۔ ۴۹۷
مختلف ادوار میں اخبارات و جرائد کی تعداد۔ ۴۹۸
۱۹۵۶ء میں پاکستان میں اخبارات و جرائد کی تعداد ۵۰۱
۱۹۵۶ء میں پنجاب کے مختلف شہروں سے شائع ہونے والے روزنامے اور رسائل و جرائد ۵۰۱
۱۹۵۸ء میں پنجاب میں مختلف زبانوں میں شائع ہونے والے اخبارات و جرائد کی تعداد ۵۱۰
۱۹۷۰ء میں پنجاب کے اخبارات و جرائد کی تعداد زبان کے لحاظ سے۔ ۵۱۱
۷۱ - ۱۹۷۰ء میں پاکستان میں کل اخبارات و جرائد کی تعداد ۵۱۳
۱۹۷۵ء میں پنجاب کے اخبارات و جرائد کی تعداد ۵۱۴
۱۹۷۶ء میں پنجاب سے شائع ہونے والے اخبارات و جرائد کی تعداد۔ ۵۱۳
۱۹۷۹ء میں پاکستان میں اخبارات و جرائد کی تعداد لسانی لحاظ سے۔ ۵۱۴
۱۹۷۹ء میں پاکستان کے صوبوں میں اخبارات و جرائد کی تعداد۔ ۵۱۴

روزنامے

روزنامہ صحافت کا ایک جائزہ، نوائے وقت، وقت، مغربی پاکستان، سفینہ، آغاز، طاقت، صوت الحرم، تسنیم، الفضل، امروز، غازی، مہاجر، غالب، آفاق، ملت، آثار، منشور، ہلال پاکستان، کوہستان، حالات، وفاق، مشرق، ندائے ملت، جاوداں، مساوات، سیاست، جمہور، صداقت۔ ۵۱۶

Marfat.com

صفحہ

سہ روزہ اور ہفت روزہ جرائد

سہ روزہ ایشیا، ہفت روزہ قندیل، چٹان، نصرت، ۵۳۶
اقدام، لاہور، لیل و نہار، جہاں نما، زندگی، اسلامی جمہوریہ، افریشیا، بادبان۔

ڈائجسٹ رسائل

اردو ڈائجسٹ، سیارہ ڈائجسٹ، پاک ڈائجسٹ، ۵۴۶
تلاش ڈائجسٹ، آئینہ ڈائجسٹ، کلید صحت ڈائجسٹ، زرعی ڈائجسٹ، فلم ڈائجسٹ، قارئین ڈائجسٹ، لیڈیز ڈائجسٹ، ویمن ڈائجسٹ، بچوں کا ڈائجسٹ، گل رنگ ڈائجسٹ، ورلڈ ڈائجسٹ، جذبات ڈائجسٹ، فیملی ڈائجسٹ، کہانی ڈائجسٹ، ایشیا ڈائجسٹ، قومی ڈائجسٹ، ماہنامہ حکایت

علمی و ادبی رسائل

سویرا، نقوش، فنون، اوراق، تخلیق، مجلہ تحقیق، ۵۶۱
ماہنامہ کتاب، روزناموں کے ادبی صفحات۔

مذہبی رسائل

شکر گنج، طلوعِ اسلام، تنظیم اہل حدیث، فیض الاسلام، ۵۷۰
درس قرآن، خدام الدین، معارف اسلام، تعلیم القرآن، حنفی، انصار اللہ، تحریک جدید، ضیائے حرم، دیگر رسائل۔

Marfat.com

صفحہ

خواتین کے رسائل

زیب النساء، حرم، مسلمہ، بانو، بتول، نئی صدی، ۵۷۸
آداب، جناب عرض سلام عرض، چلمن، حنا۔

بچوں کے رسائل

تعلیم و تربیت، بچوں کی دنیا، ماہنامہ کھلونا، کہکشاں، ۵۸۳
نونہال، بچوں کا باغ۔

معاشرتی مجلات

دھنک و دیگر جرائد، فلمی جرائد، تعلقات عامہ کے جرائد، ۵۸۷
پنجاب کی زرعی صحافت، قومی اخبارات و جرائد اور زراعت،
الیکٹرانک زرعی صحافت، پنجاب میں علاقائی اخبار نویسی،
سیالکوٹ میں اخبار نویسی، بہاولپور میں اخبار نویسی، سرگودھا
میں اخبار نویسی، ملتان میں اخبار نویسی، گوجرانوالہ میں اخبار نویسی،
فیصل آباد میں اخبار نویسی، ڈیرہ غازی خان میں اخبار نویسی،
قوانین صحافت۔

باب ہشتم

اردو اخبار نویسی کی ترقی کا ایک جائزہ ۶۸۵

کتابیات ۷۰۴

Marfat.com

باب اول

پنجاب

سیاسی، سماجی، تعلیمی پس منظر

Marfat.com

Marfat.com

پنجاب کی وجہ تسمیہ حدود اور رقبہ :

پنجاب (پنج آب) کے لغوی معنی پانچ پانی ہیں۔ عرف عام میں اس سے مراد پانچ دریاؤں کی سرزمین ہے۔ پانچ دریاؤں کی سرزمین وہ علاقہ ہے جو پاکستان و ہند میں دریائے سندھ (اٹک) اور جمنا کے درمیان میں واقع ہے اور جس میں سے ستلج، بیاس، راوی چناب اور جہلم گزرتے ہیں۔ مختلف ادوار میں اس کی جغرافیائی حدود میں تغیر و تبدل ہوتا رہا۔ چونکہ پانچ دریاؤں کی یہ سرزمین زرخیزی میں اپنی مثال آپ ہے۔ اس لیے ہر دور میں مختلف حکمران اس پر قابض ہونے کی سعی کرتے رہے۔ طبقات ناصری کے مطابق پنجاب سے مراد دریائے سندھ کے پانچ معاون یعنی مندکرہ بالا دریا ہیں[1] مغل دور سے پہلے اور عہد مغلیہ میں جو علاقے پنجاب میں شامل تھے وہ عموماً دو صوبوں میں منقسم تھے اور صوبہ ملتان اور صوبہ لاہور کہلاتے تھے۔ مغل شہنشاہ اکبر کے زمانے میں اس خطے کو پنجاب کے نام سے یاد کیا جانے لگا۔ ابوالفضل کی تصانیف "آئین اکبری" و "اکبرنامہ" میں پنجاب کا ذکر کئی جگہوں پر آیا ہے۔ "مخزن پنجاب" میں پنجاب کی جو حدود بیان کی گئی ہیں۔ وہ یہ ہیں :

"مشرق اور جنوب مشرق میں دریائے ستلج، شمال مغرب میں

Marfat.com

دریائے سندھ، شمال میں کوہ کشمیر و کوہ جموں، شمال مشرق میں کوہ کانگڑہ جنوب میں دریائے ستلج اور جنوب مغرب میں ملتان۔"[۱]

مغلوں کے زمانہ میں پنجاب کی حدود یہی تھیں۔ سکھوں کے عہد میں وہ تمام علاقے پنجاب میں شامل تصور کیے جاتے تھے جو سکھوں کی عملداری میں شامل تھے چنانچہ سکھ عہد میں پنجاب کا دائرہ پشاور، ہزارہ، ڈیرہ جات کشمیر، تبت، لداخ، جموں، کانگڑہ، منڈی سکیت، ... ول پور اور کوہ سلیمان تک پھیل گیا۔

دی پنجاب کے مصنف کے الفاظ میں "کشمیر پنجاب کی سرحد کے

سے پرے واقع ہے لیکن اسے ۱۸۱۹ء میں فتح کر کے پنجاب میں شامل کر لیا گیا یہ ستر سال افغانوں کے زیر تسلط رہا ان سے رنجیت سنگھ نے چھینا اور اس وقت سے یہ سکھ ریاست کا حصہ ہے"[۳]

اس مصنف کے بقول "شمال میں سکھ ریاست کی سرحدیں لداخ ... تبت اور اسکردو تک پھیلی ہوئی تھیں"[۴] یعنی سکھ عہد میں لداخ اور اسکردو تک کا علاقہ بھی "پنجاب" میں شامل تھا۔ اس طرح صوبہ سرحد کا خاصا علاقہ بھی سکھ عہد میں پنجاب کا حصہ تھا۔ ہنری سٹین بیک ( ) کے الفاظ میں "کشمیر کی طرح پشاور بھی افغانوں سے چھینا گیا۔ رنجیت سنگھ نے اس پر قبضہ کیا اور اب یہ پنجاب کی حدود میں شامل ہے"[۵]

جب انگریز پنجاب پر قابض ہوئے تو قسمت دہلی، حصار اور انبالہ کو بھی پنجاب میں شامل کر لیا گیا۔

۱۸۵۹ء میں دہلی کو صوبہ شمال مغرب سے علیحدہ کر دیا گیا اور پنجاب اور ملحقہ اضلاع کو ملا کر لیفٹیننٹ گورنر کا صوبہ بنا دیا گیا۔ ۱۸۷۶ء میں تین شمالی اضلاع سے پشاور کی کمشنری اور تین جنوبی اضلاع سے ڈیرہ جات کی کمشنری بنی۔ اس کے بعد پولیٹکل ایجنسیوں کا انتظام قائم ہوا اور یہ ایجنسیاں حکومت پنجاب کے ماتحت رہیں۔ ۱۹۰۱ء میں شمال مغربی

Marfat.com

سرحدی علاقہ ایک الگ صوبہ بن گیا۔ ۱۹۱۱ء میں دہلی ایک صوبہ بن گیا اور پنجاب کی حدود پھر سے متعین ہوئیں۔ ۱۹۲۱ء میں پنجاب کو گورنری صوبہ کا درجہ دیا گیا۔ نظم و نسق کے لحاظ سے یہ صوبہ دو حصوں میں منقسم تھا۔ یعنی انگریزوں کے زیر اہتمام علاقے اور دیسی ریاستیں۔ برطانوی علاقہ کا کل رقبہ ۹۹۲۶۵ مربع میل تھا۔ اور ریاستوں کا رقبہ ۳۷۶۹۹ مربع میل تھا چنانچہ دجانہ پٹودی، کلسیہ اور شملہ کی ۲۷ ریاستوں میں سیاسی امور پنجاب کی حکومت انجام دیتی تھی۔ بقیہ ریاستیں لوہارو، سرمور، بلاسپور، منڈی سکیت، کپورتھلہ، مالیرکوٹلہ، فریدکوٹ، چمبہ، بہاولپور، پٹیالہ جیند اور نابھہ براہ راست حکومت ہند کے ماتحت تھیں۔

حصولِ آزادی سے قبل متحدہ پنجاب مندرجہ ذیل اضلاع اور قسمتوں پر مشتمل تھا:۔

۱۔ انبالہ (انبالہ۔ شملہ، حصار، رہتک، کرنال گوڑ گاؤں)

۲۔ جالندھر (جالندھر، ہوشیارپور، کانگڑہ، فیروزپور، لدھیانہ)

۳۔ لاہور، امرتسر (شیخوپورہ، گوجرانوالہ، سیالکوٹ، گورداسپور)

۴۔ ملتان (ملتان، منٹگمری (حال ساہیوال) لائل پور، (حال فیصل آباد) جھنگ، مظفرگڑھ، ڈیرہ غازی خان۔)

۵۔ راولپنڈی (راولپنڈی، جہلم، گجرات، سرگودھا، اٹک، میانوالی۔)

پاکستانی پنجاب:

قیام پاکستان کے وقت پنجاب تقسیم ہو گیا۔ قسمت ہائے انبالہ و جالندھر، امرتسر تحصیل [illegible] کے علاوہ پورا ضلع گورداسپور اور تحصیل جونیاں کا نصف حصہ بھارت میں چلا گیا اور اسے مشرقی پنجاب کہا جانے لگا۔ جو علاقہ پاکستان میں شامل ہوا وہ (مغربی پنجاب) پاکستانی پنجاب کہلانے لگا۔

۱۹۵۵ء میں وحدت مغربی پاکستان عمل میں آئی تو صوبہ پنجاب مغربی پاکستان میں مدغم ہو گیا۔ یکم جولائی ۱۹۷۰ء کو وحدت (ون یونٹ) ختم کر دی گئی۔ سابقہ صوبے بحال ہو گئے

Marfat.com

اس وقت صوبہ پنجاب میں شامل علاقے سابق مغربی پنجاب اور ریاست بہاولپور پر مشتمل ہیں۔

موجودہ پاکستانی پنجاب ۲۲ اضلاع پر مشتمل ہے۔ بائیسواں ضلع اسلام آباد جو تقریباً سوا تین سو مربع میل علاقہ پر مشتمل ہے جولائی ۱۹۸۰ء کے آغاز میں قائم کیا گیا۔ ضلع قصور پہلے ضلع لاہور کا حصہ تھا۔ اسی طرح ضلع وہاڑی پہلے ضلع ملتان میں شامل تھا۔ انتظامی ضروریات کے تحت ان کو الگ اضلاع کا درجہ دے دیا گیا۔

یہ صوبہ پاکستان کے قلب کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کا بیشتر حصہ میدانی ہے جو بے حد زرخیز ہے۔ شمال مغربی گوشے میں پوٹھوہار کی سطح مرتفع ہے۔ یہ علاقہ دریاؤں کی لائی ہوئی مٹی سے بنا ہے۔ سندھ ساگر دوآب کا بیشتر حصہ ریگستان ہے جسے تھل کہتے ہیں۔ سندھ پار کا علاقہ ڈیرہ جات کہلاتا ہے۔

پنجاب تاریخ کے ہر دور میں ایک خوش حال خطہ کہلاتا رہا ہے۔ اس کی زرخیز زمینیں سونا اُگلتی ہیں۔ برطانوی دور میں اس صوبہ میں کوئی قابل ذکر صنعت قائم نہیں ہوئی البتہ آزادی کے بعد اس نے ہر لحاظ سے قابل قدر ترقی کی ہے۔ لاہور، سیالکوٹ فیصل آباد، گوجرانوالہ، شیخوپورہ، ساہیوال، قصور، گجرات، سرگودھا، جہلم، میانوالی، جھنگ اور راولپنڈی اس کے اہم شہر ہیں۔

پنجاب کے لوگ طاقتور اور بہادر ہیں اور عسکری روایات رکھتے ہیں۔ سر مائیکل اڈوائر نے پہلی جنگ عظیم کے دوران پنجاب سے حاصل ہونے والی عسکری قوت کا ذکر یوں کیا ہے:

> "ہم جنگ کے دور سے گزر رہے تھے۔ نظام حکومت کے خلاف ایجی ٹیشن سے اس صوبہ (پنجاب) میں تباہ کن نتائج برآمد ہو سکتے تھے جس میں بہترین جنگجو نسلوں کے لوگ آباد تھے اور جو فوج کو ہندوستان کے باقی تمام صوبوں سے زیادہ جنگجو افراد (فوجی سپاہی) فراہم کر رہا تھا۔"

Marfat.com

بھارتی پنجاب :

مشرقی پنجاب ــــــــــــــــــــ بعدازاں اس کا نام

پنجاب رکھ دیا گیا ۔ ۱۹۴۸ء میں یہاں کی پہاڑی ریاستوں پر مشتمل علیحدہ صوبہ ہماچل پردیش قائم کر دیا گیا ۔ اس کے اضلاع مہاسو ۔ سرمور ، منڈی ، چمبہ ، بلاس پور اور کنور ہیں ۔ ۱۹۵۶ء میں مشرقی پنجاب کی ریاستوں کی یونین ، پنجاب میں مدغم کر دی گئی ۔ ۱۹۶۶ء میں پنجاب کو لسانی بنیادوں پر تقسیم کیا گیا ۔

الف ۔ پنجاب ، گورداسپور ، امرتسر ، کپورتھلہ ، جالندھر ، فیروزپور ، بھٹنڈا ، پٹیالہ ، لدھیانہ کے اضلاع اور سنگ رود ، ہوشیارپور اور انبالہ کی تحصیل کھرڑ کے کچھ حصوں پر مشتمل ہے اس کا رقبہ ۲۰۵ ، ۴۷ مربع میل ہے ۔

ب ۔ ہریانہ وہ علاقہ ہے جس میں ہندی بولی جاتی ہے ۔ اس میں حصار ، مہندر گڑھ ، گوڑگاؤں ، رہتک اور کرنال کے علاوہ سنگرور اور انبالہ کی تحصیل کھرڑ کے کچھ حصے شامل ہیں اس کا رقبہ ۶۰۰ ، ۱۷ مربع میل ہے

ج ۔ ہماچل پردیش ، اس میں شملہ ، کلو ، کانگڑہ ، بھاول اور سپیٹی کے اضلاع اور ہوشیارپور اور انبالہ کے کچھ حصے شامل ہیں ۔ اس کا رقبہ ۱۰۸۸۵ مربع میل ہے ۔

Marfat.com

تاریخی پس منظر

قدیم دور:

پنجاب میں انسانی آبادی قائم ہونے کے آثار بتاتے ہیں کہ یہ سرزمین کئی ہزار سال پہلے بھی انسانوں کا مسکن تھی۔ وادی سون میں قدیم حجری ثقافت کے آثار ملے ہیں۔ جو ماہرین کے اندازے کے مطابق چار لاکھ سال پرانی ثقافت کے آثار ہیں۔ ہڑپہ میں تین ہزار سال قبل مسیح کے آثار ملے ہیں۔ محققین کا کہنا ہے کہ یہ آبادیاں بسانے والے لوگ سات آٹھ ہزار سال قبل عراق عرب سے آئے تھے۔ اور دراوڑ نسل سے تعلق رکھتے تھے تقریباً اڑھائی ہزار سال قبل مسیح میں وسط ایشیا کے آریاؤں نے ہندوستان پر حملہ کیا اور وہ پنجاب کے اصل باشندوں کو ہلاک کر کے یا غلام بنا کر اس زرخیز خطے پر قابض ہو گئے۔ آریاؤں کی معاشرت کی جھلکیاں رگ وید میں ملتی ہیں۔ پندرہ سو قبل مسیح تک یہ لوگ دریائے گنگا کی وادی تک پہنچ چکے تھے۔ رامائن اور مہابھارت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پنجاب کے مختلف دریاؤں کے کنارے خود مختار آریا راجاؤں کی ریاستیں قائم تھیں۔

۵۰۷ قبل مسیح میں ایران کے فرماں روا افریدون نے ہندوستان پر حملہ کیا اور پنجاب کو

Marfat.com

اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ بعد ازاں بعض روایات کے مطابق سائرس، افراسیاب اور دارا نے بھی اس خطے پر حملے کیے۔ دارا کے عہد میں لاہور اور ملتان کے صوبے ایرانی سلطنت میں شامل تھے۔ نوشیروان کے عہد سلطنت میں بھی ہندوستان کے مختلف حکمران اس کی حاکمیت اعلیٰ تسلیم کرتے تھے۔ داریوس اول نے موجودہ پاکستان کا سارا علاقہ اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ سکندر اعظم نے ایران فتح کیا تو یہ علاقے خود مختار ریاستوں میں بٹ گئے۔ بعد ازاں چندر گپت موریا ایک طاقت ور حکمران کے طور پر ابھرا۔ اس کے پوتے اشوک نے بدھ مت قبول کیا۔ تو پنجاب میں کئی جگہوں پر بدھ مت عبادت گاہیں قائم ہو گئیں۔ موریا خاندان کو زوال آیا۔ تو باختر کے یونانی حکمران پھر پنجاب پہ قابض ہو گئے۔ پھر کشان نے یونانیوں کے اقتدار کا خاتمہ کر کے اپنی وسیع سلطنت قائم کی۔ کنشک کی موت کے بعد پھر یہاں کئی ریاستیں قائم ہو گئیں۔ اس کے بعد چوتھی صدی عیسوی تک پنجاب اور کابل پر شاہی خاندان حکومت کرتا رہا۔ راج ترنگنی کے مطابق آٹھویں صدی عیسوی میں پنجاب کشمیر کے راجا للتادتیا نے فتح کر لیا دسویں صدی عیسوی میں شمالی پنجاب اور صوبہ سرحد پر مشتمل علاقوں میں ایک مضبوط حکومت کا قیام عمل میں آ چکا تھا۔ سلاطین غزنی کے ساتھ اس کے حکمرانوں کا مقابلہ ہوا۔

اسلامی عہد

برصغیر پاک و ہند کے ساتھ مسلمانوں کا تعلق تو ان عرب تاجروں کی بدولت قائم ہوا۔ جن کی بادبانی کشتیاں ساحل عرب و ہند و چین کے درمیان رواں رہتی تھیں۔ ۷۱۲ء میں محمد بن قاسم نے دیبل فتح کیا اور پھر دو سال کے اندر ملتان تک پہنچ گیا۔ لیکن اس وقت مسلمان افریقہ اور ہسپانیہ کی طرف متوجہ تھے اور ہندوستان میں مزید پیش قدمی ان کا مقصود نہیں تھی۔ کچھ عرصہ بعد سندھ اور ملتان میں خود مختار ریاستیں قائم ہوئیں۔

دسویں صدی عیسوی کے اواخر میں لاہور اور کابل تک کے علاقوں پر راجہ جے پال کی عملداری تھی۔ ۹۸۶ء میں راجہ جے پال اور سلطنت غزنوی کے سلطان سبکتگین کے درمیان معرکہ ہوا جس میں جے پال کو شکست ہوئی اور اس نے صلح کر لی۔ لیکن وہ لاہور پہنچتے ہی عہد

Marfat.com

سے پھر گیا۔ سلطان سبکتگین نے اسے بدعہدی کی سزا دینے کے لیے حملہ کر دیا۔ جے پال کی مدد کے لیے ہندوستان کے کئی راجے اور راؤ پہنچے۔ پشاور کے قریب جنگ ہوئی لیکن ہندوستان کے کئی راجاؤں کی متحدہ افواج کو شکست ہوئی۔ اور پشاور تک کا علاقہ سلطنت غزنی میں شامل ہو گیا۔ ۹۹۷ء میں سلطان سبکتگین کی وفات کے بعد سلطان محمود غزنوی نے متعدد حملے کیے لیکن یہاں حکومت قائم نہ کی۔ البتہ پنجاب کے حکمران کی بدعہدیوں کے باعث ۱۰۲۲ء میں اسے اپنی سلطنت میں شامل کر کے یہاں اپنا والی مقرر کر دیا۔ چنانچہ یہیں سے پنجاب کے اسلامی عہد کا آغاز ہوا۔

سلطان محمود غزنوی نے ملک ایاز کو پنجاب کا گورنر مقرر کیا تھا غزنوی خاندان کے آٹھ سلاطین از مسعود اول تا سلطان ابراہیم ثانی حکمران رہے۔ سلطان مسعود ثالث کے عہد (۱۰۹۹-۱۱۱۴ء) میں سلطنت غزنی کے مغربی علاقوں پر آل سلجوق نے قبضہ کر لیا تو سلاطین اپنا زیادہ وقت پنجاب میں گزارنے لگے۔ غوریوں نے ۱۱۷۳ء میں غزنی پر بھی قبضہ کر لیا۔ اور ۱۱۸۶ء میں لاہور بھی چھین لیا۔ مسلمان حکمران بن کر پنجاب میں آئے اور ان کے ساتھ عالم، مشائخ اور ہنرمند افراد بھی آئے۔ علماء، مشائخ دین اسلام کی تبلیغ کرنے لگے۔ ان بزرگوں میں شیخ اسماعیل (درود ۴۰۰ھ) شیخ علی بن عثمان ہجویری (حضرت داتا گنج بخش) (۱۰۴۰ء) شیخ عزیز الدین مکی (پیر مکی شریف) سید یعقوب زنجانی، سید احمد ترمذی، سخی صفی الدین گازرونی، شاہ یونس گردیزی، سلطان سخی سرور اور سید احمد بطور خاص قابل ذکر ہیں۔ ان کی مساعی سے پنجاب میں اسلام کا نور پھیلنا شروع ہوا۔ اس دور میں ابوالفرج رونی، نکتی لاہوری اور مسعود سعد سلمان نے لاہور میں علم و ادب کی شمعیں روشن کیں۔ نورالدین محمد عوفی نے اپنی کتاب لباب الالباب میں مسعود سعد سلمان کو عربی، فارسی اور ہندی زبان کا شاعر قرار دیا ہے۔ گویا ہندی یعنی قدیم اردو اس دور میں ایک شکل اختیار کر چکی تھی۔ مسعود سعد سلمان کا ایک دیوان فارسی آمیز ہندی میں تھا یعنی یہ اردو کا نقش اول تھا۔ یہی ہندی زبان بعدازاں دہلی پہنچی اور نکھر کر اردو زبان بنی۔

Marfat.com

سلاطین دہلی کا عہد :

(سلطان معز الدین بن سام شہاب الدین محمد غوری) نے لاہور ۱۱۸۶ء میں فتح کیا تھا۔ ۱۱۹۳ء میں ہی دہلی اور اجمیر پر بھی ان کا قبضہ ہو گیا۔ اس طرح اسلامی سلطنت کا دارالسلطنت دہلی منتقل ہو گیا۔ اور پنجاب کے بہت سے لوگ بھی دہلی منتقل ہو گئے۔ سلطان نے قطب الدین ایبک کو مفتوحہ علاقوں میں اپنا نائب السلطنت مقرر کیا۔ شہاب الدین محمد غوری ۱۲۰۶ء میں فوت ہوتے تو ان کے جانشین اور بھتیجے سلطان غیاث الدین محمود نے قطب الدین ایبک کو سلطان کا خطاب دیا۔ وہ ۱۲۱۰ء میں لاہور ہی میں چوگان کھیلتے ہوئے راہی عالم بقا ہوئے اور یہیں دفن ہوئے۔ انہوں نے ۴ سال نائب السلطنت کے طور پر اور ۵ سال خود مختار حکمران کے طور پر حکومت کی۔ ان کا خاندان تاریخ میں خاندان غلامان کہلاتا ہے۔ یہ خاندان ۱۲۹۰ء تک حکمران رہا۔ ۱۲۹۰ء سے ۱۳۲۰ء تک خلجی سلاطین حکومت کرتے رہے۔ ۱۳۲۰ء سے ۱۴۱۳ء تک تغلق خاندان نے حکومت کی۔

۹۹ - ۱۳۹۸ء میں امیر تیمور نے لاہور اور دیپال پور پر قبضہ کر لیا۔ دہلی پر قابض ہو کر پانچ روز تک قتل عام کیا۔ اس نے واپسی پر لاہور اور ملتان کو خضر خان کے سپرد کیا۔ اس نے ۱۴۱۴ء میں دہلی فتح کر کے سادات خاندان کی حکومت قائم کی۔ ۱۴۱۴ء سے ۱۴۵۰ء تک سادات سلاطین اقتدار میں رہے۔ ۱۴۵۱ء سے ۱۵۲۶ء تک لودھی خاندان حکومت کرتا رہا۔ خاندان غلامان اور خلجی خاندان کے عہد میں ہندوستان پر منگولوں نے کئی حملے کیے۔ چنانچہ سلاطین کو پنجاب میں آکر خصوصی دفاعی انتظامات کرنے پڑتے تھے۔ لاہور اور کئی دوسرے شہر کئی بار تباہ ہوئے۔ خاندان تغلق کے بانی غازی ملک کا زیادہ وقت پنجاب میں گزرا۔ ان تمام ادوار میں پنجاب کی حیثیت ایک سرحدی چھاؤنی کی رہی۔

ظہیر الدین بابر نے ۱۵۲۴ء میں لاہور پر قبضہ کیا۔ اور اسے لوٹ کر واپس چلا گیا۔ ۱۵۲۶ء میں اس نے پانی پت کے میدان میں ابراہیم لودھی کو شکست دے کر آگرہ پر قبضہ کر لیا اور مغل سلطنت کی بنیاد رکھی۔

Marfat.com

ترک اور افغان حکمرانوں کے اس پانچ سو سالہ دور میں مسلمان تقریباً پونے دو سو سال پنجاب تک محدود رہے۔ پھر دہلی دارالسلطنت بن گیا اس تمام عرصے میں پنجاب ان کی سیاسی قوت کا سرچشمہ رہا۔ پنجاب کے میدانوں میں تاتاریوں کی کئی یلغاریں روکی گئیں۔ اس دور میں ملتان، دیپال پور، لاہور اور سرحد پنجاب کے اہم مراکز تھے۔ ان تمام حکمرانوں نے مقامی لوگوں کے ساتھ نرمی، کشادہ دلی اور مہربانی کا سلوک کیا۔ مسلمان صوفیا اور مشائخ نے دلوں کی دنیا فتح کر کے اسلام کی روشنی پھیلانے کا سلسلہ جاری رکھا۔ لاہور کے علاوہ ملتان اور پاک پتن (سابقہ اجودھن) روحانی مراکز کی حیثیت حاصل کر گئے۔ شیخ بہاؤ الدین ذکریا (۱۱۸۲ - ۱۲۶۴ء) نے ملتان میں مرکز رشد و ہدایت قائم کیا۔

ان کی تعلیمات اور حسن سلوک سے پنجاب کے بہت سے راجپوت اور جاٹ قبائل مشرف بہ اسلام ہوئے۔ بابا فرید شکر گنج ۱۲۶۵ء یعنی اپنی وفات تک پاک پتن میں اسلام کی تعلیم دیتے رہے۔ وٹو اور سیال قبائل کے افراد آپ ہی کی تعلیمات سے مسلمان ہوئے۔ بابا فرید الدین گنج شکر کے بعض اقوال و ارشادات فارسی تذکروں میں ملتے ہیں جو اردو زبان کا ابتدائی نمونہ ہیں۔

مغل سلطنت کے بانی ظہیر الدین بابر کے بیٹے نصیر الدین ہمایوں نے پنجاب، کابل اور قندھار مرزا کامران کی تحویل میں دیے۔ لیکن شیر شاہ سوری نے اسے شکست دے دی۔ چنانچہ شیر شاہ سوری اور اس کے جانشین پندرہ سال تک ہند پر حکومت کرتے رہے۔ ۱۵۵۵ء میں ہمایوں نے سلطنت واپس لی۔ ہمایوں کی وفات کے وقت اکبر پنجاب میں کلانور کے مقام پر مقیم تھا۔ وہاں اس کی تخت نشینی کی رسم ادا ہوئی اور اس کے بعد مغل سلطنت کے شاندار دور کا آغاز ہوا۔ مغل عہد میں لاہور کو ترقی دینے اور اسے تختۂ گلزار بنانے پر خصوصی توجہ دی گئی۔ اکبر نے ۱۵۸۴ء اور ۱۵۹۸ء کے درمیان لاہور میں رہ کر شاہی قلعہ تعمیر کرایا۔ جہانگیر اور شاہ جہان بھی کشمیر آتے جاتے لاہور میں قیام کرتے تھے۔ جہانگیر اور ان کی چہیتی بیگم نور جہان کی تدفین بھی لاہور میں ہوئی۔ شاہ جہان کے عہد میں شالامار باغ، مسجد وزیر خان اور کئی دوسری عمارتیں تعمیر ہوئیں۔

Marfat.com

داراشکوہ کے مرشد حضرت میاں میر بھی لاہور میں قیام فرما رہے۔ اورنگ زیب عالمگیر نے بادشاہی مسجد تعمیر کروائی اور دریائے راوی پر کئی میل لمبا بند بنوا کر لاہور کو محفوظ بنایا۔ پنجاب میں خوش حالی کا دور دورہ ہوا۔ اس دور میں نقشبندی اور قادری سلسلے کے بزرگوں نے پنجاب میں اشاعت اسلام کا سلسلہ جاری رکھا۔

مغل بادشاہ اور مسلمان بزرگ تمام لوگوں کے ساتھ رواداری کا سلوک کرتے تھے۔ ایک روایت کے مطابق امرتسر کا سنگ بنیاد حضرت میاں میر نے رکھا تھا۔ اور یہاں شہر بنانے کے لیے زمین اکبر نے گورو رامداس کو دی تھی۔ سکھوں کے نویں گرو تیغ بہادر نے مغل حکومت کے خلاف بغاوت کر کے پنجاب اور کشمیر میں قتل و غارت گری کا بازار گرم کیا۔ دسویں گورو گوبند سنگھ نے بھی یہی کچھ کیا۔ ان معمولی شورشوں کے علاوہ پنجاب میں مجموعی طور پر امن و امان رہا۔ اور اس خطے نے تہذیبی، معاشرتی اور اقتصادی لحاظ سے خوب ترقی کی۔ یہاں فن تعمیر کے شاہکار وجود میں آئے۔ اس دور کی کئی یادگاریں اب مٹ چکی ہیں۔ لیکن شالامار باغ، شاہی قلعہ، شاہی مسجد، مقبرہ جہانگیر و نور جہاں اس دور کی عظمت کی داستانیں سنا رہے ہیں۔

مغلوں کا زوال اور سکھوں کا عروج :

اورنگزیب عالمگیر کی آنکھیں بند ہوتے ہی مغل سلطنت کے مختلف حصوں میں بغاوتیں اور سازشیں سر اٹھانے لگیں۔ پنجاب میں گورو گوبند سنگھ کے ایک چیلے بندہ بیراگی نے کرنال اور لدھیانہ کے علاقوں میں قتل و غارت کا بازار گرم کیا اور لاہور کے گورنر سید اسلم کو بھی شکست دے دی۔ بالآخر بہادر شاہ یعنی اورنگ زیب کے بیٹے معظم نے خود آ کر بغاوت روکی۔ ۱۷۱۲ء میں بہادر شاہ ابھی لاہور میں مقیم تھے کہ پیغام اجل آ پہنچا۔ اس کے چاروں بیٹوں میں تخت کے لیے راوی کے کنارے کئی روز تک ہوتی رہی۔ بالآخر جہاں دار شاہ کامیاب ہوا۔ لیکن فرخ سیر نے جلد ہی اس کے اقتدار کا خاتمہ کر دیا۔ دریں اثنا پنجاب میں بندہ بیراگی نے سر اٹھایا۔ سرہند پر قبضہ کر کے وہاں مسلمانوں کو قتل کیا۔ پھر ستلج، بیاس

Marfat.com

راوی کے کنارے کئی قصبے جلا کر خاکستر کر دیے اور وہاں کے تمام باشندے تہ و تیغ کر دیے پٹیالہ کا ایک حصہ نذر آتش کر دیا۔ بالآخر فرخ سیر نے نواب عبدالصمد خان کو بھیج کر اس شورش کا خاتمہ کیا۔ بندہ بیراگی اور اس کے ساتھی گرفتار ہو کر دہلی پہنچے اور قتل ہوئے لیکن فرخ سیر کے جانشین کمزور سے کمزور ہوتے چلے گئے۔ ۱۷۳۸ء میں نادر شاہ نے حملہ کر دیا عبدالصمد خان کے بیٹے ذکر خان نے گورنر پنجاب کی حیثیت سے اس کا مقابلہ کیا۔ مگر شکست کھا کر صلح کر لی۔ اس کے بعد نادر شاہ نے دہلی کو لوٹا۔ نادر شاہ واپس گیا تو سکھوں نے پھر سر اٹھایا۔ مغلوں اور افغانوں کی لڑائی سے پیدا ہونے والی ابتری سے سکھوں نے فائدہ اٹھایا۔ دریں اثنا احمد شاہ ابدالی نے بھی ہندوستان پر حملے کیے ۱۷۵۸ء میں سکھوں نے پھر لاہور پر قبضہ کر لیا۔ افغانوں، ابدالیوں اور مرہٹوں کی لڑائیوں سے ایسٹ انڈیا کمپنی نے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ کمپنی ۱۷۶۴ء میں شاہ عالم ثانی کو بکسر کی جنگ میں شکست دے کر آگے بڑھتی رہی۔

رنجیت سنگھ کا دور :

۱۸۰۴ء میں انگریزوں اور مرہٹوں کی جنگ ختم ہوئی تو انگریزوں نے فتح مند ہونے کے باعث دہلی اور دو آب پر قبضہ کر لیا۔ مغل بادشاہ کی حیثیت انگریزوں کے وظیفہ خوار کی رہ گئی۔ ۱۸۰۹ء میں انگریزوں نے سندھ کے میروں سے ایک معاہدہ کیا جس کے تحت دریائے سندھ کے راستے اپنا مال گزارنے کی اجازت حاصل کر لی۔ انگریزوں کا وعدہ یہ تھا کہ وہ سندھ میں نہ تو فوجی ساز و سامان لائیں گے نہ وہاں کوئی فوجی کارروائی کریں گے۔ ۱۸۳۸ء میں انہوں نے اس معاہدہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے سندھ کے راستے اپنی فوج افغانستان بھیجی۔ سندھ کے میروں نے اس پر بھی تعرض نہ کیا۔ ۱۸۴۳ء میں انگریزوں نے چارلس نیپیئر کی سرکردگی میں بلاجواز سندھ پر چڑھائی کر دی چنانچہ ریاست خیر پور کو چھوڑ کر سارے سندھ پر انہوں نے قبضہ کر لیا۔ ۱۸۴۷ء میں سندھ کا الحاق صوبہ بمبئی کے ساتھ کر دیا گیا۔ اسی اثنا میں پنجاب میں سکھوں کی شورش اور سکھوں اور

Marfat.com

ابدالیوں کے درمیان آنکھ مچولی کا سلسلہ جاری رہا ۔ ۱۷۹۷ء میں شاہ زمان نے رنجیت سنگھ کو لاہور کی حکومت کا پروانہ لکھ دیا ۔ رنجیت سنگھ نے اٹک اور ستلج کے درمیانی علاقے پر قبضہ جمانے کے بعد فرید کوٹ اور انبالہ پر قبضہ کر لیا ۔

معاہدہ امرتسر :

۱۸۰۹ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی اور رنجیت سنگھ کے درمیان "معاہدہ امرتسر" طے ہوا ۔ جس کی رو سے رنجیت سنگھ نے دریائے ستلج کو اپنی سرحد تسلیم کر لیا ۔ رنجیت سنگھ نے ۱۸۱۶ء میں جھنگ ۱۸۱۸ء میں، ملتان ۱۸۱۹ء، ۱۸۱۹ء میں کشمیر اور ۱۸۲۳ء میں پشاور اور جمرود پر بھی قبضہ کر لیا ۔ رنجیت سنگھ کے دور میں بھی پنجاب کی دفتری زبان فارسی رہی ۔ مہاراجہ خود پنجابی میں گفتگو کرتا تھا ۔ لیکن انگریزوں کے ساتھ بات چیت ہندوستانی (اردو) میں ہوتی تھی ۔ یہ دور مسلمانوں کے لیے بڑا بھاری تھا ۔ مساجد بھی سکھوں کے قبضہ میں تھیں ۔ مسلمانوں سے بیگار لی جاتی اور اہانت آمیز سلوک کیا جاتا ۔ انہیں اذان دینے کی اجازت نہیں تھی ۔ مسجدیں اصطبل اور بارود خانہ کے طور پر استعمال ہوتی تھیں ۔ ان حالات میں مجاہدین کی ایک جماعت نے سید احمد شہید اور مولانا محمد اسماعیل شہید کی قیادت میں منظم ہو کر سکھوں کے خلاف جہاد کیا ۔ مجاہدین کی جدوجہد کے نتیجہ میں دریائے سندھ کے مغرب میں واقع علاقے آزاد ہو گئے لیکن بعض خوانین کی سازش سے مجاہدین کی تنظیم درہم برہم ہو گئی ۔

مولانا سید احمد اور ان کے رفقاء نے ۱۸۲۶ء میں سکھوں کے مظالم کے خلاف جہاد شروع کیا ۔ وہ ۱۸۳۱ء میں بالاکوٹ کے معرکہ میں شہید ہوئے اس کے بعد یہ علاقے پھر سکھوں کی تحویل میں آ گئے ۔

عہد نامہ لاہور

۱۸۳۹ء میں رنجیت سنگھ دنیا سے رخصت ہو گیا تو پنجاب میں انتشار پھیل گیا

Marfat.com

بدنظمی حد سے بڑھی تو انگریزوں نے موقع غنیمت جانا۔ چنانچہ انگریزوں نے ۱۸۴۵ء میں حملہ کر کے سکھوں کو پے در پے شکستیں دیں۔ انگریزوں نے قصور پر قبضہ کر لیا سکھ فوج نے ہتھیار ڈال دیے۔ اور سکھ حکومت صلح پر مجبور ہو گئی۔ یہ صلح "عہد نامہ لاہور" کہلاتی ہے۔ اس عہد نامہ کی رو سے جالندھر دوآب کا علاقہ انگریزوں کو مل گیا۔ علاوہ ازیں سکھ حکومت کو تاوان جنگ بھی ادا کرنا پڑا۔ اس نے تاوان ادا کرنے کے لیے صوبہ جموں وکشمیر گلاب سنگھ ڈوگرہ کے پاس فروخت کر دیا۔ جموں وکشمیر کی قیمت ۷۵ لاکھ روپے طے پائی۔ حکیم الامت علامہ اقبال نے جموں وکشمیر کی فروخت کی طرف یوں اشارا کیا ہے۔

قومے فروختند وچہ ارزاں فروختند

سکھ عہد کا خاتمہ اور پنجاب کا الحاق:

معاہدہ لاہور کی رو سے سکھ دربار لاہور میں ایک انگریز ریذیڈنٹ کا قیام بھی عمل میں آیا۔ اس ریذیڈنٹ نے ہر کام میں مداخلت کی۔ نتیجتہً جگہ جگہ بغاوت برپا ہو گئی۔ انگریزوں کا مقصد بھی یہی تھا کہ پنجاب پر قبضہ کرنے کا بہانہ ہاتھ آئے۔ ۱۸۴۸ء میں انگریزوں اور سکھوں کے درمیان لڑائی شروع ہو گئی۔ سکھوں کو چیلیانوالہ اور گجرات میں انگریزوں کے ہاتھوں شکست ہوئی اور ان کے اقتدار کی بساط الٹ گئی۔

۲۹ مارچ ۱۸۴۹ء کو سیکرٹری حکومت ہند مسٹر ایچ۔ ایم۔ ایلیٹ نے ہیڈ کوارٹرز کیمپ فیروز پور روڈ سے گورنر جنرل کی طرف سے ایک اعلان جاری کیا جس میں انگریزوں کے نقطۂ نظر سے سکھوں کے ساتھ جنگ کا حال بیان کرنے کے بعد کہا گیا کہ:

"چنانچہ ہندوستان کے گورنر جنرل نے یہ قرار دیا ہے اور اس کا اعلان کیا جاتا ہے کہ سلطنت پنجاب ختم ہو چکی ہے اور مہاراجہ دلیپ سنگھ کے تمام علاقے اب اور اس کے بعد ہندوستان میں برطانوی سلطنت کا حصہ متصور ہوں گے۔" [۳]

Marfat.com

۳۰ مارچ ۱۸۴۹ء کو گورنر جنرل نے اس اعلان کی تشہیر کے حکم پر دستخط کیے اور ۲ اپریل کو اس کی تشہیر کر دی گئی۔ چنانچہ ۲ اپریل ۱۸۴۹ء کو انگریزوں نے پنجاب ایسٹ انڈیا کمپنی کے زیر اہتمام علاقہ میں شامل کر لیا۔

پنجاب کی تعمیر نو: (وکٹورین عہد ۱۸۴۹ء - ۱۹۰۰ء)

۱۸۵۷ء تک پنجاب میں سکھوں کے اثرات غالب تھے۔ پنجاب میں سکھا شاہی کے باعث لوگوں نے انگریزوں کی آمد پر اطمینان کا اظہار کیا۔ اور یہی وجہ تھی کہ ۱۸۵۷ء میں پنجاب نے جنگ آزادی میں بہت سرگرم حصہ نہ لیا۔ سکھوں کے چند خاندانوں کو چھوڑ کر باقی سکھوں نے انگریز راج کے ساتھ تعاون کیا۔ مسلمانوں کو تو چونکہ سکھوں کی چیرہ دستیوں سے نجات ملی تھی اس لیے انہوں نے بھی بالعموم انگریزی راج سے تعاون کیا۔ البتہ بعض علاقوں میں مسلمانوں نے انگریزوں کی بھی اس طرح مزاحمت کی جس طرح وہ سکھوں کی مزاحمت کرتے رہے تھے۔

ہندو مسلم کشمکش:

انڈین نیشنل کانگرس کا قیام ایک انگریز مسٹر اے۔ او ہیوم کی تحریک پر عمل میں آیا تھا ہیوم اس تنظیم کو معاشرتی اصلاح کا ذریعہ بنانا چاہتا تھا۔ حکومت ہند نے بھی اس جماعت کی پشت پناہی کا فیصلہ کیا تاکہ یہ بظاہر ہندوستانیوں کی آزادانہ تنظیم نظر آئے مگر اصل میں انگریزی اقتدار کو سہارا دے۔ ہر سال کانگرس کا اجلاس ہوتا جس میں پہلے حکومت کے ساتھ وفاداری کا اظہار کیا جاتا اور پھر مؤدبانہ انداز میں کچھ معروضات پیش کی جاتیں۔ جلد ہی کانگرس ہندوستانیوں کی جماعت کی بجائے ہندوؤں کی جماعت کا کردار ادا کرنے لگی۔ سرسید احمد خان نے پہلے ہی یہ محسوس کر لیا تھا کہ ہندو مسلم اتحاد مسلمانوں کے حق میں اچھا نہیں ہو گا۔ اور کانگرس مسلمانوں کے بارے میں مخلص نہیں۔ ۱۸۸۲ء میں میونسپل کمیٹیوں اور ۱۸۹۲ء میں صوبائی کونسلوں کے انتخابات کا طریقہ رائج ہوا۔ یہ انتخابات

Marfat.com

مخلوط بنیادوں پر ہوئے نتیجہ یہ ہوا کہ ان اداروں میں مسلمانوں کو بہت کم نمائندگی ملی۔ ہندوؤں نے مسلمانوں کی طرف سے تلافی کی درخواستوں پر کوئی توجہ نہ دی۔ اگرچہ بعض مسلمان زعما کانگرس میں شامل تھے۔ لیکن مسلمان بحیثیت مجموعی ان سے الگ رہے۔

پنجاب ۱۹۰۱ء تا ۱۹۱۴ء:

۱۹۰۵ء میں بنارس میں کانگرس کا جو سالانہ اجلاس ہوا۔ اس میں شامل سات سو چھپن مندوبین میں سے مسلمان مندوبین صرف سترہ تھے۔ مسلمانوں نے اپنے لیے ایک الگ پلیٹ فارم کی ضرورت محسوس کی۔ ۱۹۰۵ء میں بنگال تقسیم ہوا تو ہندوؤں نے اس کے خلاف زبردست تحریک چلائی اور بالآخر تقسیم منسوخ کرانے میں کامیاب ہو گئے۔ اس سے مسلمانوں میں اپنی بے بسی کا احساس اور بڑھ گیا۔

۱۹۰۹ء میں مسلمانوں کو اپنے متفقہ مطالبہ اور یک جہتی کے نتیجہ میں پہلی کامیابی حاصل ہوئی اور حکومت نے یہ مطالبہ تسلیم کر لیا کہ کونسلوں میں مسلمانوں کے نمائندے جداگانہ انتخاب کے ذریعے چنے جائیں۔ (منٹو مارلے سکیم)

۱۹۱۲ء میں بنگال کی تقسیم منسوخ ہوئی۔ تو مسلمانوں میں بھی سرگرمی پیدا ہوئی۔ انہوں نے محسوس کر لیا کہ منظم احتجاج اور جدوجہد کے بغیر حقوق حاصل نہیں ہو سکتے۔ اس دور میں ایران اور سلطنت عثمانیہ کے خلاف مغربی قوموں کی ریشہ دوانیاں عروج پر پہنچ گئیں۔ چنانچہ مولانا ظفر علی خان، مولانا محمد علی، اور مولانا ابوالکلام آزاد نے مسلمانوں کی ترجمانی کا حق ادا کیا۔ مسلمانان پاکستان و ہند نے روپیہ جمع کر کے ترکوں کی امداد کے لیے بھیجا۔ ایک طبی وفد بھی ترکی بھیجا گیا۔

پنجاب ۱۹۱۴ء سے ۱۹۴۷ء تک:

اسی زمانہ میں ہجرت کی تحریک چلی۔ مولانا محمود الحسن اور مولانا عبید اللہ سندھی بھی کابل جا کر جہاد کی تیاریوں میں مصروف رہے۔ دوسری طرف ۱۹۱۰ء میں کانگرس کے

Marfat.com

سالانہ اجلاس منعقدہ الہ آباد میں مسلمانوں اور ہندوؤں کے اختلافات دور نہ ہو سکے۔ ہندوؤں کی ضد کے باعث یہ کانفرنس ناکام ہو گئی۔ تاہم ۱۹۱۶ء میں میثاق لکھنؤ کی صورت میں مسلمانوں کی جداگانہ نیابت کا حق تسلیم کر لیا گیا۔

پنجاب انگریزوں کا قبضہ میں جانے کے بعد بھی مسلمانوں کی حالت تبدیل نہ ہوئی ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کا ذمہ دار مسلمانوں کو ٹھہرایا گیا۔ ادھر شمال مغربی سرحد علاقے میں مجاہدین کی کارروائیوں کی سزا بھی پورے پاکستان و ہند کے مسلمانوں کو دی گئی۔ ان پر سرکاری ملازمت کے دروازے بند رہے۔ تعلیم اور تدریس کے شعبوں میں انہیں پس پشت ڈال دیا گیا۔ زراعت پیشہ مسلمان ہندوؤں کے مقروض تھے۔

انگریزی عہد کے انتظامی، تعلیمی، اصلاحی پہلو:

پنجاب میں ۱۸۹۸ء میں مجلس قانون ساز قائم ہوئی۔ تو اس میں مسلمانوں کو پوری نمائندگی نہ ملی۔ ۱۹۰۹ء میں جداگانہ انتخابات کا طریقہ رائج ہوا۔ اس سے بھی فرق واقع نہ ہوا کیونکہ خالص مسلمان نشستیں اقلیت میں تھیں اور مخلوط یا ہندو علاقے سے کسی مسلمان کی کامیابی ناممکن تھی۔ ۱۹۱۳ء میں مائیکل اڈوائر پنجاب کا لیفٹیننٹ گورنر بنا۔ اس نے پنجاب کے جاگیرداروں کو اپنے مقصد کے لیے استعمال کیا۔ دیہی اور شہری آبادی میں تفرقہ پیدا کیا۔

پہلی عالمگیر جنگ کے دوران تقریباً ۷ لاکھ افراد فوج میں بھرتی کیے گئے جن میں پنجاب سے تعلق رکھنے والے افراد کی تعداد ۳ لاکھ ۴۰ ہزار تھی۔ جبری بھرتی کے خلاف جا بجا فسادات ہوئے جن کو سختی سے کچلا گیا اس دور میں بھی مسلمان بطور خاص انگریزوں کے عتاب کا نشانہ بنے۔

البتہ با اثر مسلمانوں نے انگریزوں کے مقاصد کی تکمیل کی اور جاگیریں حاصل کیں۔ بھرتی کے خلاف تحریک کو کچلنے اور انگریزوں کے منظور نظر افراد سے کام لینے کی تفصیل اس وقت کے پنجاب کے لیفٹیننٹ گورنر سر مائیکل اڈوائر نے یوں بیان کی ہے:

Marfat.com

"اخبارات اور تقریروں میں بغاوت انگیز پراپیگنڈہ کے خلاف فوری کارروائی اور شہری و دیہی علاقوں کے ممتاز مسلمانوں کے خوش دلانہ تعاون نے بحیثیت مجموعی پنجاب کے مسلمانوں کو قابو میں رکھا اور ہم نے ۱۹۱۵ء کے بعد مسلمانوں میں سے ایک لاکھ اسّی ہزار افراد فوج میں بھرتی کیے۔ ان ممتاز مسلمانوں میں نواب بہرام خان، سر فتح علی خان، سر عمر حیات خان، سر خدا بخش خان ٹوانہ مولوی سر رحیم بخش وزیر اعلیٰ ریاست بہاولپور، سید سر مہدی شاہ اور شمال مغربی پنجاب کے بڑے پیر اور مذہبی راہنما شامل تھے۔"[۲۸]

۱۹۱۶ء میں پنجاب کے مسلمانوں کو میثاق لکھنؤ کے تحت اسمبلی میں ۵۵ فی صد اکثریت سے دست کش ہو کر ۵۰ فی صد نشستیں قبول کرنا پڑیں۔ ۱۹۱۸ء میں مونٹیگو وچیمسفورڈ کے نام سے اصلاحات نافذ کی گئیں جن کی رو سے کچھ اختیارات عوامی نمائندوں کو ملے اور باقی گورنر اور اس کی انتظامی کونسل کو دیے گئے۔ گورنر کو اسمبلی سے مشورہ کرنے کے بعد قانون نافذ کرنے کا اختیار دیا گیا یہ اصلاحات عملاً ناکام رہیں۔ ۱۹۱۹ء میں رولٹ ایکٹ منظور ہوا تو اس کے خلاف احتجاج ہوا۔ اس ایکٹ کے تحت کسی کو بلا وارنٹ گرفتار کیا جا سکتا تھا اور مقدمہ کی سماعت کے بغیر جیل بھیجا جا سکتا تھا۔ ۱۲ اپریل ۱۹۱۹ء کو جلیانوالہ باغ امرتسر میں فوج کی بے تحاشا فائرنگ سے ۳۷۹ افراد ہلاک اور ۱۱۳۷ زخمی ہو گئے اور پنجاب کے متعدد اضلاع میں مارشل لا نافذ کر دیا گیا۔

اس کے بعد تحریک ترک موالات اور تحریک خلافت کا زور رہا اور پنجاب میں بھی ہلچل برپا رہی۔ شردہانند نے شدھی اور پنڈت مالویہ نے سنگھٹن کی تحریکیں چلا کر مسلم ہندو مسئلہ کو سنگین بنا دیا۔ رہی سہی کسر آل انڈیا ہندو مہاسبھا کے قیام سے پوری ہو گئی۔ ۱۹۲۰ء میں سکھوں نے بھی اپنی جداگانہ حیثیت منوانے کا مطالبہ کر دیا۔ ہندوؤں نے ان کی تائید کی۔ اس طرح مسلمانوں کے خلاف ہندو سکھ متحدہ محاذ قائم ہو گیا۔ پنجاب

Marfat.com

یعنی جو مسلمان اقتدار کی مسند پر متمکن ہوتے۔ وہ مسلمانوں کے حقوق کے لیے تو کام کرتے رہے۔ لیکن ان کی کوشش یہ رہی کہ مسلمان انگریزوں کے خلاف کسی تحریک میں حصہ نہ لیں۔ مسجد شہید گنج اور خاکساروں پر گولیاں چلانے کے اندوہناک واقعات ان کی اس پالیسی کے باعث رونما ہوتے۔

تحریک خلافت تحریک ترک موالات

ادھر اتحادیوں نے پھر ترکی کے خلاف کارروائی شروع کر دی۔ برطانیہ اور فرانس نے عربوں کے وسیع علاقے پر قبضہ کر لیا۔ یونانی فوجوں نے سمرنا میں مسلمانوں کا قتل عام کیا۔ ان حالات کے نتیجہ میں پاکستان و ہند میں تحریک خلافت شروع ہوئی۔ جس کی قیادت علی برادران نے کی۔ ۱۹۲۴ء میں ترکیہ کی نئی حکومت نے از خود ہی خلافت ختم کر دی تو پاک و ہند میں تحریک خلافت بھی ختم ہو گئی۔ تحریک خلافت کے دوران میں تحریک ترک موالات گاندھی جی نے شروع کی تھی۔ مگر اس میں مسلمانوں نے بھی قربانیاں دیں۔ پنجاب، سندھ اور سرحد کے ۱۸ ہزار مسلمان اپنا سب کچھ کوڑیوں کے بھاؤ فروخت کر کے افغانستان چلے گئے۔ مگر انہیں وہاں بھی ناقابل بیان مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

فرقہ وارانہ گروہ بندیاں :

۱۹۲۱ء میں پنڈت مدن موہن مالویہ نے آل انڈیا ہندو مہاسبھا قائم کی۔ اس تنظیم کا مقصد یہ تھا کہ مسلمان ہندوستان میں باہر سے آئے ہیں اس لیے وہ باہر چلے جائیں یا پھر ہندوستان میں ہندوؤں کے مطیع بن کر رہیں۔ ہندوؤں کو چاہیے کہ یا تو مسلمانوں کو ہندوستان سے باہر نکال پھینکیں یا انہیں ہندو بنا لیں۔ ۱۹۲۲ء میں سوامی شردھانند نے مسلمانوں کو ہندو بنانے کے لیے "شدھی" کی تحریک شروع کی اس تحریک کے کارکن غریب مسلمانوں کو پھلے روپے پیسے کا لالچ دیتے پھر ڈراتے دھمکاتے

Marfat.com

مشاہیر اسلام کی شان میں گستاخی کرتے۔ لالہ لاجپت رائے نے ہندوؤں کو طاقت ور اور مضبوط بنانے کے لیے ہندو سنگھٹن کی تحریک چلائی۔ ہندوؤں کی ان تحریکوں سے مسلمانوں اور ہندوؤں کے اتحاد کا معاملہ بگڑ گیا۔ ۱۹۲۲ء میں محرم کے موقع پر ملتان میں ہندو مسلم فساد ہوا اور پھر دوسرے شہر اور صوبے بھی فسادات کی لپیٹ میں آ گئے۔ اس مرحلہ پر کانگرس نے پھر یہ مطالبہ کیا کہ مسلمان جداگانہ انتخاب سے دستبردار ہو جائیں انہی حالات نے مسلمانوں کے رہنماؤں اور مفکروں کو مسلمانوں کے مستقبل کے بارے میں سوچنے پر مجبور کیا۔

۱۹۲۸ء میں کانگرس کی نہرو رپورٹ منظر عام پر آئی۔ یہ رپورٹ ہندو ارکان کی اکثریت نے یک طرفہ طور پر تیار کی تھی۔ اور اس میں مسلمانوں کے مطالبات اور نقطۂ نظر کو یکسر نظر انداز کر دیا گیا تھا۔ چنانچہ جو مسلمان کانگرس کے حامی تھے ان میں سے بھی بیشتر ہندوؤں سے بدظن ہو گئے اور انہوں نے نہرو رپورٹ کی ڈٹ کر مخالفت کی۔ کانگرس نے یہ اعلان بھی کر دیا کہ اگر دسمبر ۱۹۲۹ء تک نہرو رپورٹ کو دستور کی بنیاد نہ بنایا گیا تو آزادی کامل کے لیے سول نافرمانی کی تحریک شروع کر دی جائے گی۔

قائد اعظم نے نہرو رپورٹ کے جواب میں اپنے چودہ نکات پیش کیے حکیم الامت علامہ اقبال نے ۱۹۳۰ء میں خطبہ الٰہ آباد میں مسلمانوں کے لیے ایک الگ وطن کا تصور پیش کیا۔ مسلمانوں کے بعض گروہ اس کے بعد بھی کانگرس کے حامی اور ہم نوا بنے رہے۔ ۱۹۳۵ء میں مسجد شہید گنج کی تحریک چلی جس میں مجلس احرار پیش پیش تھی۔ لیکن یہی تحریک مجلس احرار کی غیر مقبولیت کا باعث بھی بنی۔ کیونکہ آخر میں مجلس کا طرز عمل عام مسلمانوں کی توقعات کے مطابق نہ رہا۔ صوبہ سرحد میں خدائی خدمت گاروں کی جماعت کانگرس کی ہم نوا تھی۔ ۱۹۳۷ء کے انتخابات کے نتیجہ میں پنجاب اور بنگال کے سوا تمام صوبوں میں کانگرس کی حکومتیں قائم ہو گئیں یہ صورت حال مسلم لیگ اور مسلمانوں کی تنظیم نو کا باعث بنی۔ کیونکہ کانگرسی وزارتوں نے اقلیتوں بالخصوص مسلمانوں کے حقوق و مفادات کو بری طرح نظر انداز کیا۔

136410

Marfat.com

تحریک پاکستان :

مارچ ۱۹۴۰ء میں مسلم لیگ کا ستائیسواں سالانہ اجلاس لاہور میں ہوا۔ ۲۲ مارچ کو قائداعظم نے اس اجلاس میں دو قومی نظریہ کی وضاحت کی۔ اور اس کی روشنی میں ملک کے آئینی مسئلہ کا حل پیش کیا۔ ۲۴ مارچ کو عام اجلاس میں وہ قرارداد منظور ہوئی جو قراردادِ پاکستان کہلاتی ہے کانگرس مسلمانوں کے بعض گروہوں اور کئی دوسری جماعتوں نے مطالبہ پاکستان کی شدید مخالفت کی۔

لیکن وقت گزرنے کے ساتھ پاکستان کا تصور مسلم عوام میں مقبول ہوتا گیا کانگرس اور مسلم لیگ کے اختلافات رفع کرانے کی ہر کوشش اس لیے ناکام ہوتی رہی کہ کانگرس اکثریت کی نمائندہ ہونے کے زعم میں ہر معاملہ میں اپنا فیصلہ منوانا چاہتی تھی۔ پنڈت جواہر لعل نہرو نے اس بنا پر یہ اعلان کر دیا کہ ہندوستان میں صرف دو طاقتیں موجود ہیں۔ کانگرس اور برطانوی حکومت۔ قائداعظم نے اس کے جواب میں مسلمانوں کو تیسری طاقت قرار دیا۔ اگرچہ انگریزوں نے ہندوستان کی تقسیم، حد بندی اور اثاثوں کی تقسیم میں مسلمانوں کے ساتھ ناانصافی کی لیکن وہ قیام پاکستان کے مطالبہ کو نہ روک سکے۔ اور ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان معرض وجود میں آ گیا۔ پنجاب کو ہندوستانی پنجاب اور پاکستانی پنجاب دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔

انگریزوں کی مسلم دشمنی :

انگریزوں نے برصغیر میں مسلمانوں سے اقتدار چھینا تھا۔ سلطان ٹیپو شہید اور نواب سراج الدولہ نے انگریزوں کے خلاف جہاد کیا اس سے مسلمانوں کے خلاف انگریزوں کی آتش انتقام اور بھڑکی۔ مسلمانوں کے برعکس ہندوؤں نے انگریزوں کے ساتھ قدم قدم پر بھرپور تعاون کیا۔ انگریزوں نے یہ پالیسی اختیار کی کہ مسلمانوں کو مکمل طور پر کچل دیا جائے تاکہ وہ دوبارہ اپنے پاؤں پر کھڑے نہ ہو سکیں۔ بنگال پر سب سے پہلے

Marfat.com

انگریزوں کا قبضہ ہوا تھا۔ بنگال کے ہندوؤں نے انگریزی تعلیم کے حصول اور مغربی معاشرت قبول کرنے میں پہل کر کے زندگی کے ہر شعبہ میں مسلمانوں پر سبقت حاصل کر لی۔ کارنوانس کے دوامی بندوبست نے مسلمانوں کو تباہ کر دیا اور ہندو جاگیرداروں کا ایسا طبقہ پیدا کر دیا جس نے مسلمانوں کو ملیا میٹ کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں اگرچہ ہندوستان کی کئی اقوام نے حصہ لیا تھا لیکن انگریزوں نے زیادہ تر مسلمانوں سے انتقام لیا۔

"جنگ آزادی میں حصہ لینے والوں سے انگریزوں نے جو انتقام لیا وہ وحشیانہ قتل عام، تاراجی و غارت گری کی بدترین مثال تھا اور اس کے بعد جو ضبطیاں، قرقیاں، خانہ بربادیاں اور جلاوطنیاں کیں ان میں زیادہ نقصان مسلمانوں ہی کو پہنچا کیونکہ وہ ظلم و تشدد کا خاص طور پر نشانہ بنائے گئے۔" [۱۵]

ایسٹ انڈیا کمپنی نے اپنی فوجی، زرعی، انتظامی، عدالتی و تعلیمی پالیسی ہی ایسی بنائی تھی کہ مسلمان گھاٹے میں رہیں اور ہندو فائدے میں۔ [۱۶] ہمارے ہندوستانی مسلمان Our Indian Muslims کے مصنف ڈبلیو۔ ڈبلیو ہنٹر نے بھی یہ اعتراف کیا کہ ۱۸۶۹ء میں کلکتے میں مشکل ہی سے کوئی دفتر ہوگا جس میں بجز چپراسی یا دفتری کے مسلمان کو کوئی اور نوکری مل سکے۔ اس سے ظاہر ہے کہ انگریزوں کی پالیسی قلم کش تھی اور ان کی یہ پالیسی ہر دور میں کامیاب رہی۔

عیسائی مشنریاں:

جب ہندوستان میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے قدم مضبوطی سے جم گئے تو اس نے ہندوستانیوں کو عیسائی بنانے کے منصوبے پر عمل شروع کر دیا۔ جگہ جگہ عیسائی مشن قائم کر دیے گئے۔ انیسویں صدی کے اوائل میں بنگال میں سیرام پور میں ایک مشن قائم کیا گیا اور پھر اس نوع کے مشنوں کی تعداد بڑھتی چلی گئی۔ ہندوستانیوں کے بچوں کو اپنے مقاصد کے

Marfat.com

تحت تعلیم دینے کے لیے مشن سکول قائم کیے گئے۔ مشن کے یتیم خانے کھولے گئے۔ ۱۸۵۱ء
میں برطانوی ہند میں ایک لاکھ افراد عیسائی ہو چکے تھے۔
۱۸۶۰ء میں ہندوستان میں قحط پڑا تو مسیحی مشنریوں نے اس سے فائدہ اٹھایا اور
ان گنت لاوارث بچوں کو اپنی تحویل میں لے کر عیسائی بنا لیا جو لوگ عیسائیت قبول کر
لیتے ان کو ہر طرح کی امداد دی جاتی رفتہ رفتہ مشن ہسپتال بھی قائم کر دیے گئے۔ چنانچہ
۱۸۶۱ء میں دیسی عیسائیوں کی تعداد ڈیڑھ لاکھ اور ۱۸۸۱ء میں چار لاکھ سے تجاوز کر
گئی۔[۱۱] ۱۸۹۶-۹۷ء میں پھر قحط پڑا تو عیسائی مشنریوں کو سنہری موقع ہاتھ آیا۔
عیسائی مشنریوں نے تحریر و تقریر کے ذریعے بھی مقامی باشندوں کے عقاید کے خلاف
مہم شروع کر رکھی تھی۔ مختلف مشنوں نے عیسائیت کی تبلیغ کے لیے رسائل جاری کیے۔
عیسائی مشنری مدرسوں، ہسپتالوں اور یتیم خانوں میں مسیحیت کی تعلیم دیتے۔ شاہراہوں پر
اور چوکوں میں کھڑے ہو کر تقریریں کرتے۔ پمفلٹ تقسیم کرتے۔ مناظرے کی دعوتیں دیتے۔
اس دور کے عیسائی مشنریوں میں ریورنڈ ڈلی، چارلس فوسٹر، ڈاکٹر فنڈر، ماسٹر رام چندر،
پادری عماد الدین پانی پتی اور پادری رجب علی امرتسری بطور خاص قابل ذکر ہیں۔ پنجاب
میں لدھیانہ مشن اور چرچ مشن نے خاصا کام کیا۔

نارمن میکلوڈ کے الفاظ میں:

"جہاں تک ہندوستان میں مشنوں کے نتائج کا تعلق ہے وہ اعداد و
شمار سے عیاں ہیں۔ یہ اعداد و شمار کمال حزم و احتیاط کے ساتھ
جمع کیے گئے اور ڈاکٹر ملنز Mullins جیسے قابل او ر ممتاز مشنری
نے ۱۸۶۴ء میں شائع کیے ان اعداد و شمار کے مطابق ہندوستان
میں ایک لاکھ چالیس ہزار مقامی باشندوں نے عیسائیت قبول
کر لی ہے۔ ۲۸ ہزار افراد ۹ سو مقامی گرجا گھروں میں ہیں اور
عیسائیت قبول کرنے والے ہیں۔ یہ مقامی گرجا گھر انجیل مقدس

Marfat.com

کی تبلیغ و اشاعت کے لیے سالانہ دس ہزار پاؤنڈ دیتے ہیں۔ ایک سو مقامی باشندے پادری بن چکے ہیں۔ تیرہ سو افراد کو پادری بننے کی تربیت دی جا رہی ہے۔ مشنوں نے جو سکول قائم کیے ہیں ان میں ۳۲ ہزار لڑکے اور ۸ ہزار لڑکیاں عیسائی تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ مشنوں کے کام کے نتیجہ میں پوری انجیل ہندوستان کی چودہ زبانوں میں ترجمہ ہو چکی ہے۔ ان میں وہ سب اہم زبانیں شامل ہیں جو برطانوی قلمرو میں بولی جاتی ہیں۔ ہمارے مشن پورے ہندوستان میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور لامذہبیت کے اندھیروں میں اخلاق، دانش اور مسیحیت کے نور کے چشموں کا کام دے رہے ہیں۔ یقینی اور حتمی طور پر کچھ اچھا اور پائدار کام ہو چکا ہے ہم نے لوگوں کے دلوں میں بیج بویا ہے اور یہ بیج پھوٹ کر رہے گا۔" [۱۲]

ہندو تحریکیں:

ہندوؤں نے مشنریوں کی سرگرمیوں کے خلاف ردعمل کے طور پر اصلاحی تحریکیں شروع کیں۔ برہمو سماج کے بانی راجہ رام موہن رائے، دیوندر ناتھ ٹیگور، کیشب چندر سین اور راما کرشن نے تو غیر جارحانہ انداز میں ہندومت کے احیا کی کوشش کی۔ لیکن سوامی ودکنندا نے جارحانہ انداز اختیار کیا اور یہ دعویٰ کیا کہ ہندومت ہی واحد ابدی مذہب ہے۔ اور ساری دنیا کی نجات اس میں ہے کہ وہ ہندومت اختیار کرے۔ شنکر سوامی دیانند سرسوتی نے ۱۸۷۵ء میں آریا سماج تحریک شروع کر دی اور عیسائیت اور اسلام دونوں پر حملے کیے۔ انھوں نے ہندومت کی تبلیغ زور شور سے شروع کر دی۔ ان کی مہم کے مقاصد یہ تھے کہ ہندوستان صرف ہندوؤں کے لیے ہے۔ اس لیے دوسرے

Marfat.com

مذہب کو یا تو ہندو مت میں تبدیل کیا جائے یا ہندوستان سے نکال باہر کیا جائے۔ بنکم چندر چیٹر جی نے ۱۸۷۴ء میں آنند مٹھ لکھی جس میں بندے ماترم ترانہ بھی تھا ہندوؤں نے اردو کی بجائے ہندی رائج کرنے اور گاؤکشی روکنے کی مہمیں بھی چلائیں۔ پنجاب میں سردار دیال سنگھ مجیٹھیا لالہ ہنس راج اور لالہ لاجپت رائے نے ہندو مت کے احیاء کی تحریکوں میں نمایاں کام کیا۔ اس کے بعد ہی جنوبی ہند میں تھیوسافیکل سوسائٹی قائم ہوئی جس کا مقصد ہندو فلسفے اور ویدک تعلیم کا پرچار تھا۔ اس سے ہندوؤں کے ذہنوں میں ایک ایسے ہندوستان کا تصور راسخ ہوا جس میں ہندوؤں کے سوا کسی قوم کی گنجائش نہیں تھی۔ اس کا ایک نتیجہ ہندی اردو جھگڑے کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اس طرز فکر کے نتیجہ میں بال گنگا دھر تلک جیسے متشدد اور مدن موہن مالویہ جیسے انتہاپسند ہندو لیڈر پیدا ہوئے۔ جنہوں نے ہندوستان میں ہندو مسلم اتحاد کو ناممکن بنا دیا۔

پنجاب میں آریہ سماج کی تحریک نے شدت اختیار کی۔ ہندو اہل قلم بھی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مہم میں بھرپور حصہ لینے لگے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کو بھی اپنے اور اپنے دین کے تحفظ اور بقا کا خیال آیا۔ سیاسی میدان میں بھی مسلمان متحرک ہوئے۔ مختلف شہروں میں مسلمانوں کی انجمنیں بنیں۔ پنجاب میں انجمن رفاہ عام لدھیانہ، انجمن فیضان عام گوجرانوالہ انجمن اسلامیہ لاہور، انجمن حمایت اسلام لاہور، انجمن مفید عام قصور وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

Marfat.com

انجمن پنجاب

پنجاب کے انگریزی قلمرو میں شامل ہونے کے بعد یہاں ہر شعبہ میں تبدیلیاں آنا ایک لازمی امر تھا۔ ۱۸۵۷ء کے بعد پنجاب میں علم و ادب کا چرچا ہونے لگا۔ ڈاکٹر لائٹنر Leitner علم و ادب کے دلدادہ اور سرپرست تھے ان کی مساعی سے لاہور میں ایک انجمن قائم ہوئی۔ جس کا نام انجمن اشاعت مطالب مفیدہ پنجاب رکھا گیا لیکن جو انجمن پنجاب کے نام سے مشہور ہوئی۔ ڈاکٹر بالرائڈ ڈائریکٹر تعلیمات نے بھی اس کام میں خصوصی دلچسپی لی۔ انجمن کے مقاصد یہ تھے:۔

الف۔ قدیم مشرقی علوم کو ترقی دینا۔

ب۔ دیسی زبان کے ذریعے سے علوم انشاء اور علوم مفیدہ کی ترقی اور اشاعت۔

ج۔ علمی، ادبی، سماجی، معاشرتی اور سیاسی مسائل پر بحث و نظر۔

د۔ صوبے کے اہل علم با اثر و رسوخ لوگوں اور افسران حکومت کے درمیان رابطہ قائم کرنا۔

ر۔ صنعت و تجارت کو فروغ دینا۔

محمد حسین آزاد کی ادبی سرگرمیوں کا آغاز لاہور سے ہوا۔ ۲۱ جنوری ۱۸۶۵ء کو لاہور کے ادب پسند حضرات نے ایک جلسہ کا انعقاد کیا۔ پنڈت من پھول میر مجلس تھے۔ انہوں نے

Marfat.com

کرنل ہالرائیڈ ڈائرکٹر تعلیمات کا تعارف کرواتے ہوئے کہا:

"اے صاحبان ہم کئی برس سے اس بات کی فکر میں تھے کہ
مثل شاہ جہان پور اور بریلی و بنارس و کلکتہ و لکھنو وغیرہ
کے مقامات نامی ہندوستان کے اس شہر لاہور میں بھی جو
دارالسلطنت پنجاب ہے ایک مجلس رئیسان نامی و گرامی
عالم و فاضل شعائر ہر علم و ہنر کے ایسی مقرر کیجیے کہ جس
میں تنقیح مطالب مفیدہ پنجاب و ترقی علم و ہنر کے
ایسی تحریراً و نیز تقریراً عمل میں آکر بذریعہ چھاپہ مشتہر
ہوا کرے مگر یہ مطالب مفیدہ بدون میسر ہونے سے
ایک سرپرست زبردست عالم و فاضل وحید عصر کے اب
تک حاصل نہ ہوئے اس مطلب کی تشریف آوری فاضل
جلیل عالم متبحر ڈاکٹر جی ڈبلیو لائیٹنر صاحب بہادر کے
جنہوں نے کئی زبانوں اور علوم و فنون میں ولایت آباد انگلستان
کے بڑے بڑے نامی کالجوں میں منصب اعلیٰ فضیلت و
حکمت ماسٹر آف آرٹس و ڈاکٹر آف فلاسفی حاصل کیا ہے
اور منتخب ہو کر انگلستان سے عہدہ جلیلہ پرنسپل گورنمنٹ
کالج لاہور پر تشریف لائے ہیں۔"[۱۳]

یہیں سے انجمن پنجاب کا آغاز ہوا۔ انجمن کو ابتدا ہی سے سرکاری سرپرستی حاصل تھی۔ مارچ ۱۸۶۵ء کے جلسہ میں ناظم تعلیمات کپتان فارخود شریک ہوئے۔ حکومت کی سرپرستی کی وجہ سے انجمن تیزی سے ترقی پذیر رہی۔ انجمن کی سرگرمیوں سے متعلق گارساں دتاسی ۱۸۶۶ء کے خطبہ میں لکھتے ہیں:

"انجمن کی طرف سے پبلک کے لیے ایک کتاب خانہ کھولا گیا
ہے، اس کتب خانہ کے اخراجات چندے سے پورے کیے

Marfat.com

جاتے ہیں اس کتب خانہ میں سن ۱۸۶۵ء کے آخر تک ایک
ہزار چار سو تیس کتابیں اردو، ہندی اور انگریزی کی موجود
تھیں۔ چھبیس اخبارات آتے تھے جن میں چوبیس ہندوستانی
کے ایک فارسی کا۔ ایک انگریزی کا تھا۔ اس انجمن کی ایک
تعلیمی کمیٹی ہے جس کا کام یہ ہے کہ ہندوستانی اور دوسری مشرقی
زبانوں کی کتابیں شائع کرائے اور ان زبانوں کی ترویج
کے لیے مختلف مقامات پر مدارس قائم کروائے۔ چنانچہ
اس کمیٹی نے انتظام کیا ہے کہ ہفتے میں دو تقریریں ادبی
علمی مضامین پر کرائی جائیں۔ تاکہ انجمن کے مشاغل اور مقاصد
سے لوگوں کو واقفیت حاصل ہو۔ ایک کمیٹی اس کام کی
تحقیق کے لیے ہے کہ مشرقی و مغربی اصول طب کا مقابلہ
کرے۔ اس کے نتائج سے اہلِ وطن کو مستفید ہونے کا
موقع دے۔ اس کمیٹی کی جانب سے انجمن کے مجلے میں قواعد
حفظانِ صحت کے متعلق اردو میں مضامین شائع ہوتے ہیں
بیشتر اس کے کہ علم طب پہ اعلیٰ پائے کی تصانیف اردو
میں شائع ہوں۔ اس کمیٹی نے علم الاعضاء کے متعلق عام
فہم رسالہ شائع کرایا ہے۔ اس وقت انجمن کے ارکان کی
تعداد ۲۴۴ ہے امید ہے کہ ان کی تعداد میں عنقریب اضافہ
ہو گا۔" [۱۲]

انجمن کے جلسوں میں علمی و ادبی مضامین کے علاوہ سماجی مسائل سے متعلق مضامین بھی
پڑھے جاتے تھے۔ ہر جلسہ میں آزاد کے مقالہ کو اہمیت دی جاتی تھی۔ ۲۷ مارچ ۱۸۶۷ء
کو محمد حسین آزاد سیکرٹری انجمن بنا دیے گئے۔ اور رسالہ انجمن پنجاب کا کام بھی ان کے سپرد
کر دیا گیا۔ انجمن کی ملازمت کا یہ سلسلہ جون ۱۸۶۸ء تک جاری رہا۔ اسی سال وہ انجمن

Marfat.com

کی ملازمت سے الگ ہو گئے اور کرم الہٰی صاحب نے انجمن میں لیکچر دینے شروع کیے۔ اردو شاعری میں اجتہاد کی تحریک کا آغاز انجمن نے کیا۔ آزاد نے اگست ۱۸۶۷ء میں انجمن کے اجلاس میں شاعری پر ایک لیکچر دیا اور یہیں سے جدید اردو شاعری کا آغاز ہوا۔ انجمن کے مقاصد کی تشہیر اور ان کو فروغ دینے کے لیے ۱۸۶۵ء میں ایک رسالہ جاری کیا گیا۔ اس کا نام "رسالہ انجمن اشاعت مطالب مفیدہ پنجاب تھا۔ مولانا محمد حسین آزاد بھی اس رسالہ کے مدیر رہے۔ اس رسالہ میں انجمن کے جلسوں کی کارروائی تفصیل کے ساتھ شائع ہوتی تھی۔ گاہے بگاہے انگریزی، ہندی اور گورمکھی میں بھی کچھ چیزیں شائع ہوتی تھی۔ یہ رسالہ ۱۸۷۰ء میں بند ہو گیا اور اس کی جگہ "اخبار انجمن پنجاب" نے لے لی۔ اختر شہنشائی کے مطابق انجمن نے ۱۸۷۰ء میں ایک ہفت روزہ رسالہ ہمالئے پنجاب جاری کیا۔ مگر گارساں دتاسی کے ۱۸۷۱ء کے لیکچر کے مطابق "اخبار انجمن پنجاب" ۱۸۷۱ء میں جاری ہوا۔ اور اس نے ہمالئے پنجاب کی جگہ لے لی۔ انجمن کے زیر اہتمام مشاعرے منعقد ہوتے تھے اور ان مشاعروں کی کارروائی اور اہم شعراء کا کلام رسالہ انجمن پنجاب میں دیا جاتا تھا۔ یہ چیز اردو نظم کے جدید رجحان کے فروغ کا سبب بنی۔ انجمن کی تحریک سے پہلے شاعری صرف غزلوں اور حسن و عشق کی داستان تک محدود تھی۔ انجمن کے مشاعروں نے اس انداز کی شاعری کا رُخ موڑ دیا یہاں سے جدید اردو نظم کا آغاز ہوا۔ جس کا سہرا محمد حسین آزاد کے سر ہے۔ انہوں نے انجمن کے جلسوں میں اردو نظم سے متعلق مضامین پڑھ کر شعراء کو اس طرف راغب کیا اور پرانی شاعری کے نقائص بیان کر کے شعراء کی توجہ کا مرکز نئے خیالات کو بنا دیا۔ انجمن پنجاب کے اصلاحی اور سماجی مقاصد کو پورا کرنے میں آزاد اور حالی کی کوششیں سب سے نمایاں ہیں۔ اس انجمن کے قیام کے بعد زبان کی سادگی کی طرف توجہ دی جانے لگی۔ اردو شاعری کو جدید رجحان دینے کا آغاز اس مشاعرے سے ہوا جو ۱۸۷۴ء میں کرنل ہالرائیڈ کی سرپرستی میں اور مولانا محمد حسین آزاد کی سرکردگی میں منعقد ہوا۔ مولانا آزاد خود بھی شاعر تھے۔ انہوں نے نئے انداز کی نظمیں انجمن کے اجلاس میں پڑھیں۔

Marfat.com

ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار لکھتے ہیں :

"مشاعرے کے سلسلے میں مختلف موضوعات پر عنوانات دیے
جانے لگے اور تراجم کے علاوہ ان عنوانات پر طبع زاد نظمیں بھی
لکھی جانے لگیں۔ حالی اور آزاد ان مشاعروں کے روح
رواں تھے۔" ۱۵

حالی نے ان مشاعروں میں یہ چار نظمیں پڑھیں۔ برکھا رت، نشاط امید، حب وطن اور مناظرہ رحم و انصاف۔ مولانا آزاد کی قابل ذکر نظموں کے عنوان یہ ہیں۔ مثنوی حب وطن، خواب امن۔ دار انصاف، گنج قناعت شرافت حقیقی، محبت کرو۔

انجمن پنجاب کا قیام سماجی اصلاح کے پیش نظر عمل میں آیا تھا لیکن مولانا آزاد کی کوششوں نے اسے ادب کے فروغ کا ذریعہ بنا دیا۔ اور انجمن کا یہی موڑ اس کی شہرت دوام کا باعث بنا۔ اس انجمن کی مساعی سے اور اس کے زیر اہتمام یونیورسٹی کالج قائم ہوا۔ انجمن نے اس کو یونیورسٹی کا درجہ دلانے کے لیے تگ و دو کی لیکن یہ منصوبہ انجمن کے مقاصد کے مطابق پروان نہ چڑھا۔

Marfat.com

انجمن اسلامیہ

۱۸۶۹ء میں "انجمن اسلامیہ پنجاب" قائم ہوئی۔ غرض یہ تھی کہ مسلمانوں کی سیاسی، معاشرتی تعلیمی اور اخلاقی حالت سنواری جائے۔ اس زمانے میں مسلمانوں کی مذہبی حالت بے حد افسوس ناک تھی۔ مذہبی عناد اور فتنہ و فساد کا بازار گرم تھا اور عظیم الشان تاریخی یادگاریں مثلاً بادشاہی مسجد، سنہری مسجد، مسجد نیلا، لالی دروازہ اور تبرکات عالیہ وغیرہ طوائف الملوکی میں ضبط ہو چکی تھیں۔

انجمن اسلامیہ کے اغراض و مقاصد یہ تھے:

مسلمانوں کے مذہبی، اخلاقی، تعلیمی اور معاشرتی معاملات کے متعلق مفید تجاویز سوچنا اور ان کو عمل میں لانا۔ مسلمان طلباء کو ترقی تعلیم کے لیے وظائف بطور قرض حسنہ دینا۔ مسلمانوں کے اوقاف کی حفاظت نگرانی اور انتظام اور اس میں توسیع کرنا۔

ہر اس معاملے میں جو کہ مذہب اسلام کے منافی نہ ہو حکومت سے تعاون کرنا۔

مسلمانوں کے حقوق کی نسبت حکومت کی خدمت میں حسب ضرورت وفود یا عرضداشت بھیجنا۔[۱۶]

انجمن اسلامیہ کا دائرہ کار اپنے وسیع مقاصد کے مقابلے میں اگرچہ محدود رہا۔ تاہم اس

Marfat.com

نے مسلمانوں کی فلاح و بہبود، مساجد کی واگذاری ان کی تعمیر و مرمت، مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں اتحاد و اتفاق قائم کرنے اور ان میں عربی تعلیم کا ذوق و شوق پیدا کرنے میں شاندار خدمات انجام دی ہیں۔ عربی تعلیم کے فروغ اور ترقی کے لیے بادشاہی مسجد میں "مدرسہ عربیہ" کا اجراء اور اسلام کی نشر و اشاعت کے لیے "انجمن تبلیغ اسلام" کا قیام عمل میں آیا۔ علاوہ ازیں بادشاہی مسجد، سنہری مسجد، مسجد مائی لاڈو، مسجد ٹکسالی دروازہ، مسجد گمٹی بازار، مسجد حمام والی، مسجد شہید، مسجد شاہ چراغ وغیرہ کا انتظام و انصرام اور تعمیر و مرمت بھی انجمن اسلامیہ پنجاب کے ذمے رہی ہے۔

Marfat.com

انجمن حمایت اسلام

انجمن اسلامیہ کے آغاز کے ٹھیک پندرہ سال بعد ۱۸۸۴ء میں "انجمن حمایت اسلام، لاہور" کا قیام عمل میں آیا۔ انجمن اسلامیہ کا دائرہ محدود تھا۔ انجمن نے اس کام کو آگے بڑھایا اور بالخصوص اسلام اور اسلامی اقدار کی ترویج و اشاعت کے سلسلے میں شاندار خدمات سرانجام دیں۔

مارچ ۱۸۸۴ء کا واقعہ ہے باغ بیرون دہلی دروازہ، لاہور میں ایک پادری عیسائیت کی حمایت میں تقریر کر رہا تھا۔ تقریر کے دوران میں اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں بعض نازیبا کلمات کہے۔ سامعین میں ایک غیرت مند مسلمان منشی چراغ دین بھی تھے۔ انہوں نے پادری کی اس حرکت پر اُسے ٹوکا اور کہا کہ مسلمان سب کچھ برداشت کر سکتا ہے، مگر اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی توہین برداشت نہیں کر سکتا۔ یہ زمانہ انگریزوں کی طاقت اور قوت کے شباب کا تھا اور ہزاروں افراد خوف اور لالچ کے تحت عیسائیت قبول کر چکے تھے، جن کی بڑی تعداد نادار لوگوں اور موچیوں پر مشتمل تھی۔ اس مجمع میں بھی بہت سے ایسے لوگ شامل تھے انہیں منشی چراغ دین کی یہ جرات رندانہ ناگوار گزری اور انہیں دھکے دے کر جلسے سے نکال دیا۔ منشی چراغ دین دل پر زخم کھا کر وہاں سے منشی محمد کاظم (بعد ازاں خان

Marfat.com

بہادر منشی محمد کاظم، ڈپٹی پوسٹ ماسٹر جنرل) کے مکان پر آئے اور یہ دردناک واقعہ بیان کیا۔ بعد ازاں انہوں نے اپنے حلقۂ احباب میں مختلف لوگوں سے اس موضوع پر گفتگو کی، جن میں اس زمانے کے مشہور فاضل شمس العلماء شمس الدین شائق اور حاجی میر شمس الدین کے نام خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں۔ یہ بزرگ بلاناغہ جمع ہوتے اور اسلام کے خلاف اس چیلنج کا مقابلہ کرنے کے بارے میں تبادلۂ خیال کرتے۔ ان مجالس میں موافق و مخالف دونوں قسم کی آراء کا اظہار کیا جاتا۔ بعض اصحاب پادریوں کے خلاف محاذ بنانے کی سعی لاحاصل قرار دیتے۔ بعض کے نزدیک مسلمانوں کی عام بے حسی اور پسماندگی کے پیشِ نظر صورتِ حال میں کسی خوشگوار تبدیلی کا رونما ہونا خارج از امکان تھا۔ کچھ دردمند بزرگ ایسے بھی تھے جو سر سید احمد خان کی کوششوں کو بارآور ہوتے دیکھ چکے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ اگر مسلمانوں کو مذہبی، سیاسی اور تعلیمی پسماندگی سے نجات دلانے کی کوشش کی جائے تو کامیابی کا امکان موجود ہے۔

آخر چھ ماہ کی بحث و تمحیص کے بعد ۲۴ ستمبر ۱۸۸۴ء کو مسجد بکن خان، اندرون موچی دروازہ لاہور میں ایک اجتماع ہوا۔ شرکاء کی تعداد ڈھائی سو کے لگ بھگ تھی۔ عام مسلمانوں کے علاوہ لاہور کے بعض با اثر اور نامور بزرگ بھی اس جلسے میں موجود تھے مثلاً خان بہادر محمد کاظم، حاجی میر شمس الدین، شمس العلماء شمس الدین شائق، خلیفہ حمید الدین، میاں کریم بخش، مولوی غلام اللہ قصوری، خلیفہ عماد الدین، شیخ پیر بخش، مرزا عبدالرحیم دہلوی، مولوی سید احمد علی دہلوی، مرزا ارشد گورگانی، مولوی احمد دین وکیل، شیخ ایزد بخش، مولوی عبداللہ، مولوی دوست محمد، میاں محمد چٹو، ڈاکٹر محمد دین ناظر، منشی محبوب عالم ایڈیٹر پیسہ اخبار، بابا نجم الدین اور بہادر الدین۔ اس اجتماع میں ایک ادارہ قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا، جس کے بنیادی مقاصد حسبِ ذیل قرار پائے:-

۱۔ عیسائیوں کی تبلیغ کا سدِباب کرنا۔

۲۔ مسلمانوں کی تعلیم کے لیے ایسے ادارے قائم کرنا جن میں قدیم و جدید دونوں قسم کے علوم کی تعلیم دی جائے۔

Marfat.com

۳۔ مسلمانوں کے یتیم ولاوارث بچوں کے لیے ادارے قائم کرنا جن میں پرورش کے علاوہ ان کی تعلیم و تربیت بھی کی جائے۔

۴۔ اسلامی لٹریچر کی اشاعت۔

اس ادارے کا نام "انجمن حمایت اسلام" تجویز کیا گیا۔

انجمن کے قیام میں سب سے زیادہ سرگرمی کا مظاہرہ منشی چراغ دین نے کیا۔ اس کا تخیل بھی سب سے پہلے انہی کے ذہن میں آیا تھا۔ وہ ایک سرکاری دفتر میں ملازم تھے لیکن مارچ ۱۸۸۴ء کے واقعے نے ان کے جذبات میں ہلچل پیدا کر دی۔ اسی روز سے ان کی زندگی میں انقلاب رونما ہوا۔ انہوں نے جلد ہی اپنی ملازمت ترک کر دی اور انجمن کے قیام کے لیے شب و روز کام کرنے لگے۔

انجمن کے قیام کے ساتھ ہی عہدیداران کا انتخاب بھی کر لیا گیا۔ قاضی خلیفہ حمید الدین صدر، مولوی غلام اللہ قصوری دبیر اعلیٰ، منشی چراغ دین اور منشی پیر بخش نائب دبیران اور منشی عبدالرحیم خان خازن مقرر ہوئے۔ اسی روز سے مشہور و معروف عالم سید احمد علی دہلوی کی خدمات شہر کے مختلف محلوں میں وعظ کرنے اور عیسائی مشنریوں کے ساتھ بحث و مباحثہ کے لیے حاصل کر لی گئیں اور ان کے لیے ایک قلیل رقم بطور وظیفہ منظور کی گئی۔ ان کے علاوہ ایک تنخواہ دار نقیب بھی ملازم رکھا گیا۔ چندہ ممبری چار آنے مقرر کیا گیا۔

انجمن حمایت اسلام کا آغاز چون روپے کے حقیر سرمائے سے ہوا جو ۲۲ ستمبر ۱۸۸۴ء ہی کو مسجد بکن خان کے اجتماع میں جمع کیے گئے تھے۔ اس وقت کا سرمایہ اور کل کائنات یہی تھی۔ پہلا دفتر حویلی سکندر خان، واقع ڈبل بازار، کے ایک کمرے میں کھولا گیا۔ جو ڈھائی روپے ماہوار کرائے پر حاصل کیا گیا تھا۔ یہاں انجمن کے ہفتہ وار اجلاس ہوتے تھے اور رائے عامہ کو مقاصد انجمن کا ہم خیال بنانے کے لیے مختلف برادریوں کے اکابرین سے تبادلۂ خیال کیا جاتا تھا۔

Marfat.com

انجمن نے اپنی تعلیمی کوششوں کا آغاز دو پرائمری سکولوں سے کیا، جو ۱۸۸۴ء میں لڑکیوں کی تعلیم کے لیے اندرون موچی دروازہ قائم کیے گئے تھے۔ انجمن کا پہلا سالانہ میزانیہ صرف ۴۶۴ روپے تھا، (۷۰-۱۹۶۹ء میں یہ ۵۶ لاکھ سے متجاوز تھا) ۱۸۸۵ء میں مدرسوں کی تعداد پانچ اور ۱۸۹۴ء میں پندرہ ہوگئی۔ ان مدارس میں مروجہ تعلیم کے علاوہ چار سال میں قرآن کریم کی تعلیم مکمل کرائی جاتی تھی، نیز ابتدائی دینی علوم بھی پڑھائے جاتے تھے۔

اس میں شک نہیں کہ انجمن حمایت اسلام کے قیام کی اصل غرض وغایت تبلیغ اسلام تھی، مگر اس کے حقیقی جوہر تعلیمی اور سماجی میدان میں کھلے۔ اس نے اپنی تعلیمی سرگرمیوں کا آغاز لڑکیوں کی تعلیم سے کیا اور دو سال بعد ۱۸۸۶ء میں کرایے کا ایک مکان حاصل کر کے "مدرستہ المسلمین" کے نام سے ایک مردانہ سکول کی بنیاد رکھی۔ شروع میں اس مدرسے کے طلبا کی کل تعداد تیس تھی، لیکن تین سال کے اندر اس نے اتنی ترقی کی کہ ۱۸۸۹ء میں اسے ہائی سکول کا درجہ حاصل ہوگیا اور آئندہ تین سال یعنی ۱۸۹۲ء میں کالج کا۔ ۱۹۰۶ء تک یہاں کالج اسلامیہ ہائی سکول شیرانوالہ دروازہ میں قائم رہا۔ پھر برانڈرتھ روڈ پر ایک وسیع قطعہ اراضی حاصل کر کے نئی عمارت تعمیر کی گئی۔ افغانستان کے حکمران امیر حبیب اللہ خان نے لاہور تشریف لا کر اس کا سنگ بنیاد رکھا، چنانچہ کالج کا حبیبیہ ہال انہیں کے نام سے موسوم ہے۔

انجمن حمایت اسلام کے سالانہ جلسے ایک تہذیبی روایت کے حامل رہے ہیں۔ ان جلسوں سے برعظیم کے ممتاز ادبا، شعرا، سیاست دان اور قومی رہنما خطاب کرتے اور مسلمانوں کے سیاسی، سماجی اور تعلیمی مسائل میں ان کی رہنمائی کرتے تھے۔ ان میں مولانا حالی مولانا شبلی، ڈپٹی نذیر احمد، اکبر الہ آبادی، علامہ اقبال، مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا عبداللہ ٹونکی، مرزا عبدالغنی، ارشد گورگانی، مولانا ظفر علی خان، سر شیخ عبدالقادر اور چودھری خوشی محمد ناظر کے نام خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ انجمن حمایت اسلام ہی ایک ایسا ادارہ تھا جہاں عام ہنگامہ آرائیوں سے الگ تھلگ رہ کر قوم کی تعمیری سرگرمیاں نشو ونما پا رہی تھیں

Marfat.com

اس ضمن میں ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین رقم طراز ہیں :

"اس پلیٹ فارم پر سرسید، نواب وقارالملک، مولانا شبلی مولانا حالی، مولوی نذیر احمد کے علاوہ سر فضل حسین، سر محمد شفیع، سر ذوالفقار علی خان مسلمانوں کی تعلیمی اور ثقافتی ترقی کے لیے کوشاں تھے۔ انہی کوششوں کی برکت سے انجمن شمالی ہندوستان کے مسلمانوں کی امیدوں کا مرکز بن گئی تھی اور جو لوگ ملت کے تعمیری مفاد سے دلچسپی رکھتے تھے وہ اپنی سرگرمیوں کے لیے اس کے پلیٹ فارم ہی کو منتخب کرتے تھے۔ انجمن حمایت اسلام شمالی ہندوستان میں وہی کام سرانجام دے رہی تھی جو سرسید نے تحریک علی گڑھ کے ذریعے انجام دیا تھا۔ البتہ یہ امتیاز ضرور تھا کہ انجمن متوسط طبقے اور عوام سے زیادہ قریب تھی اور اس کی خدمات کا دائرہ زیادہ تر ان ہی طبقوں کو محیط کیے ہوئے تھا۔"[۵۵]

انجمن کے انہی سالانہ جلسوں میں حضرت علامہ اقبال نے نظمیں پڑھیں اور ان کی ابتدا صدی کے پہلے سال سے ہوئی۔ قیام پاکستان کے بعد انجمن کے سالانہ جلسوں سے جن اکابر ملت نے خطاب کیا اور جن کی آمد پر انجمن نے مخصوص اجلاس منعقد کیے ان میں جمال عبدالناصر اور شاہ فیصل کے اسمائے گرامی سر فہرست ہیں۔

انجمن کی دینی اور تبلیغی خدمات :

انجمن کی بنیاد خالصتاً دینی اور اسلامی امور کی ترویج و ترقی اور غیر مسلم مبلغین کی معاندانہ سرگرمیوں کی روک تھام کے لیے رکھی گئی تھی۔ چنانچہ انجمن نے قیام کے روز ہی ایک مشہور عالم دین مولوی سید احمد دہلوی کی خدمات مسلمانوں کو وعظ و نصیحت کرنے اور

Marfat.com

عیسائی مشنریوں کے ساتھ مذہبی بحث کرنے کے لیے حاصل کرلیں۔

ستمبر ۱۸۸۴ء ہی میں انجمن کے ایک معزز رکن مولانا غلام دستگیر قصوری نے عیسائیوں کے ایک رسالے تحریف القرآن کے جواب میں ایک رسالہ تصنیف کیا۔ اور ان کے سوالات کا مدلل جواب دیا۔

۱۸۸۶ء میں پنجاب کے مشہور پادری نیوٹن کے ساتھ مقدمہ بازی کے باعث انجمن کی شہرت صوبے سے باہر پہنچ گئی۔ بیرونی شہروں سے کئی بزرگوں نے مذہبی اور دینی معاملات میں انجمن کے اعزازی وکیل بنائے جانے کے لیے اپنی خدمات پیش کیں۔ جو بصد شکریہ قبول کرلی گئیں۔ انجمن نے یہ مقدمہ جیت لیا۔

انجمن کے جلسوں میں مختلف اسلامی موضوعات پر مضامین بالالتزام پڑھے جاتے تھے۔ اس کا آغاز انجمن کے اولین اجتماع میں شہزادہ مرزا ارشد گورگانی نے کیا۔

رسالہ حمایت اسلام

اپنے قیام کے ایک سال بعد انجمن نے اسلام کی ترویج واشاعت کے لیے ایک ماہنامہ حمایت اسلام جاری کیا، جس میں مخالفین اسلام کے اعتراضات کے جواب اور اسلام کی خوبیوں پر نہایت مفید مضامین شائع ہوتے تھے۔ یہ رسالہ مفت تقسیم کیا جاتا تھا۔ ۱۹۲۶ء میں اسے ہفت روزہ کر دیا گیا اور یہ اب تک علمی، ادبی، صحافتی سیاسی، ثقافتی اور دینی خدمات انجام دے رہا ہے۔

اس رسالے کے اجراء کے ساتھ ہی انجمن نے مبلغین مقرر کیے، جن میں ایک نہایت پاکباز بزرگ صوفی غلام محی الدین تھے۔ ان مبلغین کی بروقت کوشش سے سینکڑوں مسلمان جو عیسائیت کے پنجے میں گرفتار ہو چکے تھے، دوبارہ حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ اس ضمن میں افغانستان کے جلاوطن شاہی خاندان کی دو لڑکیوں کا ذکر ضروری ہے جو بدقسمتی سے عیسائی ہو گئی تھیں۔ انہیں انجمن کے مبلغ دوبارہ دائرہ اسلام میں لانے میں کامیاب ہو گئے۔ انجمن کے یتیم خانوں کا قیام بھی اسی تبلیغی سلسلے کی

Marfat.com

ایک کڑی ہے۔[۱۸]

درسی کتابیں

۱۸۸۶ء میں انجمن نے درسی کتابوں کا ایک سلسلہ شروع کیا، جس میں مذہبی تعلیم کا خاص طور پر خیال رکھا گیا۔ اس کے علاوہ دینیات کے رسالے الگ مرتب کیے مدرستہ المسلمین کے قیام پر ان کتابوں کی تعلیم شروع کی گئی اور یہ اس قدر مقبول ہوئیں کہ ہندوستان کے تمام اسلامی مدارس میں پڑھائی جانے لگیں۔ یہ کتابیں متعدد صوبوں اور ریاستوں کے سرکاری مدارس میں بطور اضافی کتب منظور ہوئیں۔

انجمن کے مدارس میں چوتھی جماعت تک دینیات اور اس سے اوپر کی جماعتوں میں قرآن مجید ترجمے کے ساتھ پڑھایا جاتا رہا۔

۱۸۸۶ء ہی میں ایک مدرسہ تعلیم القرآن جاری کیا گیا، جس میں انجمن کے پہلے صدر قاضی خلیفہ محمد حمید الدین ہر روز دو گھنٹے درس دیا کرتے تھے۔ قاضی صاحب کی وفات کے بعد ۱۸۹۷ء میں یہ مدرسہ حمیدیہ کے نام سے موسوم ہوا۔ یہاں تفسیر، حدیث اور فقہ کی تعلیم دی جاتی تھی اور دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ چھ سال میں طالب علم عالم دین بن جاتا تھا۔ ۱۹۱۱ء میں انجمن اسلامیہ پنجاب کے ایما پر اس مدرسے کو شاہی مسجد کے مدرسے سے ملحق کر دیا گیا۔ مدرسہ حمیدیہ کے طلبا کے جملہ اخراجات انجمن برداشت کرتی تھی۔

۱۹۳۰ء میں فتنہ ارتداد کے پیش نظر اشاعت اسلام کالج کا قیام عمل میں آیا، جس میں انگریزی تعلیم یافتہ نوجوانوں کو مذہبی اور دینی تعلیم دی جاتی تھی۔ اس کا مقصد ایسے مبلغین پیدا کرنا تھا جو ہندوستان اور ہندوستان سے باہر اسلام کی خدمت اور تبلیغ کر سکیں۔

انجمن نے اسلامی لٹریچر کی طباعت اور اشاعت میں بھی قابل قدر حصہ لیا۔ اس فہرست میں قرآن مجید کا وہ شہرۂ آفاق نسخہ ہے جو ہر غلطی سے مبرا ہے۔

Marfat.com

انجمن کی تعلیمی خدمات:

(الف) تعلیم نسواں:

ابتدا میں عیسائی مشنریوں کی توجہ زیادہ تر عورتوں کی طرف تھی۔ مشنری عورتیں بظاہر علاج معالجے کی غرض سے شریف گھرانوں میں جاتیں اور اپنی فریب کاریوں سے کسی نہ کسی کمسن بچی کو ورغلا لیتیں۔ ان حالات کے پیش نظر انجمن نے سب سے پہلے تعلیم نسواں کی طرف توجہ دی۔ ۱۸۸۴ء میں دو پرائمری سکول کھولے گئے ۱۸۸۵ء میں ان مدرسوں کی تعداد پانچ، ۱۸۸۹ء میں دس اور ۱۸۹۴ء میں پندرہ تک جا پہنچی۔ ان مدرسوں میں مروجہ تعلیم کے علاوہ چار سال میں قرآن مجید ختم کرایا جاتا۔ پانچویں سال چیدہ چیدہ سورتوں کا ترجمہ پڑھایا جاتا اور ضروری دینی مسائل سے پوری طرح واقفیت کرائی جاتی۔ پھر جب لڑکیوں کو انگریزی تعلیم دینے کا رجحان پیدا ہوا تو ایک مدرسے کو ۱۹۲۵ء میں مڈل کا درجہ دے کر انگریزی تعلیم بھی شروع کر دی گئی۔ ۱۹۳۶ء میں یہاں ہائی کلاسز بھی جاری ہو گئیں۔ ۱۹۳۸ء میں گولڈن جوبلی کی یادگار میں اسلامیہ کالج کوپر روڈ قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا اکتوبر ۱۹۴۱ء میں اسلامیہ گرلز ہائی سکول کے ساتھ ایک ٹریننگ سنٹر قائم کر کے معلمات کی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا گیا۔ اسی سکول میں ۱۹۴۴ء میں سائنس اور ۱۹۶۴ء میں ہوم اکنامکس کی جماعتوں کا اجراء ہوا۔

۱۹۳۹ء میں کریسنٹ ہوسٹل کے کمروں اور میدانوں میں خیمے نصب کر کے ۵۷ طالبات اور دس اساتذہ کے ساتھ اسلامیہ کالج (زنانہ) کا قیام عمل میں آیا۔ تعلیم نسواں کا یہ پہلا ادارہ تھا جہاں عربی کی تدریس بحیثیت الگ انتخابی مضمون کے کی جاتی تھی۔ کالج کے قیام کے چار روز بعد ہوسٹل بھی جاری کر دیا گیا۔ ۱۹۴۲ء میں آنرز کی اور ۱۹۴۳ء میں ایم۔ اے عربی اور ایم۔ اے جغرافیہ کی کلاسیں بھی شروع ہو گئیں۔ اعلیٰ تعلیمی معیار قائم کرنے کے علاوہ قیام پاکستان سے

Marfat.com

قبل اور بعد اس کالج نے جو شاندار دینی، علمی و ادبی اور سیاسی و ثقافتی خدمات انجام دی ہیں وہ تعلیم نسواں کے ضمن میں ہماری تاریخ کا ایک نہایت روشن باب ہیں۔

اس سلسلے میں جن خواتین کی اعانت سے انجمن کی مساعی بروئے کار آئیں۔ ان میں لیڈی عبدالقادر، لیڈی شفیع، بیگم شاہنواز، بیگم گیتی آرا، بیگم عظیم اللہ، بیگم ذوالقرنین اور ڈاکٹر مس خدیجہ فیروزالدین قابل ذکر ہیں۔

(ب) مردانہ تعلیم:

انجمن اسلام کے اغراض و مقاصد میں:

"مسلمانوں کی تعلیم کے لیے ایسے ادارے قائم کرنا بھی شامل تھا جن میں جدید و قدیم دونوں قسم کے علوم کی تعلیم دی جائے۔"

سرسید احمد خان کی کوششوں سے جب کچھ تعلیمی بیداری پیدا ہوئی تو انجمن نے قدیم تعلیم کے ساتھ ساتھ جدید علوم و فنون کی طرف بھی توجہ دی۔ بانیان انجمن کی تمنا تھی کہ مسلمان تعلیمی میدان میں پسماندہ نہ رہیں۔ ۱۸۸۶ء میں تیس طلبہ کی قلیل تعداد کے ساتھ کرائے کے ایک مکان میں مدرستہ المسلمین کی بنیاد رکھی گئی اس مدرسے نے ترقی کے مراحل اس تیزی سے طے کیے کہ ۱۸۸۸ء میں مڈل، ۱۸۸۹ء میں ہائی اور ۱۸۹۲ء میں کالج کے درجے تک پہنچ گیا۔ تعلیم کی تاریخ میں یہ ایک بے نظیر واقعہ ہے۔ مدرستہ المسلمین طویلہ شاہنواز، حویلی کرنل سکندر خان اور حویلی راجہ دھیان سنگھ سے ہوتا ہوا شیرانوالہ دروازہ میں منتقل ہوا۔ انجمن کے ابتدائی سالانہ جلسے یہیں منعقد ہوتے تھے۔ اس کا نام اسلامیہ ہائی سکول شیرانوالہ دروازہ اس وقت رکھا گیا جب طلبا کی کثرت کے پیش نظر یکم جنوری ۱۹۱۲ء کو یہاں سے ۲۰۴ طلبا کو منتقل کر کے ایک دوسرے ہائی سکول کی بنیاد رکھی گئی۔ ۱۹۱۵ء میں تیسرا اور ۱۹۲۲ء میں چوتھا سکول جاری ہوا۔

Marfat.com

۱۹۰۰ء میں کالج کا آغاز ہوا تو اس کے لیے شیرانوالہ سکول کے شمالی حصے پر بالائی منزل تعمیر کرنی پڑی۔ ۱۹۱۲ء میں جس دوسرے ہائی سکول کا سنگ بنیاد رکھا گیا تھا، وہ آج کل اسلامیہ ہائی سکول بھاٹی دروازہ کہلاتا ہے۔ شروع میں یہ موچی دروازے کے باہر ڈاکٹر بوس کی کوٹھی میں کھولا گیا تھا۔ بعد میں ریلوے روڈ پر زبدۃ الحکماء حکیم غلام نبی کی کوٹھی میں منتقل ہوا جو انجمن کے پاس رہن تھی۔ پھر میاں نصیرالدین نے ایک وسیع قطعہ اراضی انجمن کو دیا جہاں ایک عالی شان عمارت تعمیر کر کے ۱۹۱۴ء میں اس سکول کو وہاں منتقل کر دیا گیا۔

تیسرے ہائی سکول کا افتتاح اسلامیہ کالج کی پرانی عمارت کے قریب، موچی دروازے سے باہر کرائے کی ایک کوٹھی میں ۵ ستمبر ۱۹۱۵ء کو ہوا لیکن تھوڑے عرصے بعد اسے وطن بلڈنگ، بیرون اکبری دروازہ میں منتقل کر دیا گیا۔ شروع میں یہ مڈل سکول تھا۔ ۱۹۲۰ء میں پرائمری حصہ علیحدہ کر کے یہاں صرف مڈل کلاسیں رہنے دی گئیں اور جولائی ۱۹۳۱ء میں اسے ہائی سکول بنا دیا گیا۔ اپریل ۱۹۳۴ء میں کالج سے پہلی ہوسٹل کی عمارت مستعار لے کر اسے وہاں منتقل کرنا پڑا۔ وطن بلڈنگ کی نسبت سے یہ وطن اسلامیہ ہائی سکول کے نام سے معروف ہے۔

چوتھے سکول کی سرگزشت یہ ہے کہ ۱۹۲۱ء کے آخر میں انجمن مردانہ یتیم خانہ کے لیے نواں کوٹ کے قریب ملتان روڈ پر موضع بکی ٹھٹی کی اراضی میں ایک عمارت خریدی اور ۱۹۲۲ء کے شروع میں یتامیٰ کو وہاں منتقل کر دیا گیا۔ یہاں کرائے کی کوٹھی میں مڈل سکول کا افتتاح کیا گیا جس میں اہم یتامیٰ کے علاوہ ملحقہ دیہات کے لڑکے بھی داخل ہوتے۔ ۱۹۲۳ء میں اسے ترقی دے کر ہائی سکول بنا دیا گیا۔ ۱۹۲۶ء میں اس کی پرائمری جماعتیں ڈسٹرکٹ بورڈ کی تحویل میں چلی گئیں تو مڈل اور ہائی جماعتوں میں طلبہ کی بہت معمولی تعداد باقی رہ گئی۔ چنانچہ ہائی جماعتیں

Marfat.com

بند کر دی گئیں۔ ادھر اچھرہ کے چند مخیر حضرات نے مدرسے کے لیے انجمن کو چار کنال اراضی دے دی۔ وہاں انجمن کے زیر اہتمام ایک پرائمری سکول پہلے سے چل رہا تھا۔ اب اسے مڈل سکول بنا کر ملتان روڈ کے سکول کے طلبا وہاں منتقل کر دیے گئے۔ اس زمین پر انجمن نے ایک شاندار عمارت تعمیر کرائی۔ جس کا افتتاح سر میاں محمد شفیع نے کیا۔ ۱۹۳۸ء میں اسے دوبارہ ملتان روڈ پر منتقل کر دیا گیا اور ۱۹۵۰ء میں اسے ہائی سکول کا درجہ مل گیا۔

۱۹۱۲ء میں چند مخلص مسلمانوں نے اسلامیہ پرائمری سکول کی بنیاد رکھی۔ مقصد یہ تھا کہ غیر مسلم سکولوں کے مقابلے میں مسلمان بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام ہو سکے۔ ۱۹۱۷ء میں اسے مڈل اور ۱۹۲۱ء میں ہائی سکول بنا دیا گیا۔ بدقسمتی سے مسلمانوں میں پھوٹ پڑ گئی۔ سکول تباہی کے غار کے دہانے تک پہنچ گیا۔ ۱۹۲۷ء میں حکومت نے دخل اندازی کی اور گرانٹ وغیرہ کی واپسی کا تقاضا کیا۔ انجمن منتظمہ نے انجمن حمایت اسلام سے اس سکول کو مع جائیداد کے اپنی تحویل میں لینے کی درخواست کی، جسے انجمن نے بخوشی قبول کر لیا۔ علاقے کے ہزاروں نوجوان اس قومی درس گاہ سے تعلیم پا کر مختلف اداروں خصوصاً پاک فوج میں، ملک وملت کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

۱۸۹۱ء میں انجمن کی جنرل کونسل نے اسلامیہ کالج کے قیام کی تجویز منظور کر لی، اور اسی سال کالج کا اجراء ہو گیا۔ ۱۸۹۲ء میں سر میاں محمد شفیع کی کوششوں سے پنجاب یونیورسٹی نے اس کالج کو منظور کر لیا۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ شروع میں یہ کالج شیرانوالہ سکول کے دو کمروں میں قائم کیا گیا تھا اور اس میں صرف انٹرمیڈیٹ تک تعلیم دی جاتی تھی۔ ایک کمرہ تعلیم کے لیے تھا اور دوسرا پرنسپل، سٹاف اور دفتر کے لیے۔ اگلے سال ایک اور کمرہ سیکنڈ ایئر کے لیے لے لیا گیا۔ ۱۹۰۰ء تک یہی کمرے اسلامیہ کالج کے نام سے موسوم تھے۔ ۱۹۰۵ء میں انجمن نے پچاس کنال اراضی خریدی اور ۱۹۰۷ء میں امیر حبیب اللہ خان نے اسلامیہ کالج کا سنگ بنیاد رکھا۔ ۱۹۰۸ء میں ریواز ہوسٹل کی عمارت مکمل ہوئی تو اس کے مغربی حصے میں کالج کی جماعتیں منتقل کر دی گئیں۔ جون ۱۹۱۳ء میں کالج کی

Marfat.com

عمارت پایۂ تکمیل کو پہنچی تاہم اس میں برابر توسیع ہوتی رہی۔ کالج کی ابتدائی عمارت کا نقشہ بانیان انجمن میں سے ایک بزرگ میاں محمد عبداللہ انجینئر کا بنا ہوا ہے اور ان ہی کی نگرانی میں تعمیر بھی ہوئی۔ یہ کالج اپنی شاندار تعلیمی خدمات کے باعث ایک منفرد اہمیت کا حامل ہے۔ اسے مشہور ماہرین تعلیم کی خدمات میسر آئیں۔ مسٹر ہنری مارٹن، مسٹر ولسن، علامہ عبداللہ یوسف علی اور خواجہ دل محمد جیسی عالم و فاضل ہستیاں اس کالج کی پرنسپل رہیں۔ اساتذہ میں سر عبدالقادر، علامہ اقبال، شیخ عبدالعزیز، میاں عبدالعزیز فلک پیما، ڈاکٹر نذیر احمد، سید عبدالقادر، مولانا اصغر علی روحی، پروفیسر ایم۔ اے غنی، ڈاکٹر محمد دین تاثیر، پروفیسر علم الدین سالک، پروفیسر حمید احمد خان اور خواجہ محمد اسلم قابل ذکر ہیں۔

کالج کی تاریخ میں وہ دن بھی طلوع ہوا کہ طلباء کی کثرت تعداد کے پیش نظر ڈی۔ اے۔ وی کالج کی متروکہ عمارت میں اسلامیہ کالج سول لائنز کا اجراء لازمی ہو گیا۔ پھر یہیں حمایت اسلام لاء کالج بھی کھول دیا گیا۔

انجمن کی سماجی خدمات:

ان میں سب سے پہلے دارالشفقت کا ذکر ضروری ہے۔ ۱۸۸۶ء میں ایک نادار مسلمان بیوہ لدھیانہ کے مشن ہسپتال میں بغرض علاج داخل ہوئی۔ اس کے ساتھ تین بچے تھے۔ ہسپتال کے عیسائی عملے نے اس کی بے کسی اور مجبوری سے فائدہ اٹھا کر اسے عیسائی بنا لیا۔ تھوڑے عرصے بعد ایک نیک دل مسلمان عالم کے وعظ و نصیحت سے متاثر ہو کر وہ تائب ہو گئی۔ اور دوبارہ دائرہ اسلام میں آ گئی۔ پادریوں نے اسے تو جانے کی اجازت دے دی۔ مگر اس کے بچوں کو چھپا لیا۔ اس پر لدھیانے کے مسلمانوں میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی دادرسی کے لیے عدالت سے رجوع کیا گیا مگر پادریوں کا اثر و رسوخ آڑے آیا اور عدالت نے غریب عورت کی درخواست مسترد کر دی۔ چیف کورٹ میں اپیل دائر کی گئی لیکن روپیہ نہ ہونے کے باعث مقدمے کی پیروی نہ ہو سکی۔ انجمن حمایت اسلام کے ارباب

Marfat.com

اختیار کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے تمام اخراجات اپیل برداشت کر کے مقدمے کی پیروی کی اور عدالت عالیہ سے بچوں کی واپسی کی ڈگری حاصل کر لی۔ ۱۸۸۷ء کے آخر میں بصد مشکل تین میں سے دو بچے ــــ ایک لڑکا اور ایک لڑکی ــــ انجمن کی تحویل میں دے دیے گئے۔ ان بچوں کے علاوہ دو اور یتیم بچوں کو، جو مدرستہ المسلمین میں انجمن کے وظیفے پر پڑھتے تھے، یکجا کر کے دسمبر ۱۸۸۷ء میں یتیم خانے کی بنیاد رکھی گئی۔ لدھیانے کی بیوہ ان چاروں بچوں کے لیے کھانا پکاتی اور ان کی نگہداشت کرتی تھی۔ اس خبر کا پھیلنا تھا کہ مختلف مقامات سے درخواستیں آنے لگیں۔ ۱۸۸۸ء میں ہوشیارپور کی ایک تعلیم یافتہ سیدزادی کی درخواست موصول ہوئی۔ جو گردش زمانہ سے دو بچوں سمیت عیسائیت کے چنگل میں پھنس گئی تھی۔ اس خاتون کو بھی لاہور لایا گیا اور زنانہ مدارس کا نگران مقرر کیا گیا۔

انجمن کو جہاں بھی ایسے واقعات کا پتہ چلتا، کسی نہ کسی رکن کو بھیج کر حالات کی اصلاح کی جاتی، عیسائیت کے دام فریب میں پھنسے ہوئے بے کس و نادار بچوں بچیوں کو مسلمان بنا کر اپنے سایۂ عاطفت میں جگہ دیتی۔ ۱۸۸۷ء سے ۱۸۹۰ء تک یتامیٰ ایک کرائے کے مکان میں اکھٹے رکھے جاتے تھے، لیکن جب لڑکیوں کی تعداد زیادہ ہوگئی تو زنانہ یتیم خانہ علیحدہ کر دیا گیا اور لڑکے مدرستہ المسلمین کے بورڈنگ ہاؤس میں منتقل کر دیے گئے۔ ۱۹۲۲ء میں انجمن نے ملتان روڈ پر موضع بکی ٹھٹھی کی حدود میں ساڑھے بارہ کنال اراضی خریدی اور وہاں مردانہ یتیم خانے کی عمارت تعمیر کی گئی۔ ۱۹۶۳ء میں اس کی موجودہ عمارت پایۂ تکمیل کو پہنچی اور اس کا نام دارالشفقت مردانہ رکھا گیا۔ اسی طرح زنانہ یتیم خانہ بھی دارالشفقت کے نام سے موسوم ہے۔

ان اداروں نے ہر نازک مرحلے پر قوم کی مخلصانہ اور ٹھوس خدمات انجام دی ہیں۔ موپلہ تحریک میں شہید ہونیوالے مسلمانوں کے بچوں کو یہاں پناہ ملی۔ کوئٹے کے زلزلے میں یتیم ہونے والے بچے یہیں مامون و محفوظ ہوئے۔ پھر قیام پاکستان کے موقع پر مشرقی پنجاب دہلی، بہار، اور دوسرے صوبوں سے آنے والے یتیم بچوں اور بیواؤں کو انجمن نے اپنے

Marfat.com

سینے سے لگایا۔

انجمن کی قومی خدمات

انجمن کی مذہبی، تعلیمی اور سماجی خدمات بھی کسی طرح کم نہیں۔ انجمن کے سیاسی جلسوں نے مسلمانوں میں سیاسی بیداری پیدا کرنے میں بڑا شاندار کردار ادا کیا ہے۔ دو قومی نظریے کے بارے میں سرسید اور دوسرے اکابر قوم اپنے خیالات کا اظہار کر چکے تھے۔ ایک طرح سے دیکھا جائے تو ایم۔ اے۔ او کالج علی گڑھ کی طرح اسلامیہ کالج لاہور بلکہ خود انجمن حمایت اسلام کا قیام ہی اس نظریے کا مرہون منت تھا۔ اسلامیہ کالج کی فضا پہ مسلمانوں کی قومی انفرادیت کا رنگ ہمیشہ غالب رہا اور یہاں کے طلبا مسلمانانِ ہند کی تمام سیاسی تحریکوں میں فکری یا عملی طور پر حصہ لینے میں کسی سے پیچھے نہیں رہے۔

تحریک خلافت میں اسلامیہ کالج کے طلبا نے جو تاریخ ساز کردار ادا کیا۔ اسے کوئی بھی مورخ نظر انداز نہیں کر سکتا۔ ۱۹۲۰ء میں جب ترک موالات کی تحریک نے زور پکڑا تو جمہور مسلمانوں کی رائے عدم تعاون کے حق میں تھی۔ مولانا محمد علی، مولانا شوکت علی اور مولانا ابو الکلام آزاد نے انجمن حمایت اسلام کی جنرل کونسل کے اجلاس، منعقدہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۲۰ء میں ترک موالات پہ زور دیا اور کہا کہ:

> "جو لوگ مسلمانوں کے دشمن ہوں ان سے ترک موالات کیا جائے۔"

جمہور مسلمانوں نے یہ قراردادیں منظور کیں کہ:

> "اسلامیہ کالج کا یونیورسٹی سے الحاق ختم کیا جائے اور سرکار کی طرف سے کالج کو ملنے والی گرانٹ قبول نہ کی جائے۔"

اسلامیہ کالج کے پرنسپل مسٹر ڈی ہنری مارٹن نے ترک موالات کے خلاف سول ملٹری گزٹ میں ایک بیان شائع کرایا جو اسلام اور ملت اسلامیہ کے منافی تھا۔ اس کا ردعمل یقینی تھا چنانچہ مسلمان عوام اور بالخصوص کالج کے طلبا بھڑک اٹھے۔ جنرل کونسل اور مسلمانان رہ

Marfat.com

کے متعدد جلسے ہوئے۔ جن میں ان امور پر غور وخوض کیا گیا۔ طلبار نے ترک موالات جاری رکھا۔ حکومت کے پٹھوؤں نے ترک موالات کے خلاف فتوے دیے اور طلبا کی اسلام دوست سرگرمیوں پر نکتہ چینی کی۔ جنرل کونسل کے فیصلے کے مطابق (الحاق قائم رکھنے اور گرانٹ جاری رکھنے کے ساتھ) کالج دوبارہ کھول دیا۔ پرنسپل نے ترک موالات کے حامی طلبار کے ساتھ نہایت نامناسب اور غیر شریفانہ رویہ اختیار کرتے ہوئے انہیں کالج سے معطل اور بورڈنگ ہاؤس سے خارج کر دیا۔ احتجاجی جلسے ہوئے، جلوس نکلے، طلبار کی اسلام دشمن طاقتوں کے خلاف جنگ جاری رہی۔ بالآخر فتح و کامرانی نے ان کے قدم چومے ان کی قربانی رنگ لائی۔ پرنسپل معزول اور غلط فتویٰ دینے والے پروفیسر مولوی عالم علی کالج سے معطل کر دیے گئے۔ آہستہ آہستہ یہ تحریک پورے ہندوستان میں پھیل گئی۔ لیکن اسلامیہ کالج لاہور نے جو خدمات انجام دیں انہیں ہمیشہ اولیت کا فخر حاصل رہے گا۔

لفظ پاکستان کے خالق چودھری رحمت علی ۱۹۱۱ء میں اسلامیہ کالج میں داخل ہوئے تھے۔ ۱۹۳۵ء میں انہوں نے کیمبرج سے تحریک پاکستان کا پہلا منشور اپنے قدیم کالج کے طلبا کو ارسال کیا۔ ۱۹۳۷ء میں اسی منشور کی روشنی میں مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کی تشکیل ہوئی۔ جس کے صدر حمید نظامی اور مولانا عبدالستار نیازی، میاں محمد شفیع (م۔ ش) اور شیخ انوار الحق (آج کل جج سپریم کورٹ) اس کے سرگرم رکن تھے[۱۴]۔ تحریک پاکستان کو رضاکاروں اور کارکنوں کا جو پہلا ہراول دستہ دستیاب ہوا وہ اسلامیہ کالج ہی نے فراہم کیا۔ اسے یہاں کے دردمند، پرجوش اور باشعور طلبہ کی پرخلوص سعی کہا جا سکتا ہے۔ قائداعظم، علامہ اقبال اور نواب شاہنواز نے اس کی سرپرستی اور رہنمائی فرمائی یہ اسی حوصلہ افزائی کا نتیجہ تھا کہ اس تنظیم نے تحریک پاکستان میں اپنا ناقابل فراموش کردار ادا کیا۔

۱۹۴۰ء میں مسلم لیگ کا لاہور میں وہ تاریخی جلسہ ہوا جس میں قرارداد لاہور پیش ہوئی اس جلسے کا انتظام وانصرام مسلم فیڈریشن نے کیا جو زیادہ تر اسلامیہ کالج کے طلبہ پر مشتمل تھی۔ سب سے پہلی پاکستان کانفرنس کا لاہور میں انعقاد مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے زیر اہتمام ۱۰

Marfat.com

اور قائد اعظم نے اس میں شرکت کی دعوت بلا تامل قبول فرمائی۔ اسلامیہ کالج کے وسیع و عریض میدان میں قائد اعظم نے اس کا افتتاح فرمایا اور پروفیسر مرزا عبدالمجید نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ لاہور ریزولیوشن کو قرارداد پاکستان کا نام دیا گیا۔

اسی سال قائد اعظم نے اسلامیہ کالج کے طلبہ کی تقسیم اسناد کی صدارت فرمائی اور طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"قوم کی تمام امیدیں آپ سے وابستہ ہیں۔ آپ ہی قوم کے اصل معمار ہیں۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ اپنے ملی فرائض کو نہ بھولیے۔" ۲۱

قائد کے ان الفاظ نے طلبہ میں ایک نیا جوش اور ولولہ پیدا کر دیا۔ فیڈریشن کے صدر میاں بشیر احمد نے ڈاکٹر الیاس مسعود اور ظہور الحسن ڈار سے مل کر طلباء کے لیے ایک پروگرام مرتب کیا، جس کے تحت وہ تعطیلات گرما میں ملک کے گوشے گوشے میں پھیل گئے اور ہر شہر اور قصبے میں مسلم لیگ کی شاخیں قائم ہو گئیں۔

۱۹۴۵ء کے انتخابات کی سرگرمیوں اور اس کے بعد پنجاب میں یونینسٹ حکومت کے خلاف سول نافرمانی کی تحریک میں مسلم لیگ کی کامیابی مسلمان طلبہ کی سرتوڑ مساعی کی مرہون منت تھی۔ ان میں اسلامیہ کالج کے طالب علم پیش پیش تھے، جن میں سے آفتاب احمد قریشی اور سید محمد قاسم رضوی کی شاندار خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے کالج نے انہیں "رول آف آنر" کا مستحق قرار دیا۔ پھر قیام پاکستان کے بعد لاکھوں مہاجرین کا ریلا آیا تو ان کو سہارا دینے کے لیے انجمن اور انجمن کے اداروں سے تعلق رکھنے والے نوجوان آگے بڑھے اور ان کی آباد کاری کے کٹھن کام میں اپنی نوزائیدہ حکومت کا ہاتھ بٹایا۔

مختصر یہ کہ تحریک پاکستان، تحریک مسلم لیگ اور قائد اعظم کے پیغام کی اشاعت اور کامرانی کا سہرا ایک بڑی حد تک انجمن حمایت اسلام کے سر ہے، جس نے قوم کے نوجوانوں کو صرف تعلیم کے زیور ہی سے آراستہ نہیں کیا بلکہ انہیں سیاسی شعور بخشا اور ملی تحریکوں میں عملی طور پر حصہ لینے میں ان کی حوصلہ افزائی کی۔ خود انجمن کے عہدے داروں میں پنجاب کے

Marfat.com

ان مسلمان زعماء کی ایک کثیر تعداد نظر آتی ہے جنہوں نے برعظیم بالخصوص پنجاب کے مسلمانوں کی سیاسی بیداری کے سلسلے میں تاریخ ساز کردار ادا کیا۔ ان میں خلیفہ محمد حمید الدین، نواب ذوالفقار علی خان، سر محمد شفیع، سر عبدالقادر، ڈاکٹر سر محمد اقبال، ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین مولوی غلام محی الدین قصوری، مولانا غلام مرشد اور میاں امیر الدین کے نام اہم ہیں۔

انجمن کی علمی و ادبی خدمات :

آزادی سے قبل پنجاب میں اردو کی ترویج و اشاعت کا سب سے بڑا مرکز لاہور اور لاہور میں انجمن حمایت اسلام کے تعلیمی اور اشاعتی ادارے اور اس کے سالانہ جلسے تھے۔ یہ سالانہ جلسے اپنی دیگر خصوصیات کے علاوہ اردو کے فروغ اور اشاعت کے بہت بڑے گہوارے تھے۔

۱۸۸۵ء میں انجمن کے کتب خانے کی بنیاد پڑی۔ مولوی غلام دستگیر کے رسالے کی اشاعت کے بعد ۱۸۸۶ء میں انجمن نے اردو کا قاعدہ اور ۱۸۸۷ء میں پہلی، دوسری اور تیسری جماعت کی اردو ریڈرز شائع کیں۔ اس سلسلہ کتب کو ملک بھر میں سراہا گیا تو اردو کی چوتھی اور پانچویں کتابیں شائع کرنے کے بعد دینیات کی عربی کتابیں، رسائل اور فارسی کی کتابیں، انگریزی کی پرائمر دو ابتدائی درسی کتابیں اور عربی علم الصرف کی کتابیں چھاپی گئیں۔ ۱۹۰۱ء میں جغرافیہ کی ابتدائی کتابیں بھی شائع ہوئیں۔ ۱۹۲۰ء میں محکمہ تعلیم پنجاب نے اپنے نصاب میں ترمیم کی تو انجمن نے ایک "جدید کتب اردو" کا نیا سلسلہ عربی کی کتابیں اور تاریخ ہند کی کہانیاں شائع کیں۔ یہ تمام کتابیں اضافی درسی کتب کے طور پر منظور ہوئیں۔ ۱۹۲۴ء میں زنانہ مدارس کے لیے اردو ریڈرز کا مکمل سیٹ تیار کیا گیا جو محکمہ تعلیم نے منظور کیا۔ اسلام اور تاریخ اسلام پر الامین، اخلاق محمدی اور طلوع اسلام جیسی مستند کتابیں پیش کیں۔ ۱۹۲۷ء کے بعد اعلیٰ جماعتوں کا سلسلہ کتب جاری ہوا۔ پروفیسر شیخ غلام حسین کی مصنفہ تاریخ ہند، تاریخ انگلستان، اکنامکس، منطق اور خواجہ دل محمد کی معروف انگریزی وار... میں ریاضی کی کتابیں شائع کی گئیں

Marfat.com

انجمن حمایت اسلام کے کتب خانے کی عظیم الشان خدمت قرآن مجید کے صحیح ترین نسخے کی اشاعت ہے۔ اسے پروفیسر مولوی ظفر اقبال نے انتہائی محنت اور عقیدت سے مرتب کیا اور انجمن نے اس کی عکسی اشاعت پر تقریباً ایک لاکھ روپیہ صرف کیا۔ اس نسخے کی جلدیں بطور ہدیہ مسلمان فرماں رواؤں، مثلاً شاہ افغانستان، شاہ مصر، صدر ترکیہ، امیر بحرین، نظام دکن، نواب بہاولپور اور نواب بھوپال وغیرہ کو بھیجی گئیں۔ سید سلیمان ندوی نے تحریر کیا:

"یہ اسلام کی وہ خدمت ہے جو شہنشاہوں اور بادشاہوں کا حصہ تھی۔" ۲۱

۱۸۸۵ء میں انجمن نے ایک ماہانہ مجلہ جاری کیا جسے ۱۹۲۷ء میں ہفتہ وار کر دیا گیا پنجاب کا یہ واحد مجلہ ہے جو گزشتہ نوے سال سے مسلسل شائع ہو رہا ہے اور تعلیمی، ادبی اور صحافتی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ اس سے ملک کے بلند پایہ ادیب، شاعر اور صحافی وابستہ رہے ہیں۔

بہت سے باکمال شاعر انجمن کے سٹیج پر دنیائے ادب سے روشناس ہوئے اور ان کی بہت سی نظمیں جو اردو ادب کا مایہ ناز سرمایہ ہیں، انجمن کے پلیٹ فارم سے پڑھی گئیں۔ آج سے ۸۰ سال پہلے ہندوستان میں انگریزی زبان کا تسلط مضبوط ہوتا چلا جا رہا تھا اور اردو کسمپرسی کی حالت میں تھی تو انجمن نے سہارا دیا۔ انجمن نے اپنے دفتری کاروبار اور بیرونی مراسلات کے لیے اردو زبان کو اپنایا۔

Marfat.com

حوالہ جات

۱۔ منہاج الدین سراج، طبقات ناصری، ج ۔۱، مرتبہ عبدالحئی حبیبی (کوئٹہ ۱۹۴۹ء)، ص ۴۸۴

۲۔ "پنجاب" اردو ادارہ معارف اسلامیہ، ج ۵

3 Henry Steinback, *The Punjab; being a brief account of the court of Sikhs* (London: Smith, 1846), p 6

4 *Ibid*, p. 7.

5 *Ibid*, p. 7

6 Michael Odwyer, *India as I knew it*.(London Constable, 1925), pp. 12-43

7 J.H. Lawrence - Archer, *Commentaries on the Punjab Campaign* 1848- (Lahore: Universal, n.d.), 225

8. Michael Odwyer, *India as I knew it*, (London: Constable, 1925), p. 176.

۹ خورشید مصطفیٰ رضوی، جنگ آزادی ۱۸۵۷ء، ص ۴۹۰

Marfat.com

۱۰۔ تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند۔ پنجاب یونیورسٹی، نویں جلد، ص ۴

۱۱۔ تاریخ ادبیات پاکستان و ہند، نویں جلد، ص ۳۰

12. Norman Macleod, *Address on Christian Missions to India* Edinburg, William Blackwood - 1868. pp. 15-16.

۱۳۔ اسلم فرخی، محمد حسین آزاد، ج ۱، کراچی، انجمن ترقی اردو، ۱۹۶۵ء ص ۱۴۹، ۱۵۰۔

۱۴۔ رسالہ انجمن اسلامیہ پنجاب، جولائی ۱۹۳۶ء۔ جولائی ۱۹۳۷ء

۱۵۔ غلام حسین ذوالفقار۔ اردو شاعری کا سیاسی و سماجی پس منظر، لاہور، پنجاب یونیورسٹی، ۱۹۶۶ء۔

۱۶۔ محمد حیات خان، مختصر تاریخ انجمن حمایت اسلام لاہور، لاہور، انجمن حمایت اسلام

۱۷۔ رسالہ انجمن حمایت اسلام لاہور، ۲۴ مارچ ۱۹۹۷ء

۱۸۔ محمد حیات خان، مختصر تاریخ انجمن اسلام لاہور، لاہور۔ انجمن حمایت اسلام لاہور، ص ۳۲۔

۱۹۔ رسالہ انجمن حمایت اسلام لاہور، ۱۰ اپریل ۱۹۷۰ء

۲۰۔ ایضاً

۲۱۔ ایضاً، ۲۶ اپریل ۱۹۶۸ء

Marfat.com

باب دوم

پنجاب میں اُردو اخبار نویسی

آغاز سے ۱۸۵۷ء تک

Marfat.com

Marfat.com

برصغیر پاک و ہند کی اخبار نویسی کے آغاز کا مختصر جائزہ :

بعض دوسرے ملکوں کی طرح ہندوستان میں بھی خبریں اور معلومات جمع کرنے کا ایک باقاعدہ نظام موجود تھا۔ قدیم ہندوستان میں

"ہندو حکمرانوں نے ایک ایسا باقاعدہ شعبہ قائم کر رکھا تھا جس کے کارکن اندرون ملک اور بیرون ملک سے معلومات حاصل کرتے تھے"۔ [1]

مغلوں کے دور میں خبروں کے حصول کے نظام نے خاص ترقی کر لی اس دور میں ایک شعبہ "خبریں" حاصل کرتا۔ دوسرا شعبہ واقعات، تقریبات اور شکایات قلمبند کر کے وقائع یا خبر ناموں کی صورت میں دربار میں بھیجتا۔ بادشاہ مختلف علاقوں میں وقائع نویس مقرر کرتے تھے۔ جو دربار کو اطلاعات بھیجتے تھے۔ لیکن یہ اطلاعات عوام کے لئے نہیں بلکہ بادشاہ کے لیے ہوتی تھیں تاکہ وہ سلطنت کے ہر حصہ کے حالات سے باقاعدہ باخبر رہیں۔

انگریزی اخبار نویسی :

برصغیر پاک و ہند میں باقاعدہ اور مروجہ اخبار نویسی کا آغاز انگریزوں نے کیا۔ ۱۷۶۰ء

Marfat.com

میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے ایک ملازم ولیم بولٹس نے کمپنی کے حکام کے رویہ سے تنگ آکر استعفیٰ دے دیا اور کلکتہ میں بعض مقامات پر ایک اشتہار چسپاں کیا کہ :

"کلکتہ میں چھاپہ خانہ کی عدم موجودگی کی وجہ سے لوگوں کو بیحد تکلیف ہے۔ انگریزی رعایا کے لیے یہ بڑی اہمیت کی بات ہے کہ وہ ایک دوسرے کا حال جان سکیں اور یہ اس صورت میں ممکن ہے کہ چھاپہ خانہ قائم ہو جائے جو لوگ اس سلسلہ میں عملی قدم اٹھا سکیں میں ان کی ہر مدد کرنے کو تیار ہوں۔ اس کے علاوہ میں عام لوگوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ میرے پاس بہت سا ایسا مواد مسودوں کی صورت میں موجود ہے جو عام لوگوں تک پہنچنا چاہیے۔ جو لوگ ان مسودات کا مطالعہ کرنا چاہیں۔ یا ان کے اقتباسات نقل کرنا چاہیں وہ صبح دس بجے سے بارہ بجے کے درمیان کسی وقت میرے گھر تشریف لا سکتے ہیں۔" [۲]

یہ گویا اخبار جاری کرنے کے ارادہ کا اظہار تھا۔ کمپنی کے حکام نے ولیم بولٹس کو علم یورپ بھیج دیا۔ ۲۹ جنوری ۱۷۸۰ء کو جیمز آگسٹس ھکی James Augustus Hicky نے Calcutta General Advertiser کے نام سے ایک اخبار جاری کیا جو عرف عام میں ھکی کا گزٹ Hicky's Gazette کہلایا۔ یہ برصغیر پاک و ہند میں پہلا باقاعدہ اور مطبوعہ اخبار تھا [۳]۔ ھکی کو بھی حکام کے عتاب کا نشانہ بننا پڑا۔ اسی سال دو تاجروں Peter Reed اور B. Massink نے انڈیا گزٹ جاری کیا۔ ۱۷۸۴ء میں کلکتہ گزٹ کا اجراء ہوا اسے حکومت کی سرپرستی حاصل تھی۔ کلکتہ، مدراس اور بمبئی سے مزید اخبارات جاری ہوئے۔ مدراس کے اخبارات میں مدراس کوریئر، مدراس گزٹ اور انڈیا ہیرالڈ نے شہرت پائی۔ بمبئی سے بمبئی ہیرلڈ Bombay Herlad دی کوریئر بمبئی گزٹ وغیرہ جاری ہوئے۔

Marfat.com

یہ اخبارات انگریز باشندوں نے جاری کیے اور یہ انگریزی خواں طبقے کے لیے تھے۔ ان میں مقامی باشندوں کی دل چسپی کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔ یہ اخبارات ظاہری و معنوی لحاظ سے ہندوستانیوں کے لیے اجنبی تھے۔[۴]

مقامی زبانوں میں اخبار نویسی:

۱۸۱۸ء میں سی رام پور سے بپٹسٹ مشن کے ایک رکن ڈاکٹر مارٹن مین نے بنگالی زبان میں ایک اخبار ڈگ درشن جاری کیا اس کے بعد اسی سال سیرام پور ہی سے سماچار درپن کا اجرا ہوا۔ یہ اخبار عیسائی مشنریوں نے جاری کیے تھے۔ ان میں ہندو عقائد پر حملے ہوتے تو راجہ رام موہن رائے نے ۱۸۲۱ء میں کلکتہ سے سمبد کومدی جاری کیا۔ اس کے بعد بھوانی چرن بینرجی نے سماچار چندریکا جاری کیا۔ اس کے بعد مزید بنگالی اخبارات وقتاً جاری ہوتے رہے۔ اس کے علاوہ فارسی، ہندی، گجراتی، مرہٹی اور تامل وغیرہ میں بھی اخبار شائع ہونے لگے۔[۵]

۲۰ اپریل ۱۸۲۲ء کو راجہ رام موہن رائے نے ایک فارسی اخبار مراۃ الاخبار جاری کیا۔ اس کے بعد شمس الاخبار، اخبار سیرام پور، آئینہ سکندر، ماہ عالم افروز اور متعدد دوسرے اخبارات جاری ہوئے۔

گارساں دتاسی نے قلعہ معلیٰ دہلی کے اخبار سراج الاخبار کو برصغیر کا قدیم ترین اخبار قرار دیا ہے یہ باقاعدہ مطبوعہ صورت میں ۱۸۴۱ء میں منظر عام پر آیا۔ اس سے پہلے یہ قلمی اخبار تھا۔ اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں مطبوعہ صحافت کے ساتھ ساتھ قلمی اخبارات کا سلسلہ بھی برقرار تھا۔

انگریزوں نے برصغیر پاک و ہند میں سیاسی، ذہنی اور اقتصادی طور سے قدم جما لیے تھے۔ لیکن مذہبی، اور معاشرتی لحاظ سے ان میں اور یہاں کے لوگوں میں فاصلہ حائل تھا۔ اس کی ایک اہم وجہ زبان تھی۔

فارسی پاک و ہند کے مختلف حصوں کی سرکاری زبان تھی۔ مسلمانوں کا ادبی، علمی اور

Marfat.com

تہذیبی سرمایہ بھی اسی زبان میں موجود تھا۔ کسی قوم کا اس کے ماضی سے رشتہ ختم کرنے کا موثر طریقہ یہ ہے کہ اس کی زبان بدل دی جائے۔ انگریز جانتے تھے کہ انگریزی فوراً فارسی کی جگہ رائج نہیں کی جا سکتی۔ اردو ایک زبان کے طور پر نشو و نما کے ابتدائی مراحل سے گزر رہی تھی۔ یہ زبان آسان بھی تھی۔ چنانچہ انگریزوں نے فورٹ ولیم کالج کھول کر اردو کو سلیس بنانے اور اس کو رائج کرنے کا منصوبہ بنایا۔ رفتہ رفتہ اردو میں کچھ کتابیں تیار ہو گئیں۔ بعض پرانی کتابوں کا اردو میں ترجمہ کیا گیا۔ کچھ نئے سرے سے سہل زبان میں لکھی گئیں۔ بالآخر انگریزوں نے ۱۸۳۰ء میں فارسی کی سرکاری حیثیت ختم کر کے اردو کو عدالتی زبان قرار دے دیا۔ اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ انگریزوں کو اردو سے محبت تھی۔ انگریزوں کا یہ فیصلہ ان کی سامراجی مصلحت کا نتیجہ تھا۔ یہ الگ بات ہے کہ اردو کو اس فیصلہ سے فائدہ پہنچا اور وہ جلد ترقی کر گئی۔ تاہم شروع میں اردو داں طبقہ فارسی ہی کو پسند کرتا تھا۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کی سرپرستی میں ۱۸۲۲ء میں کلکتہ سے ہفتہ وار اردو اخبار "جام جہاں نما" جاری ہوا۔ لیکن اس کے دس شمارے ہی شائع ہوئے تھے کہ اس کی زبان بدل کر فارسی کر دی گئی۔ اس کی وجہ یہ بیان کی گئی کہ عام لوگ اردو اخبار کو پسند نہیں کرتے اور انگریز اردو سمجھتے نہیں۔ گویا جام جہاں نما اردو میں اخبار جاری کرنے کی ایک ایسی کوشش تھی جو کامیاب نہ ہو سکی۔ چنانچہ اردو صحافت کا آغاز فارسی کی سرکاری حیثیت ختم ہونے اور ۱۸۳۵ء میں صحافتی قوانین نرم ہونے کے بعد ہوا۔ اس وقت شمالی ہندوستان کے جو علاقے انگریزوں کے زیر نگیں تھے ان کو صوبہ شمال مغربی کہا جاتا تھا۔ ۱۸۴۹ء تک پنجاب کا ایک حصہ شمال مغربی صوبہ میں شامل رہا اور ۱۸۴۹ء میں پورا پنجاب اس صوبہ میں شامل ہو گیا۔ ذیل میں ان اردو اخبارات کی فہرست دی جا رہی ہے جو ۱۸۵۷ء تک پاکستان و ہند کے مختلف حصوں سے جاری ہوئے۔

جام جہاں نما :

یہ اخبار منشی سدا سکھ نے ایسٹ انڈیا کمپنی کی سرپرستی میں ۱۸۲۲ء میں کلکتہ سے

Marfat.com

جاری کیا تھا۔ لیکن اڑھائی ماہ بعد ہی اسے فارسی اخبار میں تبدیل کر دیا گیا

اخبار دہلی ۔ دہلی اردو اخبار ۔ اخبار الظفر:

یہ ہفتہ وار اخبار مولانا محمد حسین آزاد کے والد مولوی محمد باقر نے "اخبار دہلی" کے نام سے ۱۰۔ اکتوبر ۱۸۳۵ء کو دہلی سے جاری کیا۔ ۱۰ مئی ۱۸۴۰ء کو اس کا نام "دہلی اردو اخبار" ہو گیا۔ ۱۸۵۷ء کی جدوجہد میں اس اخبار نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور جہاد کا فتویٰ بھی شائع کیا۔ چنانچہ حریت پسندوں کی جدوجہد کی ناکامی کے بعد ۱۳ ستمبر ۱۸۵۷ء کو مولوی محمد باقر کو انگریزوں نے گولی مار دی۔ ان کا گھر مسمار کر دیا گیا اور ان کے صاحبزادے مولانا محمد حسین آزاد کی گرفتاری کا حکم بھی جاری کیا گیا۔ وہ کچھ عرصے روپوش رہے۔ آخر بڑی مشکلوں سے ان کی جان بخشی ہوئی۔ جہاد آزادی سے پہلے اخبار کی پالیسی مصالحانہ تھی۔ لیکن جدوجہد کے دوران اس اخبار نے کھل کر مجاہدین آزادی کا ساتھ دیا۔ ۱۸۴۸ء میں اس اخبار کی اشاعت ۷۹ تھی۔ قیمت دو روپے ماہوار تھی۔ جہاد آزادی کے دنوں میں اشاعت بڑھ گئی۔

سید الاخبار:

یہ اخبار سرسید کے بھائی سید محمد نے دہلی سے ۱۸۳۷ء میں جاری کیا۔ سید محمد ۱۸۴۶ء میں رحلت کر گئے تو اس کا انتظام سرسید احمد خان نے سنبھال لیا۔ قیمت ۲ روپے ماہوار تھی ۱۸۴۴ء میں اس کی اشاعت پچاس تھی۔ حکومت کی نگاہ میں اس کی خبریں مبالغہ اور لب و لہجہ متعصبانہ تھا۔

جلالی:

یہ اخبار لکھنؤ سے ۱۸۴۲ء میں جاری ہوا۔ اس کے مدیر مولانا علی حسن محدث تھے۔ اس کے مندرجات مذہبی نوعیت کے ہوتے تھے۔

Marfat.com

منظہر الحق :

یہ اخبار اردو اخبار دہلی کے مالک و مدیر مولوی محمد باقر نے اگست ۱۸۴۳ء میں جاری کیا تھا۔ یہ شیعہ فرقہ کا ترجمان تھا۔ اس کا انداز مناظرانہ تھا۔ قیمت ایک روپیہ ماہوار تھی اس کے پہلے ایڈیٹر امداد حسین تھے۔ بعدازاں محمد علی اس کے ایڈیٹر بنے۔

آئینہ گیتی نما :

یہ ہفتہ وار اخبار کلکتہ سے ۱۸۴۳ء میں جاری ہوا۔

کریم الاخبار :

یہ اخبار مولوی کریم الدین پانی پتی نے فروری ۱۸۴۰ء میں دہلی سے جاری کیا۔ یہ ہفتہ وار اخبار تھا۔

گل رعنا :

یہ ایک ماہنامہ تھا جسے مولوی کریم الدین ہی نے ۱۸۴۵ء میں جاری کیا یہ شعر و سخن کا گلدستہ تھا۔ دلی کے مشاعروں میں پڑھا جانے والا کلام اس میں شائع ہوتا تھا۔

احمدی :

یہ اخبار ۱۸۴۵ء میں لکھنؤ سے جاری ہوا۔

قران السعدین :

یہ اخبار راے بہادر پنڈت دھرم نرائن کی ادارت میں ۱۸۴۵ء میں دہلی کالج سے جاری ہوا یہ باتصویر اخبار تھا اور مطبع العلوم کشمیری گیٹ میں چھپتا تھا۔ بہادر شاہ ظفر کا کلام بھی اس

Marfat.com

میں شائع ہوتا تھا۔ علمی و ادبی مضامین بھی چھپتے تھے۔ بعد ازاں موتی لال اور اصغر علی اس کے ایڈیٹر بنے۔ قرآن السعدین کے علاوہ تحفۃ الحدائق بھی دہلی سے شائع ہونے لگا۔

عمدۃ الاخبار:

یہ مدراس کا پہلا اردو اخبار تھا جو ۱۸۴۵ء میں جاری ہوا یہ مہینے میں تین بار شائع ہوتا تھا۔ اس نام کا ایک اخبار اس سال بریلی سے بھی جاری ہوا۔

فوائد الناظرین:

یہ ایک علمی و ادبی پندرہ روزہ تھا جسے ماسٹر رام چندر پانی پتی نے ۱۸۴۵ء میں دہلی سے جاری کیا۔ اس میں تاریخ اور سائنس کے بارے میں بھی مضامین شائع ہوتے تھے کچھ عرصہ بعد یہ ہفت روزہ ہوگیا ماسٹر رام چندر کے علاوہ سید اشرف علی واسطی بھی اس کی تدوین اور ادارت میں حصہ لیتے تھے

بنارس اخبار:

یہ اخبار ایک مرہٹی صحافی گووند رگھوناتھ نے ۱۸۴۵ء میں جاری کیا۔ یہ اردو اور ہندی دونوں زبانوں میں چھپتا تھا۔ ہفتہ وار اخبار تھا اور ہندو مت کے پرچار کے لیے وقف تھا

مدرسہ:

یہ پرچہ پادری سی۔ سی فنک نے یکم جنوری ۱۸۴۶ء کو آگرہ سے جاری کیا پہلے ماہنامہ تھا دو ماہ بعد اسے ہفت روزہ کر دیا گیا

Marfat.com

صدر الاخبار (اخبار الحقائق) :

یہ پرچہ بھی پادری سی ۔سی ۔ فنک نے ہی آگرہ سے جاری کیا ۔ اس کے انتقال کے بعد اشوری داس اس کے ایڈیٹر بنے ۔جلد ہی فالن Fallin اس کے مدیر بنے اور اخبار کا نام ۱۸۴۶ء میں بدل کر " اخبار الحقائق " رکھ دیا گیا۔اس کی اشاعت ۸۳ تھی ۔

خیالی :

یہ اخبار منشی خیالی رام نے ۳ جون ۱۸۴۶ء کو لکھنو سے جاری کیا ۔

محمدیہ :

یہ اخبار عبداللہ بن حاجی ولی محمدؒ نے لکھنوَ سے ۱۸۴۶ء میں جاری کیا ۔

مارتنڈ :

یہ ہفتہ وار تھا جو ۱۸۴۶ء میں کلکتہ سے جاری ہوا ۔ اس کے مدیر مولوی نصیر الدین تھے ۔

شملہ اخبار :

شملہ سے جو ۱۸۴۷ء میں جاری ہوا ۔ یہ اخبار اردو میں تھا مگر دمن رسم الخط میں چھپتا تھا۔ اس کے مالک و مدیر شیخ عبداللہ تھے ۔ اسی نام کا ہندی پندرہ روزہ بھی چھپتا تھا یہ اخبار ۱۸۵۲ء میں بند ہو گیا ۔

Marfat.com

محب وطن :

یہ ایک مصور ماہنامہ تھا جسے ماسٹر رام چندر نے ۱۸۴۷ء کے اوائل میں دہلی سے جاری کیا۔ اس کے کچھ صفحات انگریزی میں بھی ہوتے تھے $\frac{۲۰\times۳۰}{۱۶}$ سائز کے چھپن صفحات پر مشتمل ہوتا تھا۔

اسد الاخبار :

یہ ہفت روزہ تھا جو ۷ مئی ۱۸۴۷ء کو آگرہ سے جاری ہوا۔ اس کے مالک و مدیر قمر الدین خان تھے۔ جو علم حدیث اور اسلامی تاریخ پر عبور رکھتے تھے۔ اس اخبار میں خبروں کے علاوہ مذہبی مضامین شائع ہوتے تھے۔ ۱۸۵۰ء میں اس کی اشاعت ۱۲۵ تھی۔

روائد الشائقین :

یہ اخبار پربھو دیال نے نومبر ۱۸۴۷ء میں دہلی سے جاری کیا۔

محمدی :

یہ پرچہ ۱۸۴۷ء میں لکھنؤ سے امام باڑہ آغا باقر سے جاری ہوا۔ اس کے مالک حکیم ناصر الدین اور مہتمم شیخ امداد علی تھے۔

احمدی :

یہ پرچہ بھی حکیم ناصر الدین اور شیخ امداد علی نے لکھنؤ کے امام باڑہ باقر سے جاری کیا۔

Marfat.com

محمدی :

محمدی نامی ہی ایک اور پرچہ ۱۸۴۷ء میں بمبئی سے جاری ہوا اور اس کے مہتمم عبدالمالک تھے ۔

گوالیار اخبار :

خیراتی لال نے ۱۸۴۷ء میں گوالیار سے جاری کیا ۔ اردو اور ہندی میں چھپتا تھا ۔

مالوہ اخبار :

۱۸۴۸ء کے اوائل میں اندور کے ریذیڈنٹ مسٹر ہملٹن کی سرپرستی میں اندور سے جاری ہوا ۔ اس کے ایڈیٹر دھرم نرائن تھے ۔ ۴ دسمبر ۱۹۴۸ء میں اخبار میں روزمرہ خبروں کے علاوہ کچھ نہیں چھپتا تھا ۔ اس کے آدھے صفحے پر ہندی اور آدھے صفحے پر اردو میں خبریں ہوتی تھیں ۱۸۵۳ء میں اس کا انتظام پریم نرائن نے سنبھال لیا تھا ۔

زائرین ہند :

یہ اخبار آگرہ سے ۱۸۵۰ء میں جاری ہوا ۔ یہ پندرہ روزہ تھا اس میں خبریں اور مضامین شائع ہوتے تھے ۔ اس کے مالک لالہ ہربنس لال اور منتظم بھیروں پرشاد تھے ۔

مرزائی :

یہ اخبار ۱۸۵۰ء میں دہلی سے حافظ منیر خان نے جاری کیا ۔

Marfat.com

ندا الاخبار:

(بریلی) یہ اخبار بریلی سے ۱۸۴۷ء میں جاری ہوا۔ اس کے مہتمم مولوی عبدالرحمٰن تھے بعد میں اس کی نگرانی لچھمن پرشاد نے سنبھال لی۔ پہلے یہ اخبار چار صفحات کا ہوتا تھا۔ ۱۸۴۹ء میں چھ صفحات کا ہوگیا۔ اس میں خبریں اور سرکاری گزٹ کے اقتباسات بھی چھپتے تھے۔ ۱۸۴۹ء میں اس کی اشاعت ۶۵ تھی لیکن ۱۸۵۵ء میں ۵۶ رہ گئی۔ سرکاری رپورٹ کے مطابق اس کی زبان اردو صحیح نہیں ہوتی اس وجہ سے دیسی آبادی اس کو زیادہ پسند نہیں کرتی تھی۔

باغ و بہار:

یہ ہفتہ وار اخبار ۱۸۴۷ء میں بنارس سے بابو کرٹا ناتھ گھوش اور کالی پرشاد نے جاری کیا۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے بنگلہ میں "بنارس چندر دے" جاری کیا۔ اس میں خبریں شائع ہوتی تھیں۔ گاہے بگاہے طب، نجوم اور تاریخ پر مضامین بھی چھپتے تھے۔

بنارس گزٹ:

یہ اخبار ۱۸۴۷ء میں بنارس سے جاری ہوا۔ یہ بابو رگوناتھ ٹھاٹھے نے جاری کیا وہ ہندی میں ایک بنارسی اخبار بھی نکالتے تھے۔ اس میں زیادہ تر دوسرے اخبارات سے نقل شدہ خبریں شائع ہوتی تھیں۔ ۱۸۵۰ء اور ۱۸۵۱ء کی سرکاری رپورٹوں کے مطابق بنارس گزٹ کی اشاعت سترہ اور بنارس اخبار کی ۲۳ تھی۔ ان میں سے کوئی بھی نیک نام نہیں تھا۔ عام طور پر مشہور ہے کہ یہ اخبار راجہ نیپال کے زرخرید تھے گالی گلوچ اور ذاتیات سے دونوں اخبار بھرے ہوتے تھے۔ ایڈیٹر کٹر ہندو تھے عیسائی مبلغوں اور نیپال کی حکومت کے مخالفین کا پکا دشمن تھا۔

Marfat.com

خلاصۂ اطراف :

یہ اخبار دہلی سے جاری ہوا اس کے ایڈیٹر متھرا داس تھے۔

لکھنؤ اخبار :

لکھنؤ سے جاری ہوا۔ مدیر لال جی تھے۔

مطلع الاخبار :

۱۸۴۷ء میں آگرہ سے جاری ہوا۔ اس کے مالک و مدیر شیخ خادم علی تھے۔ اس میں مقامی خبریں زیادہ چھپتی تھیں ۔ حکومت کی نظر میں یہ ایک اخبار تھا۔

قرآن الاخبار :

یہ اخبار اسی سال کلکتہ سے جاری ہوا۔

منظہر الحق :

یہ اخبار عنایت حسین کی ادارت میں ۱۸۴۷ء میں دہلی سے جاری ہوا۔

جام جمشید :

یہ اخبار میرٹھ سے ۱۸۴۷ء میں اردو میں جاری ہوا۔ ایڈیٹر بابو شب چندر تھے۔ اس میں صرف خبریں چھپتی تھیں ۔ بعد ازاں کرپا شنکر ایڈیٹر بنے۔

حیدری :

یہ ایک پندرہ روزہ اخبار تھا جو اپریل ۱۸۴۸ء میں دہلی کالج سے جاری ہوا۔

Marfat.com

مراۃ العلوم :

بابو کیندر ناتھ گھوش اور کالی پرشاد نے اگست ۱۸۴۸ء میں بنارس سے جاری کیا اس کے ایڈیٹر ہربنس لال تھے۔ اس کے صرف تین پرچے شائع ہوئے تھے کہ یہ بند ہو گیا۔

اخبار النواح :

یہ اخبار آگرہ سے ۱۸۴۸ء میں جواہر لال نے جاری کیا اس کا پورا نام "اخبار النواح و نزہت الارواح" تھا۔ ہندو خریداروں کے لیے اس کا ہفت روزہ ضمیمہ بھی شائع ہوتا اشاعت چالیس تھی۔

معیار الشعرا :

یہ ایک پندرہ روزہ گلدستہ تھا جسے مولوی ابوالحسن نے نومبر ۱۸۴۸ء میں آگرہ سے جاری کیا۔ اس میں شعرا کا کلام اور ان کے حالات زندگی شائع ہوتے تھے۔ مرزا غالب کی غزلیں بھی گاہے گاہے اس میں شائع ہوتی تھیں۔ اشاعت صرف ۱۵ تھی۔ جون ۱۸۴۹ء اسعد الاخبار میں ایک اشتہار یوں چھپا تھا :

> "پرسوں شب کو مشاعرہ ہوا۔ اکثر شعرائے اکبرآباد اور بعض سخن وران عجم تشریف لائے۔ ہر ایک کے کلام فصیح سے حاضرین بزم مشاعرہ محظوظ ہوئے۔
>
> جو مشاعرے میں تشریف نہ رکھتے تھے مسلم معیار الشعرا جو اس مطبع (اسعد الاخبار) میں چھپتا ہے اور سید مددعلی تہذیب اس کی تہذیب و ترتیب کا انتظام کرتے ہیں، محظوظ ہوں مشاعرہ بڑی زیب و زینت کا ہوتا ہے اور یہ پرچہ معیار الشعرا

Marfat.com

عجب لطف خیز مطبوع ہوتا ہے ہر شاعر کی غزل
منتخب ہو کر کھل جاتی ہے۔"

مرزا غالب کے ایک خط سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ عرصہ بعد منشی نرائن اس کے مالک و مدیر بن گئے تھے مرزا غالب نے منشی نرائن آرام کو لکھا تھا۔۔۔۔ اب تم یہ بتاؤ کہ رئیس رام پور کے یہاں تمہارا اخبار معیار الشعرا جاتا ہے یا نہیں؟

تحفتہ الحدائق:

یہ پندرہ روزہ اخبار محمد جعفر اور علی نقی نے ۱۸۴۸ء میں دہلی سے جاری کیا۔

مفتاح الشعرا:

مئی ۱۸۴۹ء میں میرٹھ سے حکیم محبوب علی نے جاری کیا۔ اس میں صرف خبریں چھپتی تھیں قیمت ایک روپیہ ماہوار تھی۔ ۱۸۵۳ء میں بند ہو گیا۔

گلزار ہمیشہ بہار:

یہ ایک ماہوار گلدستہ تھا جو ۱۸۴۹ء میں بنارس سے جاری ہوا۔

ضیاء الاخبار:

یہ اخبار شیخ محمد ضیاء الدین نے جولائی ۱۸۴۹ء میں دہلی سے جاری کیا۔

الحقائق:

آگرہ سے جاری ہوا سہ روزہ تھا۔ مدیر موتی لال تھے۔

Marfat.com

نزہت الارواح :

یہ اخبار بھی آگرہ سے جواہر لال کی ادارت میں جاری ہوا۔

تعلیم الخلائق :

۱۸۴۹ء میں مدراس سے جاری ہوا

آفتاب عالمتاب :

یہ اخبار بھی اسی سال مدراس سے جاری ہوا۔

مجمع الاخبار :

یہ اخبار ۱۸۴۹ء میں اندور سے جاری ہوا۔

قطب الاخبار :

یہ ہفتہ وار اخبار ۱۸۴۹ء میں آگرہ سے جاری ہوا۔ مذہبی نوعیت کا اخبار تھا اس کے مالک ندا میر خان تھے۔ بعد ازاں یہ اخبار وزیر خان اور احمد خان نے لیا۔ ۱۸۵۱ء میں اس کا نام "قطب الاخبار اور تذکرۃ الشہداء اور احکام سرکار و تاریخ الانبیاء" رکھ دیا۔ اس میں پیغمبروں اور شہیدوں کے حالات شائع ہوتے تھے۔ اس کی اشاعت ۴۵ تھی۔

بنارس ہرکارہ :

یہ ہفتہ وار اخبار اگست ۱۸۵۰ء میں بنارس سے جاری ہوا۔ اس کے مندرجات میں خبریں اور مضامین شامل تھے۔ ایڈیٹر سید احمد علی تھے۔ ۱۸۵۲ء کی رپورٹ

Marfat.com

کے مطابق انگریزی اخبار بنارس ہرکارہ کا ایڈیٹر اور اس کے اردو اخبار کے ایڈیٹر کی خوب آؤ بھگت کرتا تھا۔

اسعد الاخبار :

یہ اخبار آگرہ سے جاری ہوا۔

اسلم الاخبار :

یہ مدراس سے جاری ہوا۔

دقیق الاخبار :

یہ اخبار دسمبر ۱۸۵۱ء میں دہلی سے جاری ہوا اس کے ایڈیٹر پیرا یا داس تھے۔ ۱۸۵۳ء میں بند ہو گیا۔

فیضی :

یہ اخبار دسمبر ۱۸۵۱ء میں دہلی سے جاری ہوا اس کے مالک کپتان مقبول الدولہ اور ایڈیٹر سدا سکھ لال تھے۔ نور العباد یہ اخبار ۱۸۵۲ء میں آگرہ سے جاری ہوا۔ اس کا ایک ہندی ایڈیشن بدھی پرکاش کے نام سے چھپتا تھا۔ گارساں دتاسی کے الفاظ میں یہ دونوں پرچے حقیقت میں ایک ہی تھے اور ایک ہی شخص کی ادارت میں شائع ہوتے تھے۔

اخبار بمبئی :

یہ اخبار رحیم الدین نے بمبئی سے جاری کیا۔

Marfat.com

منظہر السرور :

یہ اخبار بھرت پور (آگرہ) سے ۱۸۵۱ء میں صفدر علی نے اردو اور ہندی میں جاری کیا۔ اس کی اشاعت صرف ۴۱ تھی معمولی قسم کا اخبار تھا۔

پرکاش :

یہ ۱۸۵۱ء میں بنارس سے جاری ہوا۔

انجمن آرا :

یہ کلکتہ سے جاری ہوا۔

حنفی :

یہ اخبار دہلی سے یکم جنوری ۱۸۵۲ء کو جاری ہوا۔ اس کے مالک شیخ کریم بخش تھے یہ مذہبی پرچہ تھا۔

نور مغربی :

یہ اخبار دہلی سے ۱۸۵۲ء میں جاری ہوا اس کے ایڈیٹر بلور سنگھ تھے۔ ۱۲ صفحات پر مشتمل تھا۔ اشاعت ۶۰ تھی۔

گوالیار اخبار :

یہ اخبار گوالیار سے اردو اور ہندی میں ۱۸۵۲ء میں شروع ہوا۔ ایڈیٹر پنڈت لچھمن پرشاد تھے۔ یہ اخبار بھی تھا اور گزٹ بھی۔

Marfat.com

جامع الاخبار :

یہ اخبار ۱۸۵۳ء میں مدراس سے سید رحمت علی نے جاری کیا۔

ذوالفقار حیدری :

یہ لکھنؤ سے بطور ہفتہ وار ۱۸۵۳ء میں جاری ہوا۔ شیعہ فرقہ کا ترجمان تھا۔

انوار :

یہ اخبار ضلع شاہ آباد کے مقام آرہ سے سید محمد ہاشم کی ادارت میں جاری ہوا۔ سن اجراء ۱۸۵۳ء ہے۔

فتح الاخبار :

یہ ہفتہ وار اخبار کول (علیگڑھ) سے ۶ ر اکتوبر ۱۸۵۳ء کو عثمان خان نے جاری کیا اس میں مقامی خبریں شائع ہوتی تھیں اس کے علاوہ آگرہ گورنمنٹ گزٹ کے اقتباسات شائع کرتا تھا۔

شعاع سخن :

یہ ہفتہ وار اخبار ۱۸۵۳ء میں ملتان سے جاری ہوا۔ اس کے مالک و مدیر فقیر غلام نصیر الدین تھے۔ پہلے چند پرچوں میں اردو مندرجات کا خلاصہ انگریزی اور ہندی میں بھی دیا گیا لیکن پھر یہ سلسلہ بند ہو گیا۔

آفتاب ہند :

یکم جنوری ۱۸۵۳ء کو بنارس سے جاری ہوا۔ ہفتہ وار اخبار تھا۔ پہلے ایڈیٹر

Marfat.com

کاشی داس تھے۔ پھر بابو گوبندر ناتھ اس کے ایڈیٹر بنے۔ یہ علمی وادبی اخبار تھا جس میں دوسرے اخباروں کی خبریں بھی نقل کی جاتی تھیں۔

نور مشرق:

نورِ مغرب کے مقابلے میں دہلی سے اگست ۱۸۵۲ء میں جاری ہوا۔ ہفتہ وار تھا مشرقی اقدار و افکار کی ترویج کے لیے وقف تھا اس کے مالک و مہتمم سید امیر علی تھے اشاعت ۵۶ تھی۔ اس کی زبان نسبتاً قدیم مگر قبل بغاوت کی دہلوی اردو ہوتی تھی۔ یہ نور مغرب کی پالیسی کا مخالف تھا۔

ہمائے بے بہا:

یہ لاہور سے ۱۸۵۳ء میں جاری ہوا۔ اس کے مدیر منشی دیوان چند تھے۔

صادق الاخبار:

گارساں دتاسی کے ۱۸۵۵ء کے خطبہ کے مطابق یہ فارسی کے صادق الاخبار سے مختلف تھا اور اردو میں شائع ہوتا تھا۔ ۱۸۵۳ء کی سرکاری رپورٹ میں اس کا ذکر ہے۔ اس لیے قرین قیاس یہی ہے کہ ۱۸۵۳ء میں جاری ہوا۔ اس اخبار نے جدوجہد آزادی میں کھل کر مجاہدین کا ساتھ دیا۔

محمدی:

یہ اخبار ۱۸۵۴ء میں نواز علی نے کانپور سے جاری کیا۔

فیض بخش:

یہ اخبار یوپی کے ایک مقام کھری سے منشی نیناند نے جاری کیا۔

Marfat.com

گلشن نوبہار :

یہ اخبار ۱۸۵۴ء میں بمبئی سے جاری ہوا۔

عمدۃ الاخبار :

دسمبر ۱۸۵۴ء میں بمبئی سے جاری ہوا۔

مسیحائی :

دسمبر ۱۸۵۴ء میں سورت سے جاری ہوا۔

صبح صادق :

یہ اخبار ۱۸۵۴ء میں مدراس سے جاری ہوا۔

اخبار دوربین :

یہ اخبار بھی ۱۸۵۴ء میں کلکتہ سے جاری ہوا۔

غریب :

یہ اخبار حصار سے ۱۸۵۵ء میں رکن الدین قادری نے جاری کیا۔

کشف الاخبار :

یہ ہفتہ وار اخبار ۱۸۵۵ء میں بمبئی سے جاری ہوا۔ یہ ایک آزاد اور بے باک اخبار تھا۔ عیسائی مشنریوں کے خلاف بے باکی سے لکھتا تھا۔ اس کے مدیر منشی امانت علی لکھنوی تھے۔ اس کے ساتھ اس کا ایک ضمیمہ کاشف الاخبار بھی شائع ہوتا تھا۔

Marfat.com

فتح الاخبار:

یہ اخبار کول (علیگڑھ) سے اکتوبر ۱۸۵۵ء میں جاری ہوا۔ محمد عثمان خان ایڈیٹر تھے۔ اخبار ہفت روزہ تھا۔

نسیم :

یہ اخبار ۱۸۵۵ء میں جون پور سے جاری ہوا۔

متھرا اخبار:

اس اخبار کے بارے میں اس سے زیادہ معلومات نہیں ملتیں کہ یہ متھرا سے جاری ہوا تھا۔

گنجینۂ اسرار:

یہ اخبار بھی متھرا سے جاری ہوا تھا۔

مرتضائی:

یہ اخبار پشاور سے جاری ہوا۔

قادری:

یہ اخبار گورداس پور سے جاری ہوا۔

مفرح القلوب :

یہ ہفتہ وار اخبار ۱۸۵۶ء میں کراچی سے جاری ہوا۔ اس کے مالک و مدیر مرزا

Marfat.com

محمد شفیع تھے۔ یہ اردو فارسی میں شائع ہوتا تھا۔ حاکموں اور امیروں کی خوش آمد کرتا تھا اس اخبار کا ایک بھائی مطلع خورشید تھا جو اس کے ساتھ جاری ہوا۔ اور اس کے مالک و مدیر بھی مرزا محمد شفیع تھے۔

حیدری :

مرزا علی حسین نے آگرہ سے جاری کیا۔

سفیر آگرہ :

یہ ہفتہ وار اخبار آگرہ سے ۱۹ جنوری ۱۹۵۶ کو جاری ہوا۔

معدن القوانین :

یہ ماہنامہ قانونی معلومات و امور کی ترویج کے لیے وقف تھا یہ آگرہ سے حاجی حسن نے ۱۸۵۶ء میں جاری کیا۔

سحر سامری :

یہ اخبار دسمبر ۱۸۵۶ء میں لکھنؤ سے جاری ہوا۔ یہ ہفت روزہ تھا۔ اس کے مالک مولوی محمد یعقوب انصاری اور مدیر گمبھیر نرائن تھے۔

حسینی :

یہ اخبار حسین علی نے ۱۸۵۶ء میں آگرہ سے جاری کیا۔

پنجاب سے شائع ہونے والے اخبارات :

اس زمانہ میں پنجاب شمال مغربی صوبہ میں شامل تھا۔ ۱۸۵۰ء سے ۱۸۵۷ء تک

Marfat.com

اس کے مختلف شہروں سے جو اخبارات و جرائد جاری ہوئے وہ یہ ہیں :-

۱۔ کوہ نور

۲۔ دریائے نور

۳۔ گلزار پنجاب

۴۔ خورشید عالم

۵۔ نور اعلیٰ نور

۶۔ باغ نور

۷۔ سہیل پنجاب

۸۔ ریاض الاخبار

۹۔ چشمۂ فیض

۱۰۔ ریاض نور

۱۱۔ لاہور گزٹ

۱۲۔ ہمائے بے بہا

۱۳۔ وکٹوریہ پیپر

۱۴۔ معلم ہند

۱۵۔ مطلع انوار

۱۶۔ شعاع الشمس

۱۷۔ معلم العلماء

۱۸۔ غریب

۱۹۔ نیر اعظم

۲۰۔ پنجابی اخبار

۲۱۔ خورشید پنجاب

Marfat.com

ان اخبارات و جرائد کا مفصل ذکر اگلے صفحات میں "کوہِ نور" کے معاصرین کے عنوان کے تحت کیا گیا ہے۔

Marfat.com

پنجاب میں پنجابی اخبار نویسی کا مختصر جائزہ

پنجاب میں اردو اخبار نویسی کی حیثیت اور اس کے کردار کا جائزہ لینے کے لیے ضروری ہے کہ پنجاب میں دوسری زبانوں کی صحافت کا بھی سرسری جائزہ لیا جائے تاکہ اردو اخبار نویسی کی صحیح صورت واضح ہو سکے۔

پنجابی زبان :

خطہ پنجاب کی اصل زبان پنجابی ہے جو دہلی سے لے کر خیبر، لوہ، سندھ اور پشاور اور کاغان تک اور جموں و سری نگر تک کے علاقوں میں بولی جاتی ہے۔ اگرچہ مختلف علاقوں میں مقامی طور پر اسے مختلف ناموں سے پکارا جاتا ہے اور ہر خطہ میں بولی جانے والی پنجابی دوسرے خطوں میں بولی جانے والی زبان سے تھوڑی سی مختلف ہے۔

دسویں صدی عیسوی کے مورخ المسعودی اور جغرافیہ دان ابن حوقل نے اسے "ملتانی" اور البیرونی نے پنجاب اور اس کے نواح میں بولی جانے والی زبان کو "الہندیہ" کے نام سے یاد کیا ہے۔[6] مسعود سعد سلیمان کے دیوان کو بھی ہندوی بتایا گیا ہے۔ "نجات المومنین" کے مصنف عبدالکریم کام روپ کام لتا کے مصنف احمد یار اور بعض دوسرے مصنفین (حافظ معزالدین، شاہ مراد، مولوی نو مسلم، میاں نور بخش) نے بھی اسے ہندی یا ہندوی لکھا ہے۔ دانان مذاہب میں گورو نانک کی زبان کو زبان ملتان

Marfat.com

پنجاب کہا گیا ہے ۔ امیر خسرو نے "لاہوری" زبان کا ذکر کیا ہے اور ابو الفضل نے اسے ملتانی لکھا ہے ۔ حافظ برخوردار نے مفتاح الفقہ میں پہلی بار اس زبان کے لیئے "پنجابی" کا نام استعمال کیا ہے ۔

باوا بدھ سنگھ کے بقول پنجابی کا جسم سنسکرتی ہے لیکن اس کا لباس بدلتا رہتا ہے ۔ بنارسی داس جین کی تحقیق کے مطابق پنجابی قدیم سنسکرت کی وارث ہے بعض اور محققین کے مطابق پنجابی وہ زبان ہے جسے سنسکرت کے قواعد نویسوں نے پراکت کا نام دیا تھا ۔ لیکن جدید تحقیق کی رو سے پنجابی سنسکرت سے بھی قدیم زبان ہے مختلف ادوار میں مختلف زبانیں اس کے ذخیرہ الفاظ میں اضافہ کرتی رہیں ۔

Tissdall نے اپنی کتاب Punjabi Grammer ۱۸۸۹ء میں پنجابی اور ہندی (ملتانی) کو الگ الگ زبانیں قرار دیا ۔ تاہم پنجاب کے مختلف علاقوں میں بولی جانے والی زبانیں ان ندیوں کی حیثیت رکھتی ہیں جو ایک ہی دریا میں آگرتی ہوں ۔ ان میں بھٹیانی ، ، دوآبی ، سرائیکی ، ریاستی ، ملتانی ، ہندکو ، چھاچھی ، پوٹھوہاری دھنی ، ماجھی ، وغیرہ قابل ذکر ہیں ۔ ادبی اور ٹکسالی پنجابی ماجھی اور ملتانی کی حسین آمیزش کا نام ہے یہاں تک کہ گورو نانک صاحب کی زبان موجودہ پنجابی کے بہت قریب ہے اس کے چالیس فی صد الفاظ ، عربی ، فارسی اور ترکی کے ہیں ۔ لیکن گرنتھ صاحب گورمکھی میں لکھا گیا تھا ۔ چنانچہ سکھوں کے نزدیک گورمکھی رسم الخط کو تقدس کا درجہ حاصل ہو گیا ۔ اس کے بعد سے "سکھی پنجابی" اور "مسلمانی پنجابی" میں امتیاز روا رکھا جانے لگا ۔

پنجابی ادب :

پنجابی ادب میں اولیائے کرام ، صوفیا ، مشائخ اور علمائے دین کی تعلیمات اور مقامی ماحول کا بڑا گہرا اثر ہے ۔ علی حیدر ، غلام رسول اور ہدایت اللہ و عشق لہر کی سہ حرفیاں ، شاہ حسین اور حضرت بلھے شاہ کی کافیاں ، حافظ و پیلو برخوردار کی مرزا صاحباں منبل اور وارث شاہ کی ہیر ، ہاشم کی سسی پنوں ، عبدالحکیم بہاولپوری اور مولوی

Marfat.com

غلام رسول کی احسن القصص، فضل شاہ کی سوہنی مہینوال اور لیلے مجنوں، میاں محمد بخش کی سیف الملوک اس کا ثبوت ہیں۔ اسی طرح وار، جنگ نامہ، بارہ ماہیے، اٹھوارے ست پارے، چرخ نامے، وغیرہ پر بھی یہ رنگ صاف نظر آتا ہے

پنجابی اخبار نویسی :

پنجابی اگرچہ صدیوں پرانی زبان ہے اس کا شعری ... ایک کسی بھی زبان کے شعری سرمایہ کے مقابلہ میں پیش کیا جا سکتا ہے لیکن یہ عجیب اتفاق ہے کہ اس میں بلند پایہ نثری تخلیقات کم ہیں۔ دوسرا عجیب اتفاق یہ ہے کہ پنجابی زبان کسی دور میں بھی پنجاب کی سرکاری زبان نہیں رہی۔

مغلوں کے دور میں فارسی سرکاری زبان تھی مہاراجہ رنجیت سنگھ کے عہد میں بھی پنجاب کی سرکاری و دفتری زبان فارسی ہی رہی۔ رنجیت سنگھ کے عہد میں مختلف علاقوں میں متعین وقائع نگار جو خبر نامے دربار میں بھیجتے تھے وہ اخبار کہلاتے تھے۔ مثلاً لاہور اخبار، کابل اخبار، کشمیر اخبار وغیرہ یہ اخبارات مطبوعہ نہیں تھے۔ یہ اصل میں وقائع نگاروں کے ... کردہ مکتوب ہوتے تھے۔ ۱۸۴۹ء میں پنجاب کا الحاق انگریزوں کے زیر تسلط علاقے سے ہوا۔ اسی سال پنجاب میں مطبوعہ صحافت کا آغاز ہوا۔ اس خطے سے جاری ہونے والا پہلا مطبوعہ اخبار "لاہور کرانیکل" تھا جو انگریزی اخبار تھا لاہور سے جاری ہونے والا دوسرا اخبار "کوہ نور" اردو اخبار تھا۔ ۱۸۵۰ء میں جاری ہوا۔ اس کے بعد پنجاب کے مختلف علاقوں سے بہت سے اخبارات جاری ہوئے لیکن یہ سب اردو اخبار تھے۔ انیسویں صدی کے اواخر میں برصغیر پاک و ہند میں لسانی تنازعہ نے سنگین صورت اختیار کر لی تھی اردو زبان کو قدرتی اور تاریخی عوامل سے پروان چڑھایا تھا مگر ہندوؤں نے اردو کی بجائے "ہندی" کی ترویج کے لئے ... اور اردو کو مسلمانوں کی زبان قرار دے ڈالا۔ تو مسلمانوں نے اردو کے تحفظ اور اس کو ترقی دینے کا عزم کر لیا۔ پنجاب کے لوگوں کی اکثریت ہندی سے ناواقف تھی اس لئے اس خطے میں

Marfat.com

ہندی کو اردو کے مقابلے میں نہیں لایا جا سکتا تھا۔ چنانچہ پنجاب میں پنجابی کو اردو کے مقابلے میں لانے کی سعی کی گئی۔ پنجاب کے مسلمان تعصب اور تنگ نظری سے بلند ہو کر اردو کے دفاع اور اس کے فروغ کے لیے کمربستہ ہو گئے۔ پنجاب میں اردو صحافت کی مقبولیت اور کامیابی کی دوسری وجہ خود اردو زبان کی سلاست ہے۔ پنجابی اور اردو کے بہت سے الفاظ مشترک ہیں۔ پنجاب بلکہ ملک کے دوسرے حصوں کے ناخواندہ لوگ بھی اردو میں مافی الضمیر ظاہر کر سکتے ہیں اردو اور پنجابی ایک ہی رسم الخط میں لکھی جاتی ہیں۔ اس رسم الخط میں اردو کی نوشت و خواند پنجابی کی نوشت و خواند سے آسان ہے۔ ایس ایم فیروز نے لکھا ہے کہ:

> "۱۸۴۹ء میں الحاق پنجاب کے بعد لاہور کو اردو علم و ادب کے مرکز کی حیثیت سے اہمیت حاصل ہونے لگی۔ اردو کے روایتی مرکز دہلی اور لکھنؤ اپنی اہمیت کھونے لگے۔ مولانا الطاف حسین حالی اور مولانا محمد حسین آزاد جیسی علمی و ادبی شخصیات لاہور میں جمع ہو گئیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ لاہور اردو ادب اور صحافت کا ایک اہم مرکز بنتا گیا۔"[۳۴]

پنجابی گورمکھی رسم الخط میں بھی لکھی جاتی تھی اور اردو رسم الخط میں بھی۔ سیاسی عوامل نے صحافت میں پنجابی کا استعمال سکھوں تک محدود کر دیا اور سکھوں نے بھی صحافت میں گورمکھی رسم الخط والی پنجابی کا استعمال شروع کیا۔

۱۸۷۳ء میں پنجاب میں، سنگھ سبھا قائم ہوئی۔ اس کے قیام کا مقصد پنجابی زبان کو فروغ دینا تھا۔ اس تحریک کے زیر اثر پنجابی جرائد کے اجراء کا سلسلہ شروع ہوا۔ لیکن یہ جرائد گورمکھی رسم الخط میں تھے۔ ۱۹۰۰ء تک پنجاب میں گورمکھی رسم الخط میں جو پنجابی اخبارات و جرائد جاری ہوئے ان کی تفصیل یہ ہے۔

۱۸۸۰ء	گورمکھی اخبار	ہفت روزہ لاہور	مالک و مدیر گورمکھ سنگھ
۱۸۸۱ء	ودیارک پنجاب	ماہنامہ لاہور	ایضاً
۱۸۸۵ء	ا ودیا سلس سماچار	ایضاً	مالک و مدیر حاکم رائے عرف بیلا

Marfat.com

۱۸۶۱ء	لائل خالصہ گزٹ	ہفت روزہ سیالکوٹ	مالک چندر سنگھ مدیر گوردت سنگھ۔
۱۸۹۱ء	خالصہ پرکاش (پنجابی اردو)	ہفت روزہ۔ لاہور	مالک و مدیر دیوان سنگھ [illegible]
۱۸۹۳ء	سنگھ سبھا گزٹ	ہفت روزہ امرتسر	مالک و مدیر لاہورا سنگھ
۱۸۹۹ء	انڈین خالصہ گزٹ	ماہنامہ۔ لاہور	مالک و مدیر بھائی [illegible] سنگھ
	خالصہ گزٹ	ہفت روزہ لاہور	مالک و مدیر [illegible] سنگھ
	خالصہ سماچار پنجاب	ہفت روزہ امرتسر	(نامعلوم)
	شری پنتھ خالصہ دھرم	ماہنامہ۔ لاہور	مالک ہرنام سنگھ مدیر رام چندر
۱۹۰۱ء	بھاٹیہ سماچار	پندرہ روزہ۔ لاہور	مالک بھائی دیا سنگھ مدیر بھائی لابھ سنگھ۔
	خالصہ دھرم پرچارک	ماہنامہ۔ امرتسر	مالک و مدیر لاہورا سنگھ
۱۹۰۳ء	نرگنیارا	پندرہ روزہ۔ امرتسر	(نامعلوم)
۱۹۰۴ء	خالصہ سیوک	ماہنامہ۔ امرتسر	مالک و مدیر جیون سنگھ
	منتھلی سرکلر	ماہنامہ۔ لاہور	مالک پنجاب میوچل ہندو فیملی۔ ریلیف فنڈ مدیر لالہ دنی چند
	رام گڑھیا پتریکا	ماہنامہ۔ لاہور	رام گڑھیا سبھا مدیر بیساکھا سنگھ
	سری گیہار گمبھیر گزٹ	ماہنامہ روپڑ (انبالہ)	مالک و مدیر سوہن لعل داس۔

Marfat.com

پنجابی صحافت کے دو مرکز تھے۔ لاہور اور امرتسر، زیادہ پنجابی جرائد لاہور سے جاری ہوئے۔ امرتسر دوسرے نمبر پر تھا۔ پنجابی صحافت کے بانی مشہور ادیب بھائی گورمکھ سنگھ تھے۔ گورمکھی پنجابی میں جاری ہونے والے اخبارات یا تو اصلاحی نوعیت کے تھے یا مذہبی۔ ان کے اجراء کا مقصد سکھ دھرم کا پرچار تھا اخبارات و جرائد سکھ قوم کی اصلاح پر زور دیتے تھے کبھی کبھار ان اخبارات میں کوئی ادبی مضمون بھی چھپ جاتا تھا۔ دو سکھ رہنماؤں سردار اجیت سنگھ اور بابا گردت سنگھ نے ایک نیم مذہبی و نیم سیاسی تحریک چلائی۔ یہ دونوں لیڈر جلاوطن ہوکر امریکہ پہنچے وہاں انہوں نے "غدر پارٹی" قائم کی اور ایک پنجابی اخبار غدر نکالا۔ اسی تحریک کے زیر اثر پنجاب میں پنتھ سیوک، شہید، پنجابی سرمہ، استری سدھار پتر، استری سدھا اور سگھڑ سہیلی وغیرہ جاری ہوئے۔

اردو رسم الخط میں شائع ہونے والے پنجابی اخبارات:

اردو رسم الخط میں شائع ہونے والا پہلا پنجابی اخبار امرت پتریکا تھا جو ۱۸۹۶ء میں جالندھر سے جاری ہوا۔ اس کے ایڈیٹر بھولا ناتھ بیرسٹر تھے۔ اس کے بعد لالہ بانکے دیال نے گوجرانوالہ سے "بزم شعراء" جاری کیا۔ اس میں پنجابی شاعروں کا کلام چھپتا تھا۔ اس رسالہ کی بندش کے بعد انہوں نے "راہگیر پتریکا" جاری کیا۔ اردو رسم الخط میں پنجابی کا پہلا پنجابی رسالہ پنجابی دربار تھا۔ جو مسٹر جوشوا فضل الدین نے فیصل آباد (سابق لائل پور) سے جاری کیا۔ بعد ازاں یہ رسالہ لاہور منتقل ہو گیا۔ ۱۹۳۰ء میں لاہور سے سارنگ جاری ہوا۔ یہ طباعت، کتابت اور مندرجات کے لحاظ سے ایک بہترین رسالہ تھا۔ ایک اندازے کے مطابق دوسری عالمگیر جنگ سے پہلے پنجاب کے مختلف علاقوں میں گورمکھی رسم الخط میں ۲۳ روزنامے ۶۷ ہفت روزے، ۲۵ ماہنامے اور ایک سہ ماہی رسالہ جاری ہوا۔ اردو رسم الخط میں جاری ہونے والے جرائد کی تعداد بہت کم تھی۔ ماسٹر تارا سنگھ، سردار منگل سنگھ، سردار سردول سنگھ گیانی الم سنگھ، سردار گوربخش سنگھ، سردار نرنجن سنگھ اس دور میں مشہور پنجابی صحافی ہوئے

Marfat.com

پنجابی اخبار نویسی قیام پاکستان کے بعد :

پاکستان معرضِ وجود میں آیا تو پنجاب کو پاکستان میں اردو صحافت کے سب سے بڑے مرکز کی حیثیت حاصل ہو چکی تھی۔ اس صحافت کی ترقی بلکہ اردو زبان کی ترقی میں پنجاب نے بہت اہم کردار ادا کیا تھا۔ اسی لیے اردو صحافت ہی پنجاب کی اصل صحافت ٹھہری۔ تاہم قیام پاکستان کے بعد پنجابی کے بعض معیاری اور اچھے رسالے شائع ہوئے۔

پنج ند :

جولائی ۱۹۵۰ء میں کراچی سے رسالہ پنج ند کا اجرا ہوا یہ پنجابی کی ایک شاخ سرائیکی میں تھا۔ اس کے ایڈیٹر علی شاہ ملتانی تھے۔ یہ رسالہ چھ ماہ بعد بند ہو گیا۔

پنجابی :

۱۹۵۱ء میں لاہور سے ماہنامہ "پنجابی" جاری ہوا۔ اس کے اجراء کا سہرا مولانا عبدالمجید سالک اور ڈاکٹر فقیر محمد فقیر کے سر تھا۔ اس رسالہ کے قلمی معاونین میں اردو اور پنجابی کے بیشتر ادیب و صحافی شامل تھے۔ ان میں سے حمید نظامی مرحوم، مولانا غلام رسول مہر مرحوم، مولانا اختر علی مرحوم، سید عابد علی عابد مرحوم، مرزا مقبول بیگ بدخشانی، وقار انبالوی، آغا شورش کاشمیری مرحوم، پروفیسر تاج محمد خیال مرحوم اور [illegible] کے علاوہ پنجابی کے تمام پرانے اور نئے ادیب و شاعر شامل ہیں۔ یہ رسالہ ۱۹۵۹ء [illegible] ہوا۔ اس کے مندرجات نظم، غزل، تاریخ، تنقید، غرض اہم [illegible] ہوتے تھے۔

پنج دریا :

ماہنامہ پنج دریا چودھری محمد افضل خان نے فروری ۱۹۵۸ء میں [illegible]

Marfat.com

کیا۔ اس میں لکھنے والے تمام نامور ادیب اور شاعر تھے۔ عبدالمجید بھٹی مرحوم بھی کچھ دیر اس سے وابستہ رہے۔ اس رسالہ نے اردو صحافت میں ایک منفرد مقام حاصل کیا اور بہت کامیاب رہا۔

پنجابی ادب :

جنوری ۱۹۶۰ء میں لاہور سے رسالہ پنجابی ادب جاری ہوا۔ اس کے نگران صوفی غلام مصطفیٰ تبسم مرحوم اور مدیر حکیم شیر محمد ناصر تھے۔ اس میں دوسری چیزوں کے علاوہ لوک گیت اور لوک کہانیوں کو بالالتزام شائع کیا جاتا تھا۔ اس رسالہ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کے مختلف مواقع پر خصوصی نمبر شائع ہوئے۔ یہ رسالہ ۱۹۶۵ء تک جاری رہا

حق اللہ :

یہ ماہنامہ دسمبر ۱۹۶۲ء میں جاری ہوا۔ اور ستمبر ۱۹۶۵ء میں بند ہو گیا۔

لہراں :

ماہنامہ لہراں ۱۹۶۵ء میں لاہور سے عبدالمجید احرار اور رشید اختر حسین کی زیر ادارت میں جاری ہوا۔

سرائیکی :

یہ سہ ماہی رسالہ بہاول پور سے اپریل ۱۹۶۶ء میں جاری ہوا۔

اختر :

ہفت روزہ اختر ملتان ہر مہینے ایک پنجابی ایڈیشن شائع کرتا ہے۔ پنجابی اخبار

Marfat.com

سانجھ، ادبی، پنجابی، زبان وارث شاہ اور چناب رنگ وغیرہ بھی قابل ذکر ہیں جو اپنے اپنے دائرہ میں پنجابی زبان اور ادب کی خدمت سر انجام دے رہے ہیں۔ کچھ رسالے کتابی لڑی کی صورت میں شائع ہوتے ہیں۔ جن میں سے کونج، رت ریکھا، جھنجھ، سانجھاں، تحریریں اور کرن وغیرہ خاصے کامیاب سلسلے ہیں۔

روزناموں کے پنجابی صفحات :

قیام پاکستان کے بعد کچھ اردو روزناموں نے بھی پنجابی صحافت، ادب اور زبان کی ترقی کے لیے کام کیا۔ سب سے پہلے لاہور سے جاری ہونے والے روزنامہ آغاز نے ہر ہفتے چار صفحات کا پنجابی ضمیمہ شائع کرنا شروع کیا لیکن یہ اخبار جلد ہی بند ہو گیا۔ روزنامہ امروز نے ۱۹۵۲ء میں ہفتہ وار کالم "گل بات" شروع کیا اس میں ایک دو نظمیں، غزلیں، اور مضمون شائع ہوتے تھے۔ اس کی نوعیت زیادہ تر ادبی تھی ۱۹۶۶ء میں امروز نے ایک پورا صفحہ پنجابی ادب وصحافت کے لیے وقف کر دیا۔ اس وقت نصف صفحہ پنجابی مندرجات کے لیے وقف ہے۔ امروز کے ہفتہ وار پنجابی حصہ میں لکھنے والوں میں پنجابی کے تمام نامور ادبا۔ شعرا۔ اور صحافی شامل ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ امروز نے پنجابی ادب وصحافت کی بہت خدمت کی ہے اور کر رہا ہے۔

لاہور ہی کے اخبار ہلال پاکستان نے بھی کچھ عرصہ ہفتہ وار پنجابی صفحہ باقاعدگی سے شائع کیا لیکن یہ سلسلہ دیرپا ثابت نہ ہوا۔ ۱۹۶۲ء میں پشاور کے ایک روزنامہ بانگ حرم نے بھی ایک پنجابی صفحہ شائع کرنا شروع کر دیا اس صفحہ کے مندرجات پر ہندکو کا اثر نمایاں ہوتا تھا۔

اس جائزہ سے واضح ہو جاتا ہے کہ پنجاب میں پنجابی کا کوئی روزنامہ نہیں ہے۔ پنجاب میں شائع ہونے والے رسائل ادبی رسائل ہیں۔ جن کا مقصد پنجابی

Marfat.com

زبان وادب کو فروغ دیتا ہے۔ صحافیانہ مضامین وغیرہ پیش کرنا نہیں۔ ان رسائل کے اداریوں اور شذرات وغیرہ میں حالات حاضرہ پر بحث کی جاتی ہے لیکن ان کے یہ مندرجات کسی طور موثر صحافت کے زمرہ میں نہیں آتے۔

Marfat.com

پنجاب میں انگریزی صحافت کا مختصر جائزہ

برصغیر پاک و ہند میں مطبوعہ صحافت کا آغاز ان انگریزوں نے کیا جو ایسٹ انڈیا کمپنی سے وابستہ تھے۔ کلکتہ ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت کا دارالحکومت تھا۔ چنانچہ اٹھارویں صدی کے آخری ربع میں کلکتہ سے کئی انگریزی اخبار جاری ہوئے۔ بنگال گزٹ یا کلکتہ جنرل ایڈورٹائزر۔ انڈیا گزٹ۔ کلکتہ گزٹ۔ بنگال جرنل۔ اورینٹل میگزین اور کلکتہ کرانیکل وغیرہ وہ اخبارات ہیں جو ۱۷۸۰ء اور ۱۸۰۰ء کے درمیان کلکتہ سے جاری ہوئے اسی عرصہ میں مدراس سے مدراس کوریئر ہرکارہ۔ مدراس گزٹ اور انڈیا ہیرالڈ منظر عام پر آئے۔ بمبئی سے بمبئی ہیرالڈ۔ بمبئی کوریئر بمبئی گزٹ اور بنگال گزٹ وغیرہ کا اجرا ہوا وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اخبارات کی تعداد بڑھتی گئی۔ انیسویں صدی میں مقامی باشندوں نے بھی انگریزی کے کئی اخبار جاری کئے

۱۸۶۱ء میں بمبئی ٹائمز دی سٹینڈرڈ اور ٹیلی گراف کو باہم مدغم کرکے ٹائمز آف انڈیا کا نام دیا گیا۔ ۱۸۷۵ء میں انڈین سٹیٹ مین کا آغاز ہوا جو بعد میں اس کا نام صحافت میں رکھا گیا۔ ۱۸۷۸ء میں کلکتہ کا بنگالی اخبار امرت بازار پتریکا انگریزی میں شائع ہونے لگا۔ اسی سال مدراس سے ہفت روزہ ہندو کا اجرا ہوا۔ جو ۱۸۸۳ء میں سہ روزہ اور ۱۸۸۸ء میں روزنامہ بن گیا۔ دیگر قابل ذکر انگریزی اخبارات۔ ہندوستان ٹائمز۔ دی پائنیر۔ دی نیشنل ہیرلڈ وغیرہ ان مقامات سے جاری ہوئے جو بعد ازاں بھارت کا حصہ بن گئے

Marfat.com

مدراس سے امرت بازار پتریکا کلکتہ سے، لیڈر الہ آباد سے ٹریبیون لاہور سے ہندوستان ٹائمز دہلی سے اور فری پریس جرنل بمبئی سے شائع کیا گیا۔

مشرقی بنگال ۱۹۴۷ء میں مشرقی پاکستان بنا۔ اس میں سے آزادی تک کوئی قابل ذکر اخبار جاری نہ ہوا۔ پنجاب میں لاہور کو صحافت کے ایک اہم مرکز کی حیثیت حاصل رہی اور ہے لیکن مغربی پنجاب چونکہ ۱۸۴۹ء میں انگریزوں کے زیر تسلط علاقہ میں شامل ہوا۔ اس لیے اس سے پہلے یہاں سے کسی اخبار کا اجراء نہ ہو سکا۔ پنجاب کے برطانوی قلمرو میں شامل ہوتے ہی ۱۸۴۹ء میں لاہور سے انگریزی ہفت روزہ لاہور کرانیکل جاری ہوا۔ یہ ہفت روزہ محمد عظیم نے جاری کیا تھا۔ ایس۔ ایم۔ اے فیروز نے دی سول اینڈ ملٹری گزٹ کے مارچ ۱۸۷۷ء کے اداریہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ:

"یہ انگریزی جریدہ لاہور کرانیکل ۱۸۴۹ء میں پنجاب کے مورخ سید محمد لطیف کے والد محمد عظیم نے ۱۸۴۹ء میں شروع کیا۔" [۸]

لاہور کرانیکل انگریزوں کے مفادات کا پاسبان و ترجمان تھا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں اس نے حریت پسندوں بالخصوص مسلمانوں کے خلاف خوب زہر اگلا۔

پنجاب کے لیفٹیننٹ گورنر سر چارلس ایچی سن نے سید محمد عظیم کے متعلق لکھا ہے:

"بطور صحافی اس نے چالیس سال سے زیادہ عرصہ تک کام کیا ہے۔ اس نے ۱۸۴۹ء میں لاہور کرانیکل جاری کیا اور کچھ عرصہ بعد پنجابی نکالا۔ اور جو سب سے پہلا دیسی اخبار تھا۔ اس نے پنجاب میں سب سے پہلے صحافت کی داغ بیل ڈالی چونکہ وہ حکومت کے مقاصد اور اغراض کو بہت اچھی طرح سمجھتا تھا۔ اس لیے صوبہ کے ممتاز افراد اس کی عزت کرتے تھے۔" [۹]

Marfat.com

گویا لاہور کرانیکل کا اجراء انگریز افسروں کے ایماء پر ہندوستان میں برطانوی حکومت کے مقاصد کی تکمیل کے لیے ہوا تھا۔

۱۸۶۷ء میں لاہور کرانیکل کی مالی حالت خراب ہو گئی اور اسے انڈین پبلک اوپینین Indian Public Opinion میں ضم کر دیا گیا۔

منشی ہرسکھ رائے نے ۱۸۵۶ء میں ایک اور ہفت روزہ دی پنجابی جاری کیا۔

"یہ انگریزی گورمکھی اور فارسی میں شائع ہوتا تھا۔ اس کا انگریزی ایڈیشن جلد ہی بند ہو گیا مگر اس کا اردو ایڈیشن ۱۸۹۰ء تک جاری رہا۔" ۵۲

۱۶ نومبر ۱۸۶۶ء کو لاہور سے ایک اور جریدہ دی انڈین پبلک اوپینین جاری ہوا۔ لاہور کرانیکل کے اجراء میں اعلیٰ انگریز حکام کا ہاتھ تھا جب کہ دی انڈین پبلک اوپینین نوجوان افسروں کی مساعی سے جاری ہوا۔

۱۸۴۵ء میں آگرہ سے ایک انگریزی جریدہ دی مفصلائٹ The Maffussalite جاری ہوا جو بعد ازاں دی سول اینڈ ملٹری گزٹ میں ضم ہو گیا۔

دی سول اینڈ ملٹری گزٹ قیام پاکستان کے بعد ۱۹۶۲ء تک نکلتا رہا۔ اس کے مشہور ایڈیٹر مسٹر ایف۔ ڈبلیو بسٹن ۱۹۵۱ء میں اخبار سے علیحدہ ہو گئے۔ قیام پاکستان کے بعد اس کا سابقہ معیار برقرار نہ رہ سکا۔

پنجاب کا پہلا انگریزی روزانہ اخبار:

پنجاب سے جاری ہونے والا پہلا انگریزی اخبار دی سول اینڈ ملٹری گزٹ تھا۔ یہ اخبار ۱۸۷۲ء میں شملہ سے ایک ہفت روزہ کی صورت میں جاری ہوا۔ ۱۸۷۳ء میں سہ روزہ ہو گیا۔ موسم سرما میں یہ کلکتہ سے شائع ہوتا تھا۔ کیونکہ سرکاری دفاتر بھی کلکتہ منتقل ہو جاتے تھے ۱۸۷۶ء میں دی مفصلائٹ بھی دی سول اینڈ ملٹری میں ضم ہو گیا اور

Marfat.com

یہ اخبار لاہور سے روزنامہ کی صورت میں شائع ہونے لگا۔ لاہور سے روزنامہ دی سول اینڈ ملٹری گزٹ کا پہلا شمارہ ۱۹ دسمبر ۱۸۷۶ء کو منظر عام پر آیا اس کی پیشانی پر جو عبارت درج تھی اس کا ترجمہ یہ ہے:

"دی سول اینڈ ملٹری گزٹ جس میں دی مفصلاسٹ
ضم ہے۔"

دی سول اینڈ ملٹری گزٹ سول اور فوجی حکام کے مفادات کا ترجمان تھا۔ اس کے اجرا کا اہتمام سرکاری حکام کے ایماء پر ہوا تھا۔ دی سول اینڈ ملٹری گزٹ سے پہلے جو چند ایک انگریزی جرائد شائع ہوئے تھے وہ بھی انگریزوں کے مفادات کے لیے کام کرتے تھے۔

۲۸ فروری ۱۸۷۷ء کو دی سول اینڈ ملٹری گزٹ کے مالکان نے انڈین پبلک اوپینین خرید کر اسے اپنے اخبار میں ضم کر لیا۔ چنانچہ اب دی سول اینڈ ملٹری گزٹ کی پیشانی کے ساتھ یہ عبارت شائع ہونے لگی:

"دی سول اینڈ ملٹری گزٹ اور انڈین پبلک اوپینین جس
میں دی پنجاب ٹائمز۔ دی مفصلائٹ اور لاہور کرانیکل
ضم ہیں۔"

دی پنجاب ٹائمز کا ذکر راولپنڈی ڈسٹرکٹ گزیٹر ۱۹۰۷ء میں موجود ہے۔ اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ جریدہ دی سول اینڈ ملٹری گزٹ میں ضم ہونے سے پہلے راولپنڈی سے نکلتا تھا

دی ٹریبیون:

یکم فروری ۱۸۸۱ء کو لاہور سے دوسرا مشہور انگریزی اخبار دی ٹریبیون جاری ہوا۔ یہ اخبار سردار دیال سنگھ مجیٹھیا نے سر سریندر ناتھ بینرجی کی ترغیب و تعاون سے انگریزی و اردو ہفت روزہ کی صورت میں جاری کیا اور بعد میں صرف انگریزی میں شائع ہونے لگا سنیل کانت چیٹر جی اس کے پہلے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ ۱۱ اکتوبر ۱۸۸۶ء کو یہ سہ روزہ اور یکم جنوری ۱۸۹۸ء کو ہفتہ میں تین بار شائع ہونے لگا۔ یکم جنوری ۱۹۰۶ء کو روزنامہ بن گیا۔

Marfat.com

۱۹۱۷ء سے ۱۹۴۵ء تک بابو کالی ناتھ رائے اس کے ایڈیٹر رہے۔

یہ اخبار انڈین نیشنل کانگرس کا موید اور ترجمان تھا۔ ہندوستان کی آزادی کے لیے جدوجہد کرتا تھا۔ قیام پاکستان کے بعد یہ بھارت منتقل ہو گیا اور اب انبالہ سے شائع ہوتا ہے۔

دی سول اینڈ ملٹری گزٹ انگریز حکام اور انگریزوں کے مفادات کے لیے کام کرتا تھا جبکہ دی ٹربیون ہندوؤں کا اخبار تھا۔ اس دور میں مسلمانوں کا کوئی انگریزی اخبار نہیں تھا۔

انگریزی اخبارات و جرائد:

۱۸۸۷ء	نیٹو گائیڈ	(انگریزی و اردو) ہفت روزہ لاہور	مالکان نظام الدین و غلام حسین مدیر نظام الدین
	نغمۂ ہند	(انگریزی و اردو، فارسی) ہفت روزہ لاہور	مالک و مدیر محمد یوسف علی خان۔
۱۸۹۶	آریا مسنجر	ہفت روزہ لاہور	مالک سرن داس مدیر باوا چھجو سنگھ۔
	آریا پتریکا	ایضاً	مالک آریا سبھا پنجاب مدیر ارجن سنگھ۔
	ہاربنجر	ایضاً	مالک و مدیر لالہ درگا پرشاد
	خالصہ	ایضاً	مالک خالصہ پریس کمیٹی۔ مدیر لچھمن سنگھ۔
	پنچال پنڈتیا	(انگریزی و سنسکرت) ماہنامہ جالندھر	مالک و مدیر لالہ دیوراج کھنزی۔
۱۹۰۱ء	نیٹو سٹیٹس	ہفت روزہ لاہور	مالک چراغ دین۔ مدیر محمد دین۔

Marfat.com

	منتعلی سرکلر	ماہنامہ لاہور	دی پنجاب میوچل ہندو ریلیف فنڈ۔ مدیر دنی چند۔
	دی آبزرور	سہ روزہ لاہور	مالک خواجہ احمد شاہ مدیر شیخ عبدالقادر
	دی پنجاب لاء رپورٹر	ہفت روزہ لاہور	مالک و مدیر ایم۔ ایس دیوان۔
	پنجاب میگزین	ماہنامہ لاہور	مالک دی پنجاب ایسوسی ایشن مدیر لالہ کنج بہاری
	پنجاب ٹائمز	سہ روزہ راولپنڈی	مالک لالہ جیوارام۔ مدیر مسٹر اے۔ ویب
	یونیورٹی سرونٹ	پندرہ روزہ لاہور	مالک پنجاب یونیورٹی ایسوسی ایشن مدیر اے۔ سی موضمدار
	راولپنڈی اینڈ دی مری ایڈورٹائزر	پندرہ روزہ راولپنڈی	مالک جیوارام مدیر مسٹر اے ویب۔
	سودیشں وستو پرچارک	ماہنامہ لاہور	مالک سودیش وستو پرچھرینی سبھا مدیر سوامی شنکر نند شوراسنی۔
	تھیسٹ	ماہنامہ لاہور	مالک و مدیر بنیالشن گھوش
	ہیلتھ اینڈ لائف	ایضاً	مالک سدھورام مدیر جندارام
۱۹۰۲ء	ڈائجسٹ	ایضاً	مالک دھرم داس سوری کھتری مدیر کشن چند

Marfat.com

اینگلو ورنیکلر پیپر	(انگریزی و اردو) ہفتہ وار گوجرانوالہ	مالک و مدیر محمد شجاع اللہ
ایضاً	(انگریزی و اردو) ہفتہ وار لاہور	مالک و مدیر محمد شمس الدین
خالصہ ایڈوکیٹ	ماہنامہ لاہور	مالک خالصہ ایڈوکیٹ لمیٹڈ مدیر حکم سنگھ
پنجاب ایڈورٹائزر	ہفت روزہ لاہور	مالک و مدیر دھرم داس کھتری۔
ریویو آف ریلیجنز	ماہنامہ قادیان (گورداسپور)	مالک انجمن اشاعت اسلام مدیر مولوی محمد علی۔

پنجاب آبزرور :

۱۸۹۳ء میں لدھیانہ کے ایک صاحب ثروت مسلمان خواجہ احمد شاہ نے انگریزی و اردو سہ روزہ جاری پنجاب آبزرور جاری کیا۔ ۱۸۹۸ء سے ۱۹۰۴ء تک شیخ عبدالقادر اس کے ایڈیٹر رہے۔ بعد ازاں میاں فضل حسین بھی کچھ عرصہ اس کے مدیر رہے۔ یہ اخبار ۱۹۱۸ء تک شائع ہوتا رہا۔

۱۸۹۷ء میں میاں چراغ دین نے ایک روزنامہ دی انڈی پینڈنٹ جاری کیا۔ اس میں صرف دوسرے اخباروں سے لیے گئے اقتباسات شائع ہوتے تھے۔ یہ اخبار اپنی ساکھ قائم نہ رکھ سکا اور جلد ہی بند ہو گیا۔

پنڈی میل :

۱۹۲۰ء میں راولپنڈی سے پنڈی میل جاری ہوا۔ یہ ایک عام سا اخبار تھا۔ دو سال بعد بند ہو گیا۔

Marfat.com

دی مسلم آؤٹ لک :

مسلمانوں کا یہ پہلا انگریزی روزنامہ ۱۹۲۲ء میں لاہور سے جاری ہوا۔ اس کے اجراء کا سہرا رفاہ عام پریس کے مالک عبدالحق کے سر تھا۔ اسے دی پنجاب آبزرور کی بندش کے باعث جاری کیا گیا۔ ایس۔ ایم۔ اے۔ فیروز کے الفاظ میں :

" دی مسلم آؤٹ لک برصغیر پاک و ہند میں پہلا انگریزی اخبار تھا جو مسلمانوں کے اہتمام سے جاری ہوا۔ " [۱۱]

یہ اخبار مسلمانوں کا ترجمان اور اسلامی اتحاد کا داعی تھا۔ اس دور کے ہندو اخبارات پرتاپ کیسری نے دی مسلم آؤٹ لک کی مخالفت کی اور اس کے مندرجات کو نفاق انگیز قرار دیا گیا :

" یہ اخبار ۱۹۳۲ء میں بند ہو گیا۔ اس وقت اس کی اشاعت ۲۲۰۰ تھی۔ " [۱۲]

ہندو ہیرلڈ :

یہ انگریزی روزنامہ ۱۹۲۶ء میں لاہور سے جاری ہوا۔ بعد ازاں یہ انگریزی اور ہندی میں شائع ہونے لگا۔ شروع میں یہ معتدل پالیسی پر عمل پیرا تھا مگر پھر ہندو فرقہ پرستوں کا سرگرم ترجمان بن گیا۔

اسی سال لائل پور (موجودہ فیصل آباد) سے دو انگریزی روزنامے ڈیلی کمرشل نیوز اور ڈیلی مارکیٹ رپورٹ منظر عام پر آئے لیکن ان میں صرف منڈیوں کے بھاؤ اور کاروباری معاملات و مسائل کے بارے میں ہی معلومات درج ہوتی تھیں۔

دی ایسٹرن ٹائمز :

۱۹۳۱ء میں لاہور سے فیروز سنز نے دی ایسٹرن ٹائمز جاری کیا۔ ابتدا میں اس کے

Marfat.com

مدیر عبداللہ یوسف علی تھے۔ یہ یونینسٹ پارٹی کا ترجمان اور موید تھا میاں فضل حسین کی رحلت کے بعد یہ ہفت روزہ بن گیا۔ ۱۹۴۶ء میں پھر روزنامہ بنا۔ دسمبر ۱۹۴۷ء میں بند ہوگیا۔ ۱۹۴۰ء کے بعد یہ اپنی اہمیت کھو بیٹھا تھا۔

نیو ٹائمز:

۱۹۴۳ء میں ملک برکت علی نے انگریزی ہفت روزہ نیو ٹائمز جاری کیا۔ یہ مسلم لیگ کا حامی اور موید تھا۔ مالی مشکلات کی وجہ سے ۱۹۴۶ء میں بند ہوگیا۔

اہم انگریزی اخبارات:

پنجاب میں انگریزی اخبارات وجرائد کے متذکرہ بالا جائزہ سے یہ پتہ چلتا ہے مسلمان انگریزی صحافت کے میدان میں بہت پیچھے رہے۔ انہوں نے انگریزی اخبارات جاری کیے مگر کامیاب ثابت نہ ہوئے۔ مجید نظامی نے اس سلسلہ میں لکھا ہے:

> "پنجاب میں جو تقسیم ہندوستان سے قبل اردو صحافت کا مرکز تھا۔ دی سول اینڈ ملٹری گزٹ اور دی ٹریبیون اہم ترین انگریزی اخبار تھے اول الذکر اخبار قدامت پسند برطانوی نقطہ نظر پیش کرتا تھا اور کانگرس کی پالیسی کا مخالف تھا۔ اس میں کبھی کبھی ایسے فیچر شائع ہوتے تھے جن میں مسلمانوں کا نقطہ نظر پیش کیا جاتا تھا۔"[۱۳]

مجید نظامی ہی کے الفاظ میں:

> "ٹریبیون ہندوؤں کا حامی قوم پرست اخبار تھا۔ یہ مسلم لیگ کے خلاف اپنی پالیسی کے باعث غیر مسلموں میں مقبول تھا۔"[۱۴]

تقسیم سے قبل انگریزی صحافت پر غیر مسلموں کی اجارہ داری تھی۔ مارگریٹا نے بھی اپنی کتاب

Marfat.com

"دی انڈین پریس" (مطبوعہ ۱۹۴۰ء) کے پیش لفظ میں لکھا ہے کہ:

"سیاسی ہندوستان کو مندرجہ ذیل حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:-

۱۔ کانگرسی ہندوستان (یعنی قوم پرست ہندوؤں کی اکثریت اور معمولی مسلم اقلیت کا ہندوستان)۔

۲۔ مسلم لیگ کا ہندوستان (یعنی تقریباً آٹھ کروڑ مسلمانوں کا ہندوستان)۔

۳۔ شہزادوں (والیان ریاست) کا ہندوستان جو برطانوی ہندوستان سے مختلف ہے۔

۴۔ آزاد خیال افراد Liberals کا ہندوستان (ان مختلف نو گروں کا ہندوستان جو براہِ راست اقدام کی بجائے ارتقاء پذیر آئینی عمل پر یقین رکھتے ہیں)۔

اور یورپی ہندوستان ان مشنری یورپی افراد کا ہندوستان جو مختلف سروسوں، مختلف اور کاروبار سے وابستہ ہیں۔ جن کا اصل وطن انگلستان ہے مگر جو عارضی طور پر ہندوستان میں رہتے ہیں۔ - - - -

ہندوستان کے بیشتر اخبارات و جرائد "پہلے" اور ان دوسرے ہندوستانیوں کے کنٹرول میں ہیں جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے اور اس میں خرابی کی کوئی وجہ نہیں۔ - - صحافت میں یورپی افراد نے پہل کی۔ ہندو ہندوستان انگریزوں کے نقش قدم پر چلا۔ نہ تو قابل ذکر انگریزی اخبارات مسلم لیگ کی ملکیت میں ہیں اور نہ کنٹرول میں۔" ۱۵۱

Marfat.com

دی پاکستان ٹائمز:

تحریک پاکستان کے آخری مرحلہ میں لاہور سے ۴ فروری ۱۹۴۷ء کو دی پاکستان ٹائمز جاری ہوا۔ یہ اخبار پروگریسو پیپرز لمیٹڈ کے اہتمام سے جاری ہوا۔ اس کمپنی میں زیادہ حصص میاں افتخار الدین کے تھے۔ قیام پاکستان کے بعد اس اخبار کو ملک گیر اہمیت حاصل ہوگئی۔ اس اخبار نے اندرون ملک بائیں بازو کے عناصر کارکنوں، محنت کشوں کی حمایت اور آرٹ و کلچر کی سرپرستی کی پالیسی اپنائی۔ بین الاقوامی میدان میں اس نے نوآبادیاتی اور سامراجی طاقتوں کی مخالفت کی اور اشتراکی ممالک کی حمایت کی۔ ۱۹۶۴ء میں یہ اخبار نیشنل پریس ٹرسٹ کی ملکیت میں چلا گیا۔ پروگریسو پیپرز لمیٹڈ کے زیر اہتمام اردو روزنامہ امروز بھی شائع ہوتا ہے۔

Marfat.com

پنجاب میں اردو اخبار نویسی ۔ ۱۸۵۷ء تک

پہلا اردو اخبار ۔ کوہ نور

موجودہ پنجاب میں اردو صحافت کا آغاز کوہِ نور سے ہوتا ہے ۔ محققین سے پتہ چلتا ہے کہ پنجاب میں سب سے پہلے عیسائی مشنریوں نے لدھیانہ (موجودہ بھارتی پنجاب) سے فارسی زبان میں لدھیانہ اخبار جاری کیا ۔ یہ اخبار ۱۸۳۳ء میں "قلمی اخبار" کی صورت میں جاری ہوا ۔ ۱۸۳۵ء میں چھاپہ خانہ قائم ہوا تو یہ ٹائپ میں چھپنے لگا ۔ دوسرا قابلِ ذکر اور "معلوم" اخبار دی لاہور کرانیکل تھا جو لاہور سے ۱۸۴۹ء میں انگریزی میں جاری ہوا ۔

بول چند کے الفاظ میں :

"اگرچہ یہ ممکن ہے کہ ۱۸۵۰ء سے پہلے کے بعض اردو اخبارات کے نام گنوا دیے جائیں ۔ لیکن حقیقت میں پنجاب میں اردو صحافت کی تاریخ کا آغاز لاہور سے ۴ جنوری ۱۸۵۰ء کوہ نور کے اجراء سے ہوا ۔" [۱۴]

Marfat.com

چنانچہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ پنجاب سے جاری ہونے والا دوسرا مطبوعہ اور باقاعدہ اخبار "کوہ نور" تھا جو اردو کا پہلا مقبول اور کامیاب اخبار ثابت ہوا۔

۱۸۴۸ء میں لارڈ ڈلہوزی گورنر جنرل کے عہدے سے سبکدوش ہوئے۔ او نے ان کی جگہ لی۔ لارڈ ڈلہوزی کے عہد ۱۸۴۹ء میں پنجاب کو انگریزی میں شامل کر لیا گیا۔ واجد علی شاہ سے تاج و تخت چھینا اور اودھ بھی انگریزی حکومت کے دائرے میں چلا گیا۔ نظام حیدر آباد نے فوج کے مصارف کے بدلے برار کا علاقہ انگریزوں کے سپرد کر دیا۔ اس عہد میں یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ بہادر شاہ ظفر کی موت کے بعد اس کی اولاد کو قلعہ معلی اور محلات سے کنارہ کش ہونا پڑے گا۔

برصغیر سے باہر افغانستان اس وقت دو جنگوں سے گزر چکا تھا اس وقت ... دوست محمد خان کا انگریزی حکومت سے معاہدہ ہو جانے کی وجہ سے وہاں کا ماحول ... پرسکون تھا۔ ایران کے حالات بے حد نازک صورت اختیار کر چکے تھے۔ برطانیہ نے ایران کے خلاف اعلان جنگ کر رکھا تھا۔ اور کچھ علاقے پر بھی قبضہ ہو گیا تھا ادھر وسط ایشیا میں روس کی فوجیں ایرانی سرحد کی طرف بڑھ رہی تھیں۔ بیمار ترکی اس وقت ... رہا تھا۔ روس ڈینوب کی ریاستوں پر قابض تھا۔ جس کی بنا پر جنگ کریمیا ... انکرمان وغیرہ کے شعلے بھڑک چکے تھے۔ کوہ نور میں ان تمام حالات کی جھلک آتی ہے۔

کوہ نور کے مالک و مدیر منشی ہرسکھ رائے سکندر آبادی ... لیکن پرنٹر منشی غلام محمد لاہور کے ایک صاحب تھے۔ اس اخبار کو حکومت کی ... حاصل تھی اور اس کا اجرا بھی حکومت کے ایما پر ہوا تھا۔ چونکہ پنجاب اس وقت نیا نیا انگریزی عملداری میں آیا تھا۔ اس لیے قیاس ہے کہ حکومت نے منشی ہرسکھ رائے کو اپنی مرضی کا آدمی سمجھ کر کوہ نور کے اجرا کے لیے باہر سے بلایا۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر عبدالسلام خورشید نے لکھا ہے:

Marfat.com

"مطبع کوہ نور پنجاب بورڈ آف ایڈمنسٹریشن کی سرپرستی میں قائم ہوا جو حکومت پنجاب کا دوسرا نام تھا۔ اور کوہ نور سرکار انگریز کی کے اہتمام اور سرپرستی میں جاری ہوا۔ ظاہر ہے ہرسکھ رائے کو برطانوی حکومت کا اعتماد راتوں رات حاصل نہیں ہوا۔ انہوں نے یقیناً سکندرآباد میں انگریزوں کی خدمات سرانجام دے کر ان کا اعتماد حاصل کیا ہوگا۔"[۳۷]

اس بات کا ثبوت اس امر سے بھی ملتا ہے کہ کوہ نور کے خریداروں کی فہرست میں اعلیٰ انگریز حکام کے نام بھی ملتے ہیں سرجان لارنس Lawrence لیفٹیننٹ انس۔ میکلوڈ میکلیگن اور میک گریگور اس کے خریداروں میں شامل تھے۔ ۱۸۵۶ء میں منشی ہرسکھ رائے ازالہ حیثیت عرفی کے ایک مقدمہ میں کچھ دیر قید رہے۔ ایک روایت کے مطابق انہیں تین سال قید کی سزا ہوئی لیکن اخبار جاری رہا۔ اس دوران اس کا اہتمام منشی ہیرا لعل کے پاس رہا۔ یہ شروع میں ہفت روزہ تھا کچھ دیر بعد ہفتہ میں دوبار چھپنے لگا۔ ۱۸۵۷ء کے ہنگامے سے اس لیے دامن بچا کر نکل گیا کہ اس پر حکومت کی نظر عنایت تھی۔ یہ اخبار ۵۵ سال یعنی ۱۹۰۵ء تک زندہ رہا۔ ۱۸۸۸ء میں روزنامے میں تبدیل ہوگیا۔ مگر یہ تجربہ کامیاب نہ ہوا۔ غالباً اس کے دو سبب تھے۔ اولاً روزنامے کے لیے ماحول سازگار نہیں تھا۔ ثانیاً ساز و سامان کی کمی۔ کوہ نور اشاعت میں اپنے تمام معاصرین پر سبقت لے گیا تھا۔ ۱۸۵۱ء میں اس کی اشاعت ۲۵۷ اور ۱۸۵۲ء میں ۳۴۹ تھی۔ کوہ نور کا اپنا مکتبہ "مکتبہ نور" بھی تھا جو معاشی اعتبار سے اس کا سہارا ہونے کے علاوہ علم و ادب کی خدمت بھی کر رہا تھا۔ کوہ نور اس حد تک کامیاب تھا کہ بعض اور لوگوں نے تقلید کی اور اس نام سے ملتے جلتے اخبار نکالے۔ کسی اخبار کے حسن و قبح پر بحث کرنے اور اس کے متعلق صحیح رائے قائم کرنے کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ اس کی تمام زندگی سامنے ہو۔ کوہ نور ۵۵ سال زندہ رہا۔ مگر حالات کی بوقلمونیوں کے باعث یہ صحافتی متاع محفوظ نہ رہ سکی اور دست برد زمانہ کی نذر ہوگئی۔ اس کے جو

Marfat.com

شمارے دستیاب ہیں اور اس کے بارے میں محققین نے جو کچھ لکھا ہے اس کے مطالعہ و تجزیہ سے کوہ نور کی جو تصویر سامنے آتی ہے وہ یہ ہے ۔

خدوخال :

شیو نرائن نے لکھا ہے کہ :

> "اس اخبار میں اداریے یا تبصرے نہیں ہوتے تھے سیاسی یا دیگر مسائل حاضرہ پر بحث نہیں کی جاتی تھی ۔ نہ ہی کوئی اشتہار ہوتا تھا سوائے مقامی زبان میں کسی نئی کتاب ادارہ کے ایسے غیر ناشائستہ یا قابل اعتراض لٹریچر کے ایسے اشتہارات نہیں ہوتے تھے جن کی ہمارے آج کل کے اخبارات میں بھرمار ہوتی ہے۔ نہ ہی اس میں مذہبی بحث یا جماعت سیاسی ہوتی تھی"۔ [۱۹]

لیکن ظاہر ہے کہ یہ رائے صرف ۱۸۵۱ء کے کوہ نور کے مندرجات تک محدود ہے ۔ اگر کوہ نور کی پوری زندگی پیش نظر رکھی جائے تو یہ رائے بدلنی پڑے گی ۔

ظاہری اعتبار سے کوہ نور موجودہ اخباروں سے بہت مختلف تھا مگر معنوی اعتبار سے اس میں اور موجودہ اخباروں میں بہت کم فرق تھا ۔ آج کل کی طرح کوہ نور بھی گردو پیش کے حالات اور خبروں پر تبصرہ کرتا تھا مگر اس میں تبصرے کے لیے علیحدہ جگہ مخصوص نہیں تھی ۔ اس میں واقعات کی تفصیل یا خبروں کے آخر میں غیر نمایاں طور پر تبصرہ شائع ہوتا تھا اور یہی اس کے اداریے ہوتے تھے مختلف علاقوں کی خبریں ان علاقوں کے ناموں کے ذیل میں علیحدہ علیحدہ درج ہوتی تھیں ۔ زیادہ دلچسپ خبریں علیحدہ عنوانوں کے تحت ہوتی تھیں ۔ لیکن عام خبریں بلا عنوان کے متعلقہ علاقوں کے ناموں کے تحت درج ہوتی تھیں ۔ ضرورت کے مطابق نقشے اور تصویریں بھی موجود ہوتی تھیں جو

Marfat.com

ہیئت کے اعتبار سے اس دور کی معلوم ہوتی ہیں۔ تحریر نسخ اور شکستہ کے بین بین تھی۔ طباعت صاف اور عمدہ تھی قیمت فی پرچہ چار آنے اور کالم دو تھے۔

پالیسی :

جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے کہ کوہ نور کو حکومت کی سرپرستی حاصل تھی۔ اس لیے یہ اصل میں حکومت ہی کی "آواز" تھا۔ اس کے بیشتر صفحات سرکاری اعلانات، افسروں کی کارگزاریوں یعنی سرکاری پراپیگنڈے کے لیے وقف تھے۔ اس کا بین ثبوت ۷ جنوری ۱۸۵۶ء کا شمارہ ہے۔ اخبار چھپ کر تیار ہو چکا تھا کہ اودھ کی ضبطی کا اعلان اور تفصیل پہنچی چنانچہ مدیر نے اس اعلان کو کاتبوں سے نقل کروا کے سرورق کے ساتھ اندر کی طرف چسپاں کر دیا ہاتھ سے لکھا ہوا یہ اعلان اب بھی موجود ہے۔ اگرچہ کاغذ بودا ہو چکا ہے۔ حکومت کے اس قدر زیر اثر ہونے کے باوجود کوہ نور کا لہجہ کچھ نہ کچھ بیباکانہ ضرور تھا وہ افسروں کو ان کی کوتاہیوں پر ٹوکتا اور اچھی کارگزاری پر شاباش دیتا تھا۔ ۲۹ جنوری کے شمارہ میں ایک ڈاکہ کے متعلق تحریر ہے :

> "کئی اخباروں سے معلوم ہوا ہے کہ خواجہ اور کرل اور رین پوری کے علاقہ میں ڈاک پر ڈاکہ پڑا۔ کیا خوب گویا ڈاک ڈاکہ کی جورو ہے کہ جہاں وہ اس کو پاتا ہے دباتا ہے۔ (اسی پر تبصرہ کرتے ہوئے اگلے شمارہ میں لکھا ہے) پہلے تو ہم کو خیال تھا کہ ڈاکہ ڈاک پر ہی عاشق ہے مگر اب معلوم ہوا ہے کہ یہ شخص ست جورو ہے۔ جہاں چاہتا ہے شکار کرتا ہے تعجب ہوتا ہے اس امر سے کہ ایسی بھاری واردات ہو اور عملہ پولیس میں کسی کو ایک پھانس تک نہ لگے۔ نہایت حیرت اس بات پر ہے کہ ناف شہر میں سے بایں شجاعت و دلاوری ڈاکو اپنا کام کر گے اور صاف نکل جائیں۔ اور کسی

Marfat.com

گو ان کی لنگوٹی تک ہاتھ نہ لگی۔ واہ کیا کہنا ہے ۔۔۔۔
تحسین ہے ان جوانمرد قزاقوں کی بہادری پر اور لاکھ نفرین
ہے وہاں کے انتظام پولیس پر۔"

سیاسی حالات پر بہت کم تبصرہ ہوتا تھا۔ اگر کبھی تبصرہ ہوتا تھا تو حکومت کی ہاں میں ہاں ملائی جاتی تھی اور قصیدہ خوانی کی جاتی تھی۔

سماجی خدمات :

چونکہ کوہ نور کسی خاص گروہ یا فرقے کا ترجمان نہیں تھا۔ اس لیے اس کے کالموں کی آغوش ہر مذہب و ملت کے لوگوں کے لیے کھلی تھی۔ ہر شخص مناسب حدود کے اندر اپنے عقائد یا دوسرے مسائل سے متعلق اظہار و خیال کر سکتا تھا۔ زیر نظر تمام شماروں میں ہندو بیوہ کی دوسری شادی کے مسئلہ پر مذہبی اور سماجی نقطہ نظر سے بحث کی گئی ہے اور وہ یوں کہ ایک شخص نے خط لکھ کر سوال اٹھایا بحث کا دروازہ کھل گیا مختلف قارئین اپنے خیالات قلمبند کر کے خطوط کی صورت میں بھیجتے رہے جو اشاعت پذیر ہوتے رہے آخر میں اخبار نے خود تبصرہ کیا اور بحث بند کر دی۔ اس میں قارئین کے مختلف امور سے متعلق سوال و جواب بھی شائع ہوتے تھے۔ بعض سیاسی اور انتظامی مسائل سے متعلق سوالات کے جواب ادارہ خود دیتا تھا۔ ۵ فروری ۱۸۵۶ء کے شمارے میں محصول سائر و چنگی پر ایک خط کے جواب میں تفصیلاً روشنی ڈالی گئی ہے۔ غرض اپنے قارئین کو معلومات بہم پہنچانے میں کوہ نور بڑا مستعد نظر آتا ہے۔ لیکن اس کے صفحات کے مطالعہ سے ذہن جو تاثر قبول کرتا ہے وہ یہ ہے کہ ان میں برصغیر کے باشندوں کی بےچینیوں اور تلخیوں کا ذکر نہیں ملتا اگر کہیں کچھ کہا بھی گیا ہے تو نہایت دبی زبان میں۔ غالباً مدیر نے حکومت کی ناراضی کے خوف سے قومی اور ملی مسائل پر قلم نہیں اٹھایا

Marfat.com

مضامین وخطوط:

کوہِ نور میں خصوصاً زیرِ نظر شماروں میں ــــ مضامین خطوط کی شکل میں ملتے ہیں۔ اہلِ علم اور اہلِ قلم بعض مسائل یا موضوعات پر مضمون لکھ کر خطوط کی شکل میں بھیجتے تھے جو "خطوط" کے زیرِ عنوان چھپتے ہیں۔ ہندو بیوہ کی دوسری شادی اور مولوی غلام رسول کے متعلق فتویٰ تکفیر جیسے بحث طلب مسائل سے ہٹ کر بعض معلوماتی مضامین بھی خطوط ہی کی صورت میں شائع ہوتے تھے۔ اس وقت چونکہ فارسی لکھنے اور سمجھنے والے موجود تھے اس لیے بعض خطوط فارسی میں لکھے جاتے اور شائع ہوتے تھے۔ یہی حال نظموں کا تھا۔ اس میں اردو غزلیں بھی چھپتی تھیں اور فارسی بھی۔ ہر شمارہ میں کم از کم ایک غزل ضرور شائع ہوتی تھی۔ بعض شماروں میں دو دو تین تین غزلیں بھی زیورِ طباعت سے آراستہ ہوتی تھیں۔ ۔ ۔ اکثر اردو رسائل آج بھی اسی راہ پر گامزن ہیں۔ اب بھی بعض رسائل اور اخبارات میں کبھی کبھی فارسی غزلیں نظر آ جاتی ہیں۔

اشتہارات:

کوہِ نور میں زیادہ تر اپنے ہی اشتہارات شائع ہوتے تھے۔ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ کوہِ نور کا اپنا مکتبہ تھا۔ اس مکتبہ کی کتابوں کا اشتہار قریب قریب ہر شمارے میں موجود ہے۔ جو دو تین صفحوں پر پھیلا ہوا ہے۔ اس مکتبہ کے ایک رسالے "خورشیدِ پنجاب" کے بعض "خاص نمبروں" اور شائقین کے ناموں کا اشتہار بھی ہر پرچے میں موجود ہے پھر کوہِ نور کے نئے خریداروں یا ان پرانے خریداروں کے نام جن کا چندہ ختم ہو چکا تھا ــــ اشتہار کی صورت میں شائع ہوتے تھے۔ حکومت کے عوام سے متعلق اعلانات "حکم" یا "حکم عام" کے زیرِ عنوان چھپتے تھے۔ البتہ حکومت اور افسروں کی کارگزاریاں خبروں کے کالموں میں شائع ہوتی تھیں۔ زیرِ نظر شمارہ میں صرف ایک جگہ ایک بگھی کی فروخت کا "اعلان" اشتہار موجود ہے۔ اشتہارات کی موجودہ ہیئت بعد کی پیداوار ہے۔ اس وقت

Marfat.com

نہ اس قسم کا کاروبار تھا اور نہ اس کی پبلسٹی کی ضرورت تھی۔ کوہ نور جب اپنے قارئین سے چندہ کی وصولی یا کسی اور سلسلہ میں مخاطب ہوتا تھا تو اپنا مدعا "ناظرین سے درخواست" کے عنوان کے تحت بیان کرتا تھا۔ قریباً ہر شمارے میں سب سے پہلے کوہ نور کے ماہانہ سہ ماہی، ششماہی اور سالانہ چندہ کا اشتہار چھپتا تھا۔ اس کے بعد "خورشید پنجاب" کے شائقین کے نام شائع ہوتے تھے۔ پھر سرکاری اعلانات، غزلوں، خطوط اور خبروں کا نمبر آتا تھا۔ تھوڑی بہت تبدیلی کے بعد ہر شمارہ میں یہی ترتیب نظر آتی ہے۔

خبریں اور ان کے سرچشمے:

۱۔ مقامی خبریں:

مثلاً "لاہور کی ڈائری" کے عنوان موسم کی کیفیت اور دوسری مقامی خبریں شائع ہوتی تھیں۔

۲۔ عدالتی کارروائیاں:

جو اخبار کے اپنے یا حکومت کے ذرائع سے حاصل ہوتی تھیں۔

۳۔ اعزازی طور پر خطوط بھیجنے والے قارئین جو عموماً مدیر کے دوست ہوتے تھے۔

۴۔ معاصرین:

کوہ نور میں شائع ہونے والی خبریں زیادہ تر اردو فارسی اور انگریزی کی معاصرین سے اخذ ہوتی تھیں خبریں تمام برصغیر بلکہ افغانستان ایران، عرب اور ترکی تک کی درج ہوتی تھیں باہر کی خبروں پر مدیر کسی قسم کا تبصرہ نہیں کرتا تھا۔ خبریں زیادہ تر دہلی گزٹ، "جام جہاں نما" (کلکتہ) "اردو اخبار دہلی" اور "سرکار دو" وغیرہ سے اخذ ہوتی تھیں۔ دوسرے معاصرین جن کی خبریں کوہ نور کبھی کبھار نقل کرتا تھا۔ یہ تھے:۔

Marfat.com

۱۔ لاہور کرانیکل

۲۔ مارننگ کرانیکل

۳۔ فرینڈ آف انڈیا

۴۔ چشمہ فیض (سیالکوٹ)

۵۔ انگلش مین (کلکتہ)

۶۔ قرآن السعدین دہلی۔

۵۔ پیدائش اور اموات :

کی خبریں نمایاں طور پر شائع ہوتی تھیں اور صورت حال کے مطابق اخبار ان پر خوشی یا غم کا اظہار کرتا تھا۔

زبان :

جس وقت کوہ نور کا اجرا ہوا تھا اس وقت اردو بھی زیادہ تر ظہوری اور بیدل کے رنگ میں لکھی جاتی تھی اور اس میں سلاست اور روانی نہیں آتی تھی اگرچہ مرزا غالب اور دوسرے اصحاب اس کو نکھارنے اور سنوارنے میں مصروف تھے۔ مگر زبان کے بدلنے کے لیے لمبا عرصہ درکار ہوتا ہے۔ حالانکہ اس وقت کے اخبارات کی زبان بھی ادبی نہیں تھی۔ مگر ان کی اخباری زبان بھی مشکل اور پُر پیچ نہ تھی۔ کوہ نور ۱۸۵۶ء کے پرچوں کی زبان اسی قسم کی ہے۔ یکم جنوری ۱۸۵۶ء میں ایک اشتہار "اعلان گم شدہ" یا "تلاش گم شدہ" کے بجائے "اعلام" کے زیر عنوان چھپا ہے۔ ایک صاحب کا لڑکا سیالکوٹ سے دہلی جاتا ہے مگر کہیں گم ہو جاتا ہے اس کی تلاش سے متعلق اشتہار کے بعض فقرات یہ ہیں :

"۔۔۔ اور اس کے والدین اور اس کا چچا کوڑا مل ٹھیکیدار کمسریٹ اوس کی مفقود الخبری سے مثل ماہی بے آب بیتاب ہے وہ عرض کرتا ہے۔ خدمت میں جمیع خاص و عام کے کہ

Marfat.com

اگر کسی صاحب کو اوس بے نشان غارت گر خانماں
کا نشان لگے یا معلوم ہو تو براہ ترحم اور بندہ نوازی کو ڑا
مل مذکور کو خواہ چشم کوہ نور کو بذریعہ عنایت نامہ
بیرنگ اطلاع بخشے ۔"

لیکن کوہ نور میں شائع ہونے والی غزلوں کی زبان کافی نکھری ہوئی اور سنوری ہوئی تھی ۔ شاید اس لیے کہ نظم نے اردو نثر سے پہلے جنم لیا تھا ۔ اس دور کے بعض شعراء کی غزلیں منجھی ہوئی زبان کی بہترین مثالیں ہیں ۔ ۲۹ جون کے شمارہ میں میر طالب حسین جھکانوی شوق کی ایک غزل شائع ہوئی ہے اس کے دو شعر یہ ہیں ۔

میں ہوں منتظر آمد دلبر کئی دن سے
میں دیکھ رہا ہوں راہ محشر کئی دن سے
نازک ہے فلک شیشہ دل پھول سے دے توڑ
کیا ڈھونڈے ہے اس کے لیے پتھر کئی دن سے

معاصرانہ چشمک :

کوہ نور اور اس کے معاصر چشمہ فیض سیالکوٹ میں کچھ عرصہ تک معاصرانہ نوک جھونک اور چھیڑ چھاڑ کا سلسلہ جاری رہا مگر یہ اخبار ایک دوسرے پر جس قسم کی تنقید کرتے تھے وہ تعمیری تنقید معلوم ہوتی ہے اگر ایک اخبار دوسرے کو اس کی غلطیوں پر ٹوکے اور اس کا کچا چٹھا بیان کرتا ہے تو ظاہر ہے کہ مخالف احتیاط سے کام لے گا اور پھونک پھونک کر قدم رکھے گا ۔ اور اس طرح اس کی اصلاح ہو جائے گی ۔ ۴ مئی ۱۸۵۶ کے شمارے میں کوہ نور چشمہ فیض کو آڑے ہاتھوں لیتا ہے اور اس کی زبان میں جو غلطیاں ہیں وہ ایک ایک کر کے گنواتا ہے کوہ نور کی تیار کردہ فہرست کے مطابق چشمہ فیض کے ایک ہی شمارہ میں ستر کے لگ بھگ غلطیاں ہیں ۔ یہ غلطیاں معانی، علم صرف، علم نحو، املا اور محاورہ کے غلط استعمال کی ہیں ۔ کوہ نور نے ان غلطیوں کو اس طرح واضح

Marfat.com

کیا ہے۔

غلط	صحیح	کیفیت
معہذا	لہذا	یہ غلطی معنوی ہے۔
فرلسعدگان	فرستندگان	علم حرف کی غلطی ہے۔
چارفائد	چارفائدے	غلطی املا
ایک بحرطویل میں لکھا	بحرطویل میں لکھا	غلطی علم نحو
طول کیا	طول دیا	بے محاورہ
وہی مثل ثابت ہے	وہی مثل صادق آتی ہے	محاورہ کی غلطی ہے۔

۱۹ فروری ۱۸۵۶ء کے شمارہ میں کوہ نور چشمہ فیض میں ایک غلط خبر شائع ہونے پر اسے اس طرح سرزنش کرتا ہے:

"صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ مسٹر چارلس کسی صاحب بہادر کمشنر و سپرنٹنڈنٹ قسمت لاہور ۱۴ مارچ کو لاہور سے سوار ہو گئے غالب ہے کہ ۳۰ مارچ تک صدر نظامت عدالت آکر وہیں اجلاس فرمائیں گے۔ یہ خبر سراسر بہتان اور محض غلط ہے کہ ہنوز دائرہ دولت صاحب موصوف کا لاہور میں رونق افروز ہے امید ہے کہ تا ۲۰ مارچ لاہور میں تشریف رکھیں گے۔"

ایک خبر:

خبروں کے عنوانات قائم کرنے میں کوہ نور موجودہ اخباروں سے لگا کھاتا ہے۔ مثلاً ۱۹ فروری کے شمارہ میں ایک عجیب و غریب خبر "خلقت عجیب" کے زیر عنوان چھپی ہے

۴ فروری کو موضع پندروی علاقہ تحصیل راولپنڈی میں ایک زمیندار کے گھر ایسی لڑکی پیدا ہوئی ہے کہ جس کے چار ہاتھ اور چار پیر ہیں۔ اور طرفہ یہ کہ تولد ہوتے ہی بولی سنو لوگو! اگر میں پیدا نہ ہوتی تو تمام خلقت فنا ہو جاتی۔ اب کی بارش

Marfat.com

جو نہ ہوئی تھی میرے ہی عدم ظہور کا سبب ہے۔ اب بہت
ہوگئی اور یہ کہہ کر فنا فی الحق ہوگئی۔ اور اس زمیندار کے گھر
ایک بکری نے بچہ بحیثیت انسانی دیا اس کی شباہت
میں سر مو امتیاز نہیں ہو سکتا وہ اب تک زندہ ہے۔ دودھ
پیتا ہے۔"

یہ خبر کوہ نور نے "جام جہان نما" سے نقل کی ہے اور اس کا حوالہ بھی دیا ہے۔

اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ کوہ نور ایک کامیاب اخبار تھا۔ گارساں دتاسی کے الفاظ میں یہ شمالی ہند کا سب سے زیادہ "ہر دلعزیز" اور "کثیر الاشاعت" اخبار تھا۔
ڈاکٹر عبدالسلام خورشید کے الفاظ میں:

"اس نے اپنے ہم عصروں میں سب سے زیادہ عمر پائی اور اپنی ۵۵ سالہ زندگی کے دوران میں بے شمار صحافی پیدا کیے۔ بلا خوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ انیسویں صدی کے نصف آخر میں لاہور کے جتنے اخبارات نکلے ان سب کے مدیر کسی نہ کسی حیثیت سے کوہ نور سے وابستہ تھے یا اس سے متاثر تھے۔ کوہ نور کی ہر دلعزیزی کا ایک اور بڑا ثبوت یہ ہے کہ بیشمار ایسے اخبار نکلے جن کے نام میں نور کا لفظ شامل تھا۔"[20]

بول چند کے بقول:

"نہ صرف پنجاب میں بلکہ پورے ہندوستان میں یہ اپنی نوعیت کا واحد اخبار تھا یہ مقامی ریاستوں میں بھی مقبول تھا۔ ہندوستانی راجا مختلف مواقع تہواروں پر اس کے ایڈیٹر کو مدعو کرتے تھے۔"[21]

--- یہ اخبار نہ صرف پنجاب میں بلکہ مدراس، بمبئی اور کلکتہ میں بھی پڑھا جاتا تھا اگرچہ کوہ نور ایک کامیاب اخبار تھا مگر اس کی اشاعت محدود تھی۔ بول چند کے نزدیک اس کی وجوہ خواندگی کی انتہائی کم تناسب اور اخبارات میں عوام کی دلچسپی کا فقدان تھیں اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے

Marfat.com

کہ باقی اخبارات کی اشاعتیں کیا ہوں گی۔

کوہ نور کا سالانہ چندہ تیرہ روپے، ششماہی آٹھ روپے اور ماہانہ دو روپے آٹھ آنے تھا لیکن ریاستوں کے سربراہوں یا دوسرے مقامی رؤسا سے ۵۰ روپے چندہ لیا جاتا تھا۔ بول چند نے اس سلسلے میں لکھا ہے کہ یہ حقیقت میں ایک طرح کی بلیک میلنگ تھی جس کا سلسلہ پنجاب کے اردو اخبارات میں اب تک جاری ہے۔"[۲۲]

کوہ نور کے پہلے مدیر سورج بھان تھے اس کے بعد غلام محمد، منشی جمنا پرشاد اور منشی نول کشور بھی اس کے مدیر رہے۔ اس دور کے ممتاز ادیب سید نادر علی سیفی، مولوی سیف الحق، منشی نثار علی شہرت، تاج الدین، مرزا موحد، منشی بدل سنگھ، مولوی عبداللہ اور مولوی محرم علی چشتی بھی کوہ نور سے وابستہ رہے۔

Marfat.com

کوہ نور کے معاصرین ۔ ۱۸۵۷ء تک

دریائے نور :

یہ اخبار فقیر سراج الدین نے کوہِ نور کے اجرا ۔ کے چند ماہ بعد لاہور سے جاری کیا ۔ یہ ہفت روزہ تھا اور کوہ نور کے برعکس آزاد اخبار تھا ۔ اس کے پہلے مدیر نجیب الدین حسن خان تھے ۔ کوہِ نور کے ساتھ اس کی چپقلش اور چشمک رہی لیکن یہ اخبار جلد ہی بند ہو گیا ۔

خورشید عالم :

یہ اخبار ۱۸۵۰ء میں سیالکوٹ سے جاری ہوا ۔

نور علی نور :

جون ۱۸۵۱ء میں مولوی محمد حسین خان نے لدھیانہ سے جاری کیا ۔

باغ نور :

یہ ہفتہ وار اخبار ۱۸۵۱ء میں امرتسر سے جاری ہوا ۔

Marfat.com

"کوہ نور" نے اپنی ۱۸ جولائی ۱۸۵۱ء کی اشاعت میں لکھا۔ مقام لدھیانہ میں ایک مطبع "نور" علیٰ نور قائم ہوا ہے۔ پنجاب میں آج کل ماشاء اللہ نور برس رہا ہے یعنی کوہِ نور سے لے کر دریائے نور، ریاض نور، باغ نور، نور علیٰ نور، پانچ نور تو جمع ہو چکے ہیں۔

ان اخباروں میں سے خورشید عالم، اور باغ نور کے بارے میں زیادہ معلومات نہیں ملتیں یہ اخبار جلد ہی بند ہو گئے البتہ نور علیٰ نور کامیاب رہا۔ اس دور میں گوجرانوالہ سے ہفت روزہ "گلزار پنجاب" نکلا جو ۱۸۶۹ء میں ماہنامہ کے طور پر شائع ہونے لگا۔ سیالکوٹ سے ریاض الاخبار جاری ہوا۔

۱۸۵۷ء سے پہلے پاکستانی اور بھارتی پنجاب کے موجودہ علاقوں سمیت ہندوستان کے شمالی علاقے صوبہ شمال مغربی کہلاتے تھے۔ ۱۸۵۲ء میں صوبہ شمال مغربی سے جو اخبارات شائع ہوتے تھے ان کی شہر وار تفصیل یہ ہے:

مقام	تعداد اخبارات
آگرہ	۹
بریلی	۱
بنارس	۷
بھرت پور	۱
دہلی	۷
گوالیار	۱
اندور	۱
میرٹھ	۳
لاہور	۲ (کوہ نور و دریائے نور)
لدھیانہ	۱ (نور علیٰ نور)
ملتان	۱ (ریاض نور)

گویا اس وقت اصل پنجاب میں کوہ نور کے تین معاصر موجود تھے اور تینوں کے ناموں میں

Marfat.com

لفظ نور موجود تھا۔ یہ چاروں اردو اخبارات تھے۔

۱۸۵۲ء میں صوبہ شمالی و مغربی سے شائع ہونے والے اخبارات کا گوشوارہ

نمبر شمار	مقام	اخبار	نام مدیر	اشاعت
	آگرہ			
۱		زبدۃ الاخبار	منشی واجد علی خان	۷۰
۲		اخبار الحقائق	فیلن اور سیل	۵۰
۳		مطلع الاخبار	شیخ خادم علی	۴۶
۴		اسد الاخبار	قمر الدین	۵۸
۵		معیار الشعراء	قمر الدین	—
۶		قطب الاخبار	وزیر خان و احمد خان	۴۵
۷		اخبار النواح	حکیم جواہر لال	۴۰
۸		نور الابصار	سدا سکھ لال	۲۳۱
۹		بدھی پرکاش	سدا سکھ لال	۲۰۹
	بریلی			
۱۰		عمدۃ الاخبار	لچھمن پرشاد	[illegible]
	بنارس			
۱۱		بنارس اخبار	گوبند رگوناتھ	[illegible]
۱۲		بنارس گزٹ	گوبند رگوناتھ	۲۱
۱۳		سدھاکر	بندرابن بنواسی	[illegible]
۱۴		باغ و بہار	کالی پرشاد	۲۰
۱۵		کاشی یاترا پتریکا	کاشی داس مہر	۱۲

Marfat.com

نمبر شمار	مقام	اخبار	نام مدیر	اشاعت
۱۶		آفتاب ہند	کاشی داس مِتر	۱۱۰
۱۷		بنارس سرکارہ	سید احمد علی	
	بھرت پور			
۱۸		مظہر السرور	صفدر علی	
	دہلی			
۱۹		سراج الاخبار		
۲۰		دہلی اردو اخبار	سید حسین	۴۷
۲۱		مظہر حق	محمد علی	۵
۲۲		صادق الاخبار	نورالدین احمد	
۲۳		قران السعدین	کریم بخش	
۲۴		فوائد الناظرین	رام چندر	
۲۵		دقیق الاخبار	پرایا داس	
	گوالیار			
۲۶		گوالیار اخبار	لچھمن پرشاد	
	اندور			
۲۷		مالوہ اخبار	دھرم نرائن	۹۱
	لاہور			
۲۸		کوہ نور	ہرسکھ رائے	۲۰۵
۲۹		دریائے نور	سندر لال	
	لدھیانہ			
۳۰		نور علی نور	محمد حسین خان	

Marfat.com

نمبر شمار	مقام	اخبار	نام مدیر	اشاعت
	میرٹھ			
۳۱		مفتاح الاخبار	حکیم محبوب علی	۲۴
۳۲		جام جہاں نما	چنی لال دانشور سہائے	۲۴
۳۳		جام جمشید	رام شنکر	
	ملتان			
۳۴		ریاض نور	مہدی حسین خان	

اس فہرست سے واضح ہے کہ ۱۸۵۲ء میں اصل پنجاب سے جو اخبارات شائع ہوتے تھے وہ کوہ نور، نور علی نور، اور ریاض نور تھے۔ اس وقت موجودہ پاکستانی پنجاب سے صرف تین اردو اخبارات شائع ہوتے تھے جو یہ تھے:-

۱- کوہ نور

۲- دریائے نور

۳- ریاض نور

گویا ۱۸۵۲ء میں دریائے نور (لاہور) اور خورشید عالم (سیالکوٹ) بند ہو چکے تھے۔

۱۸۵۳ء میں جو نئے اخبارات جاری ہوئے ان کی تفصیل یہ ہے:

نمبر شمار	مقام	اخبار	نام مدیر	اشاعت
۱	کول	فتح الاخبار	مصطفےٰ خان	۱۱
۲	دہلی	نور مشرقی	سید امیر علی	۵۹
۳	دہلی	نور مغربی	بلدیو سنگھ	۶۰

Marfat.com

نمبر شمار	مقام	اخبار	نام مدیر	اشاعت
۴	دہلی	سراج الاخبار نمبر ۱	بلدیو سنگھ	
۵	لاہور	لاہور گزٹ	تیج چند رسرکار	
۶	ملتان	شعاع شمس	فقیر غلام نصیر الدین	
۷	سیالکوٹ	چشمہ فیض	دیوان چند	

اس سے ظاہر ہے کہ ۱۸۵۳ء میں پنجاب سے تین مزید اخبار شائع ہونے لگے۔ یہ لاہور گزٹ، شعاع شمس اور چشمہ فیض تھے۔

۱۸۵۳ء میں ان علاقوں سے جو نئے اخبارات جاری ہوئے ان کی شہر وار تفصیل یہ ہے:

مقام	تعداد اخبار
کول	۱
دہلی	۳
لاہور	۱ (لاہور گزٹ)
ملتان	۱ (شعاع شمس)
سیالکوٹ	۱ (چشمہ فیض)

گویا ۱۸۵۳ء میں جاری ہونے والے اخبارات میں سے ۴۳ فیصد پنجاب سے جاری ہوئے اور یہ سارے اردو اخبارات تھے کوہ نور کے اجراء کے بعد ۱۸۵۷ء تک پنجاب سے جو اردو اخبارات جاری ہوئے ذیل میں ان کو ترتیب وار درج کیا جاتا ہے:

Marfat.com

نور علی نور :

اس رسالہ کے اپریل ۱۸۵۶ء کے شمارہ کا تحقیقی جائزہ نوائے ادب میں لیا گیا ہے جو بمبئی سے ۱۹۵۰ء میں جاری ہوا تھا۔ نور علی نور میں مختلف قسم کے موضوعات پر مضامین لکھے گئے۔ جن میں ہیئت، ہندسہ، حساب، حکمتِ طبعی، طبابت، جغرافیہ، جیو امات، معدنیات، جرثقیل، طلسمات، تہذیب اخلاق، قانون ذکر تجارت، پیداوار ملک، حکایات عبرت آمیز، لطائف و ظرائف، نکات، انتخاب، اشعار، طریقہ تعلیم، عمارات و انہار، ذکر زیارت تواریخ اور دیگر موضوعات شامل ہیں۔ یہ پرچہ چھوٹی تقطیع ۷ × ۸ کے سائز پر ۴۸ صفحات پر مشتمل تھا۔

اس دور میں چونکہ ملکی تعمیر و ترقی کی بنیاد تجارت کو سمجھا جاتا تھا اس لیے یہاں بھی تجارت کی اہمیت ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے :

"تجارت بالایمان ہے و سنت انبیاء و حصلی و باعث
برکت و تدامدِ دولت ـ ـ ـ ـ ـ ـ وعزت و آسودگی
سیہ ملک ہے۔" ۲۴

پنجاب کی پیداوار کا حال ذکر پیداوار میں بیان کیا گیا ہے :

"پنجاب کی پیداوار یہ سب اشیاء ہمیں اطراف کالاباغ
پتھر ہر قسم کا اور خصوصاً سنگ سوختہ وغیرہ۔"

ایک اور مضمون ریاست سے متعلق ہے۔ جس کا عنوان "ذکر ریاست و انتظام آں" ہے اس مضمون میں ریاست کے انتظام کے اخلاقی اصول بتائے گئے ہیں :

"نظم ریاست ان باتوں پر منحصر ہے۔ مفسد سے احتراز، صدق
دوستی، مشورہ با دانشمندان اور عقلمندان۔"

موضوعات اور ان کی اس وضاحت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس رسالہ کی نوعیت سیاسی زیادہ تھی چونکہ درحقیقت حکومت انگریز کے ہاتھوں میں تھی اس لیے کوئی شخص نام اعتنا سیاسی

Marfat.com

انداز میں ان کی مخالفت تو نہیں کر سکتا تھا البتہ صحیح انداز حکومت پیش کر کے انگریز حکمرانوں کو برعظیم کی بہتری کی طرف راغب ضرور کیا جا سکتا تھا۔ کچھ ایسا ہی طریقہ اس مجلہ نے اختیار کیا اور یقیناً اس وقت کے ذہنوں کو متاثر کیا ہوگا۔

نثر کے علاوہ نظم کو بھی اس رسالہ میں خاص اہمیت حاصل تھی۔ اس دور کے اہم شعراء کا کلام اس مجلہ کی جان ہے۔ ناسخ کی ایک غزل جس کا مطلع ہے۔

"تکلف چھوڑ کر عزم سفر کو دل میں ٹھانا ہے
خدا جانے قضا کس وقت آئے کیا ٹھکانہ ہے"

جو اس شمارہ میں خاص اہمیت کی حامل ہے۔ نثری حصہ نظم پر زیادہ فوقیت رکھتا ہے۔ کیونکہ نثر میں وقت کے اہم تقاضوں اور مسائل پر اظہار خیال کیا گیا ہے۔ یوں بھی نثر کے لیے مخصوص صفحات کی تعداد زیادہ ہے۔ صحیح طور پر عام اشاعت معلوم نہیں۔ البتہ مضامین کی نوعیت سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کی اشاعت چشمہ فیض دہلی یا اس کے آس پاس کہیں ہوئی ہوگی۔

اس دور پہ اردو زبان پورے طور پر نہ نکھری تھی۔ رسائل و اخبارات کی زبان چونکہ فارسی آمیز اردو تھی۔ اس لیے اس رسالہ میں بھی اردو فارسی کے الفاظ ملے جلے ہیں۔ جس سے عبارت کی سلاست اور روانی متاثر ہوتی ہے۔

"صحافت پاکستان و ہند" میں درج ہے کہ:

"۱۸۵۵ء میں ایک ہفت روزہ لاہور گزٹ کے نام سے جاری ہوا۔" [۲۵]

لیکن مطبوعات شمال مغربی صوبہ کی متذکرہ بالا فہرست بابت ۱۸۵۳ء میں اس کا ذکر موجود ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ ہفت روزہ ۱۸۵۳ء میں لاہور سے جاری ہوا ۱۸۵۶ء میں یہ بند ہوگیا اس کے مالک و مدیر تیج چند رسرکار تھے۔

Marfat.com

ہمائے بے بہا :

لاہور سے ۱۸۵۳ء میں شائع ہوا۔ منشی دیوان چند ایڈیٹر تھے یہ مجلہ پندرہ روزہ تھا۔ اس میں علم و ہنر سے متعلق مضامین چھپتے تھے اور ترجمے بھی کیے جاتے تھے۔ سرکاری سرکلر اور احکام بھی درج ہوتے تھے[۲۸] فروری ۱۸۵۸ء کی اشاعت میں مقناطیس کی کیفیت و حالات بیان کیے گئے ہیں۔

"ہزار شکر و احسان خالق ہے کہ جس نے اپنی قدرت کاملہ سے اس سرزمین کو نعمت ہائے گوناگوں سے ہم لوگوں کی پرورش و آسائش کے واسطے مرتب کیا یہ زمین اندر باہر سے بے انتہا نعمتوں سے معمور ہے جتنا کہ ہم غور کریں اتنا ہی ہی کرشمہ نظر آتا ہے۔ دیکھیے اس مٹی کو جس کے ایک ایک ذرہ سے اس نور کا ظہور ہے چشم بینا چاہیے ورنہ جاہل کی نظر میں جوہر و کنکر ایک برابر ہے۔"

صحافت "پاکستان و ہند میں" کے مصنف نے لکھا ہے کہ منشی دیوان چند نے سیالکوٹ سے :

"۱۸۵۲ء میں چشمہ فیض جاری کیا۔ اس کے بعد ایک ہفت روزہ خورشید عالم کے نام سے شروع کیا۔ جنوری ۱۸۵۳ء میں ہمائے بے بہا کے نام سے ایک پندرہ روزہ رسالہ جاری کیا اور ۱۸۵۶ء میں سیالکوٹ سے نور علی نور کے نام سے ایک ماہنامہ علمی و ادبی مجلہ نکالا۔ ۱۸۵۳ء میں اس نے وکٹوریہ پیپر کے نام سے بھی ایک ہفت روزہ شروع کیا جو ۱۹۲۵ء تک جاری رہا۔"[۲۹]

Marfat.com

لیکن صوبہ شمال مغربی کے اخبارات و جرائد کی فہرست مرتبہ عتیق صدیقی اور کوہ نور کے بعض مندرجات سے پتہ چلتا ہے کہ چشمہ فیض ۱۸۵۳ء میں جاری ہوا اور نور علی نور ۱۸۵۱ء میں لدھیانہ سے جاری ہوا۔ اور چشمہ فیض ۱۸۵۷ء میں وکٹوریہ پیپر کے نام سے شائع ہونے لگا۔

پنجابی :

ایس ۔ ایم ۔ اے فیروز نے لکھا ہے کہ :

"یہ انگریزی اخبار تھا جو محمد عظیم نے ۱۸۵۶ء میں لاہور سے جاری کیا اور یہ ہفتہ میں تین بار شائع ہوتا تھا ۔ بعد ازاں اس کا اردو ایڈیشن شروع کیا گیا ۔ انگریزی ایڈیشن جلد ہی ختم ہو گیا مگر اردو ایڈیشن ۱۸۹۰ء تک نکلتا رہا ۔" [۲۷]

ایس ۔ ایم ۔ اے فیروز کے الفاظ میں "معیار اور اسلوب" کے لحاظ سے یہ لاہور کرانیکل جیسا تھا ۔ ڈاکٹر عبد السلام خورشید کا کہنا ہے کہ :

"منشی سید محمد عظیم نے مارچ ۱۸۵۶ء میں پنجابی اخبار جاری کیا ایک سال بعد انہوں نے انگریزی زبان میں دی پنجابی کے نام سے ایک انگریزی اخبار بھی شروع کر دیا ۔" [۲۸]

۱۸۵۷ء کے بعد ۱۸۹۰ء تک انگریزی یا پنجابی کے کسی اخبار کا ذکر نہیں ملتا بلکہ پنجابی اخبار کا شمار اردو اخبارات میں ہوتا ہے ۔ یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ یہ ۱۸۵۶ء میں جاری ہونے کے بعد کچھ عرصہ بعد بند ہو گیا ۔ اور پھر ۱۸۶۵ء میں دوبارہ شروع ہوا ۔ اس وقت اس کی ادارت حافظ عمر دراز کے پاس تھی اس کے صفحات دس تھے اور سائز ۱۳×۱۰ تھا ۔ مندرجات کے لحاظ سے بھی اور پالیسی کے لحاظ سے بھی غیر جانبدار تھا ۔ اس میں خبروں اور مراسلوں کے علاوہ نیم سیاسی مضامین اور انگریزی اخبارات کے بعض مندرجات کے تراجم

Marfat.com

شائع ہوتے تھے۔ چنانچہ یہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ انگریزی، اردو اور پنجابی میں شروع ہوا مگر جلد ہی بند ہو گیا۔ بعد میں اردو میں جاری ہوا۔

وکٹوریہ پیپر:

ڈاکٹر عبدالسلام خورشید لکھتے ہیں کہ:

"سیالکوٹ کی صحافت کے باوا آدم منشی دیوان چند نے ۱۸۵۳ء میں وکٹوریہ پیپر کے نام سے بھی ایک ہفت روزہ شروع کیا جو ۱۹۲۵ء تک جاری رہا۔" [۲۹]

مگر بول چند کا کہنا ہے کہ:

"دیوان چند نے اخبار چشمہ فیض ۱۸۵۳ء میں لاہور سے جاری کیا۔ ۱۸۵۷ء کے Gagging Act قانون زبان بندی کی وجہ سے یہ اخبار بند ہو گیا۔ پھر اس کے بعد سیالکوٹ سے وکٹوریہ پیپر کے نام سے شروع ہوا اور آج تک جاری ہے۔" [۳۰]

صوبہ شمال مغربی کی فہرست مطبوعات ۱۸۵۳ء میں اس کا ذکر نہیں ہے اس فہرست میں درج ہے کہ چشمہ فیض ۱۸۵۳ء میں سیالکوٹ سے جاری ہوا۔ ۱۸۵۷ء میں بندش کے بعد وکٹوریہ پیپر کے نام سے شروع ہوا۔

معلم ہند:

یہ ماہنامہ یکم جولائی ۱۸۵۴ء کو لاہور سے جاری ہوا۔

مطلع الانوار:

۱۸۵۴ء میں گجرات سے جاری ہوا۔

قادری:

گورداسپور سے منظر عام پر آیا۔

Marfat.com

معلم العلماء:

مذہبی رسالہ تھا جو سیالکوٹ سے جاری ہوا۔

مطلع انوار:

یہ ہفت روزہ گجرات سے ۴۔ مئی ۱۸۵۴ء کو جاری ہوا اور جلد ہی بند ہوگیا اسے عام طور پر گجرات کا اخبار کہا جاتا تھا۔

غریب:

یہ اخبار ۱۸۵۵ء میں حصار سے جاری ہوا۔

نیر اعظم:

یہ ۱۸۵۵ء میں بٹالہ سے منظرِ عام پہ آیا۔

خورشید پنجاب:

یہ رسالہ ۱۸۵۶ء میں لاہور سے جاری ہوا۔ پنجاب سے جاری ہونے والے ماہناموں میں یہ سب سے زیادہ معیاری تھا۔ اس کے اغراض و مقاصد اس طرح بیان کیے گئے ہیں:

"واجب یہ ہے کہ سب سے پہلے سبب طلوع اور وجہ شیوع اس خورشید پنجاب کا ظاہر کیا جاوے جس سے دقیقہ سنجان حذاقت آگاہ کو واضح ہو کہ شیوع اس خورشید سے کیا مقصود ہے اور طلوع اس مہر منیر سے کیا فائدہ مقصود ہے۔ سو گزارش کیا جاتا ہے کہ غرض اصلی اجرائے اس نسخہ دل پذیر بہتر از اکسیر سے یہ ہے کہ پنجاب میں جو زبان اردو کا ربط ابھی اچھی طرح نہیں ہوا ہے اور بہ سبب اس کے فی زمانناً زبان اردو کو یہ درجہ غایت اقتدار ہے دفاتر سرکاری میں بھی اس کا رواج

Marfat.com

ہے۔ شعر و سخن میں بھی اس کو لطیف کہتے ہیں بول چال
میں بھی اس کی فصاحت پر توجہ فرماتے ہیں اور دفاتر سرکاری
کے علمگان بعض ایسے ہیں کہ تنگی معاش کے باعث مکتب
سے اُٹھتے ہی تلاش نوکری میں مصروف ہو گئے اور نوکری بہم
پہنچا کر تحصیل آئندہ سے محروم ہو رہے ہیں۔ یا اکثر لوگ
ایسے ہیں کہ مشاہرہ کی کمی سے کتب قیمتی قوانین سرکار اور
دیگر علوم و فنون کو خرید نہیں سکتے۔ اور اس بات سے
ترقی آئندہ سے مجبور رہتے ہیں سو اس میں اکثر ایسے
مضامین درج ہوا کریں گے جن سے زبان اردو کی ماہیئت
بوجہ احسن واضح ہو گی اور اس زبان کے شائقوں کو نفع خاطر
خواہ حاصل ہو گا۔ اور پنجاب کے شرفاء طالب علموں کو
اس سے مدد کافی ملے گی۔"

"خورشید پنجاب" کا اولین مقصد فروغ علم تھا۔ اس مقصد کے لیے خورشید پنجاب میں تعلیم سے متعلق بہت سے مضامین لکھے گئے۔ اخلاقی، علمی، تاریخی و جغرافیائی موضوعات کے علاوہ سائنسی موضوعات پر بھی مضامین لکھے جاتے تھے۔ مضامین کی زبان عام فہم تھی تصاویر اور خاکے بھی دیے جاتے تھے۔ خورشید پنجاب کا سائز لیل و نہار کے برابر تھا اڑتالیس صفحات، سرورق کے چار صفحے ان کے علاوہ تھے سالانہ چندہ چار روپے۔ صاف ستھرا کاغذ، اور خوش کن انداز تحریر۔

پنجاب میں ادبی رسائل کے فروغ میں اس مجلہ کا کردار نمایاں ہے۔ علمی مضامین اور جدید علوم سے قارئین کو روشناس کیا۔ خورشید پنجاب میں عام خبریں نہیں دی جاتی تھیں۔ یہ رسالہ مکمل طور پر علمی اور ادبی تھا۔ یہ مجلہ کب تک جاری رہا اس ضمن

Marfat.com

میں تاریخ خاموش ہے۔ ۱۸۵۷ء کے انقلاب میں اس کا کہیں ذکر نہیں گویا یہ انقلاب کے دوران بند ہو چکا تھا۔

Marfat.com

جنگ آزادی اور صحافت

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی ناکام ہوئی تو مسلمانوں پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ اگرچہ جنگ آزادی میں برصغیر کی کئی اقوام شریک تھیں مگر مسلمان پیش پیش تھے۔ اس لیے انگریزوں کا عتاب زیادہ تر مسلمانوں پر نازل ہوا۔ صحافت کے میدان میں بھی مسلمانوں ہی کو زیادہ نقصان پہنچا۔ انگریز کے حامی اخبارات نے مسلم اخبارات اور مسلمانوں کے خلاف سخت انتقامی کارروائیوں کا مطالبہ کیا۔ لاہور کرانیکل نے ۸ جولائی ۱۸۵۷ء کی اشاعت میں لکھا:

> "اب اس امر میں کوئی شک نہیں رہا کہ اس بغاوت کی تہہ میں مسلمانوں کی سازش کارفرما ہے۔ انہیں شدید سے شدید سزا دی جانی چاہیے کیونکہ یہ جب تک مسلمان ہیں اپنی راہ کو نہ بدل سکتے ہیں نہ بدلیں گے۔"

بنگال ہرکارو نے ہر مسمار شدہ گرجے کے عوض پچاس مسجدیں مسمار کرنے اور اس مہم کا آغاز دہلی کی جامع مسجد سے کرنے کا مطالبہ کیا۔

سر جارج ٹریولیان Sir George Trevelyan کے الفاظ میں:

"اخبارات کا لہجہ بے حد خوفناک تھا۔ انیسویں صدی کے وسط تک عیسائیوں

Marfat.com

اور انگریزوں نے جس شدت کے ساتھ خون ۔ خون پکارا
اس کی مثال کہیں نہیں ملتی ۔ انقلاب فرانس کے دوران
ہیبرٹ اور مارات Marat کے بے
رحم اور سفاک جرائد نے جو کچھ لکھا وہ کلکتہ کے اخبارات
کے مندرجات کے سامنے ہیچ تھا ۔[۳۲]
"بمبئی ٹائمز نے "خون کا بدلہ خون" کے زیر عنوان اداریہ لکھا
اور اس میں تمام ہندوستانیوں کو خشمگین لہجے میں غدار،
وحشی اور ظالم بربر قرار دیا"[۳۳] صوبہ شمال مغربی میں بھی
اس دور میں مختلف مقامی اخبارات کے خلاف بھی کارروائی
کی گئی ۔ دہلی اردو اخبار کے ایڈیٹر مولوی محمد باقر کو گولی مار
دی گئی ۔ پشاور میں ایک اخبار کے ایڈیٹر کو قید کر دیا گیا
اور لاہور و سیالکوٹ میں ایک ایک چھاپہ خانہ بند کر
دیا گیا ۔"[۳۴]

چنانچہ برصغیر میں مسلمانوں کی دار و گیر کے نتیجہ میں مسلم صحافت بھی متاثر ہوئی ۔ متعدد مسلم اخبارات بند کر دیے گئے اور ان کے مدیروں کو جیلوں میں ڈال دیا گیا ۔ نٹراجن لکھتے ہیں :

"۱۸۵۳ء میں اردو زبان کے اخبارات کی تعداد ۳۵ تھی
۱۸۵۸ء کی فہرست میں صرف ۱۲ اخبار رہ گئے ان میں
چھ پہلے اخبار تھے اور چھ نئے ۔ ان بارہ اخباروں میں
صرف ایک اخبار کی ادارت ایک مسلمان کے پاس تھی ۔"[۳۵]

گویا جنگ آزادی کی ناکامی کے نتیجہ میں مسلم صحافت عملی طور پر ختم ہو گئی ۔ جنگ آزادی کے بعد جو اردو اخبارات جاری ہوئے ان کے مالک اور مدیر غیر مسلم تھے اور ان اخبارات کا لہجہ خوشامدانہ تھا ۔ بدر شکیب اس سلسلے میں رقم طراز ہیں :

Marfat.com

"ہنگامہ خیز زمانے میں تو یا تو اکثر و بیشتر (اردو) اخبارات بند ہو گئے یا ملک کے بدلے ہوئے حالات، قانون اور دار و گیر کے خوف نے ان کے لہجے میں اعتدال پیدا کر دیا۔"

نڈراجن نے اخبارات کے لہجہ میں تبدیلی کا سبب یوں بیان کیا ہے:

"اردو ادب کے مراکز لکھنؤ، دہلی، میرٹھ اور کانپور جنگ آزادی کی ہولناکیوں کو بہت قریب سے دیکھ چکے تھے اور اب ان میں سیاسی صحافت کا یارہ نہیں تھا۔ کلکتہ میں انگریزی اور بنگالی فارسی اور اردو کو نکال باہر کیا تھا۔"

ان حالات میں جو صحافت باقی رہی وہ ہندو صحافت تھی۔ جسے حکومت کی سرپرستی حاصل تھی۔ پنجاب میں بھی ۱۸۵۷ء کے بعد کوہ نور، لاہور گزٹ ایسے ہندو اخبار ... چھپتے رہے۔

سیالکوٹ کے چشمہ فیض سے حکومت مطمئن نہ تھی۔ اس پر ... کچھ عرصہ کے لیے اسے حکماً لاہور منتقل کر دیا گیا ... کو جیل بھیج دیا گیا۔

کوہ نور نے جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کی ناکامی اور انگریزوں کی ... خوشی کا اظہار کیا۔ اس نے سقوط دہلی کے موقع پر ۲۱ ستمبر ۱۸۵۷ء کو ایک ... کیا جس کا نمبر ضمیمہ نمبر ۳۹ تھا۔ اس کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

"... صاحب ایجوٹنٹ جنرل فوج ظفر موج ... دہلی نے کل کی تاریخ ۹ بجے صبح کے بعد ... تحریر فرمایا کہ ... انگریز نے کل ... ایک توپ ..."

Marfat.com

اپنے قبضہ میں کرلیں اور آج صبح کو لاہوری دروازہ قبضہ میں آگیا۔ اجمیری دروازہ اور مورچان بیرونی سے اب گولہ نہیں چلتا۔ مفسدین ان جملہ مقامات کو چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں اور سپاہان سرکاری قبضہ کرنے کے واسطے چلے جاتے ہیں اور مفسدین نے آج صبح اپنے کیمپ کا میگزین بھی اڑا دیا ہے آمد ورفت ہماری آج چاندنی چوک تک جاری ہو جائے گی اور شاہ دہلی اور اس کے خاندان کا کچھ پتہ نہیں۔"

"پھر دس بجے صبح کے صاحب موصوف نے یہ خبر بھیجی کہ انگریزی دروازہ اور دیگر مورچان پر قبضہ ہوگیا اور لال محل (لال قلعہ) میں داخل ہونے کی تیاری ہے۔ پھر دوپہر کے وقت صاحب موصوف نے یہ مژدہ دیا کہ لال محل، جامع مسجد اور اجمیری دروازہ پر سرکاری تسلط ہوگیا بعد اس کے دو بجے دن کے یہ خبر آئی سلیم گڈھ ڈپل پر سرکاری قبضہ ہوگیا۔ تھوڑے عرصہ میں دروازہ ترکمان تک کل شہر دہلی و دیگر مورچان پر تسلط کامل ہو جائیگا۔"

"پھر پانچ بجے شام کے یہ خوشخبری آئی کہ معرکہ دہلی کا تمام ہوا۔ تمام شہر دہلی اور محل بادشاہی اور سلیم گڈھ ڈپل دینی پر شجاعان سرکار کا بالکل تسلط ہوگیا۔ سنا جاتا ہے کہ شاہ دہلی معہ عیال و اطفال ایک گاؤں میں جو شہر سے قطب صاحب کی سمت چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے چلے گئے ہیں۔"

Marfat.com

کوہ نور نے ۲۶ جنوری ۱۸۵۸ء کی اشاعت میں لاہور کرانیکل کے حوالہ سے یہ خبر شائع کی۔

Marfat.com

شاہ دہلی

اخبار لاہور کرانیکل مطبوعہ ۲۳ جنوری ۱۸۵۹ء سے دریافت ہوا کہ شاہ دہلی بہ نسبت سابق صحت رکھتے ہیں اور منگل گزشتہ یعنی ۱۹ تاریخ کو ان کی تحقیقات شروع ہوگئی ہیں۔ ۹ مارچ ۱۸۵۸ء کی اشاعت میں کوہ نور نے لکھا کہ کوہ نور:

"کارسپانڈنٹ دہلی نے خط مورخہ یکم مارچ میں یہ لکھا کہ شہر دہلی میں اہل ہنود بستے جاتے ہیں اور خال خال مسلمان بھی آباد ہوئے ہیں جن کی نسبت احکام خاص ہوتے ہیں۔ چاندنی چوک اور دریبہ میں کچھ رونق ہوگئی ہے۔ شہر میں تھانہ بات بھی بجز کوتوالی ابھی قائم نہیں ہوئے بلکہ تمام شہر میں ابھی چوکیدار بھی مقرر نہیں ہوئے مگر تھانہ جات بیرونی قائم ہو گئے ہیں باغ شاہی۔ واقعہ چاندنی چوک کی تیاری بنام ... باغ کمپنی ہوتی ہے۔ بادشاہ کی نسبت ابھی حکم آمیز نہیں ہوا۔ مقدمہ زیر تجویز ہے۔ شہر کے اندر آمد و رفت ساکنان دہلی کی بلا حصول پاس حکم کے نہیں ہوتی ــــ کہتے ہیں شہر کے اندر با دن سڑکیں نکلیں گی اور فصیل شہر منہدم ہو گی۔"

Marfat.com

اس خبر کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ۱۸۵۷ء کی جنگ کی ذمہ داری زیادہ تر مسلمانوں پر ڈال دی گئی تھی۔ اور انگریزوں کے عتاب کا نشانہ مسلمان ہی بنے تھے۔ ورنہ جنگ کے بعد دہلی میں ہندوؤں کا بلاخوف و خطر بستے جانا کیسے ممکن تھا جو خال خال مسلمان دہلی میں آباد ہوتے ان کی نسبت احکام خاص ہونے کی وجہ یہی ہو سکتی تھی کہ انگریزوں کو ان خال خال افراد کی وفاداری پر شبہ نہیں ہوگا۔

Marfat.com

۱۸۵۷ء تک کی اردو اخبار نویسی کا جائزہ

۱۸۵۷ء تک جتنے اردو اخبارات جاری ہوئے وہ نام کو تو اخبارات تھے لیکن حقیقت میں وہ جرائد تھے۔ اگرچہ بہت سوں کے نام میں لفظ اخبار شامل تھا۔ ان میں سے زیادہ تر ہفت روزہ تھے۔ ماہنامے اور پندرہ روزہ رسائل بھی تھے۔ ایک آدھ سہ روزہ بھی تھا روزنامہ کوئی نہیں تھا کچھ اردو اور فارسی دو زبانوں میں شائع ہوتے تھے۔ چند ایک "اردو" انگریزی اور فارسی تین زبانوں میں تھے۔ ایک دو اردو اور ہندی میں تھے۔

ان کی اشاعتیں کم تھیں۔ پنجاب سے جاری ہونے والا پہلا اخبار جو کامیاب اور مقبول تھا وہ کوہ نور تھا۔ ۱۸۵۴ء میں ۳۴۹ کی تعداد میں چھپتا تھا۔ باقی اخبارات کی اشاعتیں بیس پچیس سے لے کر دو اڑھائی سو تک تھیں۔ بہت سے اخبارات ادبی جریدے تھے جن کے مندرجات بھی ادبی تھے اور زبان بھی۔ بعض اخباروں میں اشتہارات بھی منظوم صورت میں چھپتے تھے اور خبریں بھی۔ زیادہ تر خبریں دوسرے اخبارات سے نقل کی جاتی تھیں۔ کچھ اخباروں نے اہم مقامات سے براہِ راست خبریں حاصل کرنے کا اہتمام بھی کر رکھا تھا۔

ہندوؤں کے اخبارات عموماً اصلاحی قسم کے تھے اور حکومت کے حامی و طرفدار تھے۔

Marfat.com

مسلم اخبارات میں سے بعض بے باک تھے اور حق ترجمانی ادا کرتے تھے۔ خبریں غیر معروف انداز میں لکھی جاتی تھیں۔ نہ ادارتی صفحات موجود تھے اور نہ ہی اداریہ کا واضح تصور موجود تھا۔ خبر نویس خبر ہی میں حسب موقع اپنی رائے ظاہر کر دیتے تھے۔ مندرجات کے لحاظ سے ان میں خاصی یکسانی تھی۔ زیادہ تر اخبار ایک دوسرے کی خبریں نقل کرتے تھے اور یہ خبریں چھوٹے موٹے عام واقعات پر مبنی ہوتی تھیں۔ سرکاری نظم ونسق اور انگریزوں کے بارے میں تعریف کا لہجہ استعمال ہوتا تھا۔ سرکاری اعلانات خبروں کے طور پر شائع کیے جاتے تھے۔ بعض اخبار منظوم خبریں شائع کرتے تھے۔ اکثر اخبار صفحہ اول پر نظم یا نثر میں اپنا اپنا اشتہار شائع کرتے تھے۔ جس میں اپنی خوبیاں گنواتے تھے اور قیمت وغیرہ کا ذکر کرتے تھے۔ کچھ اخبارات مضامین بھی شائع کرتے تھے لیکن زیادہ تر مضامین مذہبی یا تاریخی نوعیت کے ہوتے تھے۔ بہت کم اخبارات جدید علوم وفنون کے بارے میں کچھ شائع کرتے تھے۔ خبریں غیر سیاسی ہوتی تھیں اور اداریے یا ادارتی نکات نہیں ہوتے تھے اردو اخبارات میں اکثر چھوٹے سائز ۳۰×۲۰ یا ۲۲×۱۸ کے شائع ہوتے تھے۔ کچھ کے صفحات چار ہوتے تھے اور کچھ کے چھ۔ تمام اخبار لیتھو طریق طباعت سے چھپتے تھے۔ بیشتر کی کتابت بھی دیدہ زیب نہ تھی۔ چند ایک اخبارات لکڑی کے بلاک استعمال کر کے تصویر کبھی کبھی شائع کر دیتے تھے۔ بیشتر اردو اخبارات کی زبان پر فارسی اور عربی کا غلبہ تھا۔ تاہم چند اخبار آسان زبان بھی استعمال کرتے تھے لیکن ان کو مقبولیت حاصل نہیں ہوتی تھی۔ کیونکہ قارئین عربی اور فارسی آمیز اردو پسند کرتے تھے۔ ڈپٹی سیکرٹری کے مرتبے کے سرکاری افسر اخبارات کے بارے میں جو ریویو حکام بالا کو بھیجتے تھے ان کے اقتباسات اس دور کے اخباروں کو پوری طرح سمجھنے میں مدد دیتے ہیں چنانچہ اقتباسات ملاحظہ ہوں:

"بیشتر اخباروں میں عام خبروں کے سوا اور کچھ نہیں ملتا
جو اخبارات مغربی افکار کی تبلیغ کرتے ہیں ان کو وہ مقبولیت
حاصل نہیں ہوتی جو دیسی عوام کے جذبات و تعصبات

Marfat.com

کی براہ راست ترجمانی کرنے والے اخباروں کو نصیب
ہوتی ہے۔ ان اخباروں کی خبریں عموماً اچھی ہوتی ہیں اور
بیشتر انگریزی اخباروں سے اخذ کی جاتی ہیں۔ مضامین
یا مراسلات میں کبھی کبھی اگر غلطیاں یا غلط بیانیاں ہوتی
ہیں تو ان کی گرفت مشکل نہیں ہوتی۔ تمام مسائل میں عموماً
اور سرکاری مفاد کے مسائل میں جو خصوصاً رائے زنی کرتے
ہیں اخباروں کے ایڈیٹر بالعموم احتیاط برتتے ہیں (پنجاب
کی لڑائیوں کے سلسلے میں) اپنے انگریزی معاصرین کے
برعکس جن کی اکثر بحثیں قابل اعتراض ہوتی تھیں دیسی
اخباروں میں ایک جملہ بھی ایسا نہیں لکھا گیا جو قابل گرفت
ہو۔ اخبارات اور مطبوعات کی تعداد میں روز افزوں
اضافے سے یہ گمان ہوتا ہے کہ اس نوع کے سال کی
مانگ بڑھ رہی ہے۔ تاہم ان کی محدود اشاعت اور
ایڈیٹروں کے خیالات کی عدم موجودگی اس حقیقت کی
غمازی کرتی ہے کہ ان کا اثر و رسوخ برائے نام ہی ہے
اور یہ لوگ اپنے پڑھنے والوں کو سرکاری حکام کے ترجموں
اور مقامی خبروں میں الجھائے رکھنا چاہتے ہیں۔ (اقتباس
رپورٹ اے تھارنٹن اسسٹنٹ سیکرٹری حکومت
شمالی ومغربی ۱۸۵۰)"

"۔۔۔ کچھ اخباروں کے ایڈیٹر خبریں شائع کرنے
کے علاوہ مذہبی مسائل پر بھی خامہ فرسائی کرتے ہیں اور مذہبی
کتابوں کے اقتباسات شائع کرتے ہیں۔۔۔ یہ سب
اخبارات اگرچہ خوش اسلوبی و خوش اطواری کے حامل ہیں

Marfat.com

مگر حکومت کو نہ تو اپنے قوانین وغیرہ کے متعلق دیسی رائے عامہ کے رجحانات ہی کا ان سے کوئی اندازہ ہو سکتا ہے اور نہ دیسی عوام کے جذبات واحساسات کا، یا ان کی ضروریات ہی کا ان کی وساطت سے گورنمنٹ کو علم ہو سکتا ہے۔ ان کاموں کے لیے یہ اخبار بالکل بے سرف ہیں مناسب تو یہ تھا کہ صورت حال اس سے مختلف ہوتی۔ کیونکہ اخبارات اس دوری کو ختم کرنے کا اچھا ذریعہ ہو سکتے تھے جو حاکم ومحکوم کے عادات واطوار میں عدم واقفیت سے پیدا ہوتی ہے۔ نیز دیسیوں کے غیر معمولی لی ؟؟ اور ان کی خود غرضانہ روشن نے ایک دوسرے سے تبادلہ خیال کرنے کی راہ میں جو دشواریاں حائل کر دی ہیں ان کا بھی اخبارات کے وسیلے سے ازالہ ہو سکتا تھا۔"

گزشتہ سال کے مقابلے میں کتابیں اس سال کم چھپیں اور جو چھپیں وہ گھٹیا درجے کی ہیں جوتش اور نجوم کی بھی متعدد کتابیں نظر آتی ہیں جن کی موجودگی افسوسناک ہے مذہبی کتابوں کی اشاعت ہی کتابوں کے کاروبار کی جان معلوم ہوتی ہیں۔ (اقتباس از رپورٹ۔ جے۔ ڈبلیو شیر رعارضی سیکرٹری حکومت صوبہ شمالی ومغربی ۱۸۵۱ء)

مسٹر جے ڈبلیو شیرر ہی نے ۱۸۵۱ء کی رپورٹ میں لکھا:

"تمام اخبارات عموماً اور مسلمان اخبارات خصوصاً صرف خبریں اور مذہبی کتابوں کے اقتباسات اور اسی نوع کی دوسری چیزیں شائع کرنے ہی پر اکتفا کرتے ہیں۔ یہ اخبارات دیسی رائے عامہ کی قطعاً نمائندگی نہیں کرتے۔ اس کی موٹی سی مثال یہ ہے کہ گزشتہ سال موسم گرما میں جب شاہراہوں پر ٹول ٹیکس لگانے کا قانون شائع کیا گیا تو لوگوں نے مجھے بتایا

Marfat.com

کہ دیسی لوگوں میں اس کی وجہ سے خاصا ہیجان ہے ۔۔۔
اس موقع پر میں نے دیسی اخبارات پر خاص طور سے نظر رکھی ۔ اور مولوی اسماعیل کو ہدایت کی ان تمام خبروں کی ماہانہ فہرست مرتب کریں جن میں ٹول ٹیکس کا ذکر ہو تاکہ میں خود دیکھوں کہ ان میں کیا لکھا گیا ہے لیکن ان کو پڑھنے کے بعد مجھے کسی قسم کے ہیجان کا سراغ نہ مل سکا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یا تو میری اطلاعیں بے بنیاد تھیں یا پھر ان اخبارات کو عوام کے جذبات و احساسات کا آئینہ دار سمجھ کر ان پر بھروسہ نہیں کیا جاسکتا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ موخر الذکر خیال زیادہ قرین صحت ہے ۔ اس سلسلے میں ایک سکیم جو بڑی حد تک عملی ہے پیش کرنے کی جرأت کر رہا ہوں اور وہ یہ ہے کہ دیسی اخبارات کی رہنمائی کے لیے ہم لوگ اپنے زیر اہتمام ایک دیسی اخبار جاری کریں جس میں دیسیوں کے مفاد کی باتوں پر مناسب اور جائز تبصرہ کیا جائے ۔ ممکن ہے کہ اس کی دیکھا دیکھی اخبارات بھی کچھ لکھنا شروع کریں ۔ اس طرح محکوم طبقہ اگر ایسی باتیں نہ بھی پیش کر سکے جو قابل غور ہوں تو ان کے تعصبات سے تو ہم باخبر ہو ہی سکتے ہیں اور پھر ان کے بے معنی شبہات سے واقف ہونے کے بعد ان کا ازالہ بھی کیا جاسکتا ہے "

۱۸۵۳ء کی رپورٹ مسٹر جی ۔ سی ۔ سمتھ اسسٹنٹ سیکرٹری حکومت شمالی و مغربی نے لکھی اور اس نے اخبارات کی مجموعی صورت حال کا ذکر کرنے کے علاوہ کچھ اخباروں کے بارے میں الگ بھی لکھا ۔ چند اقتباسات یہ ہیں :

سب سے زیادہ قابل ذکر قرآن السعدین اور فوائد الناظرین

Marfat.com

ہیں جو الگ الگ میدانوں میں مفید خدمات انجام دے رہے
ہیں۔ دونوں اخباروں کے ایڈیٹر اپنے صفحات کو یورپین علوم
کی اشاعت کا ذریعہ بناتے ہیں۔ روز بروز ان کے انداز تحریر
میں پختگی پیدا ہو رہی ہے۔۔۔ دوسرے نمبر پہ بنارس
کے کاشی ناتھ کا اخبار "آفتاب ہند" ہے جو بنگلہ کے "کاشی پاترا
پتریکا" کا اردو حصہ ہے۔ ان دونوں اخباروں کے مضامین
بہت اچھے ہوتے ہیں۔۔۔ یہی باتیں بنارس کے اخبار
"باغ و بہار" کے متعلق بھی کہی جا سکتی ہیں جس کا نمبر ان اخبار
کے بعد ہی آتا ہے۔ یہ اخبارات ہمارے وطن (انگلستان) کے
ہفتہ وار رسائل سے بہت کچھ ملتے جلتے ہیں۔۔۔ یہ
وسیع الاشاعت نہیں ہیں مگر ہمت افزائی کے یقینا
مستحق ہیں۔

نورالابصار جو ہندی میں بدھی پرکاش کے نام سے نکلتا ہے، کچھ ہی دن ہوئے جاری
ہوا ہے اور قابل قدر اخبار بننے کی صلاحیتیں اپنے اندر رکھتا ہے۔ ہندی اخبار کی زبان
صاف اور اردو کے اخبار کی زبان سادہ ہوتی ہے۔ عبارت آرائی سے جدا ہونے کی وجہ
سے دیسی اصحاب اس کی زبان کو بہت شستہ نہیں سمجھتے۔

کوہ نور ان صوبوں کے تمام اخباروں میں بہترین طرز تحریر کا حامل ہے اور قابلیت
کے ساتھ نکالا جا رہا ہے۔ مطبع اور اخبار کو چونکہ گورنمنٹ کی سرپرستی حاصل ہے اس لئے
اس کے متعلق کچھ مزید کہنا بے سود ہے۔

ان اخبارات میں کسی سیاسی مسئلہ پر شاذ ہی سے
کوئی بحث مل سکتی ہے۔ یہ اخبارات عوام کے سیاسی خیالات کے ترجمان کی
حیثیت سے ... سے دوا ... چھاپا جا سکے یا جو
رائے عامہ کے خلاف کی ... کر سکیں ... ہیں۔

Marfat.com

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ انتہائی احتیاط، جو دیسی فطرت کا خاصہ ہے ان اخباروں کے ایڈیٹروں کو ان میدانوں میں جو خطروں سے خالی نہیں ہیں گامزن ہونے سے روکتی ہے بلکہ ان کی طرف ادنیٰ اشارا بھی مکمل احتیاطوں سے ختم کر دیا جاتا ہے۔ کسی خیال کے اظہار کی جرأت بھی کی جاتی ہے تو وہ بھی انگریزی اخباروں سے مستعار لیا جاتا ہے اور ان کا حوالہ بھی دے دیا جاتا ہے۔ دیسی اخباروں کے اس کردار کی وجہ سے ضروریات و خواہشات کے اظہار کی راہ میں ایسی دیواروں کا حائل ہو جانا افسوس ناک ہے جن کی وجہ سے دیسی رائے عامہ کے اظہار کا ایک قدرتی راستہ آہستہ آہستہ مسدود ہو گیا ہے۔ اس کے مقابلے میں یہ امر بھی قابل ذکر ہے اور اس بیان میں کوئی مبالغہ نہیں ہے کہ (دیسی اخباروں کا) آپس میں بحث کرتے ہوئے ملامت کے اکھاڑے میں اُتر آنا ان کا پہلا قدم اور گالی گلوچ پر اُتر آنا ان کا دوسرا قدم ہوتا ہے۔۔۔۔"

مسٹر پی۔ سی سمتھ نے کچھ اخباروں کے بارے میں یوں رائے دی۔

نور مغربی:

ان صوبوں میں جو بہت سے اخبار شائع ہوتے ہیں ان میں سے اچھے اخبارات کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ ان کے علاوہ کچھ اور بھی اچھے اخبار ہیں لیکن کچھ ایسے اخبارات ہیں جو ان کے برعکس ہیں۔ اسی سلسلے کا ایک اخبار نور مغربی (دہلی) بھی ہے جو غالباً انڈین سٹینڈرڈ یا دہلی ایڈورٹائزر سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ اخبار سول سروس کے ملازمین کی بڑی فیاضی سے برائی کرتا ہے۔

Marfat.com

دہلی اردو اخبار :

دہلی اردو اخبار ایک دریدہ دہن اخبار ہے جو ذاتیات سے بھرا ہوتا ہے۔ جو ذی اثر مقامی شرفا اس اخبار کے ایڈیٹر کے مذہبی خیالات سے اختلاف رکھتے ہیں وہ ان کی پگڑیاں اچھالا کرتا ہے۔

چشمہ فیض :

اس رپورٹ کے پڑھنے سے اندازہ ہوگا کہ ملتان اسسٹنٹ کمشنر کی مالی اعانت نے سیالکوٹ کے چشمہ فیض کو ختم ہونے سے بچا لیا۔

الیس نٹراجن کے الفاظ ہیں :

> "شمال مغرب میں اس وقت جو چند اخبارات ان کی زندگی کا دار و مدار حکومت کی اعانت پر تھا۔ وہ حکومت کے دوسرے کنٹرول میں تھے ... "امداد" اور ... یہ فارسی، ہندی اور اردو کے اخبارات تھے۔" ۱۹

الیس نٹراجن نے یہ بھی لکھا ہے کہ :

> اس دور میں مدراس اور شمال مغربی صوبہ میں اخبارات کو تعلیمی جہات تصور کیا جاتا تھا۔

اشاعت :

۱۸۵۷ء سے پہلے کے اخبارات کی اشاعتیں بہت کم تھیں جیسا کہ (کوہ نور) کے بارے میں کہا جا چکا ہے یہ سب سے کثیر الاشاعت اخبار تھا۔ مگر اس کی اشاعت بھی دو اڑھائی سو سے زیادہ نہیں تھی۔ زیادہ اخبارات کی اشاعتیں سو سے بھی کم تھیں جس اخبار کی اشاعت سو سے زیادہ ہوتی تھی وہ کامیاب اخبار تصور ہوتا تھا۔ ذیل میں صوبہ شمال مغربی کے ۱۸۵۷ء

Marfat.com

سے پہلے کے بعض اخبارات کی اشاعتوں کا ایک گوشوارہ درج کیا جا رہا ہے :

نام اخبار	سال	اشاعت
سید الاخبار	۱۸۴۸ء	۳۹
بنارس گزٹ	"	۴۴
دہلی اردو اخبار	۱۸۴۲ء	۸۰
ریاض نور (ملتان)	۱۸۵۰ء	۹۳
مفتاح الاخبار (ملتان)	"	۷۰
اسعد الاخبار (آگرہ)	"	۱۲۵
جام جمشید (میرٹھ)	"	۷۱
قران السعدین (دہلی)	۱۸۵۱ء	۳۳
کوہ نور (لاہور)	"	۱۸۹
صادق الاخبار (دہلی)	"	۳۱
الحقائق (آگرہ)	"	۶۰
دریائے نور (لاہور)	۱۸۵۳ء	۱۰۷
جام جہاں نما (میرٹھ)	"	۳۹
آفتاب ہند (بنارس)	"	۷۱

ایس ایم اے فیروز نے لکھا ہے کہ :

"۱۸۵۶ء میں صوبہ جات شمال مغربی میں اردو اخبارات کی اشاعت ۲۲۱۶ تھی اور سب اخبارات میں کوہ نور کی اشاعت زیادہ تھی۔" [۲۷]

ڈاکٹر احسن نے صوبہ شمال مغربی کے ۱۸۵۰ء تا ۱۸۷۲ء کے اخبارات کی تعداد اور اشاعت کے بارے میں مندرجہ ذیل اعداد و شمار فراہم کیے ہیں :

Marfat.com

سال	تعداد مطبوعات	کل اشاعت
۱۸۵۰ء	۲۸	۱۳۹۷
۱۸۵۳ء	۳۵	۲۲۱۶
۱۸۵۸ء	۱۳	۳۲۲۳
۱۸۶۸ء	۱۹	۵۰۱۶
۱۸۶۹ء	۲۶	۷۰۶۳
۱۸۷۱ء	۲۹	۶۵۲۹
۱۸۷۲ء	۴۵	۷۳۲۲

Marfat.com

حوالہ جات

1. M.V. Desai, *Communication Policies in India*.(Paris:
2. Margarita Barns, The Indian Press. (London: George II.
3. J. Natrajan, History of Indian Journalism (Delhi: 1955), Division, Ministry of Information India.
4. M.V. Desai, Communication Policies in India۲(Paris)

۵۔ عبدالسلام خورشید، صحافت پاکستان وہند میں (لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۶۳ء) ص ۴۸

۶۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، "پنجاب"

7. S.M. A. Feroze, *Press in Pakistan*, (Lahore: National Publication 1957), 32
8. *Ibid*, p. 34
9. Syed Muhammad Latif, *Lahore*, Lahore Syed Mohammad Minhajuddin 342-43

Marfat.com

10. S.M.A. Feroze, The Press in Pakistans, (Lahore: National Publication 1957), 34

11. *Ibid*,p. 53

12. *Ibid*, p. 54

13 Majid Nizami, *The Press in Pakistan,* (Lahore: Department of Political Science, University of the Punjab, 1958).

14. *Ibid*, p. 2

15. Margarita Barns *The Indian Press*, (London: George Allen, 1940,

16. Bool Chand, "Urdu Journalism in the Punjab", *Journal of the Punjab University Historical Society*, II, No.1 (April 1933), 29-42.

18. *Ibid*.

19. Shiva Narain, "Koh-i-Noor of 1851, " *Journal of the Punjab University Historical Society*, IV, p. 52.

21. Pool Chand Urdu Jurnalism in the Punjab, Journal of the University, Historical Society, 11, No.1 (Apsril, 1933).

22. ibid.

۲۰ - عبدالسلام خورشید، صحافت پاکستان و ہند میں (لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۶۳ء)، ص ۱۱۲

۲۳ - عتیق صدیقی، صوبہ شمالی و مغربی کے اخبارات و مطبوعات (علیگڑھ: انجمن ترقی اردو، ۱۹۶۲ء)

۲۴ - نوائے ادب، نمبر ۳ (جولائی ۱۹۵۵ء)، ۲۰

Marfat.com

۲۵۔ عبدالسلام خورشید، صحافت پاکستان وہند میں (لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۶۳ء) ص ۱۲۰۔

۲۶۔ ایضاً، ص ۱۳۱

27. S.M.A. Feroze, *Press in Pakistan*, (Lahore: National Publications 1957), 43.

۲۸۔ عبدالسلام خورشید، صحافت پاکستان وہند میں (لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۶۳ء) ص ۱۲۰

۲۹۔ ایضاً، ص ۱۳۱

30. Bool Chand, Urdu Journalissm in the Punjab" *Journal of the Punjab University Historical Society*, II, No.1 (April 1933).

۳۱۔ عبدالسلام خورشید، صحافت پاکستان وہند میں، (لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۶۳ء) ص ۳۹

32. Margarita Barns, *The Indian Press*, (London: George Allen, 1945.

33. *Ibid*, p. 257

34. *Ibid*, p. 260

35. S. Natrajan, *A History of the Press in India*, (Bombay: Asia Publishing House, 1962). 49

36. *Ibid* p. 70

37. S.M.A. Feroze, *Press in Pakistan* (Lahore: National

Marfat.com

باب سوم

پنجاب میں اُردو اخبار نویسی

۱۸۵۷ء سے ۱۹۰۰ء تک

Marfat.com

Marfat.com

۱۸۵۷ء سے ۱۹۰۰ء تک کے اخبارات
اعداد و شمار کے آئینے میں

پنجاب میں اخبار نویسی کا آغاز اگرچہ نسبتاً بعد میں ہوا تھا لیکن یہ جلد ہی صحافت کا اہم مرکز بن گیا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی ناکامی کے خوفناک نتائج پنجاب پر نسبتاً کم مرتب ہوئے تھے۔ تاہم کچھ عرصے تک پنجاب کے لوگ خصوصاً مسلمان خوف زدہ رہے اور یہاں سے شائع ہونے والے اخبارات کی تعداد کم رہی۔ ۱۸۵۸ء میں ایک ماہنامہ سرکاری اخبار حکومت کے اہتمام میں لاہور سے جاری ہوا۔ ۱۸۵۹ء میں اسی ماہنامہ کا ایک ضمیمہ "تتمہ سرکاری اخبار" لاہور ہی سے ماہنامہ کی صورت میں جاری ہوا۔ ۱۸۶۰ء میں کوہ نور کے مالک و مدیر منشی ہرسکھ رائے نے ماہنامہ گنج شائگان جاری کیا۔ اس کے بعد رفتہ رفتہ دیگر افراد بھی میدان صحافت میں آتے گئے۔ اور پنجاب کے مختلف شہروں سے اخبارات جاری ہونے لگے۔ پنجاب کا دارالحکومت لاہور صحافت کا بہت بڑا مرکز بن گیا اور یہ دلی آگرہ وغیرہ کو بھی پیچھے چھوڑ گیا۔

پنجاب اور شمالی ہندوستان کے دوسرے علاقوں سے جو اخبارات و جرائد جاری ہوتے ان میں سے بیشتر اردو زبان میں تھے۔ "دی پنجاب پریس ۱۸۸۰ء سے ۱۹۰۵ء تک"

Marfat.com

ہیں مختلف زبانوں میں جاری ہونے والے اخبارات و جرائد کی جو فہرست دی گئی ہے۔ وہ یہ ہے:

زبان	اخبارات و جرائد کی تعداد	مجموعی تعداد کا فی صد
اردو	۳۴۳	۸۱٫۸۶
انگریزی	۲۴	۵٫۷۳
پنجابی	۱۹	۴٫۵۳
ہندی	۱۷	۴٫۰۶
مخلوط (ایک سے زیادہ زبانوں میں شائع ہونے والے)	۱۲	۲٫۸۶
فارسی	۲	۰٫۴۸
عربی	۱	۰٫۲۴
سندھی	۱	۰٫۲۴
کل میزان	۴۱۹	۱۰۰

دی پریس ۱۸۸۰ء تا ۱۹۰۵ء کے مطابق۔ ۱۸۸۰ء تا ۱۹۰۵ء شمالی ہندوستان میں جو ۴۱۹ اخبارات و جرائد جاری ہوئے ان کی شہر وار تفصیل یہ ہے:

نام شہر	تعداد اخبارات	نام شہر	تعداد اخبارات	نام شہر	تعداد اخبارات
لاہور	۱۹۷	قصور	۳	ملتان	۱
دہلی	۶۰	وزیر آباد	۳	پانی پت	۱
امرتسر	۲۳	دینانگر	۲	پشاور	۱

Marfat.com

نام شہر	تعداد اخبارات	نام شہر	تعداد اخبارات	نام شہر	تعداد اخبارات
سیالکوٹ	۲۱	فرخ نگر	۲	روپڑ	۱
جالندھر	۱۷	جہلم	۲	سدھوڑا	۱
لدھیانہ	۱۲	ریواڑی	۲	سکھر	۱
گوجرانوالہ	۱۱	بنوں	۱	طویلہ شاہنواز	۱
انبالہ	۷	بھیرہ	۱	انبالہ	۱
راولپنڈی	۷	بجواڑہ	۱	اون	۱
فیروزپور	۵	بوڑیا	۱	بہاولپور	۱
ڈیرہ اسماعیل خان	۴	گوڑگانوں	۱	پٹیالہ	۱
گجرات	۴	ہوشیارپور	۱	ملیرکوٹلہ	۱
ملتان	۴	جگراؤں	۱	جموں و کشمیر	۱
قادیان	۴	کرم آباد	۱		
کپورتھلہ	۴	کرنال	۱		
جھجر	۳	لائل پور	۱		

اوپر دیے گئے اعداد و شمار سے دو باتیں بطور خاص سامنے آتی ہیں ایک یہ کہ انیسویں صدی کے نصف آخر میں پورے شمالی ہندوستان میں پنجاب صحافت کا سب سے بڑا مرکز تھا اور پنجاب کی صحافت اصل میں اردو صحافت تھی۔ اس عرصے میں اس خطے سے جو اخبارات و جرائد جاری ہوئے ان میں سے ۸۲ فیصد سے زائد اردو میں تھے۔ ۱۸۴۸ء سے ۱۹۰۰ء تک اصل پنجاب کے مختلف مقامات سے اردو کے جو اخبارات و جرائد جاری ہوئے ان کی مکمل فہرست اور مختصر کوائف ضمیمہ الف میں دیے گئے ہیں۔ ان کی مجموعی تعداد دو سو بانوے بنتی ہے۔

Marfat.com

۱۸۵۷ء سے ۱۹۰۰ء تک کے عرصہ میں اصل پنجاب کے مختلف مقامات سے جو اخبارات و جرائد جاری ہوئے ان کی شہر وار اور نوعیت کے لحاظ سے تفصیل مندرجہ ذیل ہے ۔

پنجاب سے جاری ہونے والے اخبارات و جرائد

شہر	روزنامے	سہ نامے	ہفت روزہ	دس روزہ	پندرہ روزہ	ماہنامے	سہ ماہی	میزان	مجموعی میزان
لاہور	۴	—	۶۸	—	۱۰	۵۷	۲	۱۴۱	
امرتسر	—	—	۱۴	۱	—	۱۳	—	۲۸	
سیالکوٹ	۱	۱	۱۱	۲	—	۲	۱	۱۸	
گوجرانوالہ	—	—	۵	—	—	۱۰	—	۱۵	
لدھیانہ	—	—	۹	۱	—	۲	—	۱۲	
جالندھر	—	—	۵	—	۱	۳	+	۹	
راولپنڈی	—	—	۵	—	—	۴	—	۹	
فیروزپور	—	—	۶	—	—	۲	—	۸	
ملتان	—	—	۵	—	—	۱	—	۶	
کپورتھلہ	—	—	۱	—	۲	۳	—	۶	
انبالہ	—	—	۶	—	—	—	—	۶	
گوڑگاؤں	—	—	۳	—	—	۱	—	۴	
جھجر	—	—	۲	—	—	۲	—	۴	
گجرات	—	—	۲	—	—	—	—	۲	
بھیرہ	—	—	۲	—	—	—	—	۲	
ڈیرہ اسماعیل خان	—	—	۱	—	—	۱	—	۲	

Marfat.com

شہر	روزنامے	سہ نامے	ہفت روزہ	دس روزہ	پندرہ روزہ	ماہنامے	سہ ماہی	میزان مجموعی
قصور	ـ	ـ	۱	ـ	ـ	۲	ـ	۳
ہوشیارپور	ـ	ـ	۱	ـ	ـ	۲	ـ	۳
بجواڑہ	ـ	ـ	۲	ـ	ـ	ـ	ـ	۲
پٹیالہ	ـ	ـ	۱	ـ	ـ	۱	ـ	۲
جہلم	ـ	ـ	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	۱
گورداسپور	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۱	ـ	۱
وزیرآباد	ـ	ـ	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	۱
پشاور	ـ	ـ	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	۱
کرنال	ـ	ـ	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	۱
قادیان	ـ	ـ	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	۱
کوٹلہ شاہنواز	ـ	ـ	ـ	ـ	۱	ـ	ـ	۱
شملہ	ـ			ـ	ـ	۱	ـ	۱
گوجرانوالہ	ـ	ـ	۱	ـ	ـ	ـ		۱
پنڈدادن خان	ـ	ـ	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	۱
میزان	۵	۱	۱۵۷	۴	۱۴	۱۸۸	۳	۲۹۲

۱۸۵۸ء سے ۱۹۰۰ء تک پنجاب سے کل ۲۹۲ اخبارات و جرائد جاری ہوئے۔ ان میں سے پانچ روزنامے تھے ایک سو ستاون ہفت روزہ، ایک سو اٹھاسی ماہنامے، چودہ پندرہ روزہ اخبارات، چار دس روزہ، تین سہ ماہی اور ایک سہ روزہ تھا۔ لاہور پنجاب میں صحافت کا سب سے بڑا مرکز تھا ۲۹۲ اخبارات و جرائد میں سے ایک سو اکیاون یعنی تقریباً نصف صرف لاہور سے جاری ہوئے۔ دوسرے نمبر پر امرتسر آتا ہے جہاں سے

Marfat.com

۲۸ اخبارات جاری ہوئے۔ سیالکوٹ سے پندرہ اور گوجرانوالہ سے بارہ اخبارات منظر عام پر آئے۔ باقی شہروں سے جاری ہونے والے اخبارات کی تعداد کم رہی۔

ایس نٹراجن کے الفاظ میں :

لاہور میں اس دور کے اہم اردو جرائد یہ تھے

پنجابی اخبار، اخبار عام، آفتاب پنجاب، دہلی پنچ، اخبار
انجمن پنجاب رفیق ہند۔[۲۳]

لیکن مسٹر ایس نٹراجن بعض اہم اخبارات کو نظر انداز کر گئے ہیں۔ مثال کے طور پر انہوں نے پیسہ اخبار کا ذکر نہیں کیا جو اخبار عام سے زیادہ اہم تھا۔ ذیل میں اس دور کے ان اخبارات کے مختصر کوائف درج کیے جا رہے ہیں جو نسبتاً زیادہ اہم تھے اور جنہوں نے اپنے اپنے دائرہ کار میں کچھ کردار ادا کیا۔

Marfat.com

نسبتاً اہم اخبارات و جرائد ۱۸۵۸ء تا ۱۹۰۰ء

گنج شائگان :

یہ ماہنامہ ۱۸۶۰ء میں لاہور سے منشی ہرسکھ رائے نے جاری کیا۔ اس کے مدیر پنڈت سورج بھان اور منتظم مولوی فضل الدین تھے۔ اس رسالہ میں قانون کے بارے میں معلومات شائع ہوتی تھیں۔ اس کی ضخامت ۱۶ صفحات تھی۔ منشی ہرسکھ رائے، کوہ نور کے مالک تھے جو ایک عمومی اخبار تھا۔ رسالہ گنج شائگان میں صرف قانونی معلومات ہی درج کی جاتی تھیں

انجمن پنجاب کے رسائل :

۱۸۶۴ء میں ڈاکٹر لائیٹنر Leitner[1] کی سرپرستی میں انجمن اشاعت مطالب مفیدہ پنجاب قائم ہوئی جو بعد ازاں انجمن پنجاب کے نام سے مشہور ہوئی اس انجمن کے اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لیے ۱۸۶۵ء میں رسالہ انجمن اشاعت مطالب مفیدہ جاری ہوا۔ اس رسالے کی ادارت مولانا محمد حسین آزاد کے پاس تھی جو یونیورسٹی کالج کے شعبہ عربی سے منسلک تھے۔ اس رسالے میں انجمن کی مفصل کارروائی کے ساتھ ساتھ علمی و ادبی مضامین بھی شائع ہوتے تھے۔ کبھی کبھی انگریزی، ہندی اور گورمکھی میں بھی نوٹ مختصر

Marfat.com

جدید بنا تھا۔ ۱۸۷۱ء میں یہ رسالہ بند ہو گیا اور اس کی جگہ ہمائے پنجاب جاری ہوا۔ مگر جلد ہی اخبار "انجمن پنجاب" نے ہمائے پنجاب کی جگہ لے لی۔ اس اخبار کو حکومت کی سرپرستی حاصل تھی۔ اس کی ضخامت ۱۶ صفحات تھی۔ مدیر ماسٹر پیارے لال آشوب اور معاون محمد حسین آزاد تھے اس میں علمی مضامین، مراسلات، انگریزی اور عربی اخبارات کے تراجم غرض ہر نوع کی معلومات شائع ہوتی تھیں۔ اس کی اپنی زبان میں اس کا تعارف ملاحظہ ہو:

اس اخبار کا اجرا انجمن پنجاب کی طرف سے ہے۔ اس کا مقصد اصلی یہ ہے کہ ہمارے ہم وطن خیالات انگریزی اور منشائے سرکار اور سرگذشت زمانہ سے واقف ہوں اور سرکار کو دیسی لوگوں کے خیالات ظاہر ہوں تاکہ اس سے حاکم اور محکوم دونوں کو فائدہ پہنچے اور بہبودیٔ ملک ہو۔ اس میں اپنے اپنے موقع پر مضامین مفصلہ ذیل درج ہوتے ہیں

۱۔ آرٹیکل یعنی جو امور وقتاً فوقتاً غور طلب ہوں ان پر اپنی اور اہل ملک کی رائے۔

۲۔ ایضاً دیگر انگریزی اور دیسی اخباروں کی رائے۔

۳۔ مضامین علمی و بیان عیب و صواب کتب وغیرہ پر تصنیف شدہ۔

۴۔ حالات ۔۔۔ وغیرہ اور ذکر رسم و رواج مختلف اقوام یورپ ایشیا، افریقہ امریکہ کا جواب تک اس ملک کے لوگوں کو معلوم نہیں اور حال ان ممالک کی تاریخ قدیم کا۔

۵۔ خطوط اور خبریں۔

۶۔ خلاصہ قوانین و احکامات تبدیلی و تقرری وغیرہ عہدیداران و ملازمان سرکاری۔ اشتہارات مفید عام ۔۔۔ و صیغہ خاص۔

خبار انجمن پنجاب ہر جمعہ کو چھپتا تھا۔ صفحات سولہ تھے اور تقطیع $\frac{26 \times 18}{4}$ ہر صفحہ پر تین کالم ہوتے تھے۔

Marfat.com

اس رسالہ میں سائنس علم و ادب، معاشرہ، جغرافیہ، تاریخ، سیاست، طب، معیشت اور معلومات عامہ پر مضامین شائع ہوتے تھے خبریں زیادہ تر پائینیر انڈین پبلک اوپینین Pioneer Indian Public Opinion اور سول اینڈ ملٹری گزٹ سے لے جاتی تھیں استنبول کے عربی، فارسی اخبارات سے بھی بعض خبریں ترجمہ کی جاتی تھیں

اگست ۱۸۶۸ء تک رسالہ انجمن پنجاب میں انجمن کے جلسوں کی کارروائی برابر شائع ہوتی تھی۔ اور جو مضمون جلسہ میں سب سے زیادہ سراہا جاتا تھا اسے رسالے میں شائع کیا جاتا یہ مضمون عموماً علمی یا ادبی ہوتا تھا اور بیشتر مضامین مولانا محمد حسین آزاد ہی کے ہوتے تھے لیکن اگست ۱۸۶۸ء سے رسالے کا انداز بدل گیا۔ جلسے کی کارروائی کی بجائے علمی اور ادبی مضامین اس رسالے میں شائع کیے جانے لگے جس سے رسالے کا ادبی وقار بلند ہوگیا۔ نیچرل شاعری کا آغاز محمد حسین آزاد کے ان خیالات سے ہوا جن کا اظہار انہوں نے اپنے مختلف مضامین کیا۔ اور یہ مضامین رسالہ انجمن پنجاب میں شائع ہوئے۔ ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

> "شاعر کو چاہیے کہ طبیعت اس کی زیادہ تر قابل، صاحب قبولیت اور اثر پذیر ہو۔ جس حالت کو بیان کرے اس کا اثر پہلے اس کے دل پر چھا جائے مثل آب رواں کے جو رنگ اس میں پڑ جاتا ہے وہی اس کا رنگ ہو جاتا ہے اور جس چیز پر پڑے اسے ویسا ہی رنگ دیتا ہے۔ جب دوسروں کے دل کو نرم کرے گا اگر لوگوں کی طبیعت خوشی کی حالت میں لانی چاہے تو چاہیے کہ پہلے آپ مارے خوشی کے باغ باغ ہو جائے۔ تعجب کہنا ہے جب اس کے اپنے دل پر اثر نہیں تو دوسروں پر کیا ہو گا۔"

مختلف شاعروں پر مضامین بھی رسالہ انجمن پنجاب میں شائع ہوتے تھے [illegible] مقصد بھی اردو شاعری کی طرف توجہ دلانا تھا مثلاً شاہ حاتم [illegible]

Marfat.com

(رسالہ انجمن پنجاب شمارہ ستمبر ۱۸۶۷ء) شاہ ہدایت اللہ خان ہدایت ستمبر ۱۸۶۷ء وغیرہ شائع ہوئے۔

دہلی نے زمانے کے جو نشیب و فراز دیکھے انہوں نے زندگی کا سکون ختم کر دیا۔ انگریز باوجود کوشش کے اپنے پروگرام کو دہلی اور لکھنو میں اتنا جامع نہ بنا سکے البتہ پنجاب میں انگریز کو اپنے خاص انداز میں حکومت کرنے کا پورا موقع ملے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انگریز کا پروگرام سرزمین پنجاب کے لیے زیادہ سازگار ثابت ہوا۔ کیونکہ یہاں حالات اس قدر ناگفتہ بہ نہ تھے جس قدر دہلی میں تھے۔ چنانچہ ادبی اور علمی سرگرمیاں پنجاب میں نہ صرف بڑی تیزی سے بڑھیں بلکہ بہت حد تک کامیاب بھی رہیں۔ محمد حسین آزاد کا انداز تحریر ایک ادبی دور کے خاتمے اور دوسرے کے آغاز کی درمیانی کڑی ہے۔ اگرچہ محمد حسین آزاد کی صحافت اور سرسید احمد خان کی صحافتی زندگی جو تہذیب الاخلاق سے شروع ہوئی ہیں صرف دو سال کا فرق ہے لیکن دونوں کے درمیان سیاسی، سماجی اور ملکی حالات کی ایک وسیع خلیج حائل ہے۔ یہی وجہ تھی کہ محمد حسین آزاد کے قارئین کا حلقہ سرسید کے قارئین سے مختلف تھا۔ محمد حسین آزاد کے انداز تحریر کو جس میں مقصدیت کے ساتھ ساتھ ادبی زبان پر زور دیا گیا تھا۔ سرسید احمد خان سے مختلف تھا کیونکہ سرسید عوام کے لیے لکھ رہے تھے اور ان کا مقصد ادب پسندی کم اور مقصدیت کو آگے بڑھانا زیادہ تھا۔ لیکن لطف کی بات یہ ہے کہ جس پنجاب نے محمد حسین آزاد کی صحافت کو سراہا سرسید کی صحافت کو عوامی سطح پر مقبول کرانے میں بھی وہی پنجاب پیش پیش رہا۔ کیونکہ علمی فروغ کے لیے جس سازگار ماحول کی ضرورت تھی وہ پنجاب میں ہی میسر تھا۔ البتہ محمد حسین آزاد کے حلقہ قارئین میں ایک مخصوص طبقہ تھا۔ جو ادبی ذوق سے بہرہ ور تھا۔ یہی وجہ تھی کہ سرسید احمد خان کے مجلہ کے قارئین کا حلقہ وسیع تھا ان کے اثرات زندگی کے ہر مرحلے پر دور رس ثابت ہوئے کیونکہ محمد حسین آزاد نے اس مقصدیت کو محدود پیمانے پر اپنایا جبکہ سرسید احمد خان زندگی کے ہر شعبے پر چھا گئے۔ محمد حسین آزاد کا قلم وہ کچھ کر رہا تھا جو انگریز چاہتا تھا۔ مثلاً ایک مضمون "سوالنامہ ریلوے اور اس کے جوابات" ہے جو ڈپٹی کمشنر لاہور نے

Marfat.com

انتظام ریلوے اور اس کے بعض نقائص پر معلومات حاصل کرنے کے لیے لکھوایا۔ اور ممبران انجمن کی رائے طلب کی جس کا جواب محمد حسین آزاد نے اس طرح دیا کہ یہ انتظام بہتر ہونے میں آسانی رہے۔ چونکہ معلم تھے اور تعلیم سے ان کا براہ راست تعلق تھا۔ اس لیے تعلیم سے متعلق بھی ان کی رائے ملتی ہے:

"اس انجمن میں ایک دو کتابیں چھپ گئیں اور چند کتابوں کے مسودے تیار ہیں میری دانست میں اپنے حال میں ڈائریکٹر ان سررشتہ تعلیم کو واجب ہے کہ ان کتابوں کو نارمل سکول یا ضلع مدارس کی تعلیم میں داخل کر دیں کہ وہی لوگ پڑھ کر میر مدرس ہوتے ہیں یا نوکریاں پاتے ہیں۔ چند سال میں یہ علوم ہزاروں میں بلکہ لاکھوں آدمیوں میں پھیل جائیں گے اور جو روپے ان کتابوں میں پھنس کر شائقین اور اہل علم کے بند ہو گئے ہیں وہ بھی کھل جائیں اور آئندہ کے امورات مفیدہ کے لیے تیار و مستعد ہو جائیں گے۔" ۵

ملاقات ریورنڈ لانگ صاحب و رسالہ انجمن اکتوبر ۱۸۶۸ء میں مولانا محمد حسین آزاد نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے ان سے ان کی انگریز پسندی کی مثال ملتی ہے وہ انگریزوں کو ہندوستان کے لیے باعث رحمت سمجھتے تھے:

"آپ کی اس عنایت کا شکریہ بھی ہم واجب جانتے ہیں کہ آپ نے اس شہر لاہور میں آ کر ہم لوگوں سے شوق ملاقات ظاہر فرمایا۔ اے ہمارے دردمند دوست! ملک پنجاب پر دو سو برس سے ایسی جہالت کی گھٹا چھائی ہے کہ خاص خاص لوگوں کے سوا علم و تربیت بہت کم نظر آتی ہے۔ اس لحاظ سے یہاں کا حال دردناک نہایت قابل افسوس

Marfat.com

بلکہ لائق رحم ہے۔ لیکن پھر بھی ہزار ہزار شکر ہے کہ خداوند
عالم جلد ہی ہماری داد کو پہنچا۔ اور ہم کو ایک ایسی رحیم
اور تربیت یافتہ آپ کی ہم جنس قوم کے ساتھ دیا کہ اس کا
فیضان صحبت لوگوں کو اسی حالت میں نہ چھوڑے گا۔
اگرچہ بہ نسبت سابق کے اس مدت چند سال میں صدہا
درجہ کے فرق ہوئے۔ لیکن مدارج ترقی کو آپ زیادہ ترپاتے
اگر مانع خاص درمیان میں نہ ہوتا۔ وہ یہ ہے کہ رعایا ئے
ہندوستان نے قدیم سے بذات خود اپنی اصلاح نہیں کی
علم یا ہنر یا سود و بہبود یا دولت مندی یا جو کچھ ہوئے
راجگان یا شاہان وقت کے انعام و پرورش سے پاتے
رہے۔ آپ ہمت اور ترقی کا حوصلہ نہیں ہوا اور اصول
دولت انگلشیہ میں حکام کا کام نظم و نسق حکومت اور دولت
افزائی ملک کی مقدم رہی۔ رعایا کی ذاتی اور خاص ترقی
میں اسے خود بھی ہمت کرنی چاہیے۔ آپ کی محبت و الطاف
سے یقین ہے کہ آپ اس امر پر توجہ فرمائیں گے اور ارباب
تدبیر کو زیادہ توجہ دلائیں گے۔" ملا

ایک مضمون میں زبان اردو میں انگریزی الفاظ جن کا ترجمہ ممکن نہیں جوں کا توں ڈھالنے کی تجویز پیش کی گئی۔ کیونکہ اس زبان میں علمی تصانیف نہ ہونے کے برابر تھیں۔ اس لیے انگریزی الفاظ کا باتمام و کمال ترجمہ ممکن نہیں تھا۔ چنانچہ زبان کو وسعت دینے کے لیے ذخیرہ الفاظ کا وسیع ہونا ضروری ہے اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب دوسری زبان کے الفاظ کو اپنی زبان میں ڈھالا جائے۔ چنانچہ انگریزی کے ممکنہ الفاظ کو اردو میں ترجمہ کرنے کی تجویز پیش کی گئی۔ لیکن اس کے لیے ایک جامع پروگرام کا ہونا ضروری ہے تاکہ ایک لفظ کو ایک لفظ کے معنی میں لیا جائے۔ اور اس میں اختلاف نہ پیدا ہو۔ چنانچہ اس سلسلے

Marfat.com

ہیں مولانا لکھتے ہیں :

"بہت سی اصطلاحات و الفاظ کو ترجمہ کر کے جو لفظ مقرر کرنے ہوتے ہیں عند الصواب اہل رائے میں سے مختلف اشخاص نے مختلف الفاظ کے لیے رائے دی بلکہ میں نے اپنے ہی قرار دیے ہوئے لفظوں کو کئی کئی دفعہ تبدیل کیا۔ اگرچہ فرق باہمی بہت کم ہے مگر پھر بھی اختلاف ہے۔ اب خیال یہ ہے کہ اگر علم مذکورہ میں اور لوگوں نے بلاد مختلف میں کتابیں ترجمہ یا تالیف کیں تو اکثر الفاظ کے لیے اردو کے لفظوں میں اختلاف ہوگا اور اس صورت میں تصانیف علمی میں اختلاط اور تخالف عظیم واقع ہو جائے گا۔ لہٰذا مناسب ہے کہ فہرست اس قدم کے الفاظ اصطلاحی کی مثلاً علم طب کی جو کہ اب میں ترجمہ کرتا ہوں مرتب کی جائے اور علم کے ٹھکانے کے مکانوں میں مثل علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ و کلکتہ و ہوگلی و دہلی کالج و آگرہ کالج و جملہ ڈائریکٹر ہائی پریذیڈنسی ہائے ہندوستان میں لکھ کر بھیج دی جائے کہ یہاں کے علماء مترجمین اسے دیکھ کر اپنی اپنی رائے دیں اور جہاں جہاں کوئی بات قابل اصلاح دیکھیں بے تامل اصلاح فرما دیں۔"

محمد حسین آزاد ادیب اور شاعر کی شخصیت کا مجموعہ تھے۔ چنانچہ علم دوستی ان کا شعار تھا۔ علم کو آگے بڑھانے میں انہوں نے نمایاں خدمات سرانجام دیں اور علم کے ہر پہلو پر اظہار خیال کیا۔ عجائب خانہ لاہور سے لے کر معمولی درجہ تک کے عنوانات پر مضامین لکھے۔ جو رسالہ انجمن میں شائع ہوئے۔ ان مضامین کی علمی حیثیت کے ساتھ ساتھ ایک ادبی حیثیت بھی ہے جو محمد حسین آزاد کی شخصیت کا خاص حصہ ہے کیونکہ ان کا اپنا ایک خاص انداز ہے جو ہر جگہ نمایاں ہے۔

Marfat.com

اردو زبان محمد حسین آزاد تک ایک خاص موڑ اختیار کر چکی تھی ۔ آزاد نے اردو زبان کی نوک پلک سنوارنے میں اہم کردار ادا کیا ۔ اصطلاحات اور الفاظ کو نئے سانچے دیئے اور اس سے اردو ادب کا ایک انداز پیدا ہوا ۔ اردو میں نئی اصطلاحات اور الفاظ کے آنے سے وسعت پیدا ہوئی ۔ انگریزی الفاظ کو اردو میں منتقل کیا گیا ۔ اس سلسلے میں ان کے نادر خیالات رسالہ انجمن میں ملتے ہیں ۔

"اول اسماء آلات اور عناصر وغیرہ کو جو مفرد ہوں باستثناء ان کے مقابلے کے الفاظ کی زبان مروجہ ہندوستان میں موجود ہوں یا جن کے واسطے الفاظ عربی فارسی وغیرہ میں وضع ہو چکے ہوں ۔ بجنسہ ترجمہ میں رکھے جاویں ۔ مثلاً آکسیجن ، نائٹروجن وغیرہ بلا ترجمہ رکھے جائیں ، کیونکہ اگر ان کے واسطے الفاظ خواہ مخواہ گھڑے جاویں تو ان میں شک نہیں کہ سیاق عبارت سے ان کے مطلب کو پہنچا جاوے خواہ ان کے واسطے فرہنگ جدا لکھی جاوے اور یہ مطلب اس طور پر ان الفاظ کے بجنسہ رکھنے پر بھی حاصل ہو سکتا ہے اس کے علاوہ کیا وجہ ہے کہ اس زبان اردو کو جو غیر زبانوں سے مرکب ہے وسعت نہ دی جاوے حالانکہ اس زبان میں الفاظ زبان غیر کے بلا تکلف داخل ہو سکتے ہیں ۔ اس کا مضائقہ نہیں یاں بتلاش ایسے الفاظ مل سکیں جو کہ مختصر اور سریع الفہم ہوں ان کی جگہ استعمال کیے جائیں ۔"[۳۰]

برطانوی حکومت کی بدولت پنجاب نے جو ترقی کی محمد حسین آزاد نے اسے سراہا اور زندگی کے ہر پہلو کا جائزہ لیا ۔ خاتمہ سال ۱۸۶۷ء کے عنوان سے مضمون میں مولانا نے پنجاب کی ترقی کا جائزہ لیا ہے ۔ لکھتے ہیں :

Marfat.com

"الغرض نفس ندا چاہیے اس ترقی روزافزوں کی کچھ حد نہیں معلوم ہوتی اگر یہی حال رہا تو دیکھیے کہ چند روز میں کہاں سے کہاں تک نوبت پہنچ جائے گی۔ قابل لحاظ کے یہ بات ہے کہ ترقی نہ فقط علم کتابی میں ہے بلکہ ہمت، حوصلہ، اصلاح عادات و اطوار میں ہے اثر اس کا ظاہر ہے۔ اور امورات مذکورہ نہ فقط رعایا میں بلکہ حکام میں بھی مثل کشش آہن و آہن ربا برابر زیادہ ہوتے جاتے ہیں۔" [۸]

رسالہ انجمن میں صرف مقالات ہی نہیں وہ لیکچر بھی شائع ہوتے جو آزاد نے مختلف موقعوں پر دیے اور چونکہ ان کا اصل روپ استاد کا تھا اس لیے زیادہ لیکچر علوم کے مختلف پہلوؤں پر دیتے۔ ان حالات کا جائزہ بھی لیا جن میں مسلمانوں نے علم و ادب میں نام پیدا کیا تھا۔ سائنس کے مختلف پہلوؤں پر بھی لیکچر دیے گئے۔ جیسے مسائل فلسفہ و طبعی ماخوذ از رسالہ انجمن ۱۸۶۸ء (ماہ اپریل) وغیرہ۔ ۹ مئی ۱۸۶۸ء کو جو لیکچر انجمن کو دیا اسی ماہ کے رسالہ میں شائع ہوا۔ یہ مضمون سائنس سے تعلق رکھتا ہے اس سے ان کے انداز تحریر کا اندازہ ہوتا ہے۔ اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کس قسم کے عنوانات پر اظہار خیال کرتے تھے۔ "مادہ کی تعریف" "تعریف جذب یا جاذب" میں لکھتے ہیں:

"جو بخارات زمین سے اُٹھ کر اوپر ہوا میں ابر کی صورت چھائے ہوئے ہوتے ہیں درحقیقت یہ دھواں دھار رقیق رطوبت ہے اس کے ننھے ننھے ذرے مل کر پانی کی بوندیں بن جاتے ہیں۔ اور چونکہ وہاں خنکی زیادہ ہے تو جم کر بعض دفعہ اولے کی شکل بن زمین پر آتے ہیں۔ یہ بھی واضح ہو کہ اصلیت طبع جاذبہ کی ہر چیز میں میلان مرکز کا ہے۔ اس واسطے جو شے اس سے اثر پذیر

ہوتی ہے وہ مددر یعنی گردی ہوجاتی ہے۔ ۹۱

پنجاب کو انگریزی عہد حکومت میں علم سے جو تقویت ملی وہ برصغیر کی واحد مثال ہے۔ علوم وفنون کے لیے جس پرسکون ماحول کی ضرورت تھی وہ پنجاب میں کسی حد تک موجود تھا۔ انگریز چونکہ ایک جامع پروگرام لے کر برصغیر میں آیا تھا اس پروگرام کی تکمیل کا جتنا موقع اسے پنجاب میں ملا دہلی میں نہ مل سکا۔ چنانچہ ان کی علم دوستی کا اظہار محمد حسین آزاد نے کیا ہے اور اسے ان کا بہت بڑا کارنامہ قرار دیا ہے "سپاسنامہ الوداع" جو جے۔ ڈبلیو ڈاکٹر لائٹنر صاحب پریذیڈنٹ انجمن پنجاب کے لیے لکھا گیا۔ اس میں اس حقیقت کا اظہار کیا گیا ہے:

"لاہور میں قدم رکھتے ہی آپ نے ایک انجمن قائم کی کہ چند روز کے بعد میں صدر انجمن ہوگئی اور اس کی بدولت پنجاب کے ضلع ضلع بلکہ تحصیلوں میں اس کی ہم پہلو یا ماتحت بہت سی شاخیں قائم ہوگئیں۔ انجمن حقیقت میں اتفاق قومی کی بنیاد ہے بلکہ اسے ایک طلسم سمجھنا چاہیے کہ حاکم و محکوم جو مطلب چاہیں اس سے حاصل ہوسکتا ہے۔ ابتدا میں خود ایک چشمہ نظر آئی تھی مگر بہت سے دریا ہماری ترقی اور رفاہ کے اس سے نکل کر بہہ گئے کہ اگر ایک ایک مقدمہ کی تفصیل بیان کی جائے تو مقدمہ طویل ہوجاتا ہے۔ ہمارے علوم قدیم کیا عربی کیا سنسکرت چراغ سحری ہوگئے تھے۔ آپ نے کہ روشن ضمیر اسم بامسمی ہیں بجھے ہوئے چراغوں کو اس طرح روشن کیا ہے کہ چند روز میں سواد ہندوستان کو روشن کردیں گے کیونکہ اس کی الفت دیرینہ کی حرارت جیسے خاص وعام کے دل میں ایکسلینسی کی طرح دوڑ رہی ہے وابستہ ان حکام کے نزدیک بھی ثابت ہوگیا ہے کہ

Marfat.com

مملکت کی ترقی اور ہندوستان کی بہبودی اسی میں ہے۔
انتہائے مرتبہ ہے کہ یونیورسٹی پنجاب میں قائم ہوئی اور
رقم کثیر روپے کی بھی اس کے لیے جمع ہوگئی۔ علاوہ اس
سے عام کتب خانہ اور ہفتہ بیسیوں اخبار کا آنا۔ پنجاب
کے لوگوں کے لیے مطالعہ کتب کا شوق دلانا یگ پنجاب کا
جاری ہونا لیکچر عالمانہ ڈبیٹنگ کلب اور محفل شاعرانہ وغیرہ
بہت سے فیض جاری ہوئے " ۱۰

آفتاب پنجاب :

آفتاب پنجاب اخبار دیوان بوٹا سنگھ نے ۱۸۶۶ء میں لاہور سے سہ روزہ کی صورت میں جاری کیا
۱۸۸۳ء میں یہ ہفتے میں تین بار شائع ہونے لگا۔ ۱۸۹۱ء میں پھر سہ روزہ ہوگیا۔ ۱۸۹۹
میں ہفت روزہ میں تبدیل ہوگیا اور ۱۹۰۱ء میں بند ہوگیا۔ اس کے مالک دیوان بوٹا
سنگھ کوکا سکھ تھے جو پہلے مہارانی راجندہ کی ملازمت میں تھے اور اسی وجہ سے دیوان
کہلاتے تھے۔ واگورو سنگھ سبھا کے رکن تھے۔ ۱۸۷۲ء میں شیخ فقیر محمد آفتاب پنجاب
کے مدیر مقرر ہوئے وہ اس سے پہلے کوہ نور میں کام کر چکے تھے۔ ۱۸۸۰ء میں نبی بخش
مدیر بنے اور ۱۸۸۵ء میں حافظ عمر دراز ۱۸۹۳ء میں ادارت جے گوپال کو سونپی گئی۔
۱۸۹۹ء میں آیا سنگھ نے یہ ذمہ داری سنبھالی۔ ۱۹۰۱ء میں دیوان عطار سنگھ اس کے
مدیر بنے۔

یہ اخبار کسی بھی ریاست کے والی یا مہاراجہ سے امداد نہیں لیتا تھا اس میں مقامی
معاملات اور تعلیمی امور پر بحث کی جاتی تھی۔ اس میں انگریزی اخباروں سے ترجمہ شدہ
مواد اور دوسرے اردو اخبارات کے اقتباسات شائع ہوتے تھے۔ یہ ذبیحہ گاؤ کے
خلاف تھا۔ آخر میں خالص ہندو فرقہ پرست اخبار بن گیا تھا۔ یہ مطالبہ بھی کرتا تھا کہ
مقامی افراد کو ذمہ دارانہ مناصب پر فائز کیا جائے۔

Marfat.com

اتالیق پنجاب :

یکم جنوری ۱۸۷۰ء میں مسٹر ہالرائیڈ ناظم تعلیمات پنجاب نے اپنی زیر نگرانی یہ رسالہ شائع کیا۔ اس کا مقصد ہندوستانیوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنا تھا۔ اس میں تاریخ، جغرافیہ سائنس پر صحت مند مضامین شائع ہوتے تھے۔ گارسن دتاسی لکھتے ہیں :

"یہ ماہوار رسالہ منشی پیارے لال کی زیر ادارت شائع ہوتا ہے اس میں مفید مضامین شائع ہوتے ہیں۔ مسٹر ہالرائڈ یہ رسالہ مجھے بھیجتے ہیں اس کی ایک اشاعت میں حکومت انگلستان پر ایک مضمون ہے۔ انگلستان اور ہندوستان کے بادشاہوں کی ایک فہرست ہے جس میں ان کے عہد حکومت کا مقابلہ کیا گیا ہے اور ایک ۲۰ صفحے کا کنفوشس پر مضمون ہے۔ خصوصیت سے قابل ذکر ایک سلسلہ مضمون ہے جس میں قدیم اور جدید ہندوستان کی مشہور خواتین کے تذکرے ہیں۔"[۱۱]

اس مجلہ میں سرکاری مدرسوں کی رپورٹ شائع ہوتی تھی اور علمی تبصرے بھی کیے جاتے تھے۔ یہ رسالہ زیادہ دیر تک جاری نہ رہا۔ پانچ چھ سال بعد بند ہو گیا۔[۱۲] اس رسالہ میں تاریخی، تعلیمی اور معلوماتی مضامین درج ہوتے ہیں۔ مارچ ۱۸۷۰ء کے شمارہ میں ماسٹر پیارے لال کا ترجمہ انگلشیہ شروع ہوا جو قسط وار شائع ہوتا رہا۔

دہلی پنچ :

یہ ہفت روزہ ۱۸۸۰ء میں دہلی سے جاری ہوا لیکن جلد ہی لاہور منتقل ہو گیا اس کے مالک سید حسن علی تھے جو آخری مغل بادشاہ بہادر علی ظفر کے دربار سے وابستہ تھے آپ کچھ عرصہ کوہ نور کے مدیر بھی رہے۔ لاہور میں آپ نے منشی الہ دین کے تعاون

Marfat.com

سے دہلی پنچ کے اجراء کا اہتمام کیا۔ ۱۸۸۲ء میں یہ اخبار فضل دین نے خرید لیا۔ دہلی پنچ سرسید احمد خان کے مخالفین کا ترجمان تھا۔ انگریزوں کا شدید مخالف تھا اور نظم و نثر میں نکتہ چینی کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتا تھا۔ یہ مزاحیہ اخبار تھا اور تمام تحریر میں مزاحیہ اور طنزیہ انداز ہی ہوتا تھا۔ ۱۸۸۵ء میں اس کی اشاعت ۳۰۰ تھی۔

آفتاب ہند:

یہ ہفت روزہ شیخ برکت علی نے ۱۸۸۰ء میں جالندھر سے جاری کیا۔ آپ اس سے پہلے لاہور کے اخبار آفتاب پنجاب اور کپورتھلہ کے اخبار سبھا میں کام کر چکے تھے شیخ برکت علی ہی اخبار کے ایڈیٹر تھے۔ البتہ ۱۸۸۹ء میں سلطانی مدیر مقرر ہوئے یہ اخبار آفتاب ہند پریس جالندھر میں طبع ہوتا تھا۔ اخبار کو ریاست جموں و کشمیر اور ریاست پٹیالہ سے امداد ملتی تھی۔ ۱۸۸۰ء میں اس کی اشاعت ڈیڑھ سو۔ ۱۸۸۵ء میں دوسو۔ ۱۸۹۲ء میں ۲۲۵، اور ۱۹۰۳ء میں ۲۵۰ تھی۔

آئینہ اخلاق:

یہ ہفت روزہ ۱۸۸۴ء میں انارکلی بازار لاہور سے شائع ہوا۔ عبدالرحمٰن گھڑی ساز نے یہ اخبار محمد ابو عبد العزیز کے اشتراک سے جاری کیا تھا۔ یہ عمومی نوعیت کا اخبار تھا جس میں عمومی اور مقامی خبریں شائع ہوتی تھیں۔ اخبار کی کچھ کاپیاں رام پور، بھوپال بھی جاتی تھیں۔ کلکتہ اور بمبئی کے ترک قنصل خانوں میں بھی اخبار جاتا تھا۔

آئینہ ہند:

یہ ماہنامہ ۱۸۸۴ء میں لاہور سے جاری ہوا اس کے مالک و مدیر رنگی رام تھے لیکن اصل کرتا دھرتا رنگی رام کے باپ مایا داس تھے جو ماتحت عدالتوں میں مختار تھے۔ اس میں زراعت، صحت و صنعت و حرفت و صنعت و طب یونانی اور فلسفہ و منطق کے بارے میں مضامین

Marfat.com

شائع ہوتے تھے۔

رفیق ہند:

یہ ہفت روزہ مولوی محرم علی چشتی نے جنوری ۱۸۸۴ء میں لاہور سے جاری کیا۔ محرم علی چشتی کچھ عرصہ کوہ نور کے مدیر بھی رہے تھے۔ "دی پنجاب پریس ۱۸۸۰ء تا ۱۹۰۵ء" کے مطابق محرم علی کو محمد حیات جناب سی۔ ایس آئی ڈسٹرکٹ جج، راجہ جہاں داد خان قادر بخش اور سردار شیر علی خان ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کی حمایت حاصل تھی۔

رفیق ہند انتظامیہ کے ارکان پر کڑی تنقید کرتا تھا۔ ۱۸۸۴ء میں اس نے محکمہ جنگلات ہزارہ میں بدنظمی پر کئی مضامین شائع کیے اور ڈپٹی کمشنر جنگلات کرنل بیچلر پر الزامات عائد کیے اس طرح اس نے ڈپٹی کمشنر گورداسپور کرنل ہارکورٹ حکومت پنجاب کے میر منشی سوڈھی حکم اور مہاراجہ کشمیر کے بعض افسروں پر سخت تنقید کی۔ انڈین نیشنل کانگریس کی پالیسی کا حامی تھا۔ اس میں واقعاتی خبریں اور مضامین شائع ہوتے تھے۔

شفیق ہند:

یہ ہفت روزہ اخبار ۱۸۸۴ء میں لاہور سے منظر عام پر آیا۔ اس کے مالک و مدیر سیف الحق المعروف بہ ادیب دہلوی تھے جو مصطفیٰ اکرام علی ترک کے پوتے تھے۔ انہوں نے لاہور کے میر بخش کے تعاون سے اخبار جاری کیا۔ مسٹر سیف الحق پہلے کوہ نور اور انجمن پنجاب کے اخبارات میں بھی کام کر چکے تھے۔

شفیق ہند اور رفیق ہند ایک دوسرے کے شدید مخالف تھے۔ رفیق ہند میں جو خبریں شائع ہوتیں شفیق ہند ان کی تردید کرنے کی سعی کرتا۔ یورپی اور مقامی لوگوں میں تمیز روا رکھنے کے خلاف تھا۔ حکومت کے بعض اقدامات پر بھی تنقید کرتا تھا۔ خبریں عمومی نوعیت کی ہوتی تھیں۔ ابتدا میں اس کے دو ضمیمے نسیم صبح اور شام وصال بھی چھپتے تھے ۱۸۸۶ء میں یہ اخبار بند ہو گیا۔ بعد ازاں اسی نام کا ایک ماہنامہ امرتسر سے جاری ہوا۔ ۱۸۸۴ء اور

Marfat.com

۱۸۸۵ء میں اس کی اشاعت دو سو تھی۔

سراج الاخبار (جہلم)

یہ اخبار ۱۸۸۵ء میں جہلم سے جاری ہوا۔ اس کے مالک و مدیر مولوی فقیر محمد شیخ تھے جو کہ لاہور کے رہنے والے تھے اور دس سال آفتاب پنجاب کے مدیر کی حیثیت سے کام کر چکے تھے۔ انہیں اس کام میں ریلوے کے اسسٹنٹ سرجن فتح چند کی معاونت بھی حاصل تھی۔ اس میں عمومی نوعیت کی خبریں اور مضامین بھی شائع ہوتے تھے۔ انگریزی اخباروں کے بعض مندرجات ترجمہ کر کے شائع کیے جاتے تھے۔ دوسرے اخباروں کے اقتباسات بھی شائع ہوتے تھے۔ سرکاری رپورٹوں کے مطابق یہ معمولی اثر و رسوخ کا حامل اخبار تھا۔

شیخ چلی:

یہ ہفت روزہ اخبار ۱۸۸۵ء میں لاہور سے مان سنگھ نے جاری کیا۔ ۱۸۸۶ء میں یہ سیالکوٹ منتقل ہو گیا اور اسی سال بند ہو گیا اس کے مدیر غلام قادر کشمیری تھے جو پندرہ روپے ماہانہ تنخواہ لیتے تھے۔

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے یہ ایک مزاحیہ اخبار تھا لیکن کامیاب نہ ہو سکا اور ایک عام اخبار کی حیثیت سے کچھ عرصہ زندہ رہا۔

سیالکوٹ پیپر:

یہ ہفت روزہ ۱۸۹۹ء میں سیالکوٹ سے جاری ہوا۔ اس کے مالک اور مدیر ٹوڈر مل برہمن تھے۔ اس میں زیادہ تر اخلاقی و سماجی امور پر مضامین شائع ہوتے تھے حکومت کے ساتھ وفاداری کا اظہار کرنا تھا دوسرے اخباروں سے خبریں نقل کر کے شائع کی جاتی تھیں۔ مقامی میونسپل نظم و نسق میں بہت زیادہ دلچسپی لیتا تھا۔ سیالکوٹ کے عوام کے لیے چندہ کی شرح ۳ روپے سالانہ رؤسا کے لیے دس روپے سالانہ اور

Marfat.com

جاگیرداروں کے لیے ۵۰ روپے سالانہ تھی ۔

پاٹے خان :

سراج الاخبار جہلم کی ۳۔ دسمبر ۱۸۸۵ء کی اشاعت میں پاٹے خان کے بارے میں یہ اشتہار چھپا ہے :

"عام اخبارات میں پاٹے خان کا ظہور انیسویں صدی کا کوئی کم قابل یادگار واقعہ نہیں ۔ یہ پولٹیکل پہلوان جو ظرافت کا لنگوٹ باندھے مونچھوں کو تاؤ دیتا ہوا ملکی اکھاڑے میں پینترے بدلتا آ رہا ہے کسی خاص شخص کو اپنا مدمقابل نہیں بنانا چاہتا ۔ بلکہ ہند اور ہندوستانیوں کے مخالفوں سے قلمی دنگل جمانا اس کا خاص فرض ہوگا ۔ یہ اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر کھلے بندوں بے دھڑک ان ملعونوں کی گت بنائیگا جو اس کے پیارے وطن یا عزیز ہم وطنوں کی طرف ذرا سی نظر بد بھی کریں گے اور ملک کو دکھاوے گا کہ انگریزی ظرافت کے مذاق کو ایشیائی جامہ پہنا کر ہر دلعزیز بنا دینا کس کو کہتے ہیں اس کی نئی قسم کی ظرافت اور ٹھیک انگریزی طرز پنچ کا نمونہ بنا دینے کی نسبت ہم بڑے زور سے دعویٰ کرتے ہیں ۔ بشرطیکہ ہم کو اپنی نسبت مخالفوں سے اپنے منہ میاں مٹھو کی پھبتی سننے کا خوف نہ ہوتا اس لیے اس امر کا تصفیہ ہم اپنے مبصر قدردانوں پر چھوڑ دیں گے کہ اس پرچہ نے کہاں تک اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کی اور جدید ظرافت کا مذاق کہاں تک اپنے ملک میں پھیلایا ۔"

Marfat.com

پاٹے خان کا پہلا نمبر شروع جنوری ۱۸۸۶ء سے ہفتہ وار نکلے گا۔ ضخامت چھوٹی تقطیع کے ۸ صفحے کی ہوگی۔

خاکسار

مالک و مینجر اخبار پاٹے خان

لاہور متصل تکیہ سادھواں

چنانچہ یہ ہفت روزہ جنوری ۱۸۸۶ء میں لاہور سے جاری ہوا۔ اس کے مالک عبدالرحمٰن اور مدیر محرم علی چشتی تھے۔ ۱۸۸۹ء میں ادارت بھی عبدالرحمن ہی نے سنبھال لی۔ یہ ایک مذاحیہ اخبار تھا جس میں عمومی خبریں بھی شائع ہوتی تھیں۔

جعفر زٹلی:

۲۲۔جون ۱۸۸۵ء کے سراج الاخبار میں "جعفر زٹلی" کے بارے میں مندرجہ ذیل اشتہار چھپا ہے:

"اودھ پنچ نکلے، دہلی پنچ پیدا ہوئے۔ محشر بپا ہوا۔ قیامت کے آثار نمودار ہوئے۔ فتنہ خوابیدہ جاگا۔ پنجاب پنچ، کھٹر پنچ، پارسی پنچ وغیرہ ایرا غیرا۔ سانپ کے سنپولیوں کے موافق برساتی مینڈکوں کی طرح اُبل پڑے۔ ہنڈیا عدم سے نکل کر دو پیازہ لاہور نے جنم لیا پھر آپ جانتے ہیں کہ مولانا منشی عالم فاضل مسٹر پنڈت جعفر زٹلی صاحب بغیر اپنی زٹل لگائے کیوں چپ رہنے والے تھے آپ بھی یکم ماہ جولائی ۱۸۸۵ء سے اپنی بڑ لگانا شروع کر دیں گے اور چیدہ چیدہ مذاقانہ فقرے سنائیں گے کہ ہنستے ہنستے ہر کسی کے دل میں بل نہ پڑ جائیں تو ہمارا ذمہ۔ نذرانہ گویا کچھ بھی نہیں ایک روپیہ بارہ آنے سالانہ پیشگی مع محصول

Marfat.com

مالیہ کا حساب ندارد، بھئی ناظرینو ۔ نہیں بھی قسم ہے
جو آدھ آنہ بھیج کر ایک جھلک نہ دیکھو خدا کی قسم لٹو ہو
ہماؤ گے ۔ زیادہ طول، محض فضول۔"

المشتہر

غلام احمد برہان ایڈیٹر اخبار جعفر زٹلی

از جھجر ضلع رہتک

یہ مزاحیہ ہفت روزہ محمد بخش عرف مولانا ڈفل نے ۱۸۸۵ء میں لاہور سے جاری کیا ۔ سید نذیر حسین اور محمد حسین اس میں مضامین لکھا کرتے تھے ۔ محرم علی چشتی، مفتی حفظ الاسلام محمد بخش اور مولوی الہ دین مختلف اوقات میں اس کے مدیر رہے ۔ ۱۸۹۳ء میں یہ اخبار بند ہو گیا اور ۱۸۹۹ء میں دوبارہ شروع ہوا ۔ باقاعدگی سے شائع نہیں ہوتا تھا تمام تحریریں مزاحیہ اور طنزیہ ہوتی تھیں ۔

ملا دو پیازہ :

یہ ہفت روزہ احمد بخش نے ۱۸۸۵ء میں لاہور سے جاری کیا ۔ احمد بخش اور الہ دین دونوں کے نام بطور مدیر شائع ہوتے تھے ۔

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے یہ اخبار دربار اکبری کے مسخرہ ملا دو پیازہ کے نام سے معنون کیا گیا تھا ۔ اس میں سیاسی کارٹون اور مزاحیہ مضامین شائع ہوتے تھے ۔ ہر تحریر مزاحیہ ہوتی تھی ۔

اخبار ملکی شہدا ۔ یعنی پولیٹیکل سپاہی لاہور :

سراج الاخبار جہلم کی ۲۱ ۔ دسمبر ۱۸۸۵ء کی اشاعت میں درج ہے کہ اس نام کا ایک جدید اور دنیا کے چھوٹے بڑے اخبارات سے سستا اخبار شروع جنوری ۱۸۸۶ء سے پنجاب کے مشہور اور نامور دفتر اخبار دہلی پنچ لاہور سے شائع ہوگا ۔ جس کی قیمت

Marfat.com

عام و خاص مع محصول ایک روپیہ دس آنہ ہوگی ۔ اور بلا محصول بارہ آنے سال تمام ہوگی۔ اس اخبار کا اصول قومی خدمات کے سوائے اور کچھ نہیں ہوگا ۔ جو صاحب نمونہ کا پرچہ چاہیں وہ آدھ آنہ کا ٹکٹ ہمراہ درخواست بھیجیں ورنہ معاف ۔ ملکی شہدا اصل میں دہلی پنچ کا ضمیمہ تھا یہ مزاحیہ اخبار تھا جس میں سیاسی اور عمومی خبروں پر مزاحیہ انداز میں تبصرہ کیا جاتا تھا۔

وکیل :

یہ اخبار شیخ غلام محمد نے ۱۸۹۵ء میں امرتسر سے ہفت روزہ کی صورت میں جاری کیا ۔ اس کا سالانہ چندہ چھ روپیہ تھا ۔ بارہ صفحات پر مشتمل تھا ۔ ۱۹۰۲ء میں یہ سہ روزہ بن گیا ۔ اس کے پہلے مدیر مرزا حسرت تھے ۔ اس کے بعد مرزا جالب، مولوی انشاء اللہ خاں، مولوی عبداللہ عباس، مولانا ابوالکلام آزاد، مولوی محمد شجاع اللہ، حکیم فیروزالدین وغیرہ بھی اس کے ایڈیٹر رہے ۔ اس کے پانچ صفحات حالات و واقعات پر تبصرہ کے لیے وقف ہوتے تھے ۔ اس کے بعد تاریخی مضامین درج کیے جاتے تھے اسلامی ملکوں مصر، ترکی، ایران وغیرہ کی خبریں خصوصی اہتمام سے شائع کی جاتی تھیں ۔ تاریخ کی خبریں کے زیرِ عنوان یورپ کی خبریں دی جاتی تھیں ۔ "وکیل" کے ۲۵ مئی ۱۸۹۶ء کے شمارہ میں بدیشی مال کے بائیکاٹ پر زور دیا گیا ہے ۔ گویا بدیسی مال نہ لینے کی تحریک گاندھی جی کے میدانِ سیاست میں آنے سے پہلے ہی شروع ہو چکی تھی ۔ وکیل مسلمانوں کے حقوق کا ترجمان تھا ۔ اس میں نظمیں بھی شائع ہوتی تھیں ۔ زیادہ تر نظمیں فارسی میں ہوتی تھیں ۔ مولانا حسرت موہانی نے اپنے رسالہ اردوئے معلیٰ علیگڑھ کی مئی ۱۹۱۱ء کی اشاعت میں "وکیل" کا ذکر مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا ہے :

> "زبان کی صحت اور لٹریچر کی خوبی کے لحاظ سے زمیندار کی طرح وکیل بھی ایک خاص امتیازی حیثیت رکھتا ہے ۔ جس کے ایڈیٹوریل مضامین کی آزادی کا مقابلہ نسبتاً کوئی

Marfat.com

دوسرا اسلامی اخبار نہیں کر سکتا۔ مثلاً ۲۹۔ اپریل (۱۹۱۱ء)
کے پرچے میں مسلم یونیورسٹی اور عام رائے کے مطالبے پر ایک
قابل قدر مضمون نکلا جس کا مفہوم یہ ہے کہ قائم ہونے والی
مسلم یونیورسٹی کو بہر حیثیت حکومت کی ماتحتی سے آزاد رہنا
چاہیے اس کا چانسلر مسلمان ہو اور اس کی کمان مسلمانوں کے
ہاتھ میں رہے اور سب سے زیادہ یہ کہ اس کی تعلیمی زبان
اردو رکھی جائے۔"

انتخاب لاجواب :

یہ ہفت روزہ جریدہ منشی محبوب عالم نے ۱۸۹۵ء میں لاہور سے جاری کیا یہ اصل میں لندن کے جریدہ ٹٹ بٹس کی طرز پر شائع ہوتا تھا۔ اس میں لطائف، دلچسپ اقتباسات اور سائنسی معلومات شائع ہوتی تھیں۔ منشی محمد دین فوق نے "اخبار نویسوں کے حالات" میں انتخاب لاجواب کے بارے میں لکھا ہے کہ ایک ایسا عجیب و غریب رسالہ بنام انتخاب لاجواب جاری کیا جو نہ صرف ہندوستان بھر میں اپنی قسم کا واحد رسالہ ہی شمار ہوتا ہے بلکہ نہایت کامیابی سے چل رہا ہے۔ اس کی اشاعت دو ہزار کے قریب ہے۔

تہذیب نسواں :

یہ ہفتہ وار رسالہ شمس العلماء مولوی سید ممتاز علی نے یکم جولائی ۱۸۹۸ء کو لاہور سے جاری کیا۔ جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے یہ رسالہ خواتین کے لیے جاری کیا گیا تھا۔ اس نے نصف صدی تک خواتین کی تعلیم و ترقی کے لیے شاندار کام کیا۔ مولوی سید ممتاز علی نے ۱۹۰۹ء میں بچوں کے لیے ایک رسالہ پھول جاری کیا جو قیام پاکستان کے بعد تک شائع ہوتا رہا۔ آپ کے فرزند سید امتیاز علی تاج نے بھی ادب و صحافت کے میدان میں اہم خدمات سرانجام دیں۔ تہذیب نسواں کے مندرجات خواتین کے مسائل ان کی اصلاح اور ترقی سے متعلق ہوتے

Marfat.com

تھے۔ علاوہ ازیں رسالہ میں افسانے بھی شائع ہوتے تھے اور اہم قومی مسائل پر بھی رائے زنی کی جاتی تھی۔

مسافر:

یہ ماہنامہ رسالہ تھا جسے مہاشے وزیر چند نے اکتوبر ۱۸۹۹ء میں جالندھر سے جاری کیا یہ نوے صفحات پر مشتمل ہوتا تھا۔ سالانہ چندہ ۳ روپے تھا یہ آریہ سبھا پنجاب کا آرگن تھا۔ غیر ہندوؤں یعنی عیسائیوں اور بالخصوص مسلمانوں کے عقائد پر سخت نکتہ چینی کرتا تھا۔

Marfat.com

روزانہ صحافت

پنجاب میں باقاعدہ اور مقبول عام روزانہ صحافت کا بانی منشی محبوب عالم کا "پیسہ اخبار" تھا۔ لیکن اس کے اجرا سے پہلے اخبار عام روزانہ صحافت کی داغ بیل ڈال چکا تھا۔ اردو صحافت کو مقبول بنانے اور اخباروں کی خواندگی کو عوام الناس تک وسعت دینے میں بھی اخبار عام نے پہل کی تھی۔ ان دونوں اخباروں کے کردار کا مفصل جائزہ لینے سے پہلے ان مساعی کا ذکر ضروری ہے جو پنجاب میں روزانہ صحافت کے آغاز کے سلسلے میں کی گئیں۔

"صحافت پاکستان و ہند میں" کے مصنف نے پیسہ اخبار اور عام اخبار سے قبل کے جن روزناموں کا ذکر کیا ہے ان میں روزنامہ پنجاب، شفیق ہند کے ضمیمے "نسیم صبح" اور "شام وصال" اور رہبر ہند (جو ۱۸۸۵ء میں کچھ دیر کے لیے روزنامہ بنا) شامل ہیں۔ انہوں نے سیالکوٹ سے جاری ہونے والے وکٹوریہ پیپر کا ذکر نہیں کیا جو اپنے دائرہ میں ایک مقبول اور کامیاب روزنامہ تھا۔ انیسویں صدی میں پنجاب سے جو روزانہ اخبارات جاری ہوئے یا جو ہفت روزہ اور سہ روزہ اخبارات روزنامے بنے ذیل میں ان کا جائزہ ترتیب وار پیش کیا جا رہا ہے۔

Marfat.com

روزنامچہ پنجاب :

روزنامچہ پنجاب ، پہلا روزنامہ تھا جو پنجاب سے جاری ہوا۔ دی پریس ۱۸۸۰ء تا ۱۹۰۵ء میں اس کا نام روزانہ پنجاب لکھا گیا ہے یہ روزنامہ یکم جنوری ۱۸۷۴ء کو لاہور سے جاری ہوا۔ اس کے مالکان غلام علی اور نثار علی تھے نثار علی کا نام بطور مدیر کے شائع ہوتا تھا۔ ۱۸۸۹ء میں یہ اخبار بند ہوگیا[۱۳۱] یہ چار صفحات پر مشتمل ہوتا تھا اس میں عام نوعیت کی سیاسی و دیگر خبریں شائع ہوتی تھیں۔ زیادہ تر خبریں دوسرے اخباروں سے لی جاتی تھیں۔

وکٹوریہ پیپر :

یہ اخبار ۱۸۸۰ء میں سیالکوٹ سے سہ روزہ کی صورت میں جاری ہوا۔ اس کا اجرا منشی دیوان چند کے بیٹے گیان چند نے کیا تھا اور وہی اس کے مدیر تھے۔ ۱۸۸۱ء میں یہ اخبار ہفتہ میں چار بار شائع ہونے لگا اور ۱۸۸۲ء میں روزنامہ بن گیا۔ ۱۸۸۹ء میں کچھ دیر کے لیے ہفتہ وار کی صورت میں شائع ہوتا رہا مگر ۱۸۸۷ء میں دوبارہ روزنامہ بن گیا۔ ۱۹۰۲ء اور ۱۹۰۳ء کی سرکاری رپورٹوں میں اس کا ذکر ملتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ اخبار بیسویں صدی کے اوائل میں بھی موجود تھا۔

یہ ایک عامیانہ سا اخبار تھا جس میں عمومی نوعیت کی خبریں اور دوسرے اخباروں کے اقتباسات شائع ہوتے تھے۔ کشمیر کی حکومت کے بعض اقدامات پر نکتہ چینی کرتا تھا اور ریاست پٹیالہ کے وزیر اعظم خلیفہ محمد حسین کی تعریف میں رطب اللسان رہتا تھا لیکن اسی ریاست کی کونسل آف ایجنسی کے اقدامات کی مذمت کرتا تھا۔ حکومت کے ساتھ مکمل وفاداری کا اظہار کرتا تھا۔ حکومت عوام کی بہبود کے لیے جو اقدامات کرتی تھی ان کی بھرپور تائید کرتا تھا۔ ۱۸۹۱ء کی ایک رپورٹ کے مطابق

"اس میں زیادہ تر دوسرے اخباروں کے اقتباسات اور اخلاقی

Marfat.com

تعلیم اور دوسرے موضوعات پر مضامین شائع ہوتے
تھے۔" [۱۴]

مندرجہ بالا کوائف سے واضح ہے کہ وکٹوریہ پیپر اخبار عام اور پیسہ اخبار سے کمتر درجے کا اخبار تھا۔ لیکن سیالکوٹ سے شائع ہونے کے باعث مقامی حلقہ میں اثر رکھتا تھا۔ ۱۸۸۰ء میں اس کی اشاعت نوسو اور ۱۸۸۲ء میں گیارہ سو تھی۔ یہ اس کی سب سے زیادہ اشاعت تھی۔ ۱۸۸۳ء میں اشاعت کم ہوکر نوسو رہ گئی۔ ۹۳-۱۸۹۲ء میں چھ سو تک آگئی۔

نسیم صبح اور شام وصال:

یہ اصل میں ہفت روزہ شفیق ہند، لاہور کے ضمیمے تھے۔ شفیق ہند کا اجراء ہوا تو اس کے مالک و مدیر سیف الحق نے صبح اور شام کو اس کے ضمیمے شائع کرنے کا اہتمام کیا۔ صبح کا ضمیمہ "نسیم صبح" کہلاتا اور شام کا "شام وصال"۔ دونوں ضمیموں کا آغاز یکم اکتوبر ۱۸۸۴ء کو ہوا۔ ایک روایت کے مطابق یہ ضمیمے پانچ سو کی تعداد میں شائع ہوتے تھے۔ امداد صابری کی تحقیق کے مطابق نسیم صبح آٹھ چھوٹے صفحات اور شام وصال چار چھوٹے صفحات پر مشتمل ہوتا تھا لیکن ان کی اشاعت کا سلسلہ جلد ہی بند ہو گیا۔ ۱۸۸۶ء میں شفیق ہند کی بساط بھی لپیٹ گئی۔ اگرچہ بعض اور اخبارات کے ضمیمے بھی شائع ہوتے تھے لیکن ایک ہفت روزہ اخبار کے روزانہ ضمیموں کی اشاعت پنجاب کی اردو صحافت میں پہلا تجربہ تھا۔ اگرچہ یہ ضمیمے جلد ہی بند ہو گئے لیکن ان کی وجہ سے روزانہ صحافت کی ضرورت کا احساس عام ہوا اور بعد ازاں روزناموں کا اجراء ہونے لگا۔

رہبر ہند:

یہ اخبار سید نادر علی سیفی نے لاہور سے ۱۸۷۵ء میں ہفت روزہ کی شکل میں جاری کیا تھا۔ ۱۸۷۸ء میں کے پریس ایکٹ کے نفاذ کی وجہ سے یہ اخبار بند کر دیا گیا۔

Marfat.com

مگر ۱۸۷۹ء میں پھر شروع ہوگیا۔ ۱۸۸۱ء میں یہ سہ روزہ بن گیا۔ ۱۸۸۴ء میں ہفتہ میں تین بار چھپنے لگا۔ اور کچھ دنوں روزانہ بھی شائع ہوتا رہا۔ جلد ہی پھر سہ روزہ بن گیا۔ ۱۸۶۹ء میں ماہنامہ کے طور پر شائع ہونے لگا۔ ۱۸۸۵ء میں جب یہ روزنامہ بنا تو اس کی اشاعت ساڑھے پانچ سو تھی۔ بعدازاں اشاعت کم ہوتی گئی۔ ۱۸۹۹ء میں صرف ڈیڑھ سو رہ گئی۔ یہ اخبار حکومت کے اقدامات پر نکتہ چینی کرتا تھا۔ ریاست کشمیر کے نظم ونسق کی تعریف کرتا تھا اور راجہ سے سالانہ الاؤنس اور خلعت وصول کرتا تھا۔ انجمن پنجاب کے صدر ڈاکٹر لائٹنر پر کڑی تنقید کرتا تھا جتنے دن روزانہ اخبار کے طور پر شائع ہوتا رہا اس کی سابقہ پالیسی برقرار رہی۔ خبریں عمومی نوعیت کی ہوتی تھیں۔

کوہ نور:

۱۸۸۸ء میں کوہ نور بھی روزانہ ہوگیا۔ لیکن اس کا یہ سلسلہ تین ماہ سے زیادہ عرصہ جاری نہ رہ سکا۔ ان تین مہینوں میں کوہ نور ایک عام اخبار کی سطح سے بلند نہ ہوسکا۔ متذکرہ بالا روزانہ اخبارات کا اجراء یا بعض ہفت روزہ یا سہ روزہ اخبارات کو روزانہ بنانا اپنی جگہ پر ایک اہم تجربہ تھا۔ اس سے پہلے پنجاب میں روزانہ صحافت کے آغاز کی راہ ہموار ہوئی۔ لیکن اصل میں یہ اخبارات چھوٹے تجربات کی حیثیت رکھتے تھے۔ پنجاب میں روزانہ اور جدید صحافت کے بانی اور علمبردار اخبار عام اور پیسہ اخبار تھے۔

اخبار عام:

یہ اخبار مکند رام کشمیری نے یکم جنوری ۱۸۷۱ء کو لاہور سے ہفتہ وار کے طور پر جاری کیا۔ ۱۸۸۱ء میں یہ سہ روزہ ہوگیا اور ۱۸۸۷ء میں ہفتہ میں تین بار شائع ہونے لگا۔ ۱۸۹۱ء میں روزنامہ بن گیا۔ اس کے بانی پنڈت مکند رام ہندی کے عالم تھے اور وہ خود اپنے ہندی اخبار مترادلاس میں مضامین لکھا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں وہ ایک انگریزی ہفتہ وار پبلک جنرل بھی نکالتے رہے۔

Marfat.com

اخبار عام کے مدیر گوپی ناتھ اور گوبند سہائے تھے جو پنڈت مکند رام کے بیٹے تھے گوپی ناتھ انڈین نیشنل کانگرس کے سرگرم کارکن تھے۔ ۱۹۰۱ء میں اخبار عام میں سلسلہ مضامین چون چوں کا مربہ شائع کرنے پر تعزیرات ہند کی دفعہ ۲۹۲ کے تحت دونوں بھائیوں کو سزا ملی۔ گوپی ناتھ کو دو مقدمات میں ایک ایک ماہ کی قید محض اور گوبند سہائے کو دس دس دن قید محض کی سزا ملی۔

اخبار عام مہاراجہ کشمیر کا سرگرم حامی تھا۔ جو اخبارات و جرائد مہاراجہ کشمیر اور ریاستی امور پر نکتہ چینی کرتے تھے ان کے ساتھ نبرد آزما رہتا تھا۔ اس سے ہٹ کر انڈین نیشنل کانگرس کا ترجمان تھا۔ ذبیحہ گاؤ کے خلاف تھا۔ حکومت کے بعض اقدامات خارجہ پالیسی اور اندرونی نظم و نسق پر نکتہ چینی کرتا تھا۔ ایک موقعہ پر حکومت نے سکولوں کے لیے اس اخبار کی خریداری بند کردی تھی۔

۱۸۸۰ء میں یہ ہفت روزہ تھا تو اس کی اشاعت ۹۲۵ تھی ۱۸۸۱ء میں سہ روزہ بنا تو اشاعت ۱۷۰۰ ہوگئی اور اس میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا۔ آئندہ چند سالوں میں اس کی اشاعت کی تفصیل یہ ہے:

سال	اشاعت	سال	اشاعت
۱۸۸۲ء	۱۸۰۰	۱۸۸۹ء	۱۶۷۵
۱۸۸۴ء	۱۸۸۰	۱۸۹۱ء	۱۳۵۸
۱۸۸۵ء	۲۵۰۰	۱۸۹۲ء	۲۳۵۸
۱۸۸۶ء	۲۸۰۰	۱۹۰۱ء	۲۵۰۰
۱۸۸۷ء	۳۰۰۰	۱۹۰۵ء	۱۵۰۰ ۱۶

ان اعداد و شمار سے واضح ہے کہ اخبار عام کی اشاعت میں کمی بیشی ہوتی رہتی تھی۔ اس کی وجہ غالباً حالات و واقعات کا اتار چڑھاؤ تھی۔ ہنگامی حالات اور اہم واقعات

Marfat.com

رونما ہونے کے دوران اخبارات کی اشاعت بڑھ جاتی تھی۔

اس دور میں اخبارات و جرائد کی قیمتیں عام لوگوں کی دسترس سے باہر ہوتی تھیں۔ اخبار عام نے اردو صحافت میں یہ انقلاب پیدا کیا کہ قیمت کم کر کے عام لوگوں تک اخبار کی رسائی ممکن بنادی۔ ایس۔ ایم۔ فیروز کے الفاظ میں:

"کوہ نور کا سالانہ چندہ پندرہ روپے تھا لیکن اخبار عام کا سالانہ چندہ اڑھائی روپے مقرر کیا گیا" [۱۸۰]

بول چند کے بقول:

"اخبار عام کا اجرا پنجاب میں اردو صحافت کی تاریخ میں ایک اہم سنگ میل ہے ۔ ۔ ۔ اس اخبار میں بہت زیادہ خبریں چھپتی تھیں یہ نہ صرف ہندوستان کے بارے میں بلکہ بیرونی ملکوں کے متعلق بھی تازہ ترین خبریں شائع کرتا تھا" [۱۸۱]

اخبار عام پہلے صفحے پر نہایت اختصار کے ساتھ خبریں شائع کرتا تھا۔ یہ خبریں ایک ڈیڑھ یا دو سطر کی ہوتی تھیں۔ اس میں اداریے باقاعدگی سے نہیں چھپتے تھے۔ تاہم جب کوئی اہم خبر چھپتی تو اس پر خبر کے اختتام پر تبصرہ کر دیا جاتا۔ بعض اوقات صفحہ ۲ پر بعض موضوعات پر مختصر اداریے شائع ہوتے تھے۔

ایس۔ ایم۔ فیروز کے الفاظ میں:

"عام اخبار نے اپنی تمام تر خامیوں کے باوجود اردو صحافت کی ترقی میں اہم کردار ادا کیا۔ اردو صحافت گزشتہ دس سال سے نیم مردہ چلی آرہی تھی اخبار عام میں خبروں کی اشاعت کا انتظام اعلیٰ درجے کا تھا اور دوسرے اخبار اس کی خبریں نقل کرتے تھے۔ اس اخبار نے اپنی ایک اشاعت میں اس بات پر فخر کا اظہار کیا ہے کہ دی سول

Marfat.com

اینڈ ملٹری گزٹ نے "چاندنا لیٹر" اس کے صفحات سے نقل کیا ہے۔" ۱۹

پیسہ اخبار:

"پیسہ اخبار" نہ صرف پنجاب بلکہ شمال مغربی برصغیر میں جدید اور مقبول عام صحافت کا بانی تصور ہوتا ہے۔ یہ پہلا اخبار تھا جسے کاروباری بنیادوں پر چلایا گیا اور جو خبریت کے لحاظ سے واقعی اخبار تھا۔

مولوی محبوب عالم:

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے پیسہ اخبار کے مالک و مدیر مولوی محبوب عالم کے حالات زندگی کا سرسری جائزہ لیا جائے آپ ۱۸۶۲ء میں وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ کے ایک گاؤں بھروکی میں مولوی الہ دین صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔ پرائمری کا امتحان برج اٹاری متصل لاہور سے پاس کیا۔ آپ کے چچا ماسٹر محمد دین صاحب مالک ماہنامہ کلید امتحان مڈل و انٹرنس و ہیڈ ماسٹر قصور میں تھے وہاں جا کر آپ نے مڈل تک تعلیم حاصل کی اور میڈیکل کالج میں داخلہ لیا مگر والد کی وفات کے باعث کالج چھوڑ کر گھر کا کام کاج سنبھالنا پڑا پھر لاہور آکر پرائیویٹ طور پر منشی اور عالم منشی کا امتحان دیا۔ منشی کے امتحان میں صوبہ بھر میں اول رہے وظیفہ اور خلعت حاصل کی۔ چچا مولوی محمد دین نے اپنا رسالہ کلید امتحان مڈل و انٹرنس ان کے سپرد کر دیا۔ اس کے بعد آپ نے مطبع خادم التعلیم قائم کیا۔ دو سال بعد لاہور چھوڑ کر گوجرانوالہ چلے گئے۔ ۱۸۸۷ء میں فیروزوالا سے ہفت روزہ ہمت جاری کیا۔ چند دنوں بعد ایک اور ہفت روزہ سکول ماسٹر جاری کیا۔ ایک ہفت روزہ بھی نکالا۔ جلد ہی آپ نے ہفت روزہ ہمت کا نام بدل کر پیسہ اخبار رکھ دیا۔ ۲۰ اور اخبار و پریس گوجرانوالہ منتقل کر دیا۔ علاوہ ازیں آپ نے ایک ماہنامہ "زمیندار" بھی جاری کیا۔ ۱۸۸۹ء میں آپ پھر لاہور منتقل ہو گئے اور پیسہ اخبار دفتر بھی یہیں

Marfat.com

لے آئے۔ لاہور آکر خواتین کے لیے ایک رسالہ "شریف بی بی" جاری کیا۔ ۱۸۹۵ء میں لندن کے ٹٹ بٹس کے نمونہ پر ہفت روزہ انتخاب لاجواب جاری کیا۔ ۱۸۹۵ء ہی میں آپ نے ایک انگریزی اخبار دی سن جاری کیا جو دو سال بعد بند ہوگیا۔

روزانہ پیسہ اخبار:

۱۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو ہفت روزہ پیسہ اخبار کا روزانہ ایڈیشن شائع ہونے لگا لیکن ابتدا میں یہ ایڈیشن کامیاب نہ رہا۔ چنانچہ ۲ مئی ۱۸۹۹ء کو روزانہ ایڈیشن بند کر دیا گیا۔

۱۹۰۰ء میں آپ نے یورپ کا دورہ کیا اور وہاں کی تہذیب و معاشرت اور صحافت کا گہرا جائزہ لیا۔ دورہ یورپ کے دوران پیسہ اخبار کے لیے مضامین بھی چھپتے رہے۔ اٹلی، آسٹریا، جرمنی، بلجیم، فرانس، انگلستان اور روم کی سیاحت کر کے دسمبر ۱۹۰۰ء میں واپس آئے۔ اپنے دورہ کے تاثرات " تاثرات یورپ " کے نام سے کتابی صورت میں شائع کیے جس پر حکومت پنجاب نے چار سو روپے انعام دیا۔

۱۹۰۴ء میں پیسہ اخبار روزانہ کر دیا گیا اس کے بعد یہ کامیابی کی منزلیں طے کرنے لگا۔ "زمیندار" کے میدان میں آجانے سے پیسہ اخبار کی مقبولیت کم ہوتی گئی۔ پیسہ اخبار نے مطبع بھی قائم کر رکھا تھا جس میں سینکڑوں کتابیں طبع ہوئیں لاہور کی ایک گلی "پیسہ سٹریٹ" اس اخبار کے نام سے قائم ہوئی اور ایک ڈاک خانہ بھی اسی نام سے قائم ہوا ۱۹۱۴ء میں پیسہ اخبار کی عمارت میں آگ لگنے سے ۳ لاکھ روپے کا نقصان ہوا۔ اس کے باوجود پیسہ اخبار ایک دن کے لیے بھی بند نہ ہوا۔ لیکن "زمیندار" اور دوسرے اخبارات کی کامیابی اس کے زوال کا باعث بن گئی اور یہ ۱۹۲۴ء میں بند ہو گیا۔ مئی ۱۹۳۳ء میں مولوی محبوب عالم بھی خالق حقیقی سے جا ملے۔

خبروں کے ذرائع:

پیسہ اخبار مندرجہ ذیل ذرائع سے خبریں حاصل کرتا:

Marfat.com

۱۔ بیرونی ممالک سے آنے والے برقی تار۔
۲۔ اندرون ملک اور بیرون ملک اخبار کے اپنے نامہ نگار۔
۳۔ اردو، انگریزی، عربی، فارسی، ترکی اور دیگر زبانوں کے اخبارات۔
۴۔ حکومت کے جاری کردہ اعلانات اور نوٹیفکیشن۔ خبریں مندرجہ ذیل عنوانات کے تحت دی جاتیں۔

۱۔ تار برقی کی خبریں۔ روئے زمین کی خبریں۔ عربی اور فارسی اخبارات کا ترجمہ۔ ہر گوشہ کے حالات۔ خبروں کے اوپر بریکٹ میں تاریخ دی جاتی۔ ایک دن جو خبر دی جاتی۔ دوسرے دن اس کا Follow Up دیا جاتا خبریں عموماً مختصر ہوتیں۔ کبھی کبھار لمبی بھی شائع ہوتیں۔ علاقوں کے نام کی سرخی لگا کر اس علاقے کی خبریں دی جاتیں مثلاً پنجاب اور سرحد کی خبریں۔ دوسری زبانوں کے اخباروں کا ترجمہ کر کے خبر کے آخر میں اس اخبار کا نام دیا جاتا۔ کبھی ایڈیٹر کسی خبر کے نیچے ایک مختصر سی تصحیح درج کر دیتا۔ مثلاً ۹ مارچ ۱۹۰۹ء کے شمارے میں بمبئی کے نامہ نگار نے لکھا کہ وہاں سے یہ افواہ اڑی ہے کہ پنجاب میں پنجابی زبان کو رواج دینے کا حکم صادر ہو گیا ہے اس خبر کے نیچے ایڈیٹر نے لکھا "یہ افواہ غلط ہے"۔ ایڈیٹر۔

اگرچہ اخبار میں تمام قوموں کی خبریں دی جاتی تھیں لیکن مسلمانوں کی خبریں زیادہ ہوتیں ترجمے کا معیار بلند نہیں تھا۔ انگریزی الفاظ بھی کثرت سے استعمال کیے جاتے بعض خبروں کا انداز تحریر قصے کہانیوں سے ملتا جلتا تھا۔ شروع میں غیر ملکی خبریں ہی پہلے صفحہ پر دی جاتیں لیکن بعد میں ملکی خبریں بھی دی جانے لگیں۔ اور خبر کے آخر میں خبر کے حصول کا ذریعہ بتایا جاتا۔ خبروں کی اہمیت کے مطابق جگہ نہیں دی جاتی تھی۔ کیونکہ ابھی میک اپ کی پرانی تکنیک استعمال ہو رہی تھی۔ پہلی نظر میں قاری کو یہ اندازہ کرنا مشکل تھا کہ آج کی اہم خبر کہاں ہے۔ اخبار کے آخری زمانہ میں خبروں کو پیش کرنے کے انداز میں تبدیلی آئی اور اہم خبروں پر سرخیاں بھی بڑی دی جانے لگیں۔ کبھی کوئی اہم خبر باکس میں دی جاتی۔

Marfat.com

اداراتی صفحہ :

اخبار کا دوسرا صفحہ اداراتی صفحہ ہوتا ۔ ایک لیڈر اور تین سے سات تک اداراتی نوٹ ہر شمارے میں دیے جاتے ۔ موضوعات زیادہ تر سیاسی ہوتے ۔ اداریوں کا انداز خبر جیسا ہوتا ۔ ساری خبر دے کر مختصر الفاظ میں تبصرہ کر دیا جاتا اور کبھی سیاسی مسائل کی تشریح اور وضاحت مسلمانوں یا ہندوستان پر اس کے اثرات بیان کیے جاتے ۔ اداریوں میں سب سے بڑی خامی طوالت تھی ۔ اداریے قسطوں میں دیے جاتے اور بعض اوقات قسطوں کی تعداد بارہ تک پہنچ جاتی ۔ ایک موضوع پر بار بار اداریے چھپتے ۔ بعض اوقات عجیب موضوعات پر اداریے لکھے جاتے ۔ مثلاً ۲۶ جنوری ۱۹۰۹ء کے شمارے میں وائسرائے کی بیٹی کی شادی کا حال بیان کیا گیا ہے ۔ اس میں دلہن کی تعریف اور حاضرین کے لباس کی خصوصیات بیان کی گئیں ۔ کبھی مسائل پر صرف دوسرے لوگوں کی آرا بیان کی جاتیں ۔ اپنی طرف سے کوئی لفظ نہ لکھا جاتا ۔

سیاسی شاعری کا آغاز پیسہ اخبار سے ہوا ۔ اخبار میں مختلف سیاسی موضوعات پر مشہور شاعروں کا کلام شائع ہوتا ۔ اور یہ سیاسی نظمیں بہت شہرت پاتیں ۔ اکبر الہ آبادی کی رباعیاں بھی صفحہ اول پر شائع کی جاتیں ۔ نظموں میں زیادہ تر مزاحیہ انداز اختیار کیا جاتا ۔ اس کے علاوہ کارٹون بھی پہلے صفحہ پر دیے جاتے ۔ حکومت کے خلاف کارٹون کم ہی چھپتے ۔ البتہ ہندوؤں کے خلاف بے شمار کارٹون شائع ہوتے رہتے ۔

پیسہ اخبار برصغیر کا پہلا اردو اخبار تھا جسے تجارتی بنیادوں پر چلایا گیا ۔ چنانچہ اس میں اشتہارات خاص تعداد میں شائع ہوتے صفحہ اول پر اخبار کے نام کے دائیں اور بائیں اشتہار ہوتے ۔ سرکاری اشتہارات کثیر تعداد میں دیے جاتے ۔

پیسہ اخبار میں مشتہرین کے لیے کبھی کوئی اطلاع یا اشتہارات کے نرخ نامے شائع نہیں ہوئے ۔ جس سے اشتہارات کے ذرائع سے اسے حاصل ہونے والی آمدنی کا اندازہ ہو سکے ۔ تاہم یہ بات واضح ہے کہ پیسہ اخبار کی قیمت کم ہونے کی وجہ سے اور

Marfat.com

اشتہارات کافی تعداد میں ملنے کی بناء پر اس کی آمدنی کافی تھی۔

سرخیاں عام طور پر ایک دو الفاظ پر مشتمل ہوتیں اور عام طور پر ایک کالمی سرخی ہوتی۔ جولائی ۱۹۱۹ء میں خبروں پر موٹے قلم سے سرخیاں دینے کا آغاز کیا گیا۔ ۱۳ مارچ ۱۹۱۹ء کے شمارے میں پہلی بار چار کالمی شہ سرخی دی گئی۔ بعض اوقات ایک خبر کی آٹھ آٹھ سرخیاں دی جاتیں اور پوری خبر سرخیوں میں بیان کر دی جاتی۔

پیسہ اخبار نے اپنے دور کی صحافت کے کئی پہلوؤں میں جدت پیدا کی لیکن اس کی سرخیوں میں کوئی نیا پن نظر نہیں آتا۔ نہ تو سرخیوں میں خبر کی اہمیت واضح ہوتی اور نہ اس کے الفاظ جچے تلے ہوتے۔

پیسہ اخبار کے ایک صفحے میں پہلے تین کالم ہوتے تھے لیکن پھر چار ہو گئے۔ اس کا لے آوٹ سرخیوں کو مناسب طریقے سے نمایاں یا غیر نمایاں کرنے کے لیے غیر موزوں تھا۔ زیادہ تر سرخیاں ایک کالم کی، بہت کم دو یا تین کالم کی ہوتیں۔

اخبار لیتھو پر چھپتا تھا۔ شروع میں اس کی چھپائی اور کتابت بہت معمولی تھی۔ بعد میں اس کی اشاعت بڑھی اور اس کے ہم عصروں نے بھی چھپائی اور پر توجہ کی تو پیسہ اخبار نے بھی اپنا معیار کچھ بلند کیا۔

۹۴-۱۸۹۳ء میں ہفت روزہ پیسہ اخبار کی اشاعت ۱۵۰۰ تھی۔ ۱۸۹۷ء میں اشاعت بڑھ کر ۱۱۰۰۰ تک پہنچ گئی اور روزنامہ پیسہ اخبار کی اشاعت ۱۰۰۰ تھی۔ ۱۹۱۵ء میں ہفت روزہ کی اشاعت میں کمی واقع ہو گئی۔ لیکن روزنامہ کی اشاعت ۱۷۵۰ ہو گئی۔ ۱۹۱۷ء میں روزنامہ کی اشاعت میں کمی واقع ہوئی اور اشاعت ۱۱۹۹ رہ گئی۔ کیونکہ لوگ "زمیندار" کی تحریروں کے عادی ہو چکے تھے۔ "زمیندار" میں مزاحیہ کالم بھی چھپنے لگے تھے۔ جبکہ پیسہ اخبار نے اپنی سنجیدگی اور میانہ روی کو قائم رکھا اور اس کی اشاعت کم ہوتی گئی۔ آخری سالوں میں پیسہ اخبار کی اشاعت میں کچھ اضافہ تصویریں دینے کی وجہ سے ہوا۔ ۳۰ ستمبر ۱۹۲۲ء کے شمارے سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی کبھی اخبار لاہور میں ۷۰۰ اور کبھی ۹۰۰ بھی فروخت ہوتا تھا اور دوسرے شہروں میں

Marfat.com

بھی اس کی ایجنسیاں قائم ہو رہی تھیں۔

اردو صحافت کے لیے پیسہ اخبار کی سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ اس نے صحافت کو کاروباری رنگ دیا۔ زیادہ سے زیادہ اشتہارات شائع کیے اور اخبار کی کی بجائے اشتہارات سے آمدنی حاصل کرنے کا تصور دیا۔ ایک پیسہ قیمت ہونے کی وجہ سے لوگوں میں اخبار بینی کا شوق پیدا کرنے کے سلسلے میں بھی پیسہ اخبار کی خدمات قابل قدر ہیں۔

اس زمانے میں اخبار کے ایڈیٹر کی شخصیت کا کسی اخبار کے مقبول یا غیر مقبول ہونے سے بڑا گہرا تعلق ہوتا تھا۔ کیونکہ وہ شخصی صحافت کا دور تھا۔ یعنی اخبارات کے ایڈیٹر ملکی سیاست پر بھی اثر انداز ہوتے تھے۔ پیسہ اخبار کے ایڈیٹر مولوی محبوب عالم نے بھی ملکی سیاست میں سرگرم حصہ لیا۔ یہ ان چند مسلمانوں میں تھے جو نیشنل کانگرس کی ابتدا رسے ہی اس میں شامل رہے تھے۔ کانگرس کے اکثر سالانہ جلسوں میں شرکت کرتے اور پیسہ اخبار میں کانگرس کے موقف کی بھرپور حمایت کرتے لیکن بعد میں آپ نے کانگرس سے علیحدگی اختیار کرلی لیکن آپ نے کبھی اپنے اخبار کو اپنی ذاتی شہرت کا ذریعہ نہیں بنایا۔

پالیسی:

اخبار کی سب سے بڑی خوبی اس کی غیر جانبداری تھی اور آزادی رائے کی حمایت تھی۔ اخبار میں کسی متنازعہ مسئلہ پر ہمیشہ دونوں نقطہ ہائے نظر کے لوگوں کو خیالات کے اظہار کا موقع دیا جاتا۔

پہلی جنگ عظیم تک پیسہ اخبار کے تعلقات حکومت سے بہت خوش گوار تھے۔ لیکن ترکی کی جنگ کی وجہ سے اخبار نے کھل کر انگریز حکومت کی مخالفت کی پیسہ اخبار کے آغاز تک ہندوستان آئینی اصلاحات کی طرف گامزن تھا مسلمانوں میں یہ شعور پیدا ہو رہا تھا کہ وہ سیاست سے الگ نہیں رہ سکتے۔ انڈین نیشنل

Marfat.com

کانگرس کی بنیاد پڑ چکی تھی۔ وہ مسلمانوں کی علیحدہ حیثیت تسلیم کرنے سے گریزاں تھی۔
پیسہ اخبار برصغیر کی سیاست میں مسلم توقیت کا علمبردار، ہندو مسلم کش مکش کا آئینہ دار تھا۔ حکومت کو ناراض کیے بغیر، اگرچہ اس اخبار پر محتاط ہونے کا الزام لگایا جاتا تھا لیکن اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس نے مسلمانوں کے نقطۂ نظر کو حکومت کے سامنے وضاحت سے پیش کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی پیسہ اخبار سیاست میں انتہا پسند نہیں تھا۔ اس میں ہندو، سکھ، عیسائی غرض ہر مذہب اور سیاسی جماعت کی خبریں اور مضامین چھپتے تھے لیکن اس نے مسلمانوں کے مفادات کی حفاظت میں ہندوؤں پر تنقید کرنے سے کبھی تامل نہیں کیا۔
پیسہ اخبار کا خیال تھا کہ اس وقت مسلمان تعلیمی، سیاسی اور تجارتی لحاظ سے ہندوؤں سے بہت پیچھے ہیں لہٰذا جب تک ان کی حالت بہتر نہ ہو جائے اور وہ ہندوؤں کے مقابلے کے قابل نہ ہو جائیں؟ اس وقت تک انگریزی حکومت کا ملک میں رہنا بہت ضروری ہے۔ لہٰذا اخبار انگریزی حکومت کے لیے وفاداری کے جذبات مسلمانوں میں پیدا کرنے کے لیے مسلسل کوشش کرتا رہا۔ سرسید کی طرح پیسہ اخبار مسلمانوں کے لیے تعلیم کی اہمیت سے پوری طرح واقف تھا اور مسلمانوں میں تعلیم کی خواہش پیدا کرنے کے لیے کبھی ہندوؤں سے ان کا موازنہ کرتا اور کبھی سرکاری خطابات اور نوکریوں میں ان کی کمی کو زیر بحث لاتا۔ اخبار چاہتا تھا کہ مسلمانوں کے لیے زیادہ سے زیادہ سکول اور کالج کھولے جائیں چنانچہ جب محمڈن یونیورسٹی کی تحریک چلی تو اس کے لیے چندے کی اپیلیں، اداریے اور لیڈروں کے بیانات اور مضامین بڑے اہتمام سے شائع کیے گئے۔
پیسہ اخبار کی زبردست خواہش تھی کہ ترکی کسی جنگ میں شریک نہ ہو کیونکہ اس سے ہندوستانی مسلمانوں کے لیے نہایت مشکل پیدا ہو جاتی۔ ایک طرف تو اخبار حکومت برطانیہ کی حمایت پر مجبور تھا اور دوسری طرف خلافت ترکی کے ساتھ اس کی مذہبی ہمدردیاں وابستہ تھیں۔ اس موقع پر اخبار نے حکومت کا ساتھ دیا اور لوگوں سے کہا کہ ان کا پہلا فرض

Marfat.com

حکومت کی وفاداری ہے۔ اپنی حکومت کا پورا ساتھ دینا چاہیے کیونکہ یہ کوئی مذہبی جنگ نہیں۔ ۳۰ اگست ۱۹۱۴ء کے شمارے میں لکھا کہ اگر فرانس الجیریا کے عربوں کو جنگ میں لا سکتا ہے تو ہندوستانی اقوام کیوں لڑائی میں شریک نہ ہوں۔

پیسہ اخبار مسلمانوں کی ہر اس تحریک سے علیحدہ رہنا چاہتا تھا جس کا مقصد انگریزوں سے آزادی حاصل کرنا تھا کیونکہ اس سے مسلمان ہندوؤں کے دست نگر ہو کر رہ جاتے پیسہ اخبار نے ہوم رول تحریک کی حمایت کرنے والوں پر سخت تنقید کی اور کہا کہ وہ اصل میں عہدے حاصل کرنے کے متمنی ہیں۔ ۲۰ جولائی ۱۹۱۷ء کو بمبئی کے جلسے میں مدراسی نظر بندوں کے خلاف کی جانے والی تقاریر کو خلاف اسلام قرار دیتے ہوئے لکھا کہ اسلام نے حکام سے برتاؤ کا یہ طریقہ نہیں بتایا اور ایسی تقاریر کسی صورت میں واجب نہیں۔ مسلم لیگ کی ہوم رول تحریک میں شمولیت پر سر محمد شفیع نے لیگ سے استعفیٰ دے دیا۔ پیسہ اخبار نے ... کہ سب ممبروں کو لیگ سے علیحدہ ہو جانا چاہیے۔ اس دور میں مسلم لیگ کی ہر معاملے میں مخالفت پیسہ اخبار کا مشن بن گیا تھا اور اس نے عام مسلمانوں کو لیگ کے خلاف بھڑکانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ خلافت تحریک کے بارے میں پیسہ اخبار نے برصغیر کے مسلمانوں کے جذبات کی ترجمانی کی۔

جب ۱۹۱۹ء میں ترکی کے بارے میں خفیہ معاہدہ منظر عام پر آیا تو پیسہ اخبار دیگر اسلامی ممالک کی طرح تلملا اٹھا اور اسے مکاری اور عیاری قرار دیا۔ ۱۲ مئی ۱۹۲۰ء کے ایک اداریے سے معلوم ہوتا ہے کہ پیسہ اخبار کو انگریزوں کی وعدہ خلافیوں سے کس قدر دھچکا لگا تھا۔ اور کس طرح یہ یورپ کی عام سیاست اور ہر چیز کے خلاف ہو گیا۔

پیسہ اخبار کا رویہ حکومت کے متعلق اتنا بدل گیا کہ اب وہ سیلف گورنمنٹ کا بھی حامی ہو گیا۔ ۱۹۲۰ء میں اخبار نے حکومت کی ہر بات میں حمایت کی پالیسی ترک کر دی اور اس کے ظالمانہ اور آمرانہ رویہ کے خلاف احتجاج و تنقید کرتا رہا۔ جلیانوالہ باغ کے سانحہ کے سلسلہ میں اخبار نے حکومت پر شدید نکتہ چینی کی۔

Marfat.com

پیسہ اخبار سیاست میں تشدد و تخریب کاری اور لاقانونیت کا قطعاً حامی نہیں تھا۔ اور کبھی ایسی حرکتوں کی حمایت نہ کرتا جو تخریب کاری پر مبنی ہوتیں۔ اخبار کا خیال تھا کہ آئینی طریقے سے کونسلوں کے اندر رہ کر جدوجہد کی جائے۔

پیسہ اخبار کے تمام مندرجات سے مجموعی طور پر ہمیں یہ تاثر ملتا ہے کہ شروع میں اسے برصغیر میں انگریزی حکومت کی موجودگی میں ہندوستان کے غلام ہونے کا احساس نہ تھا۔ اخبار یہ سمجھتا تھا کہ اگر موجودہ صورت میں انگریز نہ رہے تو ہندو مسلمانوں کو اپنی تہذیب میں جذب کر لیں گے۔ اور مسلمانوں کی انفرادیت ختم ہو جائے گی۔ ہندوؤں کا تعصب اور مسلم دشمنی ایک مستقل عذاب بن جائے گی۔ پیسہ اخبار کی تحریروں سے اس کے اس احساس کا پتہ بھی چلتا ہے کہ وہ مسلمانوں کے لیے انگریزوں کو ہندوؤں سے بہتر سمجھتا تھا۔ جداگانہ انتخابات کا حامی ہونے کے باوجود اس کے ایڈیٹر کے ذہن میں مسلمانوں کے لیے ایک علیحدہ مملکت کا تصور نہیں تھا۔ اسے شدید احساس تھا کہ اگر انگریز برصغیر سے چلے گئے تو مسلمان کلی طور پر ہندوؤں کے رحم و کرم پر ہوں گے۔ یہاں پیسہ اخبار کی فکر سرسید احمد خان سے بہت قریب نظر آتی ہے۔ جس کے مطابق وہ انگریزوں کی سرپرستی میں ہی آزادی سے قبل مسلمانوں میں تعلیمی، اقتصادی، مذہبی اور سماجی انقلاب برپا کرنا چاہتے تھے۔ ابتدا میں اخبار کی تحریک آزادی انگریزوں کے تسلط سے آزادی کی بجائے برصغیر کی معیشت اور کلیدی عہدوں پر ہندوؤں کے تسلط سے آزادی کی تحریک تھی۔ لیکن بعد میں انگریزوں کی مسلمانوں کے ساتھ وعدہ خلافیوں نے اخبار کو بددل کر دیا۔ اور یہ بھی کامل سیلف گورنمنٹ کا حامی بن گیا۔

پیسہ اخبار نے بین الاقوامی سیاسی مسائل میں گہری دلچسپی لی اور اس سے متعلق قارئین کو ضروری حقائق کے علاوہ اپنے نقطۂ نظر سے بھی آگاہ کیا۔ عالمی سیاست خاص طور پر مسلمان ممالک کے دوسرے ممالک سے تعلقات اور کشیدگی پر اخبار میں بے شمار اداریے، مضامین، فیچر اور کارٹون وغیرہ شائع کیے جاتے۔ خلافت عثمانیہ سے برصغیر کے مسلمانوں کو گہری عقیدت تھی اور وہ اسے دنیا میں مسلمانوں کی سربلندی کی علامت سمجھتے تھے۔ پیسہ اخبار کو بھی

Marfat.com

سلطنت ترکیہ سے خاص ہمدردی تھی۔ چنانچہ ترکی کے یورپی ممالک کے ساتھ جھگڑوں اور اندرونی مشکلات پر پیسہ اخبار کا ردعمل ایک ہمدرد مسلمان جیسا تھا۔ دوسرے بین الاقوامی مسائل میں اخبار کی پالیسی برطانیہ کی پالیسی سے مختلف نہیں تھی۔ البتہ جہاں انگریزوں اور مسلمانان عالم کے مفادات ٹکراتے اخبار مسلمانوں کی حمایت کرتا اور حکومت کا ہمدرد بن کر اسے مسلمانوں کے حق میں مشورے دیتا۔ بیسویں صدی کا آغاز مسلمانوں کے لیے بڑی مصیبتیں لے کر آیا۔ اندرونی انتشار اور بیرونی معاملات میں پیسہ اخبار سلطنت عثمانیہ کے موقف کی حمایت کرتا رہا۔

پیسہ اخبار اقوام عالم کے جائز حقوق کا حامی تھا۔ چنانچہ جب ۱۹۱۹ میں آئرلینڈ کے مسئلے نے سنگین صورت اختیار کر لی تو پیسہ اخبار نے آئرلینڈ کی خود مختاری کی حمایت کی اور ساتھ ہی واضح کر دیا کہ جب تک آئرلینڈ والے خود کوشش نہیں کریں گے انہیں خود اختیاری حاصل نہیں ہو گی۔

پیسہ اخبار کی ترقی میں اس کی پالیسی کا بھی بڑا دخل ہے اخبار حکومت وقت کا سچا خیر خواہ ہمدرد اور وفادار تھا۔ کبھی کوئی ایسی بات نہ لکھتا جو حکومت کی پالیسی سے متصادم ہو یا اسے ناگوار گزرے۔ لیکن اس نے مسلمانان ہند کے مفادات کی حمایت ہمیشہ کھل کر کی اور جہاں حکومت کی زیادتی حد سے بڑھ گئی وہاں یہ حکومت کے کارندوں پر مہذب تنقید بھی کر دیتا۔ مسجد کانپور کے حادثہ کا ذمہ دار اس نے پولیس افسروں کو قرار دیا۔ منٹو مارلے اصلاحات میں مسلمانوں کی جو حق تلفی ہوئی تھی اسے وضاحت سے اداریوں میں بیان کرتا رہا۔ اور اس سلسلے میں مسلمانوں کے موقف کو نہایت مدلل سے دنیا کے سامنے پیش کیا۔

پیسہ اخبار کی مرنجان مرنج پالیسی کی وجہ سے حکومت نے اس کے خلاف کبھی کوئی اقدام نہیں کیا۔ اس کے ایڈیٹر کو ساری زندگی کبھی سزا نہیں ہوئی۔ آخری سالوں میں ایک دو دفعہ اس کا پرچہ ضبط ہوا۔ ہر مصیبت کے وقت اخبار حکومت کی حمایت کرتا اور لوگوں کو وفادار رہنے کی تلقین کرتا۔ اخبار پوری کوشش کرتا کہ حکومت کے لیے مشکلات

Marfat.com

پیدا نہ ہوں۔ ایسے مواقع پر سرکاری ترجمان کے فرائض ادا کرتا۔ جنگ عالمگیر کے موقع پر اخبار نے وفاداری کی انتہا کر دی۔ اگرچہ اس وقت تمام پریس ہی حکومت کی حمایت کر رہا تھا۔ لیکن پیسہ اخبار مسلم اخبارات میں بڑھ چڑھ کر ایسا کر رہا تھا۔ پیسہ اخبار اپنے ہم عصروں کو بھی گورنمنٹ سے تنقید پر باز رہنے کا مشورہ دیتا اور ان کے حکومت کے ساتھ جھگڑوں میں حکومت کا ساتھ دیتا۔ اخبار کی اس پالیسی کی وجہ سے ہم عصر مسلمان اور ہندو اخبار اس پر نکتہ چینی کرتے۔

پیسہ اخبار پہلا اردو روزنامہ تھا جو انگریزی صحافت کے اصولوں پر چلایا گیا۔ عید، محرم وغیرہ کے مواقع پر خاص نمبر شائع کرنے کا اہتمام کیا جاتا۔ کچھ مدت کے لیے ہفتہ وار ایڈیشن بھی مختلف موضوعات پر شائع کیے جاتے رہے پیر کے دن عورتوں کے لیے منگل کو تعلیم اور کھیلوں وغیرہ پر، بدھ کو صنعت و حرفت و تجارت و زراعت پر خاص ایڈیشن شائع ہوتے۔ جمعرات کو قانونی کونسلوں، پارلیمنٹ، جمعہ کو سائنسی ایجادوں کا خاص ذکر ہوتا۔ ہفتہ کو ادبی موضوعات اور ادبی رسالوں پر تبصرے وغیرہ شائع کیے جاتے۔

اس نے اخباری زبان کی ترقی کے لیے بھی بڑا اہم کردار ادا کیا۔ اردو صحافت میں شروع سے ہی ادبیت غالب تھی لیکن پیسہ اخبار نے اخباریت کو رواج دیا۔ زبان و بیان اور موضوعات کے انتخاب میں اس بات کا خیال رکھا جاتا کہ وہ کوئی ادبی شہ پارہ کی بجائے صحافت معلوم ہو۔ گویا اس نے صحافت اور ادب کے درمیان تمیز کا مشورہ دیا۔

پیسہ اخبار کے بند ہونے کی کئی وجوہات تھیں۔ عین عروج کے زمانہ میں اس کی بلڈنگ کو آگ لگ گئی۔ جس سے تقریباً دو اڑھائی لاکھ روپے کا نقصان ہوا۔ لیکن اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ اس کے بعد جنگ عظیم شروع ہو گئی۔ جنگ کے دوران حکومت سے عدم تعاون کے باعث خاص اخبارات کی اشاعتیں بہت بڑھ گئیں۔ بیندار، الہلال اور ہندو اخبار عوام میں زبردست مقبولیت حاصل کر گئے تحریک خلافت مسلمانان ہند کی ایک کمزوری بن گئی تھی۔ لیکن پیسہ اخبار نے ترکی کی

Marfat.com

شکست پر کوئی زیادہ افسوس کا اظہار نہیں کیا۔

جنگ میں اخباری کاغذ کی کمی کی وجہ سے پیسہ اخبار کے کاروبار کو نقصان پہنچا۔ جنگ کے زمانے میں اس کی حالت بہت پتلی ہو گئی۔ چنانچہ ۱۹۱۸ء میں اخبار نے قارئین سے کہا کہ جو شخص دو سو روپے جمع کر دے گا وہ جب تک چاہے مفت اخبار حاصل کرے اور جب چاہے اپنی امانت واپس لے لے۔

مارچ ۱۹۲۰ء میں پیسہ اخبار کے پریس میں مشین مینوں اور دوسرے کارکنوں نے ہڑتال کر دی اس سے اخبار کی اشاعت میں زوال بھی آیا۔ پھر نیا عملہ رکھا گیا۔ ۱۹۲۲ء میں اخبار کچھ سنبھل گیا اور اس کی اشاعت میں تھوڑا سا اضافہ ہوا۔ لیکن اس کا زوال قریب آچکا تھا۔ پے در پے نقصان نے مالکوں کو روزنامہ پیسہ اخبار کو بند کرنے پر مجبور کر دیا۔ چنانچہ جنوری ۱۹۲۴ء میں عظیم صحافتی خدمات انجام دینے کے بعد پیسہ اخبار بند ہو گیا۔ اس کا ہفتہ وار ایڈیشن جاری رہا۔ ہفت روزہ پیسہ اخبار پاکستان بننے کے بعد بھی کچھ عرصہ تک شائع ہوتا رہا۔

پیسہ اخبار نے شروع ہی سے ایسا سائز اپنایا جو بعد ازاں تقریباً ہر اخبار نے اپنا لیا (یہ سائز $\frac{30 \times 20}{4}$ تھا) پیسہ اخبار نے اپنی قیمت ایک پیسہ مقرر کی۔ یہی وجہ تھی کہ اس کا نام پیسہ اخبار رکھا گیا۔ یہ گویا ایک طرح سے پنجاب میں برطانیہ کے Penny Press انداز کی صحافت تھی۔

بول چند کے الفاظ میں:

> "۱۸۸۸ء میں پنجاب میں ایک اور اہم اردو اخبار منظر عام پر آیا۔ اس سال منشی محبوب عالم کا مشہور عالم پیسہ اخبار جاری ہوا۔ اس کے اجرا سے اردو صحافت جدید دور میں داخل ہو گئی۔ اس کے مضامین پرانے اخبارات کے مضامین کی طرح سرما اور گرما کی تعریف یا قلم اور تلوار کے مابین شاعرانہ نزاع کے لیے وقف نہیں ہوتے تھے بلکہ حقیقی

Marfat.com

دل چسپی اور افادیت کے حامل ہوتے تھے۔ لہذا اخبار نے شروع ہی سے وہ سائز اختیار کیا جو بعد میں کم و بیش ہر اخبار نے اپنایا اس کی قیمت ایک پیسہ تھی اگرچہ یہ قیمت بہت کم تھی لیکن یہ پہلا اردو اخبار تھا جس نے صحافت کو ایک نفع بخش کاروبار بنا دیا۔" [۲۱]

امداد صابری کے الفاظ میں :

"پیسہ اخبار سنجیدہ اور متین اخبار تھا۔ بدیسی حکومت کے ناواجب افعال کی نقاب کشائی کرتا تھا۔ ہندوستانیوں کو انگریزوں کے مقابلے میں باعزت سمجھتا تھا۔ ہندوستان کے مفاد کا زبردست حامی تھا۔ حتیٰ کہ بدیسی اشیاء کے استعمال کا سخت مخالف اور دیسی اشیاء کے استعمال کی تلقین کرتا تھا۔ مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت اور لوگوں کے روزمرہ مسائل پر توجہ دینا ضروری سمجھتا تھا۔ اردو صحافت کی مروجہ روایات کے برعکس اس اخبار پر "اخباریت" زیادہ غالب تھی۔ یہ اخبار تجارتی اصولوں پر نکلا تھا۔ اس لیے اور اخباروں کے مقابلہ میں اس کی اشاعت اور عمر زیادہ ہوئی۔ ۱۸۸۷ء میں جاری ہو کر ۱۹۲۴ء میں ۳۸ سال کی عمر پا کر بند ہوا۔" [۲۲]

تربیتی ادارہ :

پیسہ اخبار نے "زمیندار" اور کوہ نور کے بعد پنجاب میں صحافت کے ایک تربیتی ادارہ کا کام بھی کیا۔ کئی نامور اشخاص نے پیسہ اخبار میں عملی صحافت کی تربیت حاصل کی۔ امداد صابری کے بقول :

"اس اخبار کو ایڈیٹر گر کہا جائے تو مضائقہ نہ ہوگا۔ بالوردینا نتھ

Marfat.com

ایڈیٹر اخبار ہندوستان لاہور اسی پیسہ اخبار میں ملازم رہ چکے تھے۔ مرزا علی حسین جو فتح المبین اور اخبار وقت کے مالک و ایڈیٹر تھے انہوں نے بھی فن اخبار نویسی یہیں سے سیکھا۔ مولوی رؤف صاحب جو بعد میں بھوپال کی میسور ایجنسی میں وکیل ریاست مقرر ہوئے تھے اور زبدۃ الاخبار لاہور کے ایڈیٹر تھے وہ کئی سال تک اسی اخبار میں کام کرتے رہے ساغر اکبر آبادی جو بعد میں کئی اخبارات کے ایڈیٹر رہ چکے تھے۔ سب سے پہلے پیسہ اخبار ہی میں فن اخبار نویسی عملی طور پر بجالاتے رہے۔ منشی احمد اللہ صاحب بی۔ اے علیگ ایڈیٹر غمخوار عالم بھی برسوں تک پیسہ اخبار میں کام کرتے رہے منشی محمد عبداللہ منہاس جو اخبار وکیل کے ایڈیٹر ہوئے انہوں نے بھی کافی عرصہ تک پیسہ اخبار میں کام سیکھا۔ محمد دین فوق صاحب ایڈیٹر کشمیری میگزین کو بھی اسی اخبار کے خرمن سے خوشہ چین ہونے کا فخر حاصل ہے۔ محمد دین ظیفی ایڈیٹر ریلوے اینڈ انجینئرنگ نیوز انگریزی و اردو لاہور نے اسی اخبار میں کام سیکھا۔ منشی انجا پرشاد وصوفی مرادآبادی ایڈیٹر اخبار جامع العلوم مرادآباد نے بھی عرصہ تک پیسہ اخبار کی خدمت انجام دی۔ مولوی شجاع الدین ایڈیٹر ملت نے بھی مترجم کی حیثیت سے کام کیا۔ ان سب سے بڑی شخصیت میر عالب دہلوی کی تھی۔ یہ بھی پیسہ اخبار کے ایڈیٹر رہے۔ ہندوستان کے مشہور عالم و مورخ مولانا اسلم جیراج پوری پروفیسر

Marfat.com

جامعہ ملیہ دہلی اور ایڈیٹر رسالہ جامعہ دہلی بھی پیسہ اخبار کے دفتر میں عربی سے اردو میں ترجمہ کرنے پر مامور ہوئے۔" [۲۳]

Marfat.com

۱۸۵۷ء سے ۱۹۰۰ء تک کی صحافت کے نمایاں پہلو

ان اعداد و شمار سے یہ بات بھی واضح ہے کہ اگرچہ کئی اخبارات و جرائد کے نام کے ساتھ "اخبار" کا لفظ موجود تھا۔ لیکن ان میں سے بیشتر رسائل تھے ۔ ۔ ۔ سب سے زیادہ تعداد ہفت روزہ رسائل کی تھی۔ یعنی نصف سے زیادہ (۱۴۱) ہفت روزہ تھے اور ایک سو پانچ ماہنامے تھے۔ سہ روزہ، دس روزہ اور پندرہ روزہ رسائل کی تعداد بہت کم تھی۔ روزنامے اگرچہ تعداد میں ۵۰ تھے لیکن برائے نام ہی تھے ایک روزنامے اخبار عام کے سوا کسی کا کردار قابل ذکر نہیں ہے۔

ریاستوں سے امداد:

متعدد اخبارات و جرائد مختلف ریاستوں سے امداد لیتے تھے اور ان ریاستوں کے والیان کے مفادات کے لیے کام کرتے تھے۔ "دی پنجاب پریس ۱۸۸۰ء تا ۱۹۰۵ء" کے مرتبین کے مطابق ۱۸۸۰ء سے ۱۹۰۵ء تک جاری ہونے والے اخبارات و جرائد میں سے ۵۶ مختلف ریاستوں سے وابستہ تھے[۲۴] ۳۳ اخبارات و جرائد ریاست جموں و کشمیر کے مہاراجہ سے وابستہ تھے۔ ۸ کپورتھلہ کے مہاراجہ سے اور ۶ مہاراجہ پٹیالہ سے۔

Marfat.com

اشاعتیں:

بیشتر اخبارات و جرائد کی اشاعتیں کم تھیں۔ ذیل میں بعض اخبارات کی چند سالوں میں اشاعت کا گوشوارہ دیا جا رہا ہے:

اشاعتیں

نام اخبار	نوعیت	اشاعت	سال
آفتاب عالمتاب	ہفت روزہ	۲۰۰	۱۸۸۵ء
آئینہ اخلاق	"	۱۵۰	۱۸۸۴ء
اخبار انجمن پنجاب	"	۴۰۰	"
آریا مسافر میگزین	ماہنامہ	۷۰۰	۱۸۹۹ء
برادر ہند	"	۱۰۰	۱۸۸۲ء
دانش ہند	ہفت روزہ	۱۵۰	۱۸۸۵ء
دوربین	"	۱۰۰	۱۸۸۷ء
ہمدرد ہند	"	۴۰۰	۱۸۹۹ء
امپیریل پیپر	"	۳۰۰	۱۸۸۹ء
جہاں نما	ماہنامہ	۵۰۰	۱۸۹۹ء
قومی اخبار	ہفت روزہ	۸۰۰	۱۸۸۹ء
خیر خواہ عام	"	۲۰۰	۱۸۸۵ء
لاہور پنچ	"	۱۵۶	۱۸۹۱ء
پنجاب سماچار	"	۳۵۰۰	۱۸۹۹ء
رفیق ہند	"	۴۵۰	۱۸۸۶ء

Marfat.com

نام اخبار	نوعیت	اشاعت	سال
راوی	ہفت روزہ	۳۰۰	۱۸۸۷ء
رسالہ انجمن حمایت اسلام	ماہنامہ	۲۵۰۰	۱۸۹۹ء
شفیق ہند	ہفت روزہ	۴۰۰	۱۸۸۶ء
تحفہ پنجاب	"	۵۰۰	۱۸۹۳ء
آفتاب ہند	"	۱۵۰	۱۸۸۰ء
اخبار عام	سہ روزہ	۱۷۰۰	۱۸۸۱ء
انبالہ گزٹ	ہفت روزہ	۱۵۰	۱۸۸۷ء
اتالیق ہند	"	۱۰۰	۱۸۶۲ء
چلتا پرزہ ضمیمہ	"	۲۵۰	۱۸۸۷ء
دہلی پنچ	"	۲۲۵	۱۸۸۱ء
فیض عام	"	۲۰۰	۱۸۸۷ء
ہمدرد خالصہ	ماہنامہ	۳۵۰	۱۸۹۹ء
انتخاب لاجواب	"	۵۰۰	"
ککے زئی سوشل ریفارمر	"	۸۰۰	"
فارم ہند	پندرہ روزہ	۳۵۰	۱۸۸۷ء
خیر خواہ سرکار	ماہنامہ	"	۱۸۹۱ء
محبوب عالم	ہفت روزہ	۲۰۰	"
انڈیا	"	۱۵۰	۱۸۹۳ء
نور افشاں	"	۲۵۰	۱۸۸۰ء
پیسہ اخبار	"	۱۰۰	۱۸۸۷ء
	"	۵۱۰۰	۱۸۹۳ء

Marfat.com

نام اخبار	نوعیت	اشاعت	سال
پنجاب	ہفت روزہ	۳۷۵	۱۸۸۹ء
سراج الاخبار	”	۴۷۵	۱۸۹۹ء
وکٹوریہ پیپر	سہ روزہ	۹۰۰	۱۸۸۰ء
آفتاب پنجاب	”	۵۰۰	۱۸۸۵ء
اخبار عام	روزانہ	۲۳۵۸	۱۸۹۳ء
انوار الاسلام	ماہنامہ	۸۰۰	۱۸۹۹ء
عزیز الہند	ہفتہ وار	۲۰۰	۱۸۸۹ء
سول اینڈ ملٹری نیوز	”	۴۰۰	۱۸۹۳ء
دلیش اپکارک	”	۷۰۰	۱۸۸۴ء
گنجینۂ اخبارات	پندرہ روزہ	۱۵۰	۱۸۸۹ء
ہر دل عزیز	ہفت روزہ	۴۵۰	۱۸۹۹ء
جعفر زٹلی	”	۴۰	”
کپورتھلہ اخبار	”	۷۵	۱۸۹۲ء
خادم الہند	پندرہ روزہ	۵۰	۱۸۹۹ء
خالصہ بہادر	ہفت روزہ	۵۰۰	”
مشیر گورنمنٹ	”	۱۰۰	”
مشیر ہند	”	۲۵۰	۱۸۸۷ء
محمڈن نیشنل میگزین	دس روزہ	۴۵۰	۱۸۹۳ء
ملکی اخبار	ہفت روزہ	۷۰۰	۱۸۸۹ء
ملا دو پیازہ	”	۵۰۰	۱۸۸۵ء
وکیل	”	۱۱۰۰	۱۸۹۹ء

Marfat.com

اس گوشوارہ سے واضح ہے کہ بیشتر اخبارات کی اشاعتیں بہت کم تھیں۔ اشاعت کے لحاظ سے ہفت روزہ پیسہ اخبار (اشاعت ۱۵سو) ہفت روزہ پنجاب سماچار (اشاعت ۳۵سو) ماہنامہ رسالہ انجمن حمایت اسلام (اشاعت ۲۵سو) اور روزنامہ اخبار عام (اشاعت ۲ ہزار ۳ سو ۵۵) قابلِ ذکر تھے۔ ان اخبارات کی اشاعت کی تعداد میں بھی کمی بیشی ہوتی رہتی تھی۔

بیشتر اخبارات کی زندگی عارضی ہوتی تھی۔ کئی اخبارات چند ماہ بعد دم توڑ دیتے تھے۔ کچھ دو چار سال بمشکل زندہ رہتے تھے۔

ذیل کے مختصر گوشوارہ سے یہ امر عیاں ہوجاتا ہے کہ اخبارات جاری بھی زیادہ تعداد میں ہوتے تھے لیکن بند بھی جلد ہوجاتے تھے۔

نام اخبار	اجرا کا سال	بندش کا سال
آئینہ سناتن دھرم	۱۸۹۳ء	۱۸۹۴ء
انبالہ گزٹ	۱۸۸۷ء	۱۸۸۹ء
کرزن پیپر	۱۸۹۹ء	۱۹۰۱ء
ڈیلی گائیڈ	″	۱۸۹۹ء
دھرم پرچار	۱۸۸۹ء	۱۸۸۹ء
فیض عام	۱۸۸۷ء	۱۸۸۷ء
قیصر الاخبار	۱۸۸۹ء	۱۸۹۲ء
خادم ہند	۱۸۸۷ء	۱۸۸۹ء
خیر خواہ کشمیر	۱۸۸۴ء	۱۸۹۱ء
تیس مار خان	۱۸۸۶ء	۱۸۸۶ء
شیخ چلی	۱۸۸۵ء	″
ریفارمر	۱۸۸۲ء	۱۸۹۱ء

Marfat.com

نام اخبار	اجرار کا سال	بندش کا سال
نارتھ ویسٹرن ریلوے گزٹ	۱۸۸۹ء	۱۸۸۹ء
ناظم الاخبار	۱۸۸۴ء	۱۸۸۴ء

تنظیمیں اور انجمنیں :

انیسویں صدی میں پنجاب میں جو اخبارات و جرائد جاری ہوتے ان میں سے کچھ ایسے تھے جو مختلف مذہبی یا اصلاحی تنظیموں اور انجمنوں نے جاری کیے تھے مثال کے طور پر ۱۸۸۰ء سے ۱۹۰۵ء کے دوران پنجاب سے بیس اخبارات و جرائد ہندو تنظیم آریا سماج نے جاری کیے چار ہندوؤں کی برہمو سماج تنظیم نے اور چار خالف سماج تنظیم نے سکھوں کی تنظیم سکھ سبھا نے چھ اخبارات جاری کیے۔ سکھوں کی بعض دوسری انجمنوں مثلاً چیف خالصہ دیوان امرتسر، خالصہ دیوان لاہور، خالصہ ٹریکٹ سوسائٹی نے بھی ایک ایک اخبار جاری کیا۔ اسی طرح مسلمانوں کی تنظیموں انجمن حمایت اسلام، انجمن اسلامیہ، انجمن معین الاسلام، انجمن نعمانیہ وغیرہ نے بھی ایک ایک اخبار جاری کیا۔ بحیثیت مجموعی پندرہ اخبارات اسلام اور مسلمانوں کی نمائندگی کرتے تھے۔ تیس ہندومت اور ہندوؤں کی۔ دس اخبارات سکھوں کے خیالات کے ترجمان تھے۔[۲۵]

بڑے مالکان :

اگرچہ ۱۸۵۷ء سے ۱۹۰۰ء تک ۲۷۳ اخبارات و جرائد جاری ہوئے لیکن اس عرصے میں چند افراد کو میدان صحافت میں ایک لحاظ سے اجارہ داری حاصل رہی۔ یہ وہ افراد تھے جنہوں نے ایک ہی جگہ ایک سے زائد اخبارات و جرائد جاری کیے یا مختلف زبانوں میں اخبارات نکالنے یا مختلف مقامات سے اور مختلف اوقات میں اخبارات جاری کرنے کا

Marfat.com

اہتمام کیا۔ ان میں سے مندرجہ ذیل افراد بطور خاص قابل ذکر ہیں۔

نام	جاری کردہ اخبارات
منشی ہرسکھ رائے	کوہ نور۔ گنج شائیگان۔ گنجینۂ نظائر۔ بحر حکمت۔ نظائر قانون ہند۔
منشی دیوان چند	خیر خواہ پنجاب۔ ستارہ ہند۔ کوہ طور (ماہنامہ) کوہ طور (ہفت روزہ) چشمہ فیض۔ رفاہِ عام۔ خضر ہند۔
مکندرام	ہمائے پنجاب۔ اخبار عام۔ گیان۔ پردیسی پتر یکا۔
سالک رام	رفاہ ہر۔ دیش اپکارک۔ راوی۔ بے نظیر۔ بھارت سدھار۔ دھرم پرچار۔
دیوان بوٹا سنگھ	انوار الشمس۔ آفتاب پنجاب۔ جامع مسائل علم طب۔ بحر جنت۔
سید نادر علی شاہ	اتالیق ہند۔ رہبر ہند۔ سیفی۔ ناصر الامان۔ نور مطلع۔ خزینۃ القوانین۔
منشی محبوب عالم	پیسہ اخبار۔ ہمت۔ سکول ماسٹر۔ کلید امتحان انٹرنس۔ تحفہ پنجاب۔ انتخاب لاجواب

ان افراد نے دوسری زبانوں میں بھی بعض اخبارات جاری کیے یہاں صرف اردو اخبارات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

Marfat.com

صحافت کی تربیت کے مراکز :

بعض اخبارات صحافت کی تربیت کے مراکز کی حیثیت رکھتے تھے ان مراکز میں تربیت حاصل کرنے والے افراد بعد ازاں ایسے اخبارات جاری کر لیتے تھے یا دوسرے اخبارات میں بطور ایڈیٹر کام کرنے لگتے تھے ۔ اس سلسلے میں کوہ نور اور پیسہ اخبار بطور خاص قابل ذکر ہیں ۔ اس دور میں جن افراد نے بطور صحافی زیادہ شہرت حاصل کی ان میں محرم علی چشتی ، مولوی محبوب عالم ، شیخ عبدالستار ، منشی ہرسکھ رائے ، لالہ لاجپت رائے ، لالہ منشی رام (سوامی شردھانند) ——— ، دیوان بوٹا سنگھ اور منشی دیوان چند قابل ذکر ہیں ۔

بول چند کے الفاظ ہیں :

"اس دور کے اخبارات حکومت کی تعریف میں رطب اللسان رہتے تھے افسروں کی چاپلوسی کرتے ۔ حاکموں ، شہزادوں اور امراء کی بے جا تعریف میں مصروف رہتے ۔ بیشتر اخبارات ایک دوسرے پر حملے کرتے رہتے اور بعض اوقات یہ حد پھلانگ جاتے یہاں تک کہ فحش زبان استعمال کرتے ۔ مضامین بالعموم تہواروں ، موسموں کے بارے میں ہوتے یا کسی لفظ کی تاریخ پر بحث کی جاتی ۔ خبریں فراہم کرنے پر کم توجہ دی جاتی تھی ۔" [۲۹]

مسلم اخبارات اور سلطان ترکی :

مسلم اخبارات سلطان ترکی کے حق میں آواز بلند کرتے تھے اور انگریزوں کی ترک دشمن پالیسی کو ہدف تنقید بناتے تھے ۔ اس سلسلے میں پیسہ اخبار نے اپنی ۱۶ مارچ ۱۸۹۵ء کی اشاعت میں سلطان ترکی کی حمایت میں اداریہ لکھا ۔ ہفت روزہ رہبر ہند لاہور نے ۱۳ مئی ۱۸۹۵ء

Marfat.com

کی اشاعت میں سلطان کے بارے میں انگریزوں کی پالیسی پر نکتہ چینی کی۔ ہفت روزہ صدائے ہند لاہور نے اپنی ۲۰ جون ۱۸۹۵ء کی اشاعت میں ترکی سے متعلق انگریزوں کی پالیسی کی مذمت کی۔ اس دور میں کوہِ نور اور اخبار عام نے بھی ترکی سے متعلق انگریزوں کی پالیسی سے اختلاف کیا۔ علاوہ ازیں وفادار لاہور، چودھویں صدی راولپنڈی، ملاد و پیارہ لاہور۔ پٹیالہ اخبار نے بھی انگریزوں کی پالیسی پر نکتہ چینی کی۔

تصویریں اور کارٹون :

اگرچہ اس دور کے تمام اخبارات لیتھو طریق طباعت سے چھپتے تھے تاہم بعض اخبارات میں تصویریں اور کارٹون بھی شائع ہوتے تھے۔ مثال کے طور پر اخباروں کا قبلہ گاہ" کے سرورق پر متعدد مزاحیہ تشبیہیں شائع ہوتی تھیں۔ پیسہ اخبار کے صفحہ اول پر باتصویر اشتہارات شائع ہوتے تھے۔ یعنی ہر کتاب کا اشتہار کسی نہ کسی شبیہ کے ہاتھوں میں پکڑا ہوا دکھایا جاتا تھا۔ بعض شبیہیں کارٹون کی شکل میں پیش کی جاتی تھیں علاوہ ازیں بعض شخصیتوں کی تصویروں کے بلاک بن کر چھپتے تھے۔

منظوم خبریں اور اشتہارات :

برصغیر پاک و ہند کے ابتدائی اردو اخبارات بالعموم گلدستوں کی حیثیت رکھتے تھے اور ان میں خبریت کم ہوتی تھی اس دور کی صحافت پر ادب کی گہری چھاپ تھی۔ پنجاب میں انیسویں صدی کے بعض اخبارات کا انداز بھی ایسا ہی تھا۔ مثال کے طور پر اخباروں کا قبلہ۔ کے سرورق پر یہ منظوم اشتہار شائع ہوا کرتا تھا:

یہی اجرا سے اس کے مدعا ہے
تعلّی کا نہ دخل اس میں ذرا ہے
ہو شائع خوب اردوئے معلّیٰ
کہ جس کا ایک انوکھا ہی مزا ہے

Marfat.com

ترقی ہو ئے اس اردو زبان کو
یہ پنچ اس واسطے اجرا کیا ہے
اصول اب اس صحیفے کے سنو سب
کہ اس نے کون سا ذمہ لیا ہے
ہو باہم قوموں میں اخلاص بے حد
تعصب میں نہیں کچھ بھی مزا ہے
اصول دوستی ہے کام نازک
اسے بھی خوب اس نے حل کیا ہے
حقوق ملک اور سرکار ہیں جو
کہاں ہر اک ان کو جانتا ہے
انہیں یہ پنچ بتلائے گا ہر دم
کہ جو واللہ فرض اخبار کا ہے

- - - - - - - - - - الخ

اخبار کا قبلہ گاہ یا پنجاب پنچ کی آٹھ مارچ ۱۸۸۱ء کی اشاعت سے ایک منظوم تبصرہ کا اقتباس ملاحظہ ہو:

شکوہ گوروں سے شکایت ہے نہ کالوں سے
خاک میں دم ہے رعایا کو پولیس والوں سے
کون سنتا ہے رعایا کے بھلا نالوں کو
چوتھ جب چوروں سے ملتی ہے پولیس والوں کو
کوئی سنتا نہیں فریاد ہماری ھیھیات
ظلم ہوتا ہے رعایا پہ ہوس کا دن رات
اب تو کٹتی ہے اس فکر میں سب کی اوقات
دیکھیں سرکار تلک پہنچے کب ہماری بات

Marfat.com

کب تلک جور و ستم اہل پولیس کے جھیلیں
اور کب تلک اب جان پہ اپنی کھیلیں

انگریزوں اور ہندوستانیوں کے درمیان جو تمیز روا رکھی جاتی تھی پنجاب پنچ نے اپنی ۹ اگست ۱۸۸۱ء کی اشاعت میں اس کی طرف یوں اشارہ کیا ہے:

عاجز ہیں خاکسار ہیں ہم کالے آدمی
ہم مثل تیغ ہیں کبھی سینہ سپر نہیں
ہم تو کہیں گے مونچھ پہ پوڈر ملیں وہ لاکھ
کالوں کی ہو گی خال برابر بھی در نہیں
ہندوستان ہے بھائی نفاق اس کا ہے اصول
اس گھر میں اتفاق کا گاہے گزر نہیں
ہے بوٹ و کوٹ و جاکٹ و پتلون و ٹرکی ہیٹ
دم کی بھی اب تو آپ میں باقی کسر نہیں
یورپ کی طرف چل کے مٹر گشت کیجیے
اوقات اب تو ہند میں ہوتی بسر نہیں

۔۔۔۔۔۔۔ الخ

خبروں کا انداز:

اس دور کے اخبارات میں شائع ہونے والی خبریں بے حد مختصر ہوتی تھیں۔ مثال کے طور پر لٹن گزٹ لاہور کی ۸ جنوری ۱۸۹۷ء کی یہ تین خبریں ملاحظہ ہوں:

"اخبار لودیانوی خوشی کے ساتھ بیان کرتا ہے کہ انند پور مشہور سکھوں کی جگہ میں بھی مسیحی کام ترقی پر ہے یعنی نو شخص عیسائی بنائے گئے۔"

"ایک عیسائی میم صاحبہ توجہ دلاتی ہیں کہ اس زمانہ قحط

Marfat.com

میں عیسائی بہت جلد بنائے جا سکتے ہیں۔ عیسائیوں کے لیے یہ خدا کی برکت ہے۔"

"بمبئی کے اہل اسلام کے چند سربرآوردہ اصحاب نے ایک کمیٹی نگرانی قائم کرنی چاہی ہے جو مفلس اور یتیم بچوں کی تا زمانہ قحط باقاعدہ نگرانی کرے گی۔"

Marfat.com

قوانین صحافت

برصغیر پاک وہند میں صحافت کا آغاز انیسویں صدی کے آخری ربع میں ہوا تھا۔ اس دور میں جتنے اخبارات جاری ہوتے وہ انگریزی اخبارات تھے اور یہ ان یورپی افراد نے جاری کیے تھے جو ایسٹ انڈیا کمپنی کے ارباب اختیار سے کسی نہ کسی طور نالاں تھے ان اخبارات کے قارئین بھی یورپی برادری تک محدود تھے۔ اس دور میں صحافت سے متعلق کوئی واضح ضابطہ یا قانون نہیں تھا۔ چنانچہ اس دور میں بعض اخبار نویسوں مثلاً جیمز آگسٹس ہکی اور ولیم ڈوآن کے خلاف جو اقدامات کیے گئے وہ انتظامی نوعیت کے تھے اور ان کے خلاف چارہ جوئی بھی کی گئی۔ مگر انتظامیہ اپنے وسیع اختیارات کے باعث اپنے مقصد میں کامیاب رہی۔ تاہم حکومت کو اخبارات کے خلاف خصوصی ضوابط کی ضرورت پیش آئی

"۱۷۸۵ء میں حکومت نے بنگال کے تمام اخبارات کے لیے گورنر جنرل کی کونسل کے ان احکام اور قراردادوں کی اشاعت ممنوع قرار دے دی جو "عمومی احکام" کے زمرہ میں آتی تھیں لیکن مدراس کی حکومت زیادہ حساس تھی۔ اس نے ۱۷ء میں مدراس گزٹ کو یہ حکم دیا کہ وہ "عمومی احکام" کی تمام

Marfat.com

نقول اشاعت سے قبل فوجی سیکرٹری کو پیش کرے پھر
اخباروں پر پیشگی سنسر عائد کر دیا گیا۔[۲۷]

۱۷۹۸ء میں بنگال ہرکارو کے مالک ڈاکٹر میکلین کو بھی زبردستی واپس بھیج دیا۔ اس نے ٹیلیگراف میں ایک مجسٹریٹ کے خلاف لکھا تھا۔

اولین صحافتی قوانین:

مارکوئس آف ولزلے نے مئی ۱۷۹۹ء میں اخبارات کے لیے مندرجہ ذیل ضوابط کا اعلان کیا:۔

۱۔ ضروری ہے کہ اخبارات شائع کرنے والا ہر شخص آخر میں اپنا نام درج کرے۔

۲۔ ہر اخبار کا مالک اور مدیر حکومت کے سیکرٹری کو اپنے نام اور پتہ سے آگاہ کرے۔

۳۔ اتوار کو کوئی اخبار شائع نہ ہو۔

۴۔ حکومت کے سیکرٹری یا اس کے نامزد کردہ کسی شخص کو اخبار کا معائنہ کرائے بغیر کوئی اخبار شائع نہ کیا جائے۔

۵۔ مندرجہ بالا قواعد میں سے کسی قاعدے کی خلاف ورزی پر فی الفور یورپ کو روانگی کی سزا دی جائے گی۔

ان قواعد کے نفاذ کے ساتھ حکومت کے سیکرٹری کو سنسر کے اختیارات دیے گئے اور مندرجہ ذیل ہدایات جاری کی گئیں:۔

۱۔ جہازوں اور فوجوں کی نقل و حرکت اور فوجی سامان کی نقل و حمل کے بارے میں خبریں نہ چھاپے۔

۲۔ دیسی باشندوں اور کمپنی کے درمیان تعلقات کے بارے میں قیاس آرائی پر مبنی خبریں چھاپنے کی اجازت نہ دی جائے۔

Marfat.com

۳ ۔ ایسی کوئی خبر شائع نہ ہو جس سے دشمن کو فائدہ پہنچے اور کمپنی کے زیر قبضہ علاقے میں اشتعال یا بے چینی پھیلے ۔

۴ ۔ کمپنی کے مالی امور سرکاری افسروں کے کردار اور طرز عمل پر تبصرہ نہ کیا جائے ۔

۵ ۔ یورپی اخبارات سے بھی ایسی خبریں نقل نہ کی جائیں جو مندرجہ بالا ہدایات کے خلاف جاتی ہوں ۔

ان قواعد کے نفاذ سے خاطر خواہ فائدہ برآمد نہ ہوا کیونکہ جن خبروں کی اشاعت سے منع کیا گیا تھا وہ پمفلٹوں کی صورت میں شائع ہونے لگیں ۔ چنانچہ چھاپہ خانوں کو انتباہ کیا گیا کہ وہ اس نوع کے پمفلٹ نہ چھاپیں ۔ اس کے بعد مصنف اور چھاپہ خانہ کے نام کے بغیر پمفلٹ چھپنے لگے ۔ چنانچہ ۱۸۱۱ء میں تمام چھاپہ خانوں سے کہا گیا کہ ہر پمفلٹ، اشتہار اور کاغذ چھاپنے والے کا نام ضرور درج کیا جائے ۔ ۱۸۱۳ء میں حکم دیا گیا کہ کرایہ مکان اور خرید و فروخت کے اشتہار کے علاوہ ہر اشتہار سنسر کرایا جائے ۔

۱۸۱۲ء کے قواعد :

۱۸۱۳ء میں لارڈ ہیسٹنگز نے مندرجہ ذیل قواعد کا اعلان کیا ۔

۱ ۔ تمام اخباروں ، ضمیموں اور دوسری مطبوعات کے پروف طبع کرنے سے پہلے چیف سیکرٹری کو دکھائے جائیں ۔

۲ ۔ تمام اشتہارات کے پروف بھی چیف سیکرٹری سے سنسر کرائے جائیں ۔

۳ ۔ جو کتابیں چھاپنی مقصود ہوں ان کے نام چیف سیکرٹری کو بھیج دیے جائیں ۔ چیف سیکرٹری چاہے تو چھاپنے کی اجازت دے دے اور اگر ضرورت سمجھے تو مسودہ معائنہ کے لیے طلب کر لے ۔

۴ ۔ پہلے کے صحافتی قواعد بدستور نافذ رہیں گے ۔

جب ایسٹ انڈیا کمپنی کی حیثیت مزید مستحکم ہو گئی تو ۱۸۱۶ء میں سنسر شپ

Marfat.com

ختم کر دیا گیا۔ تاہم اخبارات کو ہدایت کی گئی کہ وہ مندرجہ ذیل امور کے بارے میں کوئی چیز شائع نہ کریں :۔

۱۔ کورٹ آف ڈائریکٹرز یا حکومت ہند کے متعلق برطانوی پبلک اداروں کے اقدامات پر مخالفانہ تبصرے، مقامی نظم ونسق پر سیاسی حاشیہ آرائی، معاہدوں پر نکتہ چینی، کونسل کے ارکان، سپریم کورٹ کے ججوں اور لارڈ بشپ آف کلکتہ کے عوامی کردار پر مخالفانہ اشتہارات۔

۲۔ ایسی باتوں کی اشاعت جن سے دیسی آبادی کو یہ خدشہ لاحق ہو کہ ان کے مذہبی عقائد اور عبادات میں مداخلت کی جائے گی۔

۳۔ انگلستان یا دوسرے ملکوں سے آنے والے اخبارات سے ایسے اقتباسات شائع نہیں کیے جائیں گے جو مندرجہ بالا زمروں کے تحت آتے ہوں یا جن سے برطانیہ کے اقتدار یا ہندوستان میں برطانوی شہرت پر اثر مرتب ہوتا ہو۔

۴۔ معاشرے میں افتراق پیدا کرنے والے نجی سکینڈل شائع نہیں کیے جائیں گے اور کسی کی ذات پر حملے نہیں کیے جائیں گے۔

۱۸۲۳ء کا پریس آرڈی ننس :

لارڈ ہیسٹنگز کے بعد جان ایڈم گورنر جنرل بنے تو انہوں نے ۱۸ دسمبر ۱۸۲۳ء کو ایک پریس آرڈی ننس جاری کیا جس کی اہم شقیں یہ تھیں :۔

۱۔ گورنر جنرل باجلاس کونسل سے لائسنس حاصل کیے بغیر اور وقتی طور پر چیف سیکرٹری یا قائم مقام چیف سیکرٹری کے دستخطوں سے جاری شدہ لائسنس کے بغیر کوئی اخبار، مجلہ، رجسٹر، پمفلٹ، کتاب شائع کرنے کی اجازت نہیں ہے جس میں خبریں یا معلومات ہوں یا قوانین یا حکومت کے اقدامات اور نظم ونسق پر رائے زنی کی گئی ہو۔

۲۔ لائسنس کے حصول کے لیے دی جانے والی درخواست میں مالک، پرنٹر، پبلشر اور

Marfat.com

ایڈیٹر کے نام اور صحیح پتے درج کرنے ہوں گے۔

۳۔ اخبار میں کام کرنے والے کسی شخص کو الگ کیا جائے یا کوئی نیا آدمی مقرر کیا جائے تو اس کی اطلاع گورنر جنرل کو دی جائے۔

۴۔ لائسنس کسی بھی وقت واپس لیا جا سکے گا۔

۵۔ لائسنس کے بغیر اخبار یا رسالہ جاری کرنے یا پمفلٹ اور کتاب وغیرہ شائع کرنے والے یا فروخت کرنے یا کسی کو دکھانے والے کو چار سو روپے جرمانہ کی سزا دی جا سکے گی۔

۶۔ ایکٹ کی خلاف ورزی کرنے والے کے خلاف عدالت میں مقدمہ چلایا جائے گا۔

اس آرڈی ننس کے نفاذ کے ساتھ ہی چھاپہ خانوں کے لیے ضوابط بابت ۱۸۲۳ء نافذ کیے گئے جن کا خلاصہ یہ ہے:۔

۱۔ حکومت سے لائسنس حاصل کیے بغیر کوئی چھاپہ خانہ قائم نہیں کیا جا سکتا اور لائسنس کے بغیر اخبارات کی یا کتابوں کی اشاعت ممنوع ہے۔

۲۔ بغیر لائسنس کے چلنے والے چھاپہ خانے ضبط کیے جا سکیں گے اور ایسے چھاپہ خانوں کا پتہ چلانے کے لیے مجسٹریٹ گھروں کی تلاشی کا حکم دے سکتا ہے۔

۳۔ جو لوگ چھاپہ خانے قائم کرنا چاہتے ہیں وہ لائسنس کے لیے درخواست دیں اور چھاپہ خانے قائم کرنے کی اغراض واضح کریں۔

۴۔ حکومت لائسنس دینے یا نہ دینے کی مجاز ہے۔

۵۔ اگر چھاپہ خانہ کے قیام کے لیے کوئی شرط عائد کی جائے تو وہ زبانی یا تحریری طور پر مالکان تک پہنچائی جائے گی۔

۶۔ حکومت کو لائسنس واپس لینے کا اختیار ہے۔

۷۔ جو چھاپہ خانہ شرائط کی خلاف ورزی کرے گا۔ اس کو ضبط کیا جا سکے گا۔

Marfat.com

۸ ۔ اخبار یا کتاب کی ہر جلد کے صفحہ اول اور آخر پر واضح طور پر پرنٹر کا نام چھاپہ خانہ کا محل وقوع اور شہر یا جگہ کا پتہ درج کرنا ہوگا ۔

متذکرہ بالا پریس آرڈی ننس اور چھاپہ خانوں کو ملنے والی ہدایات سے صحافت کا فروغ بہت متاثر ہوا۔ اس پابندی کے خلاف چارہ جوئی بھی کی گئی ۔ برطانیہ میں بادشاہ کے نام اپیلیں روانہ کی گئیں لیکن کوئی شنوائی نہ ہوئی اور کئی اخبارات بند ہو گئے ۔

۱۸۳۵ء میں کلکتہ کے اخبار نویسوں نے ولیم بنٹنگ کو ایک درخواست پیش کی کہ پریس آرڈی ننس منسوخ کیا جائے ۔ اخباروں کے لیے ڈاک کا محصول کم کیا جائے ۔ گورنر جنرل ولیم بنٹنگ خرابی صحت کی بنا پر مستعفی ہو گئے تو سر چارلس مٹکاف نے ان کی جگہ سنبھالی ۔

پریس ایکٹ ۱۸۳۵ء:

سر چارلس مٹکاف اخبارات پر سخت پابندیوں کیخلاف تھے ۔ چنانچہ انھوں نے سابقہ تمام صحافتی ضابطے منسوخ کر کے ایک پریس ایکٹ نافذ کیا۔ جس کی اہم دفعات یہ تھیں :

۱ ۔ اخبار کے اجراء کے لیے محض ایک ڈیکلریشن داخل کرنا ہوگا ۔ مقام اشاعت کی تبدیلی کی صورت نیا ڈیکلریشن داخل کرنا پڑے گا ۔

۲ ۔ اخبار میں چھپنے والے تمام مواد کی ذمہ داری پرنٹر اور پبلشر پر ہوگی ۔

۳ ۔ اخبار کی اشاعت پر پرنٹر، پبلشر کا نام، چھاپہ خانہ کا مقام نیز اشاعت کی جگہ درج کرنا ہوگی ۔

۴ ۔ ان قواعد کی خلاف ورزی پر پانچ ہزار روپے تک جرمانہ اور دو سال تک قید کی سزا دی جا سکے گی ۔

سر چارلس مٹکاف کا یہ اقدام انگلستان کی حکومت کو سخت ناگوار گزرا چنانچہ انہیں گورنر جنرل کے عہدہ سے ہٹا دیا گیا اور لارڈ آک لینڈ گورنر جنرل بنا دیے گئے مگر انہوں نے بھی پریس ایکٹ برقرار رکھا اور صحافت کو خاصا فروغ حاصل ہوا ۔

Marfat.com

متذکرہ بالا پریس ایکٹ کی دفعات سے بظاہر یہی مترشح ہوتا ہے کہ ۱۸۳۵ء کے بعد صحافت قانونی لحاظ سے آزاد ہو گئی۔ لیکن بالخصوص مقامی زبانوں کے اخبارات اس آزادی سے خاطر خواہ فائدہ اٹھانے کے قابل نہیں تھے۔ ان کے پاس وسائل نہیں تھے کامیاب اخبار وہی تھے جن کو حکومت کی اعانت میسر تھی۔ اور یہ اعانت عملی آزادی میں حائل تھی۔ ویسے بھی مقامی اخبارات انگریز حاکموں کے کردار وعمل اور فیصلوں پر تنقید سے کتراتے تھے اور بیشتر اخبارات حکومت اور اس کے عمال کی تعریف اور توصیف میں مصروف رہتے تھے۔ پنجاب سے جاری ہونے والا پہلا اردو اخبار "کوہِ نور" ایسٹ انڈیا کمپنی کے ایما پر شروع ہوا تھا۔ دوسرے اخبارات میں سے اکثر و بیشتر کی بھی یہی کیفیت تھی۔

۱۸۵۷ء میں جنگ آزادی شروع ہوئی تو انگریزی اخبارات نے یہ مطالبہ کیا کہ دیسی اخباروں پر پابندی عائد کر دی جائے۔ یہ مطالبہ کرنے والے اخبارات میں آگرہ کا ہفت روزہ دی مفصلائٹ The Mofasselite لاہور کا دی لاہور کرانیکل The Lahore Chronicle اور کلکتہ کا بنگال ہرکارو بطور خاص پیش پیش تھے۔

پنجاب ۱۸۴۹ء میں انگریزی عملداری میں شامل ہوا تھا اور پنجاب میں صحافت کا آغاز بھی اسی سال انگریزی اخبار دی لاہور کرانیکل کی اشاعت سے شائع ہوا تھا۔ لہٰذا ۱۸۵۷ء تک پنجاب کے اخبارات پر بھی وہی پریس ایکٹ لاگو رہا جو چارلس مٹکاف نے نافذ کیا تھا۔ ۱۸۵۷ء میں حالات انگریزوں کے لیے ناسازگار ہونے لگے تو لارڈ کیننگ نے دی پریس ایکٹ ۱۸۵۷ء (ایکٹ XV) نافذ کر دیا جس کی اہم شقیں یہ تھیں۔

پریس ایکٹ ۱۸۵۷ء Gagging Act

۱۔ کوئی شخص گورنر جنرل بہ اجلاس کونسل یا متعلقہ پریذیڈنسی کی انتظامی حکومت کی پیشگی منظوری اور اجازت کے بغیر چھاپہ خانہ یا ٹائپ یا دوسرا سامان طباعت

Marfat.com

نہیں رکھ سکتا۔ خلاف ورزی کرنے والے کو پانچ ہزار روپے تک جرمانہ یا دو سال قید یا دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں۔

۲۔ بغیر لائسنس کے چلنے والے چھاپہ خانے یا استعمال ہونے والے سامان طباعت اور طبع ہونے والے اخبار یا کتاب کو ضبط کیا جا سکے گا۔ مجسٹریٹ کی طرف سے ایسے چھاپہ خانہ یا سامان کا سراغ لگانے کے لیے خانہ تلاشی کا حکم دیا جا سکے گا۔

۳۔ لائسنس کے لیے درخواست دینے والوں کو اپنا نام اور مکمل کوائف بمع پتہ درج کرنا ہوں گے اور حلفیہ بیان کرنا ہوگا کہ کوائف صحیح ہیں۔

۴۔ گورنر جنرل بہ اجلاس کونسل لائسنس جاری کرنے یا نہ کرنے کے مجاز ہیں۔ جاری کردہ لائسنس واپس لیا جا سکتا ہے۔

۵۔ اگر کوئی شخص لائسنس حاصل کرنے کے بعد متعلقہ شرائط کی خلاف ورزی کرے گا یا اپنے بیان کردہ کوائف سے ہٹ کر کام کرے گا تو اس کا چھاپہ خانہ یا ٹائپ وغیرہ ضبط کیا جا سکے گا۔

۶۔ ہر اخبار، رسالہ یا کتاب پر پرنٹر، پبلشر کا نام اور مقام اشاعت درج کیا جائے گا اور اس کی ایک کاپی فی الفور مجسٹریٹ یا حکومت کے مقرر کردہ افسر کو بھیجی جائے گی۔

۷۔ گورنر جنرل بہ اجلاس کونسل کو اختیار ہے کہ وہ کسی رسالہ، اخبار یا کتاب کو کسی خاص علاقے یا اس کے ایک حصہ میں شائع کرنے یا فروخت کرنے یا لوگوں تک پہنچانے کی ممانعت کر دیں۔ اس کی خلاف ورزی پر پانچ ہزار جرمانہ یا دو سال قید یا دونوں سزائیں دی جا سکتی ہیں۔

۸۔ یہ ایکٹ سال تک نافذ رہے گا۔

لیفٹیننٹ گورنر بنگال، لیفٹیننٹ گورنر شمال مغربی صوبہ سٹریٹس Stratis سٹیٹس کے گورنر اور پنجاب و اودھ کے چیف کمشنروں اور میسور، ناگپور، وغیرہ کے کمشنروں

Marfat.com

کو یہ اختیار دیا گیا کہ وہ لائسنسوں کے حصول کے لیے درخواستیں وصول کرنے کے لیے افسر مقرر کریں۔

ظاہر ہے کہ یہ ایکٹ بے حد سخت تھا۔ اس کی زد متعدد اخبارات و جرائد پر پڑی چنانچہ اسے عرف عام میں زبان بندی کا قانون Gagging Act کہا جائے گا۔

یہ قانون انگریزی اور دیسی زبانوں کے اخبارات سب کے لیے بنا۔ اس قانون کے تحت بہت سے اخبارات کے خلاف کارروائی ہوئی۔ یہاں تک کہ بنگال ہرکارو، دی ہندو انٹیلی جینسر The Hindu Intelligencer بھی زیر عتاب آ گئے۔ فارسی اور اردو اخبارات ہیں سے بیشتر بند ہو گئے پنجاب کے تمام اخبارات پر سنسر عائد کر دیا گیا۔ پشاور کے اخبار مرتضائی کے ایڈیٹر کو جیل بھیج دیا گیا۔ ملتان کا ریاض نور بھی متاثر ہوا۔ سیالکوٹ کے چشمہ فیض کو لاہور منتقل کرنے کا حکم ملا۔ حکومت کے عتاب سے زیادہ تشویشناک رویہ یہ تھا کہ انگریزی اخبارات کا لہجہ بہت خوفناک تھا۔ ان کا سارا زور بے چارے مسلمانوں کے خلاف صرف ہو رہا تھا۔ جنگ آزادی کی ناکامی مسلمانوں پر قیامت بن کر گزری۔ ہزارہا مسلمانوں کو پھانسی دے دی گئی۔ ان گنت لوگ جیلوں میں ٹھونس دیے گئے۔ ان کی املاک ضبط کر لی گئیں۔ ان پر ملازمت، کاروبار اور تعلیم کے دروازے بند ہو گئے۔ مسلمان صحافت سے بالکل بے دخل ہو گئے۔

۱۸۵۷ء کے بعد:

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی (انگریزوں کی اصطلاح میں غدر) کا ایک نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ برصغیر پاک و ہند کی حکومت ایسٹ انڈیا کمپنی کے قبضہ سے نکل کر براہ راست تاج برطانیہ کے تحت ہو گئی۔ اگرچہ اخباروں کی زبان بندی کا قانون Gagging ایک سال بعد کالعدم ہو گیا۔ مگر دیسی زبانوں خصوصاً اردو اخبارات میں اتنا یارا نہیں تھا

Marfat.com

کر وہ حق تنقید ادا کر سکیں ۔ انگریزوں نے مقامی لوگوں بالخصوص مسلمانوں کو عتاب کا نشانہ بنا کر ہر طرف دہشت طاری کر دی تھی ۔ چنانچہ اخبارات بھی سہمے رہتے تھے اور انگریزوں کے طرز عمل اور حکومت کی پالیسیوں پر تبصروں سے گریز کرتے تھے ۔ سرسید احمد خان ایسے اصحاب بھی انگریزوں کی ستم رانیوں کا ذکر بڑے محتاط انداز میں کرتے تھے ۔ انگریزوں کی فرعونیت کا یہ عالم تھا کہ وہ معمولی سی بات پر لوگوں کو قتل کر دیتے تھے ۔ ایک انگریز افسر کو پنکھا قلی پر غصہ آ گیا تو اسے ہلاک کر دیا ۔ دوسرے انگریز کو کسی کالے نے سلام نہ کیا تو اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا ۔ رفتہ رفتہ اخبارات انگریزوں کے اس طرز عمل پر نکتہ چینی کرنے لگے اور حکومت نے دیسی زبانوں کے اخبارات کی یہ آزادی سلب کرنے کی تدبیریں سوچنی شروع کر دیں ۔

۱۸۶۷ء کا ایکٹ XXV :

۱۸۶۷ء میں ہندوستان کی مجلس قانون ساز نے چھاپہ خانوں اور اخبارات سے متعلق ایکٹ XXV منظور کیا ۔ اس ایکٹ کے تحت یہ لازم قرار دیا گیا کہ اداریوں کے بارے میں معلومات اور اخبارات کی کاپیاں حکومت کو پیش کی جائیں ۔ دی پنجاب پریس ۱۸۸۰ء تا ۱۹۰۵ء کے مطابق اس ایکٹ کے تحت حکومت کو جو معلومات فراہم کی جاتی تھیں ان کی اور محکمہ پولیس کی حاصل کردہ معلومات پر مبنی سالانہ رپورٹیں تیار کی جانے لگیں ۔[۲۸]

ایکٹ کا عنوان :

پریس اور کتابوں کی رجسٹریشن کا ایکٹ ۱۸۶۷ء

۱ ۔ برطانوی ہندوستان میں شائع ہونے والی ہر کتاب یا ہر اخبار پر پرنٹر کا نام ،

Marfat.com

مقام، طباعت، پبلشر کا نام اور مقام اشاعت واضح طور پر درج ہوگا۔

۲۔ جس شخص نے متعلقہ مجسٹریٹ کے سامنے "ڈیکلریشن" داخل نہ کیا ہوگا وہ کتاب یا اخبار طبع یا شائع نہیں کر سکے گا۔

۳۔ برطانوی ہندوستان میں صرف وہی اخبارات اور رسائل شائع ہوسکیں گے جو مندرجہ ذیل شرائط پوری کرتے ہوں گے۔

الف: پرنٹر اور پبلشر متعلقہ علاقہ کے مجسٹریٹوں کے سامنے ڈیکلریشن داخل کریں گے۔

ب: مجسٹریٹ ڈیکلریشن کی تصدیق کرے گا اور اس پر اپنی مہر ثبت کرے گا۔

۴۔ اگر کوئی شخص پرنٹر یا پبلشر نہ رہے تو اسے مجسٹریٹ کے روبرو یہ ڈیکلریشن دینا ہوگا کہ اب وہ اخبار یا رسالہ کا پرنٹر اور پبلشر نہیں رہا۔

۵۔ پرنٹر کو ہر مطبوعہ چیز کی کاپی طباعت کی تاریخ سے ایک ماہ کے اندر حکومت کو بھیجنا ہوگی اور رسید حاصل کرنا ہوگا۔

۶۔ یہ کاپی برٹش میوزیم یا سیکرٹری آف سٹیٹ کو بھیج دی جائے گی۔

۷۔ جو شخص خلاف ورزی کرے گا اسے پانچ ہزار روپے تک جرمانہ یا دو سال قید محض یا دونوں سزائیں دی جاسکیں گی۔

۸۔ غلط ڈیکلریشن داخل کرنے والے کو پانچ ہزار روپے تک جرمانہ یا دو سال قید محض یا دونوں سزائیں دی جاسکیں گی۔

۹۔ جو شخص کوئی کتاب یا اخبار مندرجہ ذیل ضوابط کی خلاف ورزی کر کے طبع یا شائع کرے گا اسے ۵ ہزار روپے تک جرمانہ یا دو سال قید محض یا دونوں سزائیں دی جاسکیں گی۔

اس ایکٹ کی ۲۱ دفعات تھیں ان کا ملخص اوپر درج کر دیا گیا ہے۔

Marfat.com

ورنیکلر پریس ایکٹ :

انگریزی اخبارات مقامی زبانوں کے اخبارات پر اکثر نکتہ چینی کرتے رہتے تھے۔ مقامی زبانوں کے اخبارات کو غیر ذمہ دار، غیر معیاری اور شر انگیز قرار دیتے تھے۔ ۱۸۷۸ء میں لارڈ ریپن نے "السنہ شرقیہ میں مطبوعات کے بہترین کنٹرول کا ایکٹ کے نام سے ایک ایکٹ نافذ کیا۔ جو ورنیکلر پریس ایکٹ کے نام سے مشہور ہوا۔ اس کے دیباچہ میں کہا گیا کہ:

> "مشرقی زبانوں کی بعض مطبوعات میں جو برطانوی ہندوستان کے علاقے میں طبع یا شائع ہوتی ہیں ایسا مواد ہوتا ہے جس سے ہندوستان میں قانونی طور پر قائم حکومت کے خلاف بے چینی پھیلتی ہے یا مختلف افراد، مختلف نسلوں قوموں، مذہبوں اور فرقوں کے لوگوں کے درمیان منافرت پیدا ہوتی ہے یا جو دوسرے غلط مقاصد کے لیے کام کرتے ہیں۔ اس ایکٹ کی نمایاں شقیں یہ تھیں۔"

۱۔ اخبار یا رسالہ میں ایسے الفاظ، علامتیں یا مرئی شکلیں شائع نہیں کی جائیں گی جن سے ہندوستان میں قائم شدہ قانونی حکومت کے خلاف عدم اطمینان پیدا ہو یا مختلف نسلوں، یا ذاتوں، مذہبوں یا فرقوں کے درمیان منافرت پیدا ہو۔

۲۔ اخبار کو اس مقصد کے لیے استعمال نہیں کیا جائے گا یا کرنے کی کوشش نہیں کی جائے گی کہ کسی شخص کو خوف زدہ کر کے یا دق کر کے اس کی جائیداد یا قیمتی سیکورٹی یا کوئی دستخط شدہ یا سر بمہر چیز جو بعد میں سیکورٹی میں تبدیل ہو سکے حاصل کی جائے یا کسی شخص کو رشوت دی جائے یا کسی سرکاری افسر کو کسی طریقہ سے کوئی ایسا کام کرنے کے لیے کہا جائے جو اس کے فرائض منصبی

Marfat.com

میں شامل نہ ہو یا اس کام کو کرنے سے روکا جائے جو اس کے فرائض میں شامل ہو۔

۳۔ پرنٹر یا پبلشر کو مجسٹریٹ یا کمشنر کے روبرو اس امر کی تحریری ضمانت دینا ہوگی کہ وہ متذکرہ بالا باتوں کی خلاف ورزی نہیں کرے گا۔ مجسٹریٹ یا کمشنر پولیس کو اختیار ہوگا کہ وہ ضمانت کی رقم جمع کروانے کو کہیں۔

۴۔ خلاف ورزی پر چھاپہ خانہ، ٹائپ، ہر قسم کا طباعتی سامان، اخبار، رسالہ، یا رسالہ یا کتاب بحق سرکار ضبط کیا جاسکے گا۔

اس ایکٹ کی بیس دفعات تھیں۔ اخبارات اور چھاپہ خانوں کے خلاف کارروائی کا اختیار مقامی حکومتوں کو دیا گیا تھا۔ البتہ مقامی حکومتوں کی کارروائی کے خلاف گورنر جنرل سے اپیل کرنے کا حق دیا گیا تھا۔

ورنیکلر پریس ایکٹ کی مخالفت میں آواز بلند کرنا لازمی تھا۔ ایک تو اس کے باعث دیسی زبانوں کے اخبارات اور انگریزی اخبارات میں تمیز پیدا ہوئی تھی۔ دوسرے دیسی صحافت کا فروغ رک گیا تھا۔ بلکہ دیسی صحافت کو نقصان پہنچا۔ برطانوی پارلیمنٹ میں بھی اس ایکٹ پر لے دے ہوئی۔ انجام کار لارڈ رپن نے ۱۸۸۲ء میں ورنیکلر پریس ایکٹ منسوخ کر دیا اس دور میں دیسی اخباروں پر عائد محصول ڈاک بھی دو پیسے سے گھٹا کر ایک پیسہ کر دیا گیا۔ اس سے صحافت کو فروغ ملا۔

۱۸۸۹ء میں حکومت نے سرکاری رازوں کا قانون Official Secrets Act نافذ کر دیا۔ اس قانون کا ملخص یہ تھا کہ:

"جو شخص کسی ایسے مقام پر گیا ہو جہاں سے سرکاری راز حاصل ہو سکتے ہوں اور جہاں جانے کی ممانعت ہو یا جس نے سرکاری راز حاصل کر کے شائع کیا ہو۔ یا کسی اور تک پہنچایا ہو اسے اس کے جرم کے مطابق حبس دوام یا پانچ سال کے لیے عبور دریائے شور یا دو سال قید کی سزا دی

Marfat.com

جاسکتی ہے۔"

۱۸۹۴ء میں حکومت نے ۱۸۷۰ء کے قانون بغاوت کو زیادہ واضح کر کے نافذ کیا یہ قانون تعزیرات ہند کی دفعہ ۱۲۴/ الف کہلائی ۔ اس کا متن یوں تھا:

"جو بھی شخص برطانوی عہد میں از رو ئے قانون قائم شدہ حکومت کے خلاف تقریر، تحریر، علامتوں، مرئی تشبیہوں یا کسی اور طریقے سے منافرت، حقارت یا بے اطمینانی پھیلائے یا پھیلانے کی کوشش کرے اس کو حبس دوام یا کم تر مدت کی سزا دی جائے گی ۔ اس میں جرمانہ کا اضافہ بھی کیا جائے گا یا تین سال تک قید اور جرمانہ دونوں سزائیں یا صرف جرمانہ کی سزا دی جائے گی ۔

تصریحات:

۱ ۔ بے اطمینانی یا بدخواہی میں غیر وفادارانہ طرز عمل اور دشمنی کے مظہر احساسات شامل ہیں ۔

۲ ۔ اگر ایسی تنقید کی جائے جس کا مقصد حکومت کے اقدامات پر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے قانونی ذرائع سے ان میں تبدیلی کرانا مقصود ہو اور اس سے نفرت یا بدخواہی پیدا کرنا مقصود نہ ہو تو یہ جرم تصور نہ ہو گا ۔

۳ ۔ حکومت کے خلاف نفرت یا بدخواہی پیدا کرنے یا اس کی کوشش کرنے کے بغیر سرکاری نظم ونسق پر تنقید یا اظہار ناپسندیدگی جرم تصور نہیں ہو گی ۔ اس کے علاوہ تعزیرات ہند میں مندرجہ ذیل دفعہ ۱۵۳/ الف کا اضافہ کیا گیا ۔

"جو بھی شخص تحریر، تقریر، علامتوں، مرئی تشبیہوں یا

Marfat.com

کسی اور طریقے سے ملک معظم کی رعایا کے مختلف فرقوں
کے درمیان عداوت یا حقارت پیدا کرے یا پیدا کرنے
کی کوشش کرے تو اسے دو سال قید یا جرمانہ یا دونوں
سزائیں دی جاسکیں گی۔"

تشریح :

اگر کینہ اور بغض کے بغیر ایمان داری سے ایسے معاملات کی اصلاح کے لیے کچھ کیا جائے جن سے ملک معظم کی رعایا کے مختلف فرقوں کے درمیان عداوت یا مفارقت پیدا ہو رہی ہو یا پیدا ہونے کا امکان ہو تو یہ جرم متصور نہیں ہوگا۔

تعزیرات ہند کی دفعہ ۵۰۵ میں ترمیم کر کے اسے مندرجہ ذیل شکل دے دی گئی :

"جو شخص بھی اپنا بیان، افواہ یا خبر شائع کرے یا پھیلائے

الف ۔ اس مقصد سے یا اس امر کا احتمال ہو کہ ملک معظم کی بحری یا بری افواج کا کوئی افسر یا سپاہی یا ملاح بغاوت کرے یا اپنے فرائض ٹھیک طور سے ادا نہ کرے یا ادا کرنے سے قاصر رہے۔

یا

ب ۔ اس نیت سے یا اس سے اس امر کا احتمال ہو کہ عام لوگوں میں یا کسی فرقہ میں خوف و ہراس پیدا ہو یا اس سے کسی شخص کو حکومت یا امن عامہ کے خلاف ارتکاب جرم کی تحریک ہو۔

یا

ج ۔ اس نیت سے یا اس سے اس امر کا احتمال ہو کہ کسی گروہ یا جماعت کو کسی دوسرے گروہ یا جماعت کے خلاف ارتکاب جرم کی تحریک ہو۔ اسے دو سال تک

Marfat.com

قید یا جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔

استثنا :

جہاں تک اس دفعہ کے مقاصد کا تعلق ہے ایسا کوئی فعل جرم تصور نہیں ہوگا جس کو کرنے والا یہ یقین کرنے کی وجہ رکھتا ہو۔ وہ بیان افواہ یا خبر سچ پر مبنی ہے اور اس کی نیت صرف سچے بیان، افواہ یا خبر کو شائع کرنا یا پھیلانا ہے۔

Marfat.com

انیسویں صدی میں اخبار نویسی کا کردار

یہ بات پہلے بیان ہو چکی ہے کہ ۱۸۵۷ء سے قبل جاری ہونے والے اخبارات میں سے بیشتر اخبارات رائے عامہ کی ترجمانی نہیں کرتے تھے۔ ۱۸۵۷ء کے بعد تو عرصے تک اخبارات میں ہندوستانیوں کے جذبات کی ترجمانی اور انگریز حاکموں کے اعمال و افعال کا تنقیدی جائزہ لینے کا حوصلہ ہی نہیں تھا۔ ان اخبارات میں زیادہ تر ایسی خبریں شائع ہوتی تھیں جو معلومات و اطلاعات کے زمرہ میں آتی تھیں۔ مختلف قوموں اور فرقوں کے اخبارات اپنی اپنی قوم یا فرقے کی اصلاح اور ترقی کے لیے ضرور کام کرتے تھے۔ انیسویں صدی کے آواخر میں البتہ بعض اخبارات مقامی لوگوں کی تھوڑے بہت ترجمانی کرنے لگے۔ یہ اخبارات جن معاملات و مسائل پر جس انداز سے لکھتے تھے اس کا اندازہ ذیل کی مثالوں سے کیا جا سکتا ہے:

"عقد بیوگان":

"معلوم ہوا ہے کہ شادی بیوگان ہنود کا پونا میں بڑا چرچا پھیل رہا ہے اور بہت لوگ اس بات کے رواج

Marfat.com

دینے پر مستعد ہیں ۔ برہمنوں کے کئی افضل خاندانوں میں کئی بیوہ عورتوں کی شادی کی گفتگو ہو رہی ہے ۔ اور تین سو برہمنوں اور پنڈتوں کے قریب اس رائے پر متفق ہیں اور کہتے ہیں یہ رسم مناسب اور دھرم شاستر کے موافق ہے یہ رواج کئی برس سے جاری ہو گیا ہے ۔"

(کوہِ نور ۷ ۔ اپریل ۱۸۶۰ء)

"لاہور میں سب خیریت ہے ۔ ہر چند مئی شروع ہو گیا چنداں گرمی نہیں ہے بلکہ رات کو کبھی کبھی ایسی سردی پڑتی ہے کہ رضائی کی حاجت ہوتی ہے ۔"

(کوہِ نور ۳ ۔ مئی ۱۸۶۲ء)

کمسن لڑکے کو سزائے حبسِ دوام :

"لاہور ، ایک انگریزی اخبار سے منکشف ہوا کہ چیف کورٹ پنجاب نے ایک لڑکے کے واسطے جس کی عمر تیرہ سال کی تھی ۔ حبس دوام کا حکم صادر فرمایا ۔ تھوڑے دن ہوئے کہ ایک گورے نے ایک لڑکے کو لاہور میں ایک خندق میں دھکا دے کر مار ڈالا ۔ اور صرف ایک ہی سال کی قید سخت کا حکم ہوا تھا ۔ حقیقت میں انصاف کے یہی معنی ہیں ۔"

(اخبار عام ۱۵ مئی ۱۸۷۱ء)

دیسی ریاستیں :

انگریزوں نے اپنے زیر تسلط علاقوں میں بعض ایسی ریاستوں کے بعض علاقے بھی شامل کر لیے تھے جو خود مختار تھیں اور جس سے انگریزوں کو کوئی خطرہ نہیں تھا ۔ اس سلسلے

Marfat.com

ہیں ایک صاحب حاجی محمد مردان علی خان بہادر کا ایک مضمون ۲۴ نومبر ۱۸۷۱ء کے کوہ نور میں شائع ہوا، اس کا ایک حصہ درج ذیل ہے :

"سرکاری کمپنی تاجر تھی مگر اب دورِ شہنشاہی ہے اس لیے برتاؤ بھی شاہنشاہی چاہیے۔ یہ دربار کھیل تماشے کے واسطے نہیں ہے۔ رؤسا کی رضامندی پر نصف ہند بلکہ کل ہند کی رضامندی منحصر ہے۔"

اس سلسلے میں ریاستوں کے مندرجہ ذیل مطالبات کا ذکر کیا گیا :۔

۱۔ جے پور کو نصف سانبھر واپس ملے۔

۲۔ مارواڑ کو نصف سانبھر، علاقہ تالاب، عمر کوٹ مگھر امیر داڑا واپس ملے

۳۔ گوالیار کو قلعہ گوالیار۔

۴۔ اودے پور کو علاقہ گنگاپور وغیرہ سوائے نیچ کے۔

۵۔ نظام دکن کو برار واپس ملنا چاہیے۔

مضمون میں یہ بھی لکھا گیا کہ :

"بعہد سابق رئیس ارکان کے کام اور انتظام کا یہ نتیجہ تھا کہ سرحدیں مستحکم تھیں رعایا خوش حال تھی اور صرف ۳ کروڑ آمدنی ملک میں تھی۔ اور اس پر شاہی خزانہ اور کارخانہ معمور رہتے تھے۔ عجب ہے کہ اب ۵۲ کروڑ (آمدنی) میں صرف ۲ لاکھ ۶۰ ہزار فوج اور سرکار پر باوجود اجرائے نوٹ کے از حد قرض۔

؎ ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بہ کجا

سالانہ بجٹ خوب بنتا ہے مگر جب بجٹ نہیں تو محض لفافہ ہے۔ بارگ ماسٹری اور کمسریٹ اور مہم وغیرہ میں کروڑوں پر پانی پھر جاتا ہے۔ جس کا حال سن کر

Marfat.com

حیرت ہوتی ہے۔ سرکار ایسی لکھ لٹ ہے کہ پنڈارہ کی
لوٹ بھی اس صیغہ نے مات کر دی۔"

غیر معیاری اور عامیانہ صحافت :

اس دور میں جو اخبارات و جرائد موجود تھے ان میں سے بیشتر عامیانہ صحافت کے علمبردار تھے۔ گویا جس کو کوئی اور کام نہ مل سکا وہ صحافی بن گیا۔ اچھے اخبارات کو صحافت کی اس خامی کا احساس تھا۔ پٹیالہ اخبار نے ۱۹ دسمبر ۱۸۷۲ء کی اشاعت میں اخباروں کی تہذیب کے زیر عنوان اس پر یوں تبصرہ کیا۔

"ہماری یہ رائے ہے کہ جب تک ملکی زبان کے عام اخبار اپنی تہذیب میں کامل نہ ہوں گے۔ ہندوستان کو عام تہذیب و ترقی کا حاصل ہونا دشوار ہے اور یہ بات کھلی ہوئی ہے کہ اخباروں کی کامل تہذیب اس وقت تک ناممکن ہے جب تک ان کے ایڈیٹر مالک اور کارسپانڈنٹ اور معاون اور ناظرین اور وہ تمام آدمی جن سے اخباروں کو کسی قسم کا علاقہ ہے۔ اخبار کی حقیقت اور ماہیت اصول اور اس کے ہر قسم کے اصولی اور فروعی اور خارجی حسن و قبح سے واقف نہ ہوں گے۔"

مقامی باشندوں کی حالت :

اس دور کے اخبارات سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ ۱۸۵۷ء کے بعد مقامی باشندوں کو کسی بھی قسم کا ہتھیار پاس رکھنے کی ممانعت کر دی گئی تھی۔ بعض حلقوں کی طرف سے

Marfat.com

یہ پابندی ختم کرنے کا مطالبہ کیا جاتا تھا۔ "اخبار انجمن پنجاب" نے اپنی ۱۹۔ستمبر ۱۸۷۵ء کی اشاعت میں ایک مضمون "انگریزی راج" انگریزی اخبار دی پبلک اوپینین سے ترجمہ کر کے شائع کیا۔ اس کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

"انگریز دیسی لوگوں کو مراتب اعلیٰ شاید اس وجہ سے نہیں دیتے کہ مبادا وہ سرکار سے سرکش ہو جائیں۔ لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ جب تک حق تلفی رفع ہوتی رہے گی اور انصاف ہوتا رہے گا تب تک ہندوستان میں سرکشی کا ویسا ہی کم خطرہ ہے جیسا کہ سکاٹ لینڈ میں۔ ہم پوچھتے ہیں کہ کیا اندیشہ بغاوت اس بات سے کم ہو جائے گا۔ اگر باشندگان کے اسلحہ اتار لیے جائیں گے اور ان کے ساتھ سلوک بد کیا جاوے گا۔

اگر یہی صورت رہی تو ہندوستان کے لیے ایک زمانہ وہ ہوگا کہ اس کی جنگی حرارت بالکل سرد ہو جاوے گی اور یہاں کے لوگ اپنے ملک کے بچاؤ کے لیے اپنا کل حصہ دوسرے ملک والوں پر رکھیں گے۔ کیا یہ بات حکمرانوں کے فائدے کی ہے کہ محکوم اس طرح ضعیف کر دیے جائیں ---- یہ بزدلی کی مصلحت ہندوستانیوں کو جنگی علاقوں سے محروم کرنے کی ان کی ساری خوشی کو خاک میں ملا دیتی ہے ----"

نظام دکن کی فیاضی:

"نظام دکن نے جاتے وقت پونا میں قیام کیا تھا (دہلی جاتے وقت) ایک مندر کی تعمیر کے واسطے ڈیڑھ ہزار روپیہ مرحمت

Marfat.com

فرمایا۔ یہ امر بے تعصبی پر دال ہے"۔

(کوہِ نور ۱۳ جنوری ۱۸۷۷ء)

آزادیٔ صحافت کے لیے جدوجہد :

۱۸۷۸ء میں حکومت نے ورنیکلر پریس ایکٹ نافذ کیا اور صحافیوں نے اسے آزادیٔ صحافت پر حملہ تصور کیا۔ غم خوار ہند نے ۵ فروری ـــــ کی اشاعت میں اس سلسلے یوں لکھا :

"اینگلو انڈین پریس ایکٹ"

"اب پھر وقت آگیا ہے کہ ہم پریس ایکٹ کے پرانے دکھڑوں کا جھینکا روئیں لارڈ لٹن کی عنایت سے پہلا پریس ایکٹ جاری ہو کر غریب ہندوستانیوں کی آزادی کے دستبرد کا باعث ہوا تھا اور یہ سوال کہ آیا کون سے اسباب تھے جو اس کے اجرار کا باعث ہوئے۔ ایسا آسان ہے کہ اس کا جواب ایک طفل مکتب بھی دے سکتا ہے اس ایکٹ کے اجرا سے لارڈ لٹن کی علت غائی یہ اور فقط یہ تھی کہ ہندوستانیوں کے گلے پر آئے دن سکوت کی چھری چلائی جاوے۔ اور وہ چوں تک نہ کر سکیں"۔

اخبار "انجمن پنجاب" نے ۹ فروری ۱۸۷۷ء کی اشاعت میں "پھر وہی جوتا" کے زیر عنوان لکھا :

"واقعہ یہ ہے کہ یکم جنوری ۱۸۷۷ء کو دہلی میں وائسرائے نے دربار قیصری کیا تھا۔ اس سلسلہ میں جگہ جگہ لوکل افسروں نے دربار یا جلسے کیے چنانچہ مراد آباد میں بھی ایسا ہوا جب میر ظہور حسین وکیل ہائی کورٹ میں جانے لگے تو ان سے

Marfat.com

یہ کہا گیا کہ جوتا اتار کر جائیں۔ انہوں نے دریافت کیا کہ یہ کس کا حکم ہے۔ کئی مرحلے طے کرنے کے بعد انہیں معلوم ہوا کہ یہ حکم صاحب اسسٹنٹ کلکٹر بہادر کا ہے۔ چنانچہ میر صاحب نے ان سے دو بدو ہو کر کہا کہ "اگر ایسا حکم ہے تو ہم دربار میں شریک نہ ہوں گے۔ صاحب نے کہا کہ اچھا ہم آپ کو اجازت دیتے ہیں۔ پس میر صاحب جوتا پہن کر دربار میں شریک ہوئے۔" اس موقعہ پر اگر میر صاحب کو یہ خیال ہوتا کہ کون تجت کرے کہیں ہم کو دربار میں شریک ہونے سے ممانعت نہ ہو جائے تو ہرگز اس وقت یہ مرحلہ طے نہ ہوتا اور ذلت کے ساتھ میر صاحب کو جوتا اتارنا پڑتا۔"

کوہِ نور نے ۱۲ فروری ۱۸۷۷ء کو لاہور میں بارش ہونے کی اطلاع منظوم صورت میں یوں شائع کی:

"شکر ہے لاہور میں بھی ابر باراں ہو گیا
آج کل پنجاب بارش سے گلستاں ہو گیا
بلبلیں فرحت سے گاتی ہیں یہ مصرع بے بدل
غنچہ پژمردہ تھا اسے لو آج خنداں ہو گیا
ایسی بارش ہو گئی جو کھیتوں کو ہے مفید
زندگی کا ہے غریبو اب تو ساماں ہو گیا"

آریہ سماج کا قیام:

کوہ نور نے ۲۳ فروری ۱۸۷۷ء کو آریہ سماج کے قیام کی خبر مندرجہ ذیل الفاظ میں شائع کی:

Marfat.com

"کل صاحبان ہنود کے لیے آریہ سماج کے قائم ہونے کی خبر نہایت فرحت انگیز ہوئی۔ اس کی اصلی غرض یہ ہے کہ علم شریف بید کو اس کی اصلی حالت پر لانے کی کوشش کرے۔ اور اس مطلب کے حصول کے لیے مراتب مندرجہ ذیل میں لائے۔

اول ۔ ایک سماج ہر ایک احاطہ میں قائم ہوگی اور اس کے ماتحت بڑے بڑے شہروں میں کمیٹیاں قائم ہوں گی۔

دوم ۔ مدارس اس غرض سے کھولے جائیں گے کہ مردوں اور عورتوں کو بید کی تعلیم دی جائے۔

سوم ۔ کتابیں چھاپی جاویں گی۔

چہارم ۔ رسالہ جات اس غرض سے شائع کیے جائیں گے۔

پنجم ۔ فاضل پنڈت ملک کے مختلف مقامات پر اس غرض سے بھیجے جائیں گے کہ لوگوں میں شاستر کا اچھی طرح سے واعظ کریں۔"

بعض اخبارات دبے الفاظ میں حکومت کی پالیسیوں پر نکتہ چینی بھی کرتے مثلاً حکومت نے عیسائیت کے فروغ کے لیے ایک اقدام کیا تو ریفارمر نے مندرجہ ذیل تبصرہ کیا:

"گورنمنٹ کی یہ پالیسی نہیں ہے کہ کسی مخصوص مذہب کی حمایت یا اعانت کرے تو پھر کوئی وجہ نہیں ہے کہ گرجا گھروں کے لیے جو محض عیسائی مذہب کے وعظ کے لیے مقرر ہوتے ہیں ان کو اس ملک کے روپیہ سے تنخواہیں دی جائیں۔ یہ کارروائی گورنمنٹ کی انصاف پر مبنی نہیں ہے۔"

(ریفارمر ۳۰ جنوری ۱۸۸۲ء)

Marfat.com

سماجی صورت حال :

اس دور کے مختلف اخبارات کے مطالعہ سے اس دور کی جو معاشرتی تصویر سامنے آتی ہے اس کی چند جھلکیاں یہ ہیں :

"وزیر ہند سیالکوٹ نے ۲۸ اگست ۱۸۸۶ء کی اشاعت میں یہ خبر شائع کی ، "آج کل چوری چکاری کی یہاں گرم بازاری ہے چوروں کی پانچوں انگلیاں گھی میں ہیں میاں بہے کوتوال اب ڈر کا ہے کا معاملہ ہے ۔ کسی واردات کا سراغ نہیں لگتا ۔ آج رات سنا جاتا ہے کہ فلاں کا گھر چوروں نے لوٹ لیا ۔ دوسری رات سننے میں آتا ہے کہ فلاں ابن فلاں کے گھر چوروں نے جھاڑو پھیر دی ۔ ایسی صفائی کی کہ تنکا تک نہ رہا ۔"

انڈین نیشنل کانگرس :

لاہور کے پنجابی اخبار نے انڈین نیشنل کانگرس کے ایک اجلاس کی خبر اپنی ۲۹ دسمبر ۱۸۸۶ء کی اشاعت میں یوں درج کی :

"نیشنل کانگرس (کلکتہ ۲۷ دسمبر)

اس کانگرس کا پہلا اجلاس آج ٹاؤن ہال میں منعقد ہوا ۔ ہال میں لوگوں کا ہجوم بہت تھا ۔ ۲۸۵ وکلا اور انجمنوں وغیرہ کے ممبر آئے ہوئے تھے ۔ ڈاکٹر راجندرلعل مِتر چیئرمین منتخب ہوئے اور انجمنوں کے ممبروں کو کلکتہ میں تشریف آوری کی مبارکباد دی ۔

بابو کشن مکرجی نے تجویز کی کہ آنریبل دادا بھائی ناروجی

Marfat.com

کانگرس کے پریذیڈنٹ مقرر ہوں اور شیخ رضا حسین خان صاحب رئیس لکھنؤ نے ان کی تائید کی۔ بعد پریذیڈنٹ منتخب ہونے کے ناروجی نے ایک ایڈریس پڑھا اور بعد اس کے کہا کہ کانگرس کل پھر جمع ہوگی۔"

ہندو مسلم مسئلہ اور مسلمانوں کی پسماندگی :

ہندو زندگی کے ہر شعبہ میں مسلمانوں سے آگے تھے۔ صحافت کی دنیا میں انہی کا ڈنکا بج رہا تھا۔ رفیق ہند نے اپنی یکم جنوری ۱۸۸۷ء کی اشاعت میں اس صورت حال پر یوں تبصرہ کیا :

"اس وقت خدا کے فضل سے ہندو بھائیوں کے ہاتھ میں بہت سے انگریزی اخبارات ہیں جن کے ذریعے وہ گویا بالمشافہ گورنمنٹ کے سامنے اپنا عرض حال کر سکتے ہیں اور فوائد اٹھا سکتے ہیں۔ اسی طرح بہت سے معزز اردو اخبارات بھی ان کے ہاتھ میں ہیں اور مسلمان اس بارے میں گویا بالکل بے زبان ہیں۔ اس لیے اگر ان کے حالات کو بھی کسی ضروری موقع پر گورنمنٹ کے گوش گذار کیا گیا تو یہ نہ صرف گورنمنٹ کی خدمت ہے بلکہ ہندوستان کی بھی خدمت ہے کیونکہ ہمارے معترض صاحبان ہم سے بہتر جانتے ہیں کہ ہندوستان کی ترقی اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک ہندو مسلمان یکساں طور پر دوش بدوش ترقی کی گھوڑ دوڑ میں نہ دوڑ سکیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ فی الحال ہندو مسلمان کے اتفاق کی کوشش کرنا گویا چالاک گھوڑے اور ایک مریل گدھے کو اکٹھا جوتنا ہے۔ پس ہمارا خیال اس بارے میں یہ ہے کہ جب تک مسلمانوں کو

Marfat.com

بھی ترقی کے اس سٹیج پر نہ پہنچا دیا جائے جہاں تک کہ ہمارے ہندو بھائی پہنچ چکے ہیں تب تک ہرگز ہرگز ان دونوں قوموں کا اتفاق نہیں ہو سکتا۔"

"رنڈیوں پر ٹیکس:

الہ آباد کی رنڈیوں پر بھی ٹیکس کا لگنا سنا جاتا ہے۔ وہ حرام کی کمائی کہہ کر بری ہونا چاہتی ہیں مگر ہماری گورنمنٹ اس پیسہ کو حرام نہیں سمجھتی وہ کہتی ہے اگر حرام بھی ہو تو کچھ پرواہ نہیں کیونکہ حرام کا مال میٹھا ہوتا ہے۔

(ماہ دو ہفتہ ۲۴ جنوری ۱۸۸۷ء)

"امریکہ میں کوئی ایسا مصالحہ ایجاد کیا گیا ہے جس کے ذریعے سے انسان پرداز جانوروں کی طرح ہوا میں پرواز کر سکے گا۔ نئے پرنے دنیا کی مخلوق ہے یا کچھ ہنسی ٹھٹھا۔ ہم تو جب جانیں کہ کوئی افلاطون منش ایسا بھی نسخہ ایجاد کر سکے جس سے ہندوستان کا افلاس رفع ہو سکے۔"

(آفتاب پنجاب ۲۴ جنوری ۱۸۸۷ء)

"ہز آنر سر چارلس ایچی سن کے مبارک عہد میں جو لائبریری پنجاب پبلک لائبریری کے نام سے خاص لاہور میں قائم ہوئی ہے اور جس میں ہر قسم کی کتابیں بہم پہنچائی گئی ہیں اور جس کا اہتمام ایک لائق سیکرٹری مسٹر ٹی۔ سی لوئیس ایم۔ اے۔ پرنسپل گورنمنٹ کالج لاہور کے سپرد ہے اور اس کی مدد کے لیے ہر ایک میونسپل بورڈ اور ہر ایک ڈسٹرکٹ بورڈ اور ہر ایک راجہ اور مہاراجہ اور نواب اور خان بہادر

Marfat.com

اور رائے بہادر اور دولت مند متوجہ ہو تو اس لائبریری کو

استحکام حاصل ہو۔"

(وکٹوریہ پیپر ۲۵ فروری ۱۸۸۷ء)

بھیرہ (ضلع سرگودھا) کے اخبار "دوست ہند" نے اپنی ۲۵ اگست ۱۸۸۷ء کی اشاعت

میں صحافت کی صورت حال کے بارے میں یوں اظہار کیا:

"اب کی برسات میں ایک اور اخبار لاہور سے پیدا ہوا ہے

جس نے اپنے ایک حصہ کا نام شریر رکھا ہے۔ اس کا مالٹو

یہ ہے جو ٹائیٹل کی نسبت بھی لطیف ہے۔

ہم شریر اپنی شرارت سے باز نہیں آئے غیر کے سر پہ

ہیں جادو کی طرح چڑھ چلتے۔ ہمارے ملک کی ایسی دلفریب

پیداوار کو دیکھ کر بھی کسی اور تفتیش کی ضرورت ہے کہ پنجاب

کی اخبار نویسی میں کیسے کیسے شریف جمع ہیں۔ ممالک غیر

میں اگر اخبار نویسی وزیروں اور مدیروں کو قائم مقام ہے

تو پنجاب کو اس نئے ایجاد کا فخر ہے کہ اس ملک میں اخبار

بچوں کو بہلانے کے لیے فرہنگ کا کام دے رہے ہیں۔"

آفتاب عالمتاب نے اپنی اسی تاریخ (۲۵ اگست ۱۸۸۷ء) کی اشاعت میں حکومت

پنجاب کی طرف سے ایک اردو مترجم کی تقرری کی خبر پر تبصرہ کیا۔

"ہر ایک اردو اخبار کی عزت اب تک گورنمنٹ عادل کے

ہاں ہونے لگی ہے۔ گورنمنٹ نے بے شک یہ بہت ہی عمدہ

کیا کہ ایک اردو خواں منشی ۵۰ روپیہ ماہوار کا واسطے سنانے

اردو اخبارات کے ملازم رکھا۔ اب اس منشی کا فرض ہے کہ

ہر ایک خبر جس پر نوٹس کیا جاوے گورنمنٹ کے کان مبارک

تک پہنچا دے۔ اس خبر کے سننے سے سب ہی اردو اخبارات

Marfat.com

خوش ہوں گے۔ ہم تو اس خبر کے سننے سے کمال اور ہمارا
بال بال خوش ہے کہ کسی نہ کسی تحریک کا نتیجہ نکل ہی رہا
کرے گا۔"

پنجاب یونیورسٹی:

اس میں کیا شک ہے کہ ہماری یونیورسٹی کا انتظام بھی نرالا
ہے۔ چنانچہ ایف۔ اے کے لیے جو انگلش کورس مقرر ہیں
حالاں کہ امتحان نزدیک آگیا ہے مگر طلبا کو ابھی تک نہیں
مل سکے۔ "پوئٹری فار دی ینگ" تو بصد مشکل طلبا کے
ہاتھ لگی۔ مگر اس قدر نہیں کہ کل طلبا کو متکفی ہو سکیں۔

لائف کا تو ابھی تک پتہ نہیں ملا۔ بک ڈپو والے
کہتے ہیں کہ انڈیا میں یہ کتاب نہیں ہے۔ حیرانی کی بات ہے
کہ ایسی کتاب جس کا ہندوستان میں ملنا مشکل ہے کیوں مقرر
کی جاتی ہے۔ طلبا کیا پڑھیں گے اور کیا امتحان دیں گے
پنجاب یونیورسٹی نے باوجود اس انتظام کے جو فیس ایک
دم بڑھا دی ہے وہ اور بھی طلبا کی ترقی میں رکاوٹ
پیش آتی ہے۔ سوائے افسوس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

(امپیریل پیپر لاہور ۲۷ اگست ۱۸۸۷ء)

دیسی ریاستیں:

ملتان کے اخبار دانش ہند نے اپنی ۴ ستمبر ۱۸۸۷ء کی اشاعت میں ان تحائف
کی تفصیل درج کی جو بعض والیان ریاست نے انگریز حاکموں کی خوشنودی حاصل کرنے
کے لیے ملکہ برطانیہ کو پیش کیے تھے:

Marfat.com

"جناب ملکہ قیصر ہند کو جوبلی میں ہندوستانی رؤسا نے یہ چیزیں نذر کیں جو نہایت نفیس اور بیش قیمت تھیں۔ مہاراجہ صاحب بہادر ھلکر نے موتیوں کا مالا۔ راؤ کچھ نے چاندی کا دودھ دان، اس کے سرپوش پر موتی جڑے ہوئے تھے۔ مہاراجہ کوچ بہادر نے سونے اور ہاتھی دانت کا خاصدان اور یاقوت کا بروچ (بلوز) جو عورتیں چھاتی پر لگاتی ہیں اس کے گرد موتی جڑے ہوئے۔ ٹھاکر گوندل نے چاندی کا گلدان۔ نواب ظفر جنگ بہادر نے طلائی پیالہ، طشتری بدری کے کام کی۔ نواب آسمان جاہ بہادر نے طلائی کشتی۔ مہاراجہ بھرت پور نے طلائی زیورات کا صندوقچہ بھیجا۔"

حاصل بحث:

۱۸۵۷ء سے ۱۹۰۰ء تک کی اردو صحافت میں کئی تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ اس عرصے میں اخبارات کی تعداد میں اضافہ ہوا۔ صوبہ کے متعدد شہروں سے جرائد جاری ہوتے۔ طب، قانون، مذہب، منطق، تعلیم ایسے موضوعات پر خصوصی رسائل شائع ہونے لگے ۱۸۵۷ء کے فوراً بعد کی صحافت عوام کی ترجمان نہیں تھی۔ اخبارات حکومت کی خوشامد اور تعریف میں ——— ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی کوششوں میں مصروف رہتے تھے۔ خبریں غیر سیاسی ہوتی تھیں اور زیادہ تر معاصرین سے نقل کی جاتی تھیں۔ ان کے مندرجات سرکاری اعلانات انگریز افسروں کی سرگرمیوں کی تفصیلات اور ادبیات وغیرہ پر مشتمل ہوتے تھے۔ انیسویں صدی کے آخری بیس سالوں میں بعض ایسے اخبارات بھی جاری ہوئے جو حکومت کی بعض پالیسیوں پر نکتہ چینی کرتے تھے۔ انتظامیہ کے بعض اقدامات

Marfat.com

کو ہدفِ تنقید بناتے تھے۔ معاصرانہ چشمک زوروں پر رہی۔ بعض اخبارات ایک دوسرے کی مخالفت میں زور صرف کردیتے تھے ایک دوسرے کی واقعاتی اور لسانی غلطیوں کی نشاندہی کی جاتی تھی۔

اس دور میں اخبارات و جرائد کی اشاعتوں میں بھی کچھ اضافہ ہوا۔ ۱۸۵۷ء سے پہلے سب سے کامیاب اخبار کی اشاعت اڑھائی تین سو سے زیادہ نہیں ہوتی تھی۔ مگر انیسویں صدی کے آخر میں چند اخبارات کی اشاعت اڑھائی تین ہزار تک پہنچ گئی اس دور میں متین صحافت کے دوش بدوش مزاحیہ صحافت بھی پروان چڑھی۔ بعض اخبارات کے تمام تر مندرجات مزاحیہ اور طنزیہ ہوتے تھے۔ انیسویں صدی کے آخر میں روزانہ صحافت کا غلبہ ہوگیا اور یہ کاروباری بنیادوں پر استوار ہوئی۔ اخبار عام اور پیسہ اخبار نے اردو صحافت کو ادب سے الگ کرنے اور صحافت میں "خبریت" اور "واقعیت" نمایاں کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ اردو اخبار نویسی کی زبان کو اخباری زبان بنانے کی سعی کی۔ بعض اخبارات خصوصاً ہندوؤں کے اخبارات کی زبان معیاری نہیں ہوتی تھی۔ اخبار عام جیسے اخبار کی زبان بھی اچھی زبان تصور نہیں ہوتی تھی۔

حکومت اور اس کے اعمال کے نزدیک اردو اخبارات کمتر تصور ہوتے تھے۔ مقامی زبانوں کے تمام اخبارات کو "ورنیکلر پریس" کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ جو افراد اخبارات جاری کرتے تھے بیشتر صورتوں میں وہی مدیر ہوتے تھے۔ ان اخباروں میں زیادہ تر کتابوں اور ادویہ کے اشتہارات شائع ہوتے تھے۔ اخبار، رسائل اور جرائد چھوٹے سائز پر چھپتے تھے۔ کتابت باریک ہوتی تھی۔ خبریں علیحدہ طور پر اور الگ الگ سرخیوں کے تحت شائع کرنے کی بجائے سرخیوں کے بغیر اوپر سے نیچے تک مسلسل درج کی جاتی تھیں۔ اس زمانہ میں اخبارات ڈاک کے ذریعے تقسیم ہوتے تھے۔ آج کل کی طرح ہاکروں کے ذریعے فروخت کا رواج نہیں تھا۔

اس دور میں جو اخبارات و جرائد جاری ہوئے ان میں سے زیادہ غیر مسلموں کی ملکیت تھے۔ پنجاب میں زیادہ تعداد ہندو مالکان کی تھی۔ مسلم مالکان دوسرے نمبر پر تھے۔ ساں

Marfat.com

برصغیر پاکستان و ہند میں مسلمان صحافت میں غیر مسلموں خصوصاً ہندوؤں سے بہت پیچھے تھے۔ ایس نٹراجن نے اس دور میں مسلم اخبارات کے ضمن میں لکھا ہے کہ:

"ملک میں مسلمانوں کے اخبارات بہت تھوڑے تھے۔ آثار و قرائن یہ تھے کہ غیر ملکی حملہ کی صورت میں ہندوستان متحد ہو کر انگریزوں کی پشت پر ہوگا اور یہ کہ کوئی مسلمان حملہ آور یورپی امداد کے ساتھ مذہبی جنگ کا نعرہ بلند کرے اور مسلمانوں کی رائے خلاف ہو جائے۔"

Marfat.com

حوالہ جات

1. N. Gerald Barrier, *The Punjab Press 1880-1905* (East Lansing: Asian Studies Center Michigan State University (n.d.)

2. *Ibid.*

3. S. Natrajan, *A. History of the Press in India* (Bombay: Asia Publishing House, 1962), 103.

۴۔ رسالہ انجمن پنجاب۔ اگست ۱۸۶۸ء، ص ۲۰۱

۵۔ ایضاً، ستمبر ۱۸۶۷ء

۶۔ ایضاً، اکتوبر ۱۸۶۷ء

۷۔ آغا محمد باقر، مقالات محمد حسین آزاد (لاہور: مجلس ترقی ادب)، ص ۲۶۱

۸۔ ایضاً، ص ۲۹۴

۹۔ ایضاً، ص ۳۶۵

۱۰۔ رسالہ انجمن پنجاب مئی ۱۸۶۹ء

۱۱۔ گارساں دتاسی، مقالات گارساں دتاسی (کراچی: انجمن ترقی اردو، ۱۹۶۰ء)، ۳۴۹۔

۱۳۔ امداد صابری، تاریخ صحافت اردو (کلکتہ: حسن زمان) (س۔ن)، ۱۱، ۳۲۷۔

Marfat.com

13. N. Gerald Barrier, *The Punjab Press 1880-1905* (East Lansing: The Asian Studies Center Michigan State University (n.d.), 152.

14. *Ibid.*

۱۵ - امداد صابری، تاریخ صحافت اردو (جلد سوم) مولانا شاہ اسرار الحق صاحب کوچہ راجستھان بھارت ۱۹۶۳ء، ص ۳۵۷، ۳۵۸ -

16. N. Gerald Barrier, *The Punjab Press, 1880-1905* (East Lansing, Asian Studies Center Michigan State University (n.d.) 14

17. S.M.A. Feroze, *The Press in Pakistan* (Lahore: National Publication 1957), 62

18. Bool Chand,"Urdu Journalism in the Punjab", *Journal of the Punjab University Historical Society,* I, II (April 1933)

19. S.M.A. Feroze, *The Press in Pakistan* (Lahore: National Publications 1957)

20. M. Gerald Barrier, The Punjab Press 1880-1905 (East Lansing: The Asian Studies Center Michigan State University (n.d.)

21. Bool Chand " Urdu Journalsim in the Punjab", *Journal of the Punjab University Historical Society,* I, II, (April 1983)

۲۲ - امداد صابری، تاریخ صحافت اردو (جلد سوم) مولانا اسرار الحق صاحب، کوچہ راجستھان (بھارت) ۱۹۶۳ء، ص ۵۰۶

۲۳ - ایضاً، ص ۵۲۰-۵۲۱ -

24. N. Gerald Barrier, *The Punjab Press 1880-1905* (East Asian Studies Center Michigan State University (n.d.).

25. ***Ibid*, p. 166-167**

Marfat.com

26. Bool Chand, "Urdu Journalism in the Punjab," *Journal of the University Historical Society*, I, II (April 1983)

27. S. Natrajan, *A History of the Press in India* (Bombay: Asia Publishing House, (1962), 178

28. N. Gerald Barrier, *The Punjab Press 1880-1905*, (East Lansing: The Asian Studies Center Michigan State University (n.d.)

29. S. Natrajan, *A History of the Press in India* (Bombay: Asia Publishing House, 1962) 178.

Marfat.com

Marfat.com

باب چہارم

پنجاب میں اُردو اخبار نویسی

۱۹۰۱ء تا ۱۹۱۴ء

Marfat.com

Marfat.com

مخزن

"مخزن" پاکستان و بھارتی پنجاب میں اردو ادب کی اشاعت کا پہلا نقیب تھا۔ یہ رسالہ نہیں ایک ایسا ادبی عہد تھا جو بیسویں صدی سے شروع ہوا۔ یہ زمانہ اردو کے لیے بڑا ہی نامبارک تھا۔ انگریزی فاتح اور حکمران قوم کی زبان تھی۔ اس لیے ہر صغیر میں اس کا بول بالا تھا۔ اردو پر ایک ستم یہ ٹوٹا کہ اپنوں نے بھی اس سے آنکھیں پھیر لیں۔ صوبہ جات متحدہ میں پنڈت مدن موہن مالوی نے اس کی مخالفت شروع کر دی۔ جس سے فائدہ اٹھا کر وہاں کے انگریز گورنر نے اردو کی جگہ ہندی کو دینی چاہی۔ اردو کے خیرخواہوں نے یہ صورت دیکھی تو اسے بچانے کی کوششیں شروع کر دیں۔ چنانچہ لکھنو کے جناب محسن الملک کی صدارت میں ایک تاریخی جلسہ ہوا، جس میں پنجاب سے شیخ عبدالقادر، میر نیرنگ اور میرزا اعجاز حسین نے شرکت کی۔ حکومت اول الذکر سیاسی وجوہ کی بنا پر ان کی حرکات و سکنات پر کڑی نگاہ رکھی۔ ان حالات نے سر عبدالقادر کے احساس کو جھنجھوڑا۔ چنانچہ انہوں نے اردو کے مسیحا بن کر میدان عمل میں آنے کا فیصلہ کیا۔ وہ خود لکھتے ہیں:

"ہم نے ارادہ کیا، کہ ایک ایسا رسالہ جاری کیا جائے
جو مذہبی اور سیاسی بحثوں سے، جو عموماً جھگڑے کا

Marfat.com

باعث بنتی ہیں ۔ ۔ ۔ الگ رہ کر صرف ادبی خدمات
تک اپنی مساعی محدود رکھے "۔[۱]

اجلاس لکھنؤ میں شرکت کے بعد سر عبدالقادر لاہور آئے تو انہوں نے علامہ اقبال
کیا۔

"مخزن" کا پہلا شمارہ اپریل ۱۹۰۱ء میں منظر عام پر آیا۔

وجہ تسمیہ:

"مخزن" کی وجہ تسمیہ اس کے بانی نے خود ہی بیان فرما دی ہے۔ لکھتے ہیں:

"بہت سے ناموں کو سوچنے کے بعد اس کے حق میں فیصلہ
اس خیال سے کیا کہ یہ لفظ جامع تھا اور مختصر انگریزی ڈکشنری
سے مجھے یہ پتہ چلا، کہ میگزین جو انگریزی رسالوں کے
لیے مستعمل ہے، وہ دراصل عربی لفظ "مخزن" سے
مشتق ہے۔ اس لیے اردو رسالے کے لیے موزوں
معلوم ہوا۔ بعد ازاں قبول عام نے اپنی مہر اس
پر لگا دی۔ "[۲]

اس کی پیشانی پر یہ الفاظ درج ہوتے تھے:

"اردو علم و ادب کی دلچسپیوں کا ایک ماہوار مجموعہ"۔

سراپا:

"مخزن" کی ضخامت مع سرورق ۶۴ صفحات اور تقطیع ۱۸ × ۲۲ تھی۔
مختلف اوقات میں مختلف قسم کا کاغذ استعمال ہوتا تھا۔ بعض اوقات ایک ہی پرچہ
میں دو دو تین تین رنگ کا کاغذ لگتا تھا۔ شروع میں سالانہ چندہ ۳ روپے اور قیمت فی پرچہ

Marfat.com

چار آنے تھی۔ وقتاً فوقتاً اس میں کمی بیشی ہوتی رہی۔ آغاز میں اشتہارات کم ہوتے تھے۔ آہستہ آہستہ "مخزن" کے آٹھ دس صفحات اشتہاروں کے لیے وقف ہو گئے۔ طباعت اور کتابت عمدہ تھی۔ سادہ سرورق پر برصغیر کا نقشہ ہوتا تھا جس میں ان شہروں کے نام لکھے ہوتے تھے جن میں "مخزن" پڑھا جاتا تھا۔

دوسرے متمدن ممالک کے اخباروں اور رسالوں کی تاریخ تو یہ بتاتی ہے کہ ان کا صدیوں زندہ رہنا ممکن ہے۔ مگر ہمارے ہاں تجربہ الٹ ہے۔ یہاں کسی اخبار یا رسالہ کو دس پندرہ سال تک کامیابی کے ساتھ زندہ رکھنا بھی ایک کارنامہ شمار ہوتا ہے۔ "مخزن" نے مجموعی طور پر ۲۵ برس کے قریب عمر پائی۔ لیکن مر مر کر جیتا رہا۔ ۱۹۰۴ء میں سر عبدالقادر بیرسٹری کے لیے انگلستان چلے گئے اور "مخزن" کو شیخ محمد اکرم کے سپرد کر گئے۔ ۱۹۰۷ء میں واپس آکر دہلی میں وکالت شروع کی، تو مخزن کو بھی اپنے ساتھ وہاں لے گئے۔ تاکہ وہ ملک کے اہم شہر اور علم و ادب کے مرکز میں بہتر طور پر نشوونما پا سکے۔ دلی میں انہوں نے "مخزن" کا اپنا پریس بھی قائم کیا جس میں کتابیں بھی شائع ہوتی تھیں۔ میر حسن کی "سحرالبیان" سر عبدالقادر نے اسی پریس سے شائع کی تھی۔۔۔ لیکن "مخزن" کو دلی کی آب و ہوا راس نہ آئی۔ ۱۹۰۹ء میں شیخ صاحب لاہور آ گئے۔ مئی ۱۹۱۰ء میں "مخزن" نے بھی ان کی تقلید کی۔ اسی سال شیخ صاحب کو سرکاری وکیل کا منصب مل جانے کی وجہ سے لائل پور جانا پڑا۔ آٹھ سال تک وکالت کے فرائض سرانجام دینے کے بعد وہ سیاست اور وزارت کی وادیوں میں دور تک نکل گئے۔ اپنی گوناگوں مصروفیت کے باعث وہ "مخزن" پر توجہ نہیں دے سکتے تھے لیکن اسے کسی اور کے سپرد بھی نہیں کرنا چاہتے تھے۔ اس کی وجہ انہوں نے یہ بیان فرمائی کہ "مرکبے کی عنانش بدست دیگر باشد سواری را نشاید"، چنانچہ انہوں نے مولوی غلام رسول کے ہاتھ مخزن بیچ دیا۔ ۱۹۱۷ء میں وہ بھی وفات پا گئے، تو ان کے بھائی مولوی ظہور الدین اسے چلاتے رہے، مگر اس دور میں "مخزن" کی اشاعت میں بے قاعدگی آ گئی۔ ۱۹۱۹ء میں وہ قریباً چھ ماہ بند رہا اور ۱۹۲۱ء میں اس نے بالکل دم توڑ دیا۔ ۱۹۲۷ء میں

Marfat.com

حضرت حفیظ جالندھری نے اس کا احیار کیا، لیکن دو تین سال بعد اسے بند کر دینا پڑا۔ ۱۹۴۹ء میں حامد علی خان نے اسے پھر زندہ کیا لیکن ۱۹۵۱ء میں وہ پھر ناقدری زمانہ کی نذر ہو گیا اس دور میں "مخزن" "مطبوعات" "نوائے وقت" کے زیر اہتمام نکلتا تھا۔

مدیر:

اگرچہ ۱۹۱۰ء میں سر عبدالقادر کا مخزن سے تعلق عملی طور پر منقطع ہو گیا تھا مگر ان کا نام آخری دم تک آنریری ایڈیٹر کے طور پر "مخزن" کے سرورق کی زینت بنتا رہا۔ ۱۹۱۰ء میں ادارت غلام محمد طور اور ان کے بعد میر نثار علی شہرت نے سنبھالی۔ ۱۹۴۱ء میں مولانا تاجور، نجیب آبادی مدیر بنے۔ ان کے بعد بیدل شاہ جہان پوری اور ان کے بعد ایک ہندو انسپکٹر آف سکولز بھی یہ کام انجام دیتے رہے۔ پھر حفیظ جالندھری یہ فرض ادا کرتے رہے۔ ۱۹۴۹ء میں اسے زندہ بھی حامد علی خان صاحب نے کیا تھا اور مدیر بھی وہی تھے۔

مقاصد:

مختصر الفاظ میں مخزن کے اجرار کے مقاصد یہ تھے۔ اردو علم و ادب کو ترقی دینا، زبان کی اصلاح کرنا اور اس میں نئے الفاظ و خیالات داخل کر کے اسے وسعت دینا، قومی ذہن کو نئے سانچے میں ڈھالنا اور مشرقی تمدن کو زندہ کرنا۔

معاصرین:

"مخزن" سے پہلے اردو میں خالص علمی و ادبی رسائل کم نکلتے تھے، البتہ چھوٹے چھوٹے گلدستے شائع ہوتے تھے، جو گھٹیا قسم کا ادب پیش کرتے تھے، اور جن میں صرف طرحی غزلیں شائع ہوتی تھیں۔ "مخزن" کے اجرار کے وقت لاہور میں "پیسہ اخبار" "انتخاب لاجواب"، "تہذیب نسواں"، "بچوں کا اخبار"، "وطن"، اور "کوہ نور" وغیرہ اپنی بساط کے مطابق صحافتی فرائض انجام دے رہے تھے۔ لکھنؤ میں

Marfat.com

"اودھ پنچ" سیاسی وادبی تنقیدوں کی شکل میں قہقہے بکھیر رہا تھا۔ دہلی میں "صلائے عام" "اخبار مشرق" اور "اخبار النساء" وغیرہ بہار دکھا رہے تھے۔ غرض ملک کے گوشے گوشے میں اخبارات ورسائل موجود تھے۔

پنجاب میں اس وقت لوگوں کا علم وادب کی طرف میلان نسبتاً کم تھا، لیکن یہ فضا بعض اعتبارات سے "مخزن" کے لیے سازگار تھی۔ یہاں علم وادب کے میدان میں کوئی زبان اردو کی حریف نہ تھی۔ پھر یہاں "دہلویت" اور "لکھنویت" کا جھگڑا نہیں تھا۔ ویسے بھی دلی کا سہاگ اجڑ چکا تھا۔ لکھنؤ کی محفلیں داستانِ کہن بن چکی تھیں اس لیے "مخزن" اور اردو کو یہاں کی آب وہوا بہت راس آئی اور وہ خوب چمکا۔ اگرچہ بعد میں "زمیندار"، "الہلال" اور "ہمدرد" کی آوازیں کافی نمایاں ہوگئیں۔ لیکن ان کا دائرہ کار اور مقصد مختلف تھا۔

"ادیب ساز" اور "شاعر گر"

آج کل صحافی کے فرائض بہت بدل چکے ہیں۔ اب اس کے لیے صرف صحافت میں ماہر ہونا کافی ہے لیکن نصف صدی پہلے صورت حال مختلف تھی۔ اس زمانے میں کسی ادبی رسالے کا مدیر، ادیب، شاعر، نقاد، مبصر بلکہ اس سے بھی کچھ بڑھ کر ہوتا تھا۔ شیخ صاحب[1] کا کام بہت کٹھن تھا۔ ہر ایک نمبر کے لیے ایک دو مقالے لکھنا، مختلف و متنوع مضامین جمع کرنا، ان کے انتخاب میں ذوق صحیح سے کام لینا، ان میں مناسب اصلاح و ترمیم اور حک واضافہ کرنا، متعدد رسالوں اور کتابوں پر تبصرہ کرنا، غرض گوناگوں معروفیتیں تھیں مگر شیخ صاحب نے محنت وہمت سے "مخزن" کو اسم بامسمی بنا دیا۔ شیخ صاحب نے جو خاکہ تیار کیا تھا اس میں رنگ بھر کے دکھایا۔ "مخزن" کا ظاہری اور معنوی حسن روز بروز نکھرتا چلا گیا۔ ادیب اور شاعر اس کی طرف کھنچے چلے آنے لگے۔

مخزن ایک "دبستان" اور "ادیب ساز" "شاعر گر" ادارہ تھا۔ اس نے

Marfat.com

جن بڑے بڑے ادبا و شعرا کو عوام سے روشناس کرایا ان میں علامہ اقبالؒ، اکبر الہ آبادی ظفر علی خان، سجاد حیدر، راشد الخیری، نیرنگ، نادر کاکوروی، داغ، آغا حشر، آغا شاعر قزلباش، مرزا محمد ہادی اور عزیز لکھنوی کے نام قابل ذکر ہیں۔ مولانا عبدالماجد دریا آبادی نے "مخزن" سے مستفید ہونے کا اعتراف ان الفاظ میں کیا ہے:

"شروع شروع میں اردو جن چند پرچوں سے سیکھی تھی
ان میں بھی سر فہرست یہی "مخزن" (مرحوم سلمہ اللہ
تعالیٰ) تھا"

مذکورہ اہل قلم کے علاوہ "مخزن" کے قلمی معاونوں میں حسب ذیل اکابر ادب بھی شامل تھے۔ مولانا شبلی، مولانا حالی، مولانا ذکا اللہ، وحیدالدین سلیم، ابوالکلام آزاد، تلوک چند محروم، پنڈت برج موہن دتا تریا کیفی، سید احمد مولف فرہنگِ آصفیہ، دیا نرائن نگم، محمود شیرانی، حفیظ جالندھری، خوشی محمد ناظر، طالب بنارسی، سرور جہاں آبادی، لالہ سری رام، نیاز فتح پوری، مولانا عبدالمجید سالک، سید امتیاز علی تاج اور ایم اسلم یہ تمام فن کار محتاج تعارف نہیں۔ جس رسالے کو ایسے فنکاروں کا قلمی تعاون حاصل ہوا۔ اس کی عظمت و رفعت کا اندازہ آسانی سے کیا جا سکتا ہے۔ "مخزن" کے پہلے شمارے میں اس دور کے سب سے بڑے شاعر علامہ اقبالؒ اور سب سے بڑے نثار ابوالکلام آزاد کی شاعری اور نثری نگارشات شائع ہوئی تھیں۔ میر نیرنگ نے کہا تھا:

ایک رسالہ ہی نہیں مخزن یہ اک تحریک ہے
آج ہیں جس کے نتائج ہر طرف جلوہ فگن

سینکڑوں اعلیٰ رسالے جس سے پیدا ہو گئے
سینکڑوں اہل قلم اور سینکڑوں نقاد فن!

Marfat.com

وسعت :

"مخزن" میں مقامیت اور محدودیت نہیں تھی۔ اس کا دامن بے حد وسیع تھا۔ پھر اس کی یہ وسعت بھی پہلو دار تھی۔ اس کے مضمون نگار اور شاعر لینا در سے مدراس اور کراچی سے الہ آباد تک پھیلے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ انگلستان، امریکہ، عرب، مصر اور افریقہ میں بھی اس کے مضمون نگار موجود تھے۔ پھر اس کی آغوش میں بیک وقت تمام اصناف ادب پرورش پا رہی تھیں۔ کہیں نثر نگاری کے مختلف اسالیب ڈھل رہے تھے۔ تو شاعری کے لیے نئے رجحانات جوان ہو رہے تھے، اس کے بعض ادیب خاموش سوچ وبچار کے عادی تھے، ان کی تحریروں میں جذباتی سکون اور ادبی طہارت موجود تھی۔ بعض جمالیات پسند فن کاروں کی نگارشات حسن لطافت سے لبریز تھیں۔ بعض مسکراہٹیں بکھیرتے تھے اور بعض آنسو، علاوہ ازیں انگریزی، عربی، فارسی، ترکی اور ہندی کے تراجم بھی شائع ہوتے تھے۔ غرض مخزن ایک بحر بے کراں تھا۔ وہ اردو علم وادب کو فروغ دینے اور قومی ذہن کو نئے سانچے میں ڈھالنے کا عزم لے کر اٹھا تھا۔ اس مقصد کی تکمیل کے لیے وہ ہر طرف نظر دوڑاتا اور جہاں کہیں کوئی کام کی چیز نظر آتی وہ اسے حاصل کر کے اپنے قارئین کے سامنے پیش کرتا تھا۔ اس کے ہر مضمون کا رنگ جداگانہ ہوتا تھا اور تمام مضامین کے متنوع رنگوں سے جو مرقع تیار ہوتا، وہ ایک امتیازی نشان رکھتا تھا۔ اس میں نہ زیادہ عمق تھا اور نہ زیادہ عامیانہ پن۔ اس کے لہجے میں ملائمت اور دھیما پن تھا۔ وہ "الندوہ" کی طرح آزادی پسندی اور حریت کیشی کا نعرہ نہیں لگاتا تھا۔ حسرت موہانی کے رسالہ "اردوئے معلی" کی طرح بیک وقت انقلابی سیاست اور کلاسیکی ادب کا علمبردار نہیں تھا۔ "الہلال" کی مانند اپنے الفاظ کو الوہیت اور عربیت کا جامہ اوڑھا کر خاصے کی چیز نہیں بناتا تھا وہ "ہمدرد" کی مانند اپنے مفہوم کو شعلے کی لپک اور لہو کی دھار بنا کر پیش نہیں کرتا تھا۔ اور اودھ پنچ کی طرح مذاق ہی مذاق میں کسی کی پگڑی نہیں اچھالتا تھا۔ اور زندگی کو

Marfat.com

قہقہوں سے نہیں اڑاتا تھا۔ اس نے زندگی آمیز اور زندگی نواز ادب پیش کیا۔ اور وہ جلد ہی ادب وصحافت کا ایک درخشندہ مینار اور اردو کے تمام رسائل کا امام بن گیا ایک زمانے میں اس کی اشاعت چھ ہزار تک پہنچ گئی تھی۔ اس سے پہلے یہ قبولیت کسی ماہوار رسالے کو حاصل نہیں ہوئی تھی۔

زمیندار نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا تھا:

"ادبی رسالوں میں جو شہرت وقبولیت "مخزن" کو ہمیشہ حاصل رہی وہ کسی دوسرے کو میسر نہ ہوئی اور ان میں سے کوئی بھی ناقدر شناسی عالم کا مقابلہ مخزن کی طرح نہ کر سکا۔"

"مخزن" کی خدمات کا اعتراف حکومت وقت نے بھی کیا تھا۔ ۱۹۰۹ء میں جے۔ سی۔ گاڈرے، ڈائریکٹر تعلیم پنجاب نے بحیثیت سیکرٹری صیغہ تعلیم، سر عبدالقادر کو یہ خط لکھا۔ "مجھے ہدایت کی گئی ہے کہ آپ کو اطلاع دوں کہ ہز آنر نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر نے منظور فرمایا ہے کہ دو سو روپے کا یہ چیک آپ کو بھیجا جائے بلحاظ ان خدمات کے جو آپ نے اردو علم وادب کے لیے کی ہیں۔"

علمی وادبی خدمات:

کسی چیز کی اصلیت سمجھنے کے لیے زمانے کے مزاج کا مطالعہ ضروری ہوتا ہے۔ مخزن "ایک علمی وادبی" رسالہ تھا۔ اس کی خدمات کا اندازہ لگانے کے لیے ضروری ہے کہ اس دور کے ادبی رجحانات کا مطالعہ کیا جائے۔ انیسویں صدی میں برصغیر میں جو بیتی وہ ایک طویل داستان ہے۔ ۱۸۵۷ء کا ہنگامہ رونما ہوا۔ تو لال قلعے میں

Marfat.com

ٹمٹماتا ہوا دیا بھی بجھ گیا اور یہاں کی تہذیب، معاشرت، تمدن، غرض مکمل زندگی ایک نئے سانچے میں ڈھلنے لگی۔ انگریزی اثر و اقتدار اور علم و ادب کے زیر اثر نئی راہیں روشن ہوتی چلی گئیں۔ اس انقلابی عمل نے اردو ادب کو بھی متاثر کیا۔ اور اس میں انگریزی کے نئے نئے الفاظ کے ساتھ ساتھ نئے تصورات و نظریات بھی آنے لگے۔ اس انقلاب پرور دور نے ہمارے اہل قلم کی آنکھیں بھی کھولیں اور ان میں زمانہ کے ساتھ چلنے کی امنگ پیدا ہوئی۔ سب سے پہلے سرسید نے "سائنٹفک سوسائٹی" اور "تہذیب الاخلاق" کے ذریعے فکر و خیال کی نئی طرح ڈالی۔ چنانچہ اس دور میں جو ادب پیدا ہوا اس میں زندگی اور شگفتگی ہے۔ اس میں فرد کی بجائے اجتماع سے خطاب ہے۔ جس کی بنا پر وہ انسانیت اور اجتماع کے کامل شعور زندگی کی ترجمانی کرتا ہے۔ لیکن سرسید کی تحریک نے جو ذہن تیار کیا اس میں عقیدت، رومانیت کے لیے کوئی جگہ نہیں تھی۔ اس لیے مجموعی طور پر اس تحریک سے ایسی عقلیت ابھری جس میں انسان کا جذباتی نفس گم ہو کر رہ جاتا ہے۔ زمانہ نے اس تحریک کا ایک جواب تو اکبر الہ آبادی کے روپ اور "اودھ پنچ" کی شکل میں دیا اور دوسرا اس رومانی ادب کی تحریک کی صورت" میں جو رفتہ رفتہ ترقی پذیر ہوتی گئی۔ اس تحریک کا آغاز بیسویں صدی کے ساتھ ہوا۔ اور یہ مخزن کی گود میں پرورش پا کر جوان ہوئی۔ اس تحریک نے جو ادب پیدا کیا۔ اس میں لطافت، ادبیت و رومانیت بھی ہے اور شدید جذباتیت بھی۔ یعنی "دو دھارے تھے جن میں ایک خالص ادبی اور دوسرا ادبی و فکری تھا" ان دونوں دھاروں کا سنگم مخزن تھا مخزن بند ہوا تو یہ دھارے بھی خشک ہو گئے۔

اس کے علاوہ ملک میں دو رو ئیں اور بہہ رہی تھیں جن میں سے ایک کا رخ ماضی کی طرف تھا اور دوسری کا مستقبل کی طرف۔ یہ دونوں بھی مخزن میں آکر ایک ہو جاتی ہیں۔ مخزن نے مستقبل کی راہیں بھی سنواریں مگر ماضی کے خلاف بھی بغاوت نہیں کی۔ گویا وہ قدیم و جدید، خالص ادبی اور ادبی و فکری اقدار کا ایک حسین امتزاج تھا اس نے جو ادب پیش کیا اس میں ماضی کا عکس، حال کی روح اور مستقبل کی جھلک ہے۔

Marfat.com

سر سید احمد خان سے جو لوگ براہ راست متاثر ہوئے تھے ان میں مولانا حالی نواب محسن الملک، مولوی چراغ علی، مولوی ذکاء اللہ، مولانا شبلی اور ڈاکٹر نذیر احمد کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔ اگرچہ ان میں لعض نے معرکہ آرا تراجم کیے۔ لیکن ان میں صحیح معنوں میں کوئی بھی انگریزی دان نہیں تھا۔ پھر ان کے سامنے ضروری کاموں کا اتنا انبار تھا کہ وہ زبان اور اس کے مسائل کی طرف توجہ نہ دے سکے۔ چنانچہ یہ سعادت سر عبدالقادر کو حاصل ہوئی۔ انہوں نے مخزن کے مضمون نگاروں میں زیادہ تر ایسے لوگ شامل کیے جو انگریزی تعلیم سے بہرہ ور تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اردو میں وہ افکار منتقل ہونے لگے جو مغربی تعلیم و تربیت سے متاثر ذہنوں میں پرورش پا رہے تھے۔ پھر ایک فائدہ یہ بھی ہوا کہ انگریزی دان حضرات کے دلوں میں اپنی زبان کی محبت پیدا ہونے لگی۔ سید سلیمان ندوی کے ان الفاظ میں:

"یہ وہ پہلا رسالہ ہے جس نے نوجوان انگریزی تعلیم یافتہ اہل قلم کو اردو کی خدمت کی دعوت دی اور جدید و قدیم ادب نوازوں کو ایک میز پر جمع کیا۔"

مخزن کی جاری کردہ تحریک کو سر عبدالقادر کے اپنے اسلوب نگارش نے بھی تقویت پہنچائی۔ ان کی تحریر تصنع اور تکلف سے پاک تھی۔ اس میں ایک لطافت و دلآویزی تھی۔ بقول مولانا صلاح الدین احمد:

"سر عبدالقادر کے اردو اسلوب کی اگر کوئی مثال پیش کی جا سکتی ہے تو وہ گاندھی جی کا انگریزی اسلوب ہے۔"

نثری ادب:

ہمارے ہاں افسانہ نگاری اور ناول نویسی ارتقا کی نہیں انقلاب کی پیداوار ہے مخزن سے پہلے ان اصناف ادب کا صحیح تخیل بھی پیدا نہیں ہوا تھا۔ اس سلسلے میں اگرچہ نذیر احمد، سرشار، شرر اور ان کے رفیقوں نے قابل قدر کام کیا تھا مگر ان

Marfat.com

کے ادب پاروں میں آفاقیت اور ابدیت نہیں ہے۔ اس دور میں ہمارے اہل قلم کا زیادہ زور تراجم پر صرف ہوا۔ ترکی اور عربی سے بھی ترجمے کیے گئے مگر انگریزی کے ترجموں پر زیادہ زور دیا گیا۔ لیکن بقول مسعود حسین خان :

"انگریزی افسانوں کا وہی حشر ہوا جو کسی میم کو لہنگا، چنری اور نتھ پہنا کر پیش کرتے ہیں۔"

مخزن کے ادیبوں میں سے راشد الخیری، سجاد حیدر یلدرم اور سلطان حیدر جوش نے ان اصناف ادب کو زندگی بخشی۔ سجاد حیدر یلدرم کے "خیالستان" کے زیادہ تر افسانے اور راشد الخیری کی بہت سی تحریریں مخزن میں شائع ہوئیں۔ چونکہ مخزن ایک بھرپور رومانی تحریک کی پرورش کر رہا تھا اس لیے ان فن کاروں کی ادبی کاوشیں بھی رومانیت سے لبریز ہیں جس کی بنا پر وہ تمام فنی تقاضے پورے نہیں کرتیں۔ رہا ڈرامہ، امانت علی کے بعد اس سلسلے میں جن لوگوں نے کام کیا ان میں سے طالب بنارسی اور انڈین شیکسپیر مخزن کے قلمی معاون تھے۔

شاعری :

انیسویں صدی کے آخر میں شاعری شخصی اثر سے نکل کر اجتماعیت کے وسیع میدان میں آگئی تھی اور شاعروں نے فن کی بجائے زندگی کو سنوارنا شروع کر دیا تھا۔ حالی، آزاد اور اُن کے رفیقوں نے انقلابی کوششیں کیں لیکن ان کے ابتدائی تصورات سادہ رہتے تھے کیوں کہ ان کی کوششیں زیادہ تر قومی اصلاح پر مرکوز تھیں۔ ان تصورات کو وانچ کرنے میں زیادہ تر حصہ اقبالؒ نے لیا۔ کیونکہ بیسویں صدی کے شروع میں ہمارے ایوان شاعری میں جو آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ ان میں نمایاں آواز اقبال ہی کی تھی۔ اس کے علاوہ وحید الدین سلیم، چکبست، سرور جہاں آبادی اور نظم طباطبائی نے بھی نظم نگاری کی اس تحریک کو پروان چڑھانے میں قابل قدر حصہ لیا جو آزاد اور حالی نے شروع کی تھی۔

Marfat.com

اکبر الہ آبادی سرسید کی اصلاحی فکر کے خلاف تھے ۔ انہوں نے طنز و مزاح کو استعمال کر کے ادب برائے زندگی کی نئی راہ کھول دی ۔ اس نے ہماری ثقافت اور ہمارے تمدن کے ان گوشوں کو منور کیا جو ماضی کی تاریکی میں نظر سے اوجھل ہو چکے تھے ۔ اس نے عربی کے پرانے اور نئے ماخذوں کی مدد سے ہماری ذہنی اور تمدنی معلومات پیش کیں ۔ مغرب نے عرب سے روشنی لے کر اپنے دل و دماغ کی تاریکی دور کی تھی ۔ اہل فرنگ نے علوم و فنون کی جس قدر کتابیں عربی سے بالواسطہ عبرانی یا براہِ راست لاطینی زبان میں ترجمہ کیں ۔ مخزن نے وہ ایک ایک کر کے گنوائیں اور ان کی فن وار فہرست پیش کر کے اقبال کی زبان میں کہا ہے ؎

حکمت اشیاء فرنگی زاد نیست
نیک اگر بینی مسلمان زادہ ایست

مخزن نے کبھی ہسپانیہ کے قصے سنائے اور کبھی ترکی کی داستان ۔ فارسی علم و ادب کو پیش کیا تو حافظ کا تغزل ، رومی کا تصوف ، خیام کا فلسفہ ، جیحوں کی روانی اور الوند کی بلندی اس کے صفحات میں سمٹ آئی ۔ اس نے ہندی علم و ادب کے جواہر پاروں سے بھی اپنی دکان سجائی ۔

ادبی تنقید کو توسیع معنوں میں زندگی ہی مخزن نے بخشی ۔ اس نے سینکڑوں فن کاروں کی علمی و ادبی کاوشیں نقد و نظر کے ترازو میں تولیں ۔ اس سلسلے میں پنڈت برجموہن دتاتریہ کیفی ، نظم طباطبائی اور محمود شیرانی نے مخزن کی دل کھول کر امداد کی ۔

اس طرح اس دور کی شاعری میں واقعیت پسندی ، خیال و جذبہ کی صداقت اور زبان و بیان کی سادگی و صفائی آگئی ۔ مذکورہ بالا مجتہد فن کاروں کے کام کا زیادہ حصہ مخزن میں شائع ہوا ۔ لہذا مخزن نے اس اجتہادی تحریک میں جو حصہ لیا وہ ظاہر ہے ۔

مخزن کے بارہ صفحات نظم اور آٹھ دس غزل کے لیے وقف تھے ۔ کبھی کبھی یہ ترتیب بدل بھی جاتی تھی ۔ حصہ نظم میں ایک نکھرا ہوا شعور زندگی ملتا ہے ۔ بیشتر نظموں کے

Marfat.com

موضوعات" انسان وطن اور مناظر قدرت ہیں۔ چاند، سورج، صبح و شام، بادل، کہسار اور پھول وغیرہ عنوانات کے تحت بے شمار نظمیں مخزن میں شائع ہوئیں۔
غزلوں میں اول درجہ کے شعراء کو چھوڑ کر زیادہ تر عشق و محبت کے روایتی اور کتابی ذکر میں مشغول رہے۔ بقول جناب رشید احمد صدیقی "ہمارے ہاں شاعری اور عاشقی اس دھوم دھام سے ہوئی ہے کہ خدا کی پناہ"، مخزن بھی اس قول کی تصدیق کرتا ہے۔ اس کے بیس صفحات تو مستقل طور پر شاعری کے لیے وقف تھے۔ اس کے علاوہ لاہور، رام پور اور دلی وغیرہ میں جو باقاعدہ مشاعرے ہوتے تھے ان کی روئیداد اور غزلیں یا نظمیں بھی اس میں شامل ہوتی تھیں۔ مخزن کے قلمی معاونین بھی زیادہ تر شعراء ہی تھے۔ بعض اوقات نثری مضامین کی کمی کے باعث حصہ نظم، حصہ نثر پر غالب آجاتا تھا۔ مثال کے طور پر فروری ۱۹۱۸ء کے شمارہ میں ۲۰ مستقل صفحات کے علاوہ "مشاعرہ رام پور کی روئداد" باکمال ایشیائی شعرا، نامی شعراء کے حالات "خواجہ حافظ شیرازی اور شوکت میرٹھی" اور "شاعری سیکھنے کے لیے کتابیں تصنیف ہونی چاہییں" وغیرہ عنوانات کے تحت جو مضامین شائع ہوئے ہیں وہ بھی شعروں سے لبریز اور شاعری سے متعلق ہیں۔ رفتہ رفتہ غزلوں اور نظموں کی بھرمار اس حد تک پہنچ گئی کہ جنوری ۱۹۱۷ء کے شمارہ میں مولانا تاجور کو لکھنا پڑا:

> "میں عجیب مخمصے میں گرفتار ہو گیا کہ جدھر سے قلمی امداد آئی ہے نظم کی صورت میں آئی ہے۔ نظمیں درج کرتا کرتا میں عاجز آ گیا لیکن پھر ہر مرتبہ ایک ذخیرہ بچ رہتا ہے مخزن میں نظم اس قدر ہونی چاہیے جتنا آٹے میں نمک نہ کہ نمک میں آٹا۔" ۳۲

اردو کی خدمت:

مخزن نے اردو پر جو احسان کیا ہے وہ اسے کبھی فراموش نہیں کر سکے گی۔ آئندہ مورخ

Marfat.com

جب اردو صحافت اور علم و ادب کی تاریخ لکھے گا تو اسے مخزن کی خدمات کا ذکر ایک علیحدہ باب میں کرنا پڑے گا اور وہ باب اس تاریخ کا سنہری باب ہوگا۔

مخزن نے ادبی صحافت کی محدودیت کا حلقہ توڑ کر اردو کو وسعت دی اور اس قابل بنایا کہ اس میں تمام دنیا کے علوم و فنون کی فراوانیاں جمع ہو سکیں۔ مخزن نے اردو کو نئے الفاظ و محاورات ہی نہیں نئے خیالات و تصورات بھی دیے۔

دور اول میں مخزن کو زیادہ مشکلات درپیش نہیں تھیں۔ اس لیے خاموشی سے اپنے کام میں منہمک رہا۔ لیکن ۱۹۱۰ء کے بعد اس پر مصیبتوں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ مخزن نے جن ادیبوں اور شاعروں کو شہرت بخشی تھی ان میں سے بعض اس سے کنارہ کش ہو گئے۔ پھر اس دور کی فضا طوفانوں سے معمور تھی۔ مخزن کی لطافت شدائد کی متحمل نہ تھی۔ اس دور میں ابوالکلام اور ظفر علی خان جیسے ادیب اور شعلہ نوا خطیب ہی اپنی جگہ پر قائم رہ سکتے تھے۔ لہذا زمانے نے آگے بڑھ کر ان کی آوازوں پر کان لگا دیے۔ جنگ کی وجہ سے ضروریات زندگی کی طرح کاغذ بھی مہنگا ہو گیا۔ علاوہ ازیں انگریزی کا اثر بڑھ رہا تھا۔ ان حالات کی بنا پر مخزن طرح طرح کی مشکلات میں گرفتار تھا۔

اسے اپنی بیچارگی کا نہیں اردو کی بے کسی کا غم تھا۔ اس نے ملک و قوم کو بار بار اردو کی کا احساس دلایا اور پکار پکار کر کہا کہ:

"پچاس پچپن سال سے اردو پریشانی اور مصیبت جھیل رہی ہے۔ اگرچہ جیتی ہے مگر مرنے سے بدتر۔ اور بات چیت کرتی ہے تو نہ کرنے کے برابر۔ اس کے حال زار پر ملک کو متوجہ ہونا چاہیے"۔

کیوں گردش مدام سے گھبرا نہ جائے دل
انسان ہوں پیالہ و ساغر نہیں ہوں میں

جب وہ بات کرتی ہے تو کوئی نہیں سنتا۔ کیونکہ اس کو پالنے والے اس کو اچھا کھلانے والے اس کو دیکھ کر خوش ہونے والے نہیں رہے۔

Marfat.com

روندے ہے نقشِ پا کی طرح خلق یاں مجھے
اے عمرِ رفتہ چھوڑ گئی تو کہاں مجھے!

اردو کا کوئی نیا رسالہ جاری ہوتا تو مخزن خوشی کا اظہار کرتا لیکن جب کوئی معاصر دم توڑتا تو خون کے آنسو روتا اور جب کوئی اہلِ قلم چل بستا تو اس کا دل ٹوٹ جاتا۔ ۱۹۱۰ء میں مولانا محمد حسین آزاد کی موت سے اردو کو صدمہ پہنچا تو مخزن کا غم راشد الخیری کی زبان میں یوں اُبل پڑا:

"حسرت نصیب زبان اردو سے زیادہ قابلِ رحم کون ہوگا جس کی بیس پچیس برس میں وہ کایا پلٹی کہ خدا دشمن کی نہ کرے۔ یہ وہی زبان ہے جو کبھی شہزادیوں کا زیور، بادشاہوں کا جوہر، ایک دنیا کی محبوب، ایک عالم کی مرغوب، ہندوؤں کی جان، مسلمانوں کا ایمان تھی۔ مگر تقدیر نے اس کو وہ وقت دکھایا کہ اس کے قدردان ایک ایک کر کے دنیا سے چلنے شروع ہو گئے۔ جس جگہ ہر وقت بلبلانِ خوش الحان کی چہکار اور گلہائے رنگیں کی مہکار تھی وہاں ایک ہو کا میدان رہ گیا۔ انگریزی کے زبردست سیلاب نے اس کی ٹھنڈی اور میٹھی لہروں کا خاتمہ کر دیا۔"[۴]

پنجاب اردو علم و ادب اور صحافت کے دبستان کے طور پر شہرت پانے لگا تو بعض اطراف سے پنجاب والوں کی اردو صحافت پر اعتراضات ہونے لگے۔ اردوئے معلیٰ (علی گڑھ) میں "تنقید ہمدرد" کے زیرِ عنوان مضمون میں پنجاب کے لکھنے والوں پر تنقید کی اور خوشی محمد ناظر کی غزل کو لکھنؤ کے ایک جاہل شاعر کی سخن سنجی سے بھی کم قرار دیا۔ جس کا جواب مخزن میں دیا گیا۔ اس موضوع پر علامہ اقبال نے بھی لکھا۔ مدیر مخزن نے اس بحث کو یوں سمیٹا:

Marfat.com

"ہمارے خیال میں اردو علم و ادب کے لیے ابھی سرگرم مزدوروں کی ضرورت ہے۔ جو پیشانی عرق میں تر کرکے گارا چونا سب قسم کی چیزیں اس عالی شان عمارت کے لیے جو آخرش بنے گی، جمع کرتے جائیں۔ معمار جو موزوں اور نفیس ترتیب سے اس سامان کو چنیں ابھی رفتہ رفتہ پیدا ہوں گے۔ یہ ان کا کام ہوگا کہ کس اینٹ کو عمارت میں رگائیں اور کسے پھینک دیں، کسے سامنے سجائیں اور کسے اندر بھرتی کریں اس وقت سے پہلے مزدوروں کا آپس میں لڑنا کہ کس کی ٹوکری میں ایک اینٹ کچی ہے اور کس کی پکی بہت بے جا ہے اور تعمیر کی بنیاد میں خرابی کا باعث ہے۔ کچھ دنوں سب اپنی اپنی جگہ ہمت سے، استقلال سے، نیک نیتی سے کام کیے جاؤ پھر دیکھو کہ کیا نتیجہ نکلتا ہے۔"[۵]

لیکن اس کے بعد بھی بحث کسی نہ کسی صورت میں چلتی رہی:

۵ اگست ۱۹۱۶ء کے مخزن میں قیس (پنجابی) نے پنجاب کی اردو کے معترضین کے جواب میں لکھا:

"اردو کے ہوا خواہ زمانے کی چال سے متاثر ہو کر فارسی سے بیزار ہو گئے اور انہوں نے اردو کو فارسی سے پاک کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ یعنی وہ خود بھی ہندی کو فروغ دینے میں ابنائے وطن کے ہم زبان ہو گئے۔ برخلاف اس کے پنجابیوں نے اردو کو زہریلے اثرات سے بچانے میں سعی فراواں دکھائی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب وہی اردو کے مالک ہیں۔ جس طرح کے لباس میں چاہیں پیش کریں دنیا کو قبول کرنا ہوگا۔ گویا پنجاب نے نہ صرف اردو کے تحفظ و

Marfat.com

فروغ میں اہم کردار ادا کیا بلکہ اسے شدھ ہونے
سے بھی بچایا۔"

مخزن نے اردو زبان اور ادب کی ترقی میں بے حد اہم کردار ادا کیا۔ اس نے بیسویں صدی کے اکثر شعراء ادباء کو متعارف کرایا۔ انگریزی دان طبقہ کو اردو کی طرف متوجہ کیا اردو سے احساس کمتری ختم کیا۔ اردو زبان کو انگریزی اسلوب سے آشنا کیا۔ اس نے پنجاب میں اردو کی بنیادیں مضبوط کیں۔ مخزن کے اجراء سے پہلے حالی اور آزاد یہاں جدید شاعری کی بنیادیں رکھ چکے تھے لیکن اس سے پہلے پنجاب میں اردو سے زیادہ دلچسپی نہیں تھی۔ مخزن نے اردو کا ذوق پیدا کیا اور آہستہ آہستہ پنجاب اردو کا مضبوط قلعہ بن گیا۔ اردو کی نوک پلک درست کرنے میں اہم حصہ لیا۔ اردو کو انشائے لطیف سے روشناس کرایا۔ اردو تنقید کو بہت کچھ دیا۔ اس نے تنقیدی مضامین کا آغاز کیا۔ اردو ادب میں رومانوی تحریک مخزن نے پروان چڑھائی۔ مخزن ایک تحریک صحافت اور علم و ادب کو فروغ دینے والا ادارہ تھا۔ مخزن میں برصغیر پاک و ہند، کے مترجموں، مفکروں، فلسفیوں، نقادوں اور مختلف علوم و فن کے ماہروں کی نگارشات شائع ہوتی تھیں۔ ان لوگوں میں مسلمان بھی شامل تھے اور ہندو بھی، ادیب بھی اور شاعر بھی، عالم بھی اور صحافی بھی۔ یہ اہل علم جن موضوعات پر لکھتے تھے ان کی ایک جھلک یہ ہے۔

افسانے، تاریخ، انشائے لطیف، آثار قدیمہ، ترجمہ کتب، تحقیقی مضامین، تصوف تعلیم، تمثیل، تشریح اشعار، تنقیدی مضامین، رپورتاژ، ذاتی تاثرات، ریاضی، سائنس، سفرنامے، سوانحی تذکرے، روزنامچے، تعارف شعراء، سیرت نبویؐ، سیاسیات، جغرافیہ، شہر، ملک، صحافت، طب و صحت، طنز و مزاح، فلسفہ، فلکیات، فنون لطیفہ، گرامر، لسانیات، مابعد الطبیعیات، معاشیات، منطق، نفسیات، ناول، مکتوب، واقعات حاضرہ اور واقفیت عامہ غرض شاذ ہی کوئی موضوع ایسا ہو کا جس پر مخزن میں نہ لکھا جاتا ہو۔

Marfat.com

قومی خدمت :

مخزن نے سوئی ہوئی قوم کو جگانے کے لیے بہت کچھ کیا۔ اس نے ایک غیر محسوس طریقے سے قومی شعور بیدار کیا اور لوگوں میں حب الوطنی کا جذبہ پیدا کیا۔ اس سلسلے میں بعض اوقات اس کے دامن سے لطافت اور اعتدال کا دامن بھی چھوٹ گیا۔ اس کے محب الوطن شاعروں نے صاف الفاظ میں اس قسم کی آوازیں بھی بلند کیں :

سو چکے خوب بس اے عزیزو جاگو!
قافلے والے گئے دور بس اے عزیزو جاگو!
اب بھی ہمت جو کرو تو بات بنی جاتی ہے
سن لو کانوں سے وہ آواز درا آتی ہے

اقبال نے مدیر مخزن سر عبد القادر کو پیغام دیا تھا :

اٹھ کر ظلمت ہوئی پیدا افق خاور پر !
بزم میں شعلہ نوائی سے اجالا کر دیں
شمع کی طرح جئیں بزم گہ عالم میں
خود جلیں دیدۂ اغیار کو بینا کر دیں

انھوں نے اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے مخزن کی وہ شمع روشن کی جس نے افق خاور پر چھائی ہوئی ظلمت کو پگھلانے میں قابل قدر حصہ لیا۔ یہاں تفصیلات میں جانے کی گنجائش نہیں۔ جگن ناتھ آزاد نے کہا تھا :

"مخزن ایک ایسا چراغ تھا جو بجھ جانے کے بعد بھی ہندو پاکستان میں اپنی ضیاء پھیلاتا رہا۔"

مخزن ۱۹۴۹ء میں تیسری بار منظر عام پر آیا تو اس کا ظاہری سراپا پہلے سے زیادہ خوب صورت ہو چکا تھا۔ صفحات ۶۴ سے ۷۲ اور تقطیع ۱۸×۲۰ سے ۲۰×۲۲ ہو گئی تھی۔ اپنے اس دور میں بھی اس نے اردو کی قابلِ قدر خدمات انجام دیں۔ ۱۹۵۰ء

Marfat.com

ہیں اس کے بانی سر عبدالقادر راہی ملک بقا ہو گئے۔ ۱۹۵۱ء میں مخزن بھی دم توڑ گیا۔ مخزن نے جلد ہی ایک صحافتی، علمی اور ادبی تربیت گاہ کی حیثیت اختیار کر لی اس نے بہت سے اہل قلم کو شہرت بخشی، قارئین میں ادبی ذوق پیدا کیا۔ پنجاب میں اردو کی آبیاری کی۔ شاعروں اور ادیبوں کے لیے تربیت گاہ کا کام دیا۔

مولانا صلاح الدین احمد کے الفاظ میں:

"قوموں کی تاریخ میں بعض دفعہ چھوٹے چھوٹے واقعات
بعض اوقات اہم ترین نتائج کے پیش رو بن جاتے ہیں
مخزن کا اجرا بھی ہماری تہذیبی تاریخ میں ایک ایسی
قسم کا واقعہ ہے۔" ۱۱

مخزن نے پنجاب ہی میں اردو کی آبیاری نہیں کی بلکہ پورے برصغیر کو متاثر کیا۔ شیخ عبدالقادر اور مخزن کے قلمی معاونین نے اردو نثر کو ایک ایسے اسلوب سے روشناس کرایا جو سادگی اور دل کشی سے عبارت ہے۔ چنانچہ جدید تعلیم یافتہ لوگوں کو بھی یہ خیال آیا کہ جدید اردو میں لکھیں چنانچہ اردو میں پہلی بار ایسے خیالات کا اظہار ہونے لگا جو مغربی تعلیم اور مشرقی ذہن کی مشترکہ تخلیق تھے۔

دوسرے اخبارات و جرائد:

۱۹۰۰ء سے ۱۹۱۴ء تک کے پنجاب میں مخزن نے علمی و ادبی میدان میں اور زمیندار نے اخبار نویسی کے میدان میں جو کام کیا وہ دوسرے تمام جرائد اور اخبارات کے کام سے زیادہ اہم، زیادہ وقیع اور قابل قدر ہے۔ اگرچہ اور بھی بہت سے اخبارات و جرائد موجود تھے مگر ان میں سے بیشتر مخزن اور زمیندار کے سامنے سورج کے مقابلہ میں چراغ کی حیثیت رکھتے تھے۔ ذیل میں ایسے اخبارات و جرائد کا سرسری جائزہ پیش کیا جاتا ہے جو نسبتاً نمایاں اور قابل ذکر تھے۔

Marfat.com

وطن :

یہ ہفت روزہ شیخ محمد انشاء اللہ نے ۱۹۰۱ء میں لاہور سے جاری کیا۔ ۱۹۰۱ء تا ۱۹۰۵ء پنجاب کے ورنیکلر نیوز پیپرز سے متعلق رپورٹوں میں اس کا ذکر موجود ہے۔ ایس۔ ایم فیروز، لول چند اور ڈاکٹر عبدالسلام خورشید نے اس کا سن اجراء ۱۹۰۲ء بتایا ہے لیکن "دی پریس ۱۸۸۰ء تا ۱۹۰۵ء" کے مطابق ۱۹۰۱ء میں یہ اخبار موجود تھا۔ اور اس کی اشاعت دو ہزار تھی۔ محمد انشاء اللہ کے والد مولوی انعام اللہ پنجاب کے محکمہ تعلیم میں ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز تھے۔ آپ کچھ عرصہ وکیل امرتسر کے مدیر بھی رہے اور اس سے پہلے وکیل میں مضامین بھی لکھتے رہے۔ آپ نے چار کتابیں مفروضہ مظالم امریکہ، واقعات روم، ترکی کے موجودہ حالات اور اس کی باجگزار ریاستیں اور تاریخ خاندان العثمان بھی لکھیں۔ ۵

ہفت روزہ وطن میں متعلقہ دور کی خبریں شائع ہوتی تھیں۔ مضامین میں زیادہ تر اسلامی موضوعات ہوتے تھے۔ یہ اخبار حجاز ریلوے سکیم کا زبردست مؤید تھا۔ ترکی اور مصر کے معاملات پر بحث کرتا رہتا۔ انگریزوں کی پالیسی کو ہدف تنقید بناتا تھا۔

"صحافت پاکستان و ہند کے مطابق یہ اخبار ۱۹۱۵ء میں
روزانہ بھی ہوا لیکن ہم عصروں کے مقابلہ پر دال نہ گلی،
اس لیے پھر ہفتہ وار ہو گیا۔" ۶

۱۹۰۱ء میں اس کی اشاعت دو ہزار اور ۱۹۰۵ء میں ۶۰۰ تھی۔ ۱۹۳۰ء میں محمد انشاء اللہ خان وفات پا گئے۔ ان کی رحلت کے بعد ہفت روزہ وطن بھی روبہ زوال ہو گیا اور انجام کار ۱۹۳۵ء میں بند ہو گیا۔

ہندوستان :

یہ اخبار لالہ دینا ناتھ اور رام بھیج دت نے ۲۶ اگست ۱۹۰۴ء کو لاہور سے

Marfat.com

ہفت روزہ کی صورت میں جاری کیا۔ آپ اس سے پہلے کوہ نور میں کام کر چکے تھے۔ اور عملی صحافت کا تجربہ رکھتے تھے۔ بعد ازاں لالہ دینا ناتھ نے اس سے علیحدگی اختیار کر کے "دیش" جاری کیا۔ ابتدا میں ہفت روزہ ہندوستان کی اشاعت بہت محدود تھی لیکن رفتہ رفتہ یہ کامیابی اور مقبولیت کے زینے طے کرتا رہا۔ ۱۹۰۷ء میں لالہ دینا ناتھ کو ان کے چھاپہ خانہ میں ایک پمفلٹ "انڈیا" طبع ہونے پر پانچ سال کی سزا ہو گئی۔ ہائی کورٹ میں اپیل کرنے پر یہ سزا دو سال رہ گئی۔ لالہ دینا ناتھ کی قید کے دوران ان کے چھوٹے بھائی نے اخبار کا انتظام سنبھالے رکھا۔ لالہ جی ۱۹۰۹ء میں رہا ہو کر آئے تو اخبار کا لہجہ تند و تیز ہو گیا اور اس کی اشاعت دس ہزار تک پہنچ گئی۔ کچھ عرصہ اس کا ایک روزانہ ضمیمہ "دیپک" بھی شائع ہوتا رہا۔ ۱۹۱۵ء میں اس ضمیمہ کی اشاعت ۱۲۰۰ تھی۔ ہفت روزہ ہندوستان کا سالانہ چندہ اڑھائی روپے اور روزانہ ضمیمہ دیپک کا دس روپے سالانہ تھا۔ ۱۹۱۵ء میں "ہندوستان" شام لال نے خرید لیا تو اس کا روزانہ ضمیمہ بند ہو گیا۔ ۱۹۱۹ء میں یہ اخبار بند ہو گیا۔ یہ ایک قوم پرست اخبار تھا۔

کشمیری میگزین :

یہ جریدہ منشی محمد دین فوق نے ۱۹۰۶ء میں لاہور سے جاری کیا۔ اس سے پہلے آپ نے ۱۹۰۱ء میں لاہور سے ہفت روزہ پنجہ فولاد جاری کیا تھا جو ۱۹۰۵ء میں بند ہو گیا۔ کشمیری میگزین بھی ۱۹۱۳ء میں ہفت روزہ بن گیا۔ اور ۱۹۳۴ء تک شائع ہوتا رہا۔ اس جریدہ نے علم و ادب کی ترقی میں اہم کردار ادا کیا اور سماجی خدمت کے میدان میں نمایاں کام کیا۔ جناب فوق کے الفاظ میں اس کے مقاصد یہ تھے :

"اس رسالہ کا مقصد اس دور افتادہ ملک میں اشاعت
تعلیم، قومی بیداری، حفاظت حقوق اور تمدنی ترقی اور
ان تکالیف کے وضع کرانے کے اسباب رفع کرنا جو

Marfat.com

کشمیری مسلمانانِ پنجاب کو کسی نہ کسی وجہ سے حصولِ اراضی اور مسئلہ فوج کے متعلق پیش آ رہے ہیں۔" [۹]

اس مجلہ میں حسب ذیل قسم کے موضوعات پر مضامین لکھے جاتے تھے:۔

۱۔ دنیا کیا کر رہی ہے اور ہم کیا کر رہے ہیں۔

۲۔ مختصر حالات حال جناب منشی فخر الدین صاحب۔

۳۔ اہالیان کشمیر کی قومی میگزین سے بے توجہی۔

۴۔ چند منٹ عالم جنون میں۔

۵۔ ہم کیا تھے اور کیا ہو گئے۔

۶۔ قوم کی ترقی کے اسباب۔

۷۔ کشمیر کے تازہ حالات۔

۸۔ حصہ نظم۔

مولانا محمد حسین آزاد اردو ادب کے بہترین نثر نگار تھے۔ آخر عمر میں جنونی کیفیت میں مبتلا ہو گئے۔ محمد الدین فوق نے ان سے ملاقات کا ذکر کشمیری میگزین میں جنوری ۱۹۱۰ء کے شمارہ میں کیا ہے:

"راقم الحروف زبان اردو کے اس فخر قوم سے جس نے باغ سخن میں شعر کی روش کو خار دار جھاڑیوں سے پاک صاف کر دیا۔ تکلف اور چمکیلے کو سادگی کا لباس پہنا کر "خود جوانی سے جوانی کا سنگار ہو" بنا دیا ہے۔ کئی دفعہ مل چکا ہے۔"

مولانا آزاد ایک مرتبہ دہلی دروازہ کے باہر کی دروازہ کے باغ میں ٹہل رہے تھے میں ان کو دیکھ کر ان کے پیچھے ہو گیا۔ چند قدم چل کر ڈرتے ڈرتے مولانا آزاد السلام علیکم کے الفاظ زبان سے نکالے اب یاد نہیں انہوں نے کیا جواب دیا لیکن دعا کی طرز میں ہاتھ اٹھا کر لب ہلاتے رہے۔ معلوم نہیں وہ الفاظ کیا تھے۔ دعا کے بعد وہ پھر روانہ ہو گئے۔ میں نے عرض کیا آپ کو معلوم ہے حضرت امیر مینائی کا عرصہ سے انتقال ہو

Marfat.com

چکا ہے۔

فرمایا! کون امیر۔

میں نے عرض کیا، منشی مظفر علی اسیر کے شاگرد نواب کلب علی خان رام پور کے استاد۔

فرمایا! اسیر کو ہم جانتے ہیں۔ معلوم نہیں یہ امیر کون ہیں۔

پھر میں نے عرض کیا نواب فصیح الملک کا بھی انتقال ہو گیا ہے۔

فرمایا! وہ کون۔

میں نے کہا نواب مرزا داغ دہلوی۔

یہ نام سن کر ایک جگہ ٹھہر گئے اور دو منٹ کی خاموشی کے بعد فرمایا:

بالکل غلط وہ دیکھو داغ اور امیر دونوں پھاٹک حبش خان دہلی کے مشاعرہ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

اس رسالہ میں کشمیری شخصیات اور کشمیری شعراء کے حالات بھی چھپتے رہے۔ کشمیری شعراء کا کلام بھی چھپتا تھا۔

آزاد:

آزاد جنوری ۱۹۰۷ء کو لاہور سے جاری ہوا۔ اس کے ایڈیٹر لشن سہائے آزاد تھے اس کے اغراض و مقاصد ایڈیٹر صاحب نے اس طرح بیان کیے ہیں:

"آزاد کا خاص شیوہ آزادی ہے۔ مگر آزادی کے ساتھ متانت اور میانہ روی کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاتا۔ آزادی کسی خاص گروہ یا فرقہ کی ملکی رائے کی پابند نہیں بلکہ انصاف و حق پسندی اس کا دستور العمل ہے۔" مٹ

آزاد کے قلمی معاونین میں ملک کے نامور اہل قلم شامل تھے جن کی موثر تحریروں نے اردو کے ادب کے دامن کو وسیع کر دیا۔ بلند پایہ مضامین آزاد میں شائع ہوتے تھے

Marfat.com

آزاد کے ہر نمبر میں دو سے زیادہ عکسی ہاف ٹون تصاویر شائع ہوتی تھیں۔ اس رسالے میں مولوی ذکاء اللہ، مرزا محمد سعید دہلوی، مشتاق احمد زاہدی، منشی درگا سہائے سرور جہاں آبادی، لالہ لاجپت رائے حکیم برہم، پنڈت شونرائن شمیم، منشی درگا پرشاد، منشی صادق علی، سید حامد حسن، مرزا سلطان احمد، منشی تلوک چند محروم، منشی جالیا پرشاد اور خواجہ حسن نظامی جیسی اہم شخصیات کی نگارشات شائع ہوتی رہیں۔

اس دور میں گنتی کے چند رسالے تھے جو سیاست پر قلم اٹھاتے تھے۔ اردو کے معلیٰ کی سیاسی اہمیت نمایاں ہے۔ آزاد نے بھی وہی روش اپنائی۔ اردو زبان و ادب کا دامن سیاسی مضامین کے لیے وسیع کرنے میں آزاد کی خدمات سے انکار ممکن نہیں۔ یہ انگریزی حکومت کے خلاف تھا۔ ہندوستان کی آزادی کے لیے بہت سے مضامین لکھے گئے۔

چودھویں صدی:

راولپنڈی سے یہ ہفت روزہ رسالہ ۱۹۰۱ء میں جاری ہوا۔ بعد ازاں ماہنامہ ہوگیا۔ "ذوالقرنین بدایون" میں اس پر تبصرہ لکھا گیا ہے:

> "راولپنڈی سے قاضی سراج الدین بیرسٹرایٹ لا کہنہ مشق اور مشہور اخبار نویس کی ایڈیٹری میں چودھویں صدی پہلے ایک ہفتہ وار اخبار تھا۔ اب ماہوار رسالہ کی صورت میں شائع ہوا ہے۔ یہ رسالہ زیادہ تر مسلمانوں کو پولٹیکل راستہ پر ڈالنے کی راہبری کرے گا۔"[۱۱۱]

اس کے مدیر قاضی حاجی احمد تھے۔ یہ کانگرس اور ہندوؤں کے موقف کے مقابلہ میں مسلمانوں کے حقوق کا ترجمان تھا۔ اور مسلم ہندو مسئلہ پر اظہار خیال کرتا تھا۔

Marfat.com

ماہنامہ خالقیہ ۔ سرگودھا

یہ ماہنامہ ۱۹۱۱ء میں انجمن خالقیہ نے سرگودھا سے جاری کیا۔ اس انجمن کی بنیاد ۱۹۰۰ء میں رکھی گئی۔ اس مجلہ میں انجمن کی کارکردگی کی تفصیلات چھپتی تھیں۔ ہندوستان میں یہ پرچہ کانگرس کے خلاف تھا۔ یہ خالص مذہبی اور غیر سیاسی مجلہ تھا۔ کانگرس کی مخالفت بھی مذہبی رنگ میں کی جاتی تھی۔ ۱۹۳۲ء میں اس کا نام "العرفان" رکھ دیا گیا، اور ۱۹۴۵ء میں دوبارہ اس کا نام خالقیہ ہوگیا۔ اس کا سائز $\frac{20 \times 30}{8}$ ہے۔ یہ اب بھی سیاست سے الگ مذہبی مجلہ ہے۔ اس کی اشاعت محدود ہے۔ بچوں کے لیے اخلاقی، تفریحی اور مذہبی مضامین شائع ہوتے ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد بھی جاری رہا۔

پریم بیلاس:

۲۷ مارچ ۱۹۱۳ء کو گوجرانوالہ سے جاری ہوا۔ یہ ہندوؤں کا مذہبی مجلہ تھا۔ سوامی ستر سین ایڈیٹر تھے۔ اس کا ایک ایڈیشن ہندی میں بھی شائع ہوتا تھا۔ بھگت دیوان چند مالک تھے۔ ۱۹۲۳ء میں سہ ماہی نکلنا شروع ہوا۔ یہ پرچہ ہندوؤں کے مختلف فرقوں میں اتحاد کا حامی تھا۔ سیاست میں دلچسپی نہیں تھی۔ اشاعت پانچ سو کے قریب تھی۔

دیش:

یہ روزنامہ اخبار لالہ دینا ناتھ نے "ہندوستان" سے علیحدگی اختیار کرنے کے بعد جاری کیا۔ ہندوستان کی ملکیت ۱۹۱۵ء میں تبدیل ہوئی تھی۔ غالباً یہی سال دیش کے اجرا کا سال تھا۔ اس سال اس کی اشاعت ۱۰۷۵ تھی اور سالانہ چندہ دس روپے تھا۔ ۱۹۱۷ء میں اس کا سالانہ چندہ بارہ روپے کر دیا گیا۔ ۱۹۱۸ء میں اس کی اشاعت ۲۳ سو تھی اور ۱۹۱۹ء میں ۱۲۷۰ تھی۔ ۱۹۲۴ء میں یہ بند ہوگیا۔

Marfat.com

ہمالہ :

لالہ دینا ناتھ نے ایک ہفت روزہ ہمالہ بھی جاری کیا جو آریہ سماج کا مبلغ اور ترجمان تھا۔ اس میں زیادہ تر لالہ دینا ناتھ کے وہ مضامین شائع ہوتے تھے جو روزانہ دیپک میں چھپ چکے ہوتے تھے۔ ۱۹۱۵ء میں اس کی اشاعت ۲۹۲۷، ۱۹۱۷ء میں ۴۲۰۰، ۱۹۱۹ء میں ۲۷۵۰ اور ۱۹۲۲ء میں ۳۸۵۰ تھی۔[۱۲]

دلشن بند ہوا تو ہمالہ بھی دم توڑ گیا۔

ماہنامہ ٹمپرنس گزٹ :

۲۴ ستمبر ۱۹۱۴ء کو جاری ہوا۔ غیر سیاسی مجلہ تھا۔ اس میں منشیات کے استعمال کے خلاف پرچار کیا جاتا تھا۔ میلا سنگھ سنار مالک اور مدیر تھے۔ سالانہ چندہ بارہ روپے تھا۔

ماہنامہ فلاحت :

ایمن آباد گوجرانوالہ سے ۱۹۱۴ء میں ایم ایم اسد اللہ خان نے جاری کیا۔ یہ غیر سیاسی مجلہ تھا۔

حق :

جنگ عظیم اول کے دوران حکومت نے بھی بعض اخبارات جاری کیے۔ ان میں سے حق خصوصاً قابل ذکر ہے۔ یہ ایک سرکاری اخبار تھا۔ حکومت نے جنگ عظیم اول کے دوران جاری کیا۔ بول چند نے لکھا ہے کہ :

> "حکومت چونکہ معاملات سے زیادہ باخبر تھی اس لیے اس لیے اس نے ایک اخبار حق جاری کیا جو صوبہ کی تمام مقامی زبانوں میں شائع ہوتا تھا۔ اس کا مقصد عوام کو جنگ

Marfat.com

کی صحیح صورت حال سے باخبر رکھتا تھا۔ اس اخبار کی اشاعت ۷۰ ہزار تک پہنچ گئی تھی۔ ڈائریکٹر تعلقات عامہ میر عبدالعزیز اس کے پبلشر اور مدیر تھے۔

زمیندار :

زمیندار کا آغاز ۱۹۰۳ء میں لاہور سے ہفت روزہ کی صورت میں ہوا۔ یہ اخبار مولانا ظفر علی خان کے والد مکرم مولوی سراج الدین احمد نے انسپکٹر ڈاک خانہ جات کے عہدہ سے ریٹائر ہونے کے بعد جاری کیا تھا۔

لاہور میں یہ اسلامیہ سٹیم پریس میں کریم بخش کے اہتمام میں چھپتا تھا۔ ۱۹۰۳ء میں اس کی اشاعت ۸۰۰ تھی۔ ۱۹۰۵ء میں مولوی سراج الدین احمد اپنے آبائی گاؤں کرم آباد ضلع گوجرانوالہ منتقل ہو گئے۔ تو زمیندار بھی وہیں منتقل ہو گیا۔ ۱۹۰۵ء میں اس کی اشاعت ساڑھے نو سو تھی۔ یہ ہفت روزہ کاشت کاروں اور زمینداروں کے ترجمان کی حیثیت سے منظر عام پر آیا تھا اور اس کا نام بھی اسی مناسبت سے رکھا گیا تھا۔ لیکن یہ اس عالم میں بھی حکومت کے اقدامات پر نکتہ چینی کرتا تھا۔

مولوی سراج الدین احمد ۱۹۰۹ء میں رحلت کر گئے تو مولانا ظفر علی خان حیدر آباد میں ملازمت ترک کر کے کرم آباد پہنچے۔ اور زمیندار کا انتظام سنبھالا۔ اس سے پہلے آپ قیام حیدر آباد کے دوران ۱۹۰۲ء میں ماہوار رسالہ افسانہ جاری کر چکے تھے۔ علاوہ ازیں آپ کچھ انگریزی کتابیں "معرکہ مذہب و سائنس"، "اسرار لندن"، "خیابان فارس"، "اسیر ظلمات" اور "جنگل میں منگل" انگریزی سے اردو میں ترجمہ کر چکے تھے۔ ۱۹۰۳ء میں آپ نے حیدر آباد دکن ہی سے دکن ریویو جاری کیا تھا۔ ۱۹۰۹ء میں اپنے والد کی وفات کے بعد کرم آباد پہنچ کر زمیندار کا انتظام سنبھالا۔ ۱۹۱۰ء میں کرم آباد ہی سے ماہنامہ پنجاب ریویو جاری کیا۔ مئی ۱۹۱۱ء میں زمیندار اور پنجاب ریویو دونوں لاہور منتقل ہو گئے۔

Marfat.com

پنجاب ریویو :

پنجاب ریویو ایک ادبی ماہنامہ تھا جس میں مولانا ظفر علی خان کی نظموں، نعتوں اور مضامین کے علاوہ حکیم الامت علامہ اقبال کا کلام اور نثری نگارشات اور خواجہ دل محمد، مولوی وجاہت حسین جھنجھانوی، مولوی عبدالحق، علامہ شبلی نعمانی، میاں شاہ دین، اور کئی دوسرے نامور اہلِ قلم کی تحریریں بھی شائع ہوتی تھیں۔ جب مولانا کی تمام تر توجہ زمیندار کے لیے مختص ہو گئی تو پنجاب ریویو ماند پڑ گیا اور بالآخر ختم ہو گیا۔

زمیندار ۵ اکتوبر ۱۹۱۱ء کو روزنامہ بنا۔ اس کے کچھ دن بعد اس کا آخری صفحہ انگریزی زبان میں بھی شائع ہونے لگا۔ اس موقع پر مولانا کی نظم زمیندار میں شائع ہوئی جس کے ابتدائی اشعار یہ تھے ؎

زمیندار آج انگریزی زبان میں بھی نکل آیا
یہ جنسِ مشرقی پہنچی ہے مغرب کی دکاں میں بھی
سنا ہے تم نے میری مشرقی فریاد کو برسوں
یہی جادو ہے میری مغربی طرز فغاں میں بھی

کچھ عرصے بعد انگریزی ضمیمہ وقفوں کے بعد چھپنے لگا اور یہ سلسلہ بے قاعدگی کے ساتھ جاری رہا۔

زمیندار جنگ طرابلس اور جنگ بلقان میں اس قدر مقبول ہو گیا کہ سرحد کے ناخواندہ لوگ دو پیسے کا زمیندار خریدتے تھے اور ایک آنہ پڑھوا کر سننے پر خرچ کرتے تھے۔ قیام حیدر آباد کے دوران مائیکل اڈوائر سے آپ کی مڈبھیڑ ہو چکی تھی۔ ۱۹۱۲ء میں یہی مائیکل اڈوائر پنجاب کا گورنر مقرر ہوا لیکن اس سے پہلے کہ مائیکل اڈوائر کوئی کارروائی کرتا مولانا انگلستان چلے گئے۔ جہاں وہ پریس ایکٹ کے خلاف جدوجہد میں مصروف ہو گئے۔ وہاں سے زمیندار کے لیے مضمون بھی بھیجتے رہے۔

Marfat.com

۱۲ مارچ ۱۹۱۲ء کو روزنامہ اور ہفتہ وار ایڈیشنوں سے ایک ایک ہزار روپے کی ضمانت طلب کی گئی جو ۱۲ جون ۱۹۱۲ء کو زمیندار سٹیم پریس کے نام منتقل ہو گئی۔ ۱۸ ستمبر ۱۹۱۳ء کو پریس سمیت ضبط ہوئی۔

مسلم پرنٹنگ پریس کے نام سے ایک نیا چھاپہ خانہ قائم کیا گیا جس سے دو ہزار روپے کی ضمانت طلب کی گئی۔ وہ ضبط ہو گئی۔ مولانا نے لندن سے ایک مضمون زمیندار میں اشاعت کے لیے بھیجا جو

چار چیز است تحفہ لندن
خمر و خنزیر و روزنامہ وزن

کے زیر عنوان شائع ہوا۔

اس کی اشاعت پر حکومت نے دس ہزار کی ضمانت اور چھاپہ خانہ ضبط کر لیا۔ اور دس ہزار کی مزید ضمانت طلب کی گئی۔ مگر عوام نے چندہ کر کے رقم جمع کر دی۔ اگست ۱۹۱۳ء میں مسجد کانپور کا واقعہ رونما ہوا۔ اخبار نے اس سلسلے میں یو پی کے گورنر پر کڑی تنقید کی۔ اس پر زمیندار کی یہ ضمانت بھی ضبط ہو گئی۔ اس بار روپیہ بر وقت جمع نہ ہو سکا اور زمیندار کچھ دن بند رہا مگر چند روز بعد پھر شروع ہو گیا۔ مولانا لندن سے واپس آئے تو اتحاد اسلامی پر زوردار مضامین اور افتتاحیے لکھے۔ پھر پہلی جنگ عظیم شروع ہو گئی۔ ترکی بھی اس کی لپیٹ میں آ گیا۔ ہندوستان میں "ڈیفنس آف انڈیا رولز" نافذ کر دیے گئے۔ ۷ اکتوبر ۱۹۱۴ء کو مولانا ظفر علی خاں کرم آباد میں قید کر دیے گئے اور زمیندار کو حکم دیا گیا کہ وہ جنگ کی خبریں نہ چھاپے۔ ان حالات میں اخبار جاری رکھنا بے سود اور عملاً ناممکن تھا۔ چنانچہ جون ۱۹۱۵ء میں احتجاج کے طور پر اخبار بند کر دیا گیا۔

کرم آباد میں نظر بندی کے دوران مولانا نے اپنے حسب حال یہ نظم لکھی جس کے چند اشعار یہ ہیں:-

Marfat.com

کرم آباد کو سر مائیکل نے
بنایا ہے میری علمی حوالات
اگر اس وقت میں آزاد ہوتا
دکھا سکتا نہ شاید یہ کمالات
نہ ہوتی ترجمے کی مجھ کو فرصت
کتابوں میں نہ کٹتے میرے دن رات
نہ ہوتا نعت ہی کا سر میں سودا
نہ دل میں سے نکل سکتی مناجات
پرو سکتا نہ موتی روز ایسے
چمک سے جن کی ہیں شمس و قمر مات
گنواتا شائد اپنے ملک کو بھی
دلاتی شرم مجھ کو میری اوقات

لمحات :

اس کے بعد مولانا کے بیٹے اختر علی خاں ، بھائی غلام حیدر اور مولانا عمادی نے مل کر ایک اخبار لمحات جاری کیا لیکن یہ بھی جلدی بند ہوگیا۔ مولانا ظفر علی خان نظر بندی کے دوران تصنیف و تالیف میں مشغول تھے۔ پھر ان کی طرف سے ایک علمی و ادبی ہفت روزہ جاری کرنے کی درخواست کی گئی جو حکومت نے منظور کر لی۔ چنانچہ انہوں نے ۱۹۱۶ء کے آخر میں کرم آباد سے "ستارہ صبح" جاری کیا یہ رسالہ کچھ عرصہ بعد لاہور منتقل ہوگیا۔

ستارہ صبح :

پہلا شمارہ ۱۲ نومبر ۱۹۱۶ء کو کرم آباد سے شائع ہوا۔ دوسرا شمارہ یکم فروری

Marfat.com

۱۹۱۷ء کو لاہور سے شائع ہوا۔

ستارہ صبح کے سرورق پر آیت رب زدنی علما کے نیچے یہ شعر درج ہوتا تھا ؎

من آں ستارہ صبح کہ در محل طلوع
ہمیشہ پیش رو آفتاب می باشم

آخری صفحہ پر اشتہارات چھپتے تھے۔ اس کی گٹ اپ طباعت اور لے آؤٹ بہت خوب صورت تھی۔ مضامین مسلسل ترتیب دیے جاتے تھے۔ جہاں ایک مضمون ختم ہوتا وہاں تھوڑی سی جگہ چھوڑ کر نیا مضمون شروع کر دیا جاتا۔ ایک صفحہ میں دو کالم ہوتے تھے۔ اس میں زیادہ تر مضمون مولانا خود لکھتے تھے۔ علاوہ ازیں مولانا راشد الخیری اور بعض دوسرے اہلِ قلم کی تخلیقات بھی اس میں شائع ہوتی تھیں اور ہر پرچے میں جواہر ریزے کے زیر عنوان منتخب تحریریں اور واقعات شائع ہوتے تھے۔ مختلف تاریخی، علمی، اور ادبی موضوعات پر بلند پایہ مقالات شائع کیے جاتے تھے۔ جس طرح زمیندار نے پنجاب میں صحافت کی آبیاری کی اسی طرح ستارہ صبح نے پنجاب میں علم و ادب اور شاعری کی آبیاری کرنے میں قابل قدر کردار ادا کیا۔

ستارہ صبح پر پیشگی سنسر عاید تھا، یعنی کوئی تحریر پہلے سنسر کرائے بغیر شائع نہیں کی جا سکتی تھی۔ ظاہر ہے کہ اس پابندی کے باعث مولانا اپنے قلم کے جوہر نہیں دکھا سکتے تھے۔ مولانا خود رقم طراز ہیں :

"سر مائیکل اڈوائر گورنر پنجاب کی ستم پیشہ ملوکیت نے زمیندار کو بند کر رکھا تھا اور مجھے نیم نظر بندی کی صورت میں اپنا ادبی شوق پورا کرنے کے لیے ہفت روزہ ستارہ صبح کی ادارت کے فرائض کی انجام دہی کی اجازت دے رکھی تھی۔ سیاست میرے لیے شجر ممنوعہ کا حکم رکھتی تھی اور "ستارہ صبح" کے اوراق صرف غیر سیاسی مواد

Marfat.com

کے لیے وقف ہونے پر مجبور تھے۔ نقلی صوفیوں اور
جھوٹے پیروں کا پول ستارہ صبح میں کچھ اس طرح کھولا
گیا کہ ابنائے طریقت کے برخود غلط رہنما چیخ اُٹھے۔
چنانچہ میرے خلاف ان بزرگوں نے ایک وسیع پیمانے
پر سازش کی۔ جس کا مقصد یہ تھا کہ کسی طرح میں ان
کے راستے سے ہٹ جاؤں۔ مجھے پنجاب چھوڑنا پڑا اور
کچھ عرصے کے لیے حیدر آباد جا کر حضرت میر عثمان علی خان
کے دامنِ دولت میں پناہ لی۔ اگرچہ حیدر آباد میں بھی
حریفوں نے میرا پیچھا نہ چھوڑا اور مجھے اس گوشہ عافیت
کو بھی چھوڑ کر پنجاب کا رُخ کرنا پڑا۔"[۱۳]

انہوں نے اپنی یہ کیفیت اشعار میں یوں بیان کی ہے:

نہیں اپنوں سے امید مدارات
تو کیا غیروں سے ہو چشم مراعات
محبت کا نتیجہ ہے عداوت
نرالی ہے عمل کی یہ مکافات
جگر پھٹتا ہے بھرتا ہوں اگر آہ
زباں کٹتی ہے کرتا ہوں اگر بات
زمانے کا ہے برتاؤ مجھ سے
کہ اُٹھتے جوتیاں ہیں بیٹھتے لات
لگد کوب حوادث ہو رہا ہوں
ہیں میرے ہی لیے شاید سب آفات

زمیندار ۱۹۱۹ء میں دو ہزار روپے کی ضمانت دے کر پھر میدانِ عمل میں آ گیا۔
لیکن تحریک خلافت کے آغاز میں یہ رقم ضبط ہو گئی۔ ۱۹۱۹ء میں لاہور کے مولوی

Marfat.com

سید حبیب احمد کا روزنامہ سیاست بھی شائع ہونے لگا۔ زمیندار اور سیاست میں معاصرانہ نوک جھونک اور چپقلش جاری رہی۔ زمیندار نے معاصر سیاست سے نبرد آزمائی کے لیے ایک ہفت روزہ ٹوڈی بھی نکالا۔ جو کچھ عرصہ بعد بند ہو گیا۔ سیاست نے ٹوڈی کے مقابلہ میں ہفت روزہ آنکا بانکا نکالا۔

زمیندار کی متذکرہ بالا دو ہزار روپے کی ضمانت ضبط ہونے کے بعد مزید ۵ ہزار روپے ضمانت طلب کی گئی۔ مولانا ظفر علی خان حضرو کے مقام پر ایک تقریر کرنے کے الزام میں پکڑے گئے اور پانچ سال کی قید ہوئی۔ کچھ دنوں بعد مولانا اختر علی خان اور مولانا عبدالمجید سالک بھی علی الترتیب تین سال اور ایک سال کے لیے قید ہو گئے۔ مائیکل اڈوائر کے اشارہ پر انگریز ڈی آئی جی پولیس مسٹر مونگر نے ازالہ حیثیت عرفی کا دعویٰ دائر کر دیا۔ اور پندرہ ہزار روپے کی ڈگری حاصل کی۔ یہ رقم ادا کرنی پڑی۔ ۱۹۲۱ء میں مسلم پرنٹنگ پریس کی بھی ضمانت ضبط کر لی گئی اور ۱۹۲۲ء میں سالک پریس کی دو ہزار روپے کی ضمانت ضبط ہو گئی۔ شورش کاشمیری کے بقول اس دور کے زمیندار کے کوئی ایک درجن ایڈیٹر گرفتار کیے گئے۔ اور دو ہزار، پانچ ہزار اور دس ہزار کی تین ضمانتیں وقفہ وقفہ سے ضبط ہوتی گئیں۔[۱۱۱]

۱۹۲۶ء میں زمیندار کے ایڈیٹر سید لال بادشاہ کو دم مست قلندر دھڑ رگڑا" کی اشاعت پر ایک سال قید کی سزا ہوئی۔ اور اخبار سے ۵ ہزار روپے کی ضمانت طلب کی گئی جو بعد ازاں ضبط ہو گئی۔ پھر مزید دس ہزار روپے کی ضمانت مانگی گئی جو ۳ فروری ۱۹۲۸ء کو ضبط ہو گئی۔ مزید دو ہزار روپے کی ضمانت لی گئی جو ۱۹۳۰ء میں ضبط ہو گئی۔ ۳ ہزار روپے مزید جمع کروائے گئے۔ یہ تحریک کشمیر میں ضبط ہو گئے۔ اس اثناء میں مولانا ظفر علی خان دفعہ ۱۲۴۔ الف کے تحت تین سال کے لیے قید کر دیے گئے۔ اس تحریک میں حکومت نے بارہ الیسوع پانچ ہزار اور دس ہزار کی دو ضمانتیں ضبط کیں اور منصور سٹیم پریس بھی ضبط کر لیا۔

Marfat.com

۱۹۳۲ء میں انڈین پریس ایمرجنسی پاورز ایکٹ ۱۹۳۱ء کی دفعہ ۷ (۱) کے تحت ایک ہزار روپے کی ضمانت مانگی گئی جو مارچ ۱۹۳۲ء میں ضبط کر لی گئی۔ اس سال مذکورہ ایکٹ کی دفعہ ۹ (۱) کے تحت تین ہزار روپے کی ضمانت طلب کی گئی جو وقت پر جمع نہ کرائی گئی اور اخبار تقریباً دو ماہ بند رہا۔

۱۲ مئی ۱۹۳۲ء کے انگریزی اخبار ٹریبیون میں خبر شائع ہوئی جس کا ترجمہ یہ ہے:

"لاہور میں زمیندار نیوز پیپرز کمپنی لمیٹڈ کی رجسٹریشن ہوئی ہے۔ یہ روزانہ ورنیکلر اخبار زمیندار از سر نو شروع کرے گی۔ یہ اخبار مولانا ظفر علی خان کی ملکیت اور ادارت میں شائع ہوتا تھا اور تقریباً دو ماہ پہلے اس کی اشاعت معطل ہو گئی تھی۔ بورڈ آف ڈائریکٹرز میں مولانا ظفر علی خان، آصف علی دہلوی، لاہور کے مولانا عبدالحنان اور مسٹر ایس ڈی حسن شامل ہیں۔"

اس کے بعد زمیندار لمیٹڈ کمپنی کے زیر اہتمام جاری ہوا لیکن اس کا اصل انتظام و انصرام مولانا ظفر علی خان کے پاس ہی رہا۔

مبلغ ۳ ہزار روپے کی ضمانت میں سے مبلغ دو ہزار روپے ۲۱ دسمبر ۱۹۳۲ء کو ضبط کر لیے گئے۔ اس کے بعد ۳ ہزار روپے کی مزید ضمانت مانگی گئی جو ۷ جولائی ۱۹۳۲ء کو جمع کرائی گئی۔ ۱۹۳۵ء میں سابقہ ضمانت ضبط کر کے نئی ضمانت طلب کی گئی۔

شہید گنج کی تحریک کے دوران دس ہزار روپے کی ضمانت ضبط کی گئی اور گورنر پنجاب ہربرٹ ایمرسن کے حکم سے اخبار بند کر دیا گیا۔ ۱۹۳۷ء میں زمیندار سے تین ہزار کی ایک ضمانت لی گئی جو پریس کی دو ہزار کی ضمانت سمیت ۱۹۴۰ء میں ضبط کر لی گئی۔ مزید ۵ ہزار روپے جمع کروائے گئے۔ ۱۹۴۶ء میں یہ بھی ضبط کر لیے گئے۔

Marfat.com

قیامِ پاکستان کے بعد :

قیامِ پاکستان کے بعد ۲ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو زمیندار مبینہ طور پر ایک قابل اعتراض مضمون شائع کرنے پر دو ہفتہ کے لیے سر بمہر کر دیا گیا۔ لیکن یہ پابندی ۸ اکتوبر کو ختم کر دی گئی۔ ۲ مارچ ۱۹۵۳ء کو مرزائیوں کے خلاف تحریک کے سلسلے میں زمیندار بند کر دیا گیا۔ چنانچہ یہ ۶ مارچ ۱۹۵۴ء تک بند رہا۔ بول چند کے الفاظ میں :

> "بیسویں صدی کے پہلے عشرہ میں تین ایسے اخبارات جاری ہوئے جنہوں نے اخبارات کے برعکس سیاست میں بھرپور دلچسپی لی۔ جنگ (اول) سے پہلے ان تین اخباروں وطن، ہندوستان اور زمیندار کی وجہ سے ہی پنجاب میں صحافتی سرگرمی کا آغاز ہوا۔" [۱۵]

"زمیندار" کا معاملہ اخبار عام اور پیسہ اخبار سے یکسر مختلف ہے۔ زمیندار بیسویں صدی کے ربع اول میں مسلمانوں کے بے باک، مبارزت طلب اور قومی امنگوں کے ترجمان اخبارات میں نمایاں مقام رکھتا ہے۔ مولانا ظفر علی خان کو بار بار قید کی سزا ملنے اور زمیندار اور متعلقہ چھاپہ خانوں کی متعدد ضمانتوں کی ضبطی اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ یہ اخبار انگریز حکمرانوں کے دلوں میں کانٹے کی طرح کھٹکتا تھا۔

بول چند لکھتے ہیں :

> "مولانا ظفر علی خان پہلے صحافی تھے جنہوں نے ایک باوقار منصب چھوڑ کر اردو اخبار نویسی اختیار کی۔ وہ علی گڑھ یونیورسٹی کے گریجوایٹ تھے۔ ان دو عوامل نے اردو اخبار نویسی کے پیشہ کو باوقار بنا دیا۔ ۱۹۱۱ء میں مولانا اپنا اخبار لاہور سے جاری کرنے لگے۔ انہوں نے ممتاز ہندو اخبارات پر تنقید کی اور اس طرح ان کے اخبار کو

Marfat.com

بہت جلد اتنی اہمیت حاصل ہو گئی جو بصورت دیگر طویل
مدت تک حاصل نہیں ہو سکتی تھی۔ جب زمیندار کو یہ
اہمیت حاصل ہو گئی۔ تو اس نے صرف مذہبی امور پر
لکھنے کی بجائے ملکی سیاست پر توجہ دی۔ آغاز میں اس
نے ان ہندوستانی راجاؤں کے خلاف لکھا جو اپنی اپنی
ریاست میں ہر اس اخبار کا داخلہ بند کر دیتے تھے جو
حکومت پر نکتہ چینی کرتے تھے۔ جب جنگ بلقان شروع
ہوئی تو ترکی اور دوسرے اسلامی ممالک زمیندار کی توجہ
کا مرکز بن گئے۔" [۱۶]

زمیندار نے دنیائے اسلام کی خبریں خصوصی اہتمام کے ساتھ شائع کیں۔ یہ اردو کا پہلا اخبار تھا جس نے رائٹر اور ایسوسی ایٹڈ پریس آف انڈیا سے خبریں حاصل کرنے کا اہتمام کیا۔ زمیندار نے بہت جلد اپنے ہم عصر اردو اخبارات کو مات دے دی۔

ڈاکٹر عبدالسلام خورشید کے بقول:

"مولانا ظفر علی خان نے اردو صحافت میں ایک وجاہت
پیدا کی۔ اس کی نوک پلک درست کی۔ افتتاحیہ نگاری
اور شذرہ نویسی میں ایک نئے اسلوب کی تخلیق کی۔ دلیل
کے ساتھ ساتھ ادبی رنگ کے تبصرے کو رواج دیا۔ موضوعات
میں تنوع پیدا کیا اور سیاسی شاعری ایسی گھن گرج سے
شروع کی کہ لوگ یہی سمجھنے لگے کہ اس کا آغاز مولانا کے
قلم سے ہوا ہے۔" [۱۷]

ایس۔ ایم فیروز لکھتے ہیں:

"زمیندار نے اخبار نویسی کا ایک ایسا نیا مکتب قائم کیا جو ہر
اہم اردو اخبار نے ۱۹۴۰ء کے بعد تک اختیار کیے رکھا

Marfat.com

زمیندار نے زمانہ کے بہت سے نشیب و فراز دیکھے۔ بہت سے نقصانات اٹھائے اور جھولیاں بھر کر منافع کمایا۔ یہ پہلا اخبار تھا جس نے خبروں کی ڈسپلے میں جدید انداز اختیار کیا۔ ۔ ۔ ۔ زمیندار کے اجرا سے پہلے اردو صحافت اپنے ابتدائی دور ہی میں تھی۔ اخبار عام اور پیسہ اخبار نے اردو صحافت میں جو تبدیلیاں پیدا کی تھیں وہ اردو صحافت کی ترقی پر کوئی مستقل نقش نہ چھوڑ سکیں۔ یہ تبدیلیاں ابتدائی نوعیت کی تھیں اور ان کا اردو صحافت کے مستقبل پر کوئی اثر مرتب نہ ہوا پہلے اخباروں نے اخبار نویسی کا ایک جسم تیار کیا تھا، اس میں زمیندار نے روح پھونکی۔"[۱۸]

شورش کاشمیری کے الفاظ میں:

"ظفر علی خان کو بجا طور پر صحافت کے ثانوی دور کا بانی کہا جا سکتا ہے۔ انہوں نے اردو کے دامن کو بے شمار صحافتی الفاظ سے وسیع کیا۔ ان سے پہلے اردو کا عوامی رسوخ محدود تھا۔ انہوں نے اس کے لیے قبول عام کی راہیں پیدا کیں اور ان علاقوں میں اردو کا ڈول ڈالا۔ جو آج مغربی پاکستان (پاکستان) کہلاتے ہیں۔"[۱۹]

شورش کاشمیری ہی کے بقول زمیندار نے اردو صحافت کو جو کچھ دیا اس کا خلاصہ یہ ہے:

۱۔ "زمیندار نے صحافت کی سلطنت کو وجاہت سے بدلا اور پرچہ نویسی کے بجائے اخبار نویسی کا ذوق پیدا کیا۔

۲۔ اخبار کی معنوی آبرو میں شعر و ادب کی چاشنی سے اضافہ کیا اور لوگوں میں اخبار بینی کی طرح ڈالی جس نے رفتہ رفتہ ایک ہمہ گیر شوق کی صورت اختیار کی۔

Marfat.com

۳ ۔ ادارتی صفحے کی ترتیب بدل کر اس میں تنوع پیدا کیا ۔

۴ ۔ معاصرانہ نوک جھونک کی ادبی صورت گری کو رواج دیا اور افتتاحیہ کے پہلو میں مطائبات کا کالم افکار و حوادث کے نام سے ایزد کیا ۔

۵ ۔ اس اخباری شاعری کی بنیاد ڈالی ۔ جو واقعہ نگاری اور تبصرہ نگاری سے بڑھتی پھیلتی ہجو نویسی تک چلی گئی ۔

۶ ۔ خبروں کی ترتیب کا رُخ بدلا ۔ رفتہ رفتہ سرخیوں میں وہ بانکپن پیدا کیا کہ اخبار کا چہرہ نما معلوم ہونے لگیں ۔ تب کئی کالمی اور کئی عنوان سرخیاں دینے کا درجہ رواج نہ تھا ۔ زمیندار نے یہ تنوع بھی اختیار کیا جو تحریروں کی مختلف منزلوں سے گزر کر ہر اخبار کا جزو غیر منفک ہو گیا ۔

۷ ۔ بے شمار نئے الفاظ اور بہت سی نئی ترکیبیں پیدا کیں جو ۵۰ سال کی اس مدت میں رچ بس کر اردو لغت کا سرمایہ ہو چکی ہیں ۔ لیکن نصف صدی پیشتر ان کا اتا پتا بھی نہ تھا ۔

۸ ۔ ہندوستان بھر میں زمیندار پہلا اردو اخبار تھا جس نے رائٹر اور ایسوسی ایٹڈ پریس آف انڈیا سے براہ راست خبریں حاصل کیں ۔ بلقان و طرابلس کی جنگ کے زمانے میں اشاعت ۳۰ ہزار تک پہنچ گئی ۔" [۲۰]

مولانا ظفر علی خان :

بابائے صحافت مولانا ظفر علی خان کی شخصیت ہمہ جہت تھی ۔ آپ بہترین مترجم ، بلند پایہ

Marfat.com

ادیب، بے مثل خطیب، شاعر، صحافی، سیاستدان اور عالم تھے۔

تاریخی نام ظفر علی تھا۔ ۱۲۹۰ھ میں کرم آباد ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ یہ موضع آپ کے دادا کرم الٰہی نے آباد کیا تھا۔ وزیر آباد مشن ہائی سکول سے مڈل کیا۔ آپ کے پھوپھا عبداللہ خان مہندر سنگھ کالج پٹیالہ میں عربی کے پروفیسر تھے۔ وہاں سے آپ نے انٹرنس کا امتحان پاس کیا۔

۱۸۹۴ء میں علی گڑھ سے بی۔ اے فسٹ ڈویژن میں پاس کیا۔ اس کے بعد کچھ عرصہ بمبئی میں نواب محسن الملک کے پرائیویٹ سیکرٹری رہے۔ نواب صاحب کی سفارش سے حیدر آباد دکن میں ملازمت حاصل کی۔ کچھ دیر فوج میں رہے۔ پھر دارالترجمہ سے وابستہ ہو گئے۔ کچھ مدت بعد ملازمت چھوڑ کر بمبئی چلے گئے اور وہاں اورنٹیل کمرشل کمپنی قائم کر کے کاروبار شروع کیا۔ یہ کاروبار کامیاب نہ رہا اور پھر آپ حیدر آباد میں قانون ساز اسمبلی کے رجسٹرار مقرر ہو گئے۔ لارڈ کرزن کی کتاب گارڈنز آف پرشیا کا ترجمہ خیابان فارس کے نام سے کیا۔ اس پر نظام حیدر آباد دکن کی طرف سے آپ کو تین ہزار روپے اور پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے ۵۰۰ روپے انعام دیا گیا۔ لارڈ کرزن نے آپ کو طلائی دستہ کی چھڑی پیش کی۔

مولانا ظفر علی خاں انتہائی غیور، نڈر اور بے باک انسان تھے۔ ساری زندگی اسلام کی سربلندی، مسلمانوں کی اصلاح اور بقا اور ملک کی آزادی کے لیئے جدوجہد کی۔ جنگ بلقان اور طرابلس کے دوران مسلمانوں کی بھرپور ترجمانی کی۔ ۱۹۱۰ء کے پریس ایکٹ کے خلاف بھرپور جدوجہد کی۔ اور انگلستان تک پہنچے۔ شورش کاشمیری کے بقول مولانا کی زندگی کا ہر تیسرا دن جیل میں گزرا۔ پہلی جنگ عظیم کے دوران کرم آباد میں نظر بند رہے۔ اس کے بعد حضرو میں تقریر کرنے کے جرم میں پانچ سال قید کی سزا ہوئی۔

مولانا قید کاٹ کر جیل سے آئے تو شدھی اور سنگھٹن کی تحریکیں زوروں پر تھیں۔ مسلمان رہنما مسئلہ حجاز پہ دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔ کانگرس بھی موالاتی اور ترک موالاتی گروہوں میں بٹی ہوئی تھی۔ پنجاب کی خلافت پارٹی مولانا ظفر علی خان کی قیادت میں آل انڈیا خلافت کمیٹی

Marfat.com

سے علیحدہ ہو گئی مگر مولانا ابھی تک کانگرس کے ہم خیال تھے۔ ۱۹۳۰ء میں گاندھی جی کی نمک تحریک میں شامل ہوئے اور باغیانہ تقریر کرنے کے جرم میں تین سال کے لیے قید کر دیے گئے۔ پنجاب کی تحریک خلافت نے بعد میں مجلسِ احرار کی صورت اختیار کر لی۔ ۱۹۳۶ء میں مولانا مسئلہ شہید گنج کے سلسلہ میں اختلافات کی بناء پر "احرار" سے الگ ہو گئے اور "مجلسِ اتحاد ملت" کی بنیاد رکھی۔ ۱۹۳۶ء میں کراچی میں کانگرس کا اجلاس ہو رہا تھا کہ نماز عصر کے موقع پر اجلاس ملتوی نہ کرنے پر ناراض ہو گئے اور کانگرس کو خیر باد کہہ دیا۔ ۱۹۳۷ء میں انہوں نے مجلس اتحاد ملت کو مسلم لیگ میں مدغم کر دیا۔ زمیندار بھی مسلم لیگ کی ترجمانی کرنے لگا۔ اسی سال حلقہ لاہور سے ایک ضمنی انتخاب میں مرکزی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ ۱۹۴۶ء میں دوبارہ مرکزی اسمبلی کے انتخاب میں زبردست اکثریت سے کامیاب ہوئے۔ اسی اثنا میں وہ مسلم لیگ کے لیے کام کرتے رہے۔ شب و روز سفر میں بسر کرتے اور جلسوں سے خطاب کرتے۔ ۱۹۴۶ء کے آخر میں تپ محرقہ لاحق ہوا اور تین ماہ تک بیمار رہے۔ افاقہ ہوا تو فالج کا حملہ ہو گیا۔ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان قائم ہو گیا۔

۲۶ مارچ ۱۹۴۸ء کو مولانا نے پنجاب یونیورسٹی اردو کانفرنس میں اپنا مقالہ "عہد حاضر اور اردو" پڑھتے ہوئے کہا:

> "ہمارا قافلہ منزلِ مقصود پر پہنچ چکا ہے اس کے بعد تمنائے راہ پیمائی تو ہے لیکن قوت راہ پیمائی نہیں رہی۔ کام کرنے کو جی چاہتا ہے لیکن ہاتھ جواب دے چکے ہیں۔ دل میں جذبات تو ہیں لیکن ان کے لیے عمل و حقیقت کا جامہ نہیں ملتا۔ اب راستے میں بیٹھ کر چلنے والوں کی برق رفتاری کا تماشا دیکھنے کے قابل رہ گئے ہیں۔"

رفتہ رفتہ قویٰ مضمحل ہوتے گئے۔ قیام پاکستان کے بعد دو تین سال لاہور میں رہے۔ پھر کرم آباد منتقل ہو گئے۔ آخر ۲۷ نومبر ۱۹۵۶ء کو دنیائے فانی سے رخصت ہو گئے۔

Marfat.com

پس منظر :

سرسید احمد خان کا دور اصلاح مصالحت اور عقلیت کا دور تھا۔ لیکن سرسید کی وفات تک حالات بدل چکے تھے۔ بیسویں صدی کے آغاز میں مسلمان بھی سیاسی حقوق کے لیے جدوجہد کرنے کی ضرورت محسوس کرنے لگے۔ ۱۹۰۶ء میں مسلم لیگ اس غرض سے قائم ہوئی۔ ۱۹۱۱ء میں حکومت نے ہندوؤں کے دباؤ میں آکر بنگال کی تقسیم منسوخ کردی تو سرسید احمد خان کے رفقاء بھی مصالحت کی پالیسی سے بددل ہو گئے۔

وقارالملک نے ۳۰ دسمبر ۱۹۱۱ء کے علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ میں لکھا :

"یہ آفتاب نصف النہار کی طرح ایسا روشن ہے کہ ان واقعات کو دیکھنے کے بعد جو اس وقت مشاہدے میں آئے یہ مشورہ دینا کہ مسلمانوں کو گورنمنٹ پر بھروسہ کرنا چاہیے، لاحاصل مشورہ ہے۔ اب زمانہ اس قسم کے بھروسہ کا نہیں رہا۔ ۱۳ اگست ۱۹۱۳ء کو مسجد کانپور کی شہادت سے مسلمانوں کا احساس بے بسی اور شدید ہو گیا۔

برصغیر کے باہر بھی مسلمانوں کی حالت مخدوش تھی۔ سلطنت عثمانیہ کو ختم کرنے کی کوششیں جاری تھیں، غرض مسلمانوں کا مستقبل ایک استفہامی نشان بنا ہوا تھا۔ اب حقوق کے تحفظ کے لیے جدوجہد کو تیز کرنے اور مصلحت اور مصالحت کو بالائے طاق رکھ کر جوش و جذبہ کے ساتھ کام کرنے کا وقت تھا۔ چنانچہ اس دور کی صحافت نے نئی صورت اختیار کرلی۔ یہ صورت تھی۔ جنگ جوئی و مبارزت طلبی، جرأت و بے باکی کے ساتھ اظہار خیال کی۔

Marfat.com

اس دور میں نڈر بے باک، پرجوش اور پرعزم صحافی میدان صحافت میں وارد ہوئے۔ جن میں مولانا ظفر علی خان، مولانا محمد علی جوہر اور مولانا ابوالکلام آزاد سرفہرست ہیں۔ مولانا ظفر علی خان زمیندار، مولانا محمد علی جوہر کے کامریڈ اور ہمدرد اور مولانا ابوالکلام آزاد کا الہلال صحافت کے میدان پر اس طرح چھا گئے کہ دوسرے تمام اخبارات وجرائد دب کر رہ گئے۔ بقول ڈاکٹر سید عبداللہ:

> "ملک کی سیاست بدل رہی تھی اور بیرونی حوادث سے جذبات اس طرح مشتعل ہو رہے تھے کہ ٹھنڈی معقولیت کے لیے کوئی گنجائش باقی نہ تھی۔ چنانچہ بیسویں صدی کے ربع اول میں اردو صحافت اور مجلہ نگاری سراپا جذبات پر آ کر کھڑی ہو گئی۔ اور سیاسی کشمکش نے کچھ ایسی صورت اختیار کر لی کہ نہ دانا گورنمنٹ چھاپہ کی آزادی قائم رکھ سکی اور نہ آزاد رعیت اس آزادی کو برقرار رکھ سکی۔ اس فضا نے اخبار نویسی کے جو بڑے بڑے نمونے ہمارے سامنے پیش کیے ان میں "الہلال" "زمیندار" اور ہمدرد کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ الہلال کلکتہ سے شائع ہوتا تھا، ہمدرد دہلی سے، زمیندار لاہور سے۔"

مولانا ظفر علی خان اپنی بے باک اور آتشیں تحریروں کے باعث نمایاں اور مقبول ہونے لگے تو اردو اخبار نویسوں کی ایک پوری جماعت نے ان کے خلاف محاذ قائم کر لیا۔ لالہ دینا ناتھ جی، ایڈیٹر دیش لاہور، پنڈت دیا کشن کول ایڈیٹر ہندوستان، قاضی عبدالغفار، ایڈیٹر جمہور کلکتہ شیخ ضیاء الحق ایڈیٹر پیشوا، یہاں تک کہ مولانا ابوالکلام آزاد بھی اپنی محتاط نگاری سے ساتھ اس صف میں نظر آتے ہیں اور اردو میں مولانا ظفر علی خان تن تنہا تھے اور وہ بھی اس تیور کے ساتھ کہ خوف وہراس کا نام و

Marfat.com

نشان نہیں تھا۔

مولانا ظفر علی خان ایک قادر الکلام شاعر، بے مثالی ادیب، انشار پرداز، خطیب سیاست دان، عالم اور صحافی تھے۔ ان کی بیشتر صلاحیتیں اور توانائیاں انگریزوں کی غلامی کے خلاف جہاد میں صرف ہوئیں۔ وہ صحافت کے میدان میں بھی اس مقصد کے لیے آئے تھے۔ اگرچہ اور رہنماؤں نے بھی صحافت کے ذریعے غلامی کے خلاف جہاد کیا مگر مولانا ظفر علی خان کا قلم تو شمشیر برہنہ تھا۔ وہ خود فرماتے ہیں ؎

قلم سے کام تیغ کا اگر کبھی لیا نہ ہو
تو مجھ سے سیکھ لے یہ فن اور اس میں بے مثال بن

مولانا صلاح الدین احمد مرحوم کے الفاظ میں:

"جس مرد مجاہد نے سب سے پہلے میدان وغا میں قدم رکھ کر ملوکیت مغرب کو للکارا جس حریت کوش نے سرزمین بے آئین سرحد اور کشور نیاز پرور پنجاب میں اپنے عصائے کلیمی سے اژدر طلسم فرنگ کی سرکوبی کی، جس بندہ حق آگاہ نے طرابلس اور قسطنطنیہ کے زخموں کی ٹیس لاہور میں محسوس فرمائی اور اسے جسد ملت میں سرتاسر دوڑایا۔ لاریب وہ بیسویں صدی میں اسلامیان ہند کا اولیں راہنما مولانا ظفر علی خان تھا۔"

مائیکل ایڈ وائر (جس نے پنجاب کے خلاف حاکمانہ اختیارات بے محابا استعمال کیے تھے) لکھتا ہے:

"اخبار زمیندار بان اسلام ازم پر یقین رکھنے والے طبقہ کا آتش بار ترجمان تھا۔ اس اخبار کا مدیر آتش مزاج اور "رسوائے عالم" ظفر علی

Marfat.com

خان تھا۔ اس نے ۱۹۱۲ء میں ترک ہلال احمر کے لیے چندہ جمع کرنا شروع کر دیا اور جو رقم جمع ہوئی اسے ترک وزیر بزرگ کو پیش کرنے کے لیے خود قسطنطنیہ گیا واپسی پہ اس کے اخبار کا لہجہ اور تیز ہوگیا۔ اسے کئی بار بند کیا گیا۔ بالآخر ۱۹۱۳ء میں پریس ایکٹ کے ماتحت اس کی ضمانت ضبط کرنے پر مجبور ہوگیا۔ مزید زیادہ ضمانت طلب کی گئی جو داخل کر دی گئی، اور اخبار زمیندار پھر نکلا۔ اب کہ اس کا انداز تحریر پہلے سے بھی زیادہ باغیانہ اور معاندانہ تھا۔ وہ عوام کو برطانوی حکومت کے خلاف اعلانیہ بغاوت پر ابھارتا تھا۔ بالآخر اس کی ضمانت اور چھاپہ خانہ دونوں ضبط کر لیے گئے۔" [۲۱]

مائیکل اوڈوائر ہی کے الفاظ ہیں:

"اخبارات میں برطانیہ کے خلاف لکھنے والے گروہ کے راہنما لاہور کے زمیندار کے ظفر علی خان اور کامریڈ کے محمد علی اور ان کے بھائی شوکت علی تھے۔ وہ جنگ سے پہلے اور اس کے بعد ترکی کے ساتھ اپنی ہمدردی چھپاتے نہیں تھے۔" [۲۲]

"نیز جنگ کے دوران اس معاملہ میں سنجیدگی اختیار کرنا ضروری تھا۔ میں نے پہلے پنجاب میں پہلا قدم یہ اٹھایا کہ ظفر علی خان کو اس کے آبائی گاؤں میں نظر بند کر دیا۔ اور جنگ کے خاتمہ تک اسے وہیں رکھا۔" [۲۳]

مائیکل اوڈوائر کے اقدامات مولانا ظفر علی خان کا حوصلہ پست نہ کر سکے۔

Marfat.com

"ظفر علی خان نے رہا ہونے کے بعد پھر پرانی روش اختیار کر لی۔ ۱۹۲۰ء میں بغاوت انگیز عمل کی وجہ سے اسے پانچ سال قید کی سزا دی گئی۔" [۲۴]

سر مائیکل ایڈوائر کی ان تحریروں سے ظاہر ہے کہ بیسویں صدی کے ربع اول میں پورے برصغیر میں انگریزوں کے خلاف جرأت و بے باکی کے ساتھ تنقید کرنے کی توفیق بعض مسلمانوں کو ہوئی۔ پنجاب میں صحافت کے میدان میں انگریزوں کے خلاف اور مسلمانانِ عالم کے حق میں اٹھنے والی آواز مولانا ظفر علی خان کی آواز تھی اور یہ بلند ترین آواز تھی۔

غیر ملکی حکومت کے ایک با اختیار نمائندے اور مولانا ظفر علی خان کے دشمن کے یہ الفاظ، مولانا کی حب وطن، بے مثال جرأت، بے باکی، عزم اور مشن کی بلندی کا اعتراف اور ثبوت ہیں۔

۱۹۱۳ء میں مولانا کی تحریروں کی وجہ سے زمیندار کی ضبطیوں کا سلسلہ شروع ہوا تو مولانا ابوالکلام آزاد کے الہلال (کلکتہ) نے لکھا:

"روزنامہ زمیندار کی اشاعت سے پہلے اخبار بینی طبقہ خواص میں محدود تھی اور عام بیداری و احساس کے پیدا ہونے میں یہ ایک ایسا مانع عظیم تھا جس کی وجہ سے کوئی تحریک اور کوئی آواز عام قوت و اثر پیدا نہیں کر سکتی تھی۔ جنگ طرابلس نے قوم کے تمام طبقات کو خبروں کا شائق بنا دیا۔ اور زمیندار کی عام مقبولیت شروع ہو گئی اس کی اشاعت بیس بیس ہزار تک روزانہ پہنچی۔ ہر شخص جو اردو عبارت پڑھ سکتا تھا علی الصباح اس طرح "زمیندار" کا خواہش مند ہوتا ہے، گویا یورپ اور امریکا کا ایک

Marfat.com

تعلیم یافتہ باشندہ عادتاً صبح کے وقت مطالعہ اخبار کے لیے بے قرار ہے۔ اس نے گو ابتدا میں ہندوستان کے معاملات کے متعلق کچھ نہ لکھا اور مسلمانوں کی سیاسی حالت پر بھی کوئی توجہ نہ کی تاہم اس نے جن جن معاملات کو لکھا، آزادی اور جرأت کے ساتھ لکھا۔ اور پڑھنے والوں میں یقیناً زندگی کی ایک روح پیدا کر دی۔ اس کے حالات میں مزید تغیرات ہوتے اور زمیندار نے بیرونِ ہند کے اسلامی مسائل کے متعلق بھی لکھنا شروع کر دیا۔ گو اس سے بے اعتدالیاں بھی ہوئیں لیکن اس میں شک نہیں کہ اصولاً اس نے ہمیشہ آزادی کے ساتھ اظہارِ خیال کی سعی کی۔"[۲۵]

جیسا کہ اس اقتباس سے واضح ہے کہ "زمیندار" کی اشاعت میں اضافے کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ لوگ جنگ کی خبریں پڑھنا چاہتے تھے اور زمیندار عالمِ اسلام کی خبریں خصوصی اہتمام سے چھاپتا تھا۔ یہ واحد اردو اخبار تھا جس نے وائسرائے اور ایسوسی ایٹڈ پریس آف انڈیا سے خبریں حاصل کرنے کا اہتمام کیا۔ لیکن اس کی اشاعت اور مقبولیت میں اضافے کا بڑا سبب اس کے وہ آتشیں اداریے اور مضامین تھے جو مولانا ظفر علی خان لکھتے تھے۔ اس اقتباس اور مائیکل ایڈوائر کے الفاظ میں یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ ابتدا میں مولانا ظفر علی خان کے نزدیک اتحادِ عالمِ اسلام اہم مسئلہ تھا۔ اس لیے انہوں نے زیادہ تر اسی مسئلے پر زور دیا۔ ۷ دسمبر ۱۹۱۱ء کے اخبار میں اٹلی کی حالتِ زار کے زیرِ عنوان اداریے میں لکھا:

"اب سے دو مہینے پہلے کی بات ہے کہ اٹلی نے بغیر کسی وجہ و دلیل بیان کیے نہایت بے باکی سے بابِ عالی کے نام جنگ کا الٹی میٹم بھیج دیا۔ حکومتِ عثمانیہ اٹلی کی

Marfat.com

اس بھرتی اور غداری کو دیکھ کر حیران رہ گئی۔ بظاہر اٹلی کے تمام مدبرین حکومت عثمانیہ کی خیر خواہی کا دم بھرتے تھے اور بادی النظر میں کوئی خصومت بھی نظر نہ آتی تھی لیکن حکومت عثمانیہ نے کمال فراخ حوصلگی و متانت سے کام لیا اور یورپ کو، جس کا دعویٰ ہے کہ وہ تہذیب و تمدن کے لحاظ سے پوری دنیا کا پیش رو ہے، اٹلی کی اس حرکت پر متوجہ کیا مگر خدا جانے یورپ کیوں خاموش بیٹھا رہا۔ آخر اٹلی اپنے الٹی میٹم کے جھوٹے مطالبات کو پورا ہوتے نہ دیکھ کر طرابلس پر دیوانہ وار ٹوٹ پڑا۔ باب عالی نے دول یورپ کو اٹلی کی اس غاصبانہ کارروائی پر مکرر سہ کرر توجہ دلائی۔ لیکن یورپ کی طرف سے وہی ایک جواب ملا کہ بیچ بچاؤ کا موقع نہیں۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس سے دول یورپ کی کیا مراد تھی، انہی میں سے ایک طاقت قانون بین الاقوامی کے تمام قواعد کو توڑ کر دفعتاً جنگ کا اعلان کر دیتی ہے اور تمام یورپ تماشا دیکھ رہا ہے یوں تو دول یورپ اور منصفین یورپ نے چلّا چلّا کر اپنے گلے پھاڑے کہ صلح و امن کا قائم رکھنا ضروری ہے بندگان خدا کا خون بہانا اچھی بات نہیں ہے۔ ہیگ کانفرنس پر لاکھوں روپیہ صرف کیا جاتا ہے اور معاہدات کی ترتیب و تکمیل میں بڑے شد و مد سے حصہ لیا جاتا ہے لیکن جب عمل درآمد کا وقت آتا ہے تو کوئی واحد طاقت ان سب قوانین و قواعد کو بالائے طاق رکھ کر خونریزی

Marfat.com

پر کمر بستہ ہو جاتی ہے اور باقی طاقتیں منہ میں گھنگھنیاں
بھر کر بیٹھ جاتی ہیں۔ اس طرزِ عمل سے معلوم ہوتا ہے
کہ بین الاقوامی قواعد صرف دھوکے کی ٹٹی ہیں، جس
کی آڑ میں بیٹھ کر دول یورپ پولیٹیکل شکار کھیلا کرتی
ہے اور جب ان کا جی چاہتا ہے، علانیہ بھی خونریزی
پر آمادہ ہو جاتی ہیں۔۔۔۔"[26]

جوں جوں برصغیر اور اس سرزمین کے مسلمانوں کے مسائل شدید ہوتے گئے، اس طرف ان کی توجہ بھی بڑھتی گئی۔ لیکن ابتدا میں بھی انہوں نے ملکی مسائل سے بالکل صرف نظر نہیں کیا۔ بیسویں صدی میں جس مسئلے نے مسلمانوں کو پہلی بار شدت سے جھنجھوڑا وہ تقسیم بنگال کی تنسیخ تھی۔ مولانا نے اس پر دو فروری ۱۹۱۲ء کی اشاعت میں ایک طویل اداریہ لکھا جس کا اقتباس ذیل میں دیا جاتا ہے:

"سودے کے بہانے سے مجھے گھر سے نکالا
میں خوب سمجھتا ہوں تری دال میں کالا

ابلق لیل و نہار کی شوخیاں بھی قابل دید ہیں۔ ابھی رات
تھی، ابھی دن ہے، ابھی صبح تھی، ابھی شام ہے۔
کسی چیز کو ثبات نہیں، کسی شے کو قیام نہیں، تغیر و
تبدل کا ایک سلسلہ لامتناہی ہے، جو ازل سے لے کر
ابد تک پھیلا ہوا ہے اس پر بھی اگر کوئی شخص کسی بات
کو "امر فیصل شدہ" سمجھے تو اس کی سادہ لوحی میں کسے
شک ہو سکتا ہے۔

۱۲ دسمبر ۱۹۱۱ء سے پیشتر کسی کو تقسیم بنگال کی تنسیخ
کا گمان تک نہ ہو گا۔ جناب لارڈ ہمارے سابقہ وزیر ہند
ایک دفعہ نہیں، دو دفعہ نہیں بلکہ متواتر اور بارہا اس امر

Marfat.com

کا اظہار فرما چکے ہیں کہ تقسیم بنگال ایک "طے شدہ امر" ہے۔ اب اس کی تنسیخ یا ترمیم کا دل میں وہم بھی نہ لانا چاہیے۔ لارڈ منٹو اگرچہ اپنے پیش رو لارڈ کرزن کی روش سے اختلاف رکھتے تھے، لیکن ان کی پنج سالہ معیاد حکومت میں لارڈ کرزن کے عہد حکومت کے اس معظم بالشان واقعے یعنی تقسیم بنگال کی تنسیخ کے مسئلے پر بحث کرنے کا خیال تک گورنمنٹ ہند یا وزارتِ ہند کو نہ ہوا۔ پارلیمنٹ میں جب بنگالیوں کے چند ہمدرد ممبروں کی طرف سے تقسیم بنگال کے خلاف آواز بلند ہوئی تو وزیر ہند بس یہی ایک جملہ پیشانی پر بل لا کر فرما دیتے تھے کہ یہ ایک "امر فیصل شدہ" ہے اور یہ سن کر وہ بیچارے ان کا منہ دیکھتے رہ جاتے تھے۔ ادھر ہندوستانیوں کو بھی تاروں کے ذریعے سے خبریں مل جاتی تھیں کہ تقسیم بنگال کی سرزمین پر پتھر کی لکیر بن کر کھنچ گئی ہے۔ اب دست حسرت وکف افسوس ملنے سے شاید ہاتھ کی لکیریں مٹ جائیں تو مٹ جائیں مگر تقسیم بنگال کا معاملہ بنگالیوں کے لیے خط تقدیر بن گیا ہے۔ اگر قسمت بدل سکتی ہے تو تقسیم بنگال کی ترمیم و تنسیخ بھی ممکن ہو سکتی ہے لیکن ۱۲ دسمبر ۱۹۱۱ء کو دربار قیصری میں جو شاہی اعلان اہل ہندوستان کو پڑھ کر سنایا گیا اس نے یہ ثابت کر دیا کہ خط تقدیر مٹ سکتا ہے، قسمت بدل سکتی ہے، امر فیصل شدہ، امر غیر فیصل شدہ تسلیم کیا جا سکتا ہے اور مسلمان جس بسم اللہ کے گنبد میں اپنی قناعت اور وفاداری کی

Marfat.com

چادر تانے پڑے ہوتے تھے، اس میں سے وہ

پا بہ دست دگرے دست بدست دگرے

باہر نکالے جا سکتے ہیں۔ ہم ان کیفیات کا تجزیہ کرنے سے جو اس اعلان کو سن کر مسلمانوں کے قلب پر طاری ہوئیں، ایک رستے ہوئے ناسور کو ایک ادھر کا نہیں لگانا چاہتے۔ صرف اتنا عرض کر دینا کافی ہوگا کہ گورنمنٹ عالیہ نے تقسیم بنگال کی تنسیخ اور کلکتے کے بجائے دہلی کو دارالسلطنت قرار دینے میں جن پولٹیکل لغزشوں کا ارتکاب کیا ہے وہ اپنے پہلو میں بہت سے ایسے خمیازے چھپاتے ہوئے ہیں جو گورنمنٹ ہند کو مسلمانان ہند کے قلب کی غیر مطمئن کیفیت اور بنگالیوں اور ان کے ہم نواؤں کے مزید نامتناہی مطالبات کی شکل میں رہ رہ کر کھینچنے پڑیں گے۔

آج کل مسلمانان ہند عجیب مصیبت میں مبتلا ہیں۔ اگر خاموش رہتے ہیں تو اس کا کچھ اچھا نتیجہ نظر نہیں آتا۔ کیونکہ آج کل اسی کا زمانہ ہے جو ذرا ہاتھ پاؤں اور زبان ہلائے۔ خاموش اور صابر آدمی اس تعلیم و تہذیب کے زمانے میں گونگا اور بیوقوف سمجھا جاتا ہے۔ اگر غریب مسلمان اپنے حقوق کے تحفظ کے لیے ہاتھ پاؤں ہلاتے ہیں تو انہی کے بعض بھائی بند، ان کی روش کو ملک اور قوم اور گورنمنٹ کے حق میں خطرناک مشہور کر کے سرکاری حکام کی نظروں میں انہیں گرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اب بے چارے مسلمان حیران ہیں کہ کریں تو کیا کریں۔" [۲۷]

Marfat.com

مولانا ظفر علی خان نے سب سے زیادہ عالم اسلام، اسلام اور مسلمانوں کے متعلق لکھا۔ افغانستان میں غازی امان اللہ خان نے جب تعمیری کام شروع کیا تو مولانا نے دل کھول کر ان کی تعریف کی لیکن جب غازی امان اللہ خان کو بوجوہ اقتدار چھوڑنا پڑا تو مولانا نے مندرجہ ذیل اداریہ لکھا:

"افغانستان میں آفتاب حریت کا غروب
خوش درخشید و لے شعلہ مستعجل بود

(از ظفر علی خان)

آخر وہی حادثہ پیش آیا جس کا ہمیں کھٹکا تھا۔ استعمار پرستان مغرب کی عیاری اور اہل افغانستان کی رجعت پسندی کا دوگونہ جادو چل گیا۔ غازی امان اللہ خان جن کی ذات سے ملت بیضا کی حریت اور مشرق کی آزادی کی بڑی بڑی توقعات وابستہ تھیں تاج و تخت سے دست بردار ہو گئے اور افغانستان کا تاج ان کے بڑے بھائی عنایت اللہ خان کے سر پر رکھا گیا جن کی نسبت زمانہ آئندہ ہی فیصلہ کر سکے گا کہ وہ اپنے جلیل القدر بھائی کا کس حد تک نعم البدل ثابت ہو سکتے ہیں۔ اسلام کے جہاز کو جو جنگ عظیم کے بعد حوادث میں ڈگمگا رہا تھا ساحل نجات پر پہنچانے کے لیے خدائے بزرگ و برتر نے غیب سے روشنی کر کے چار مینار، مصطفیٰ کمال، ابن سعود احمد رضا خان اور امان اللہ خان کی شکل میں قائم کر دیے اور امید بڑتی تھی کہ مسلمانوں کے دن اب پھر چلے ہیں لیکن افسوس کہ مشرق وسطیٰ کی کوہستانی پہنائیوں سے ایک تیرہ و تار آندھی ایسی اٹھی جس کے تھپیڑوں نے

Marfat.com

چوتھے مینار کو یک بیک منہدم کر دیا۔ جہاں پہلے نگاہ کو
چندھیا دینے والی روشنی پھیلی ہوئی تھی وہاں پہلے کی
طرح گھٹا ٹوپ اندھیرا چھا گیا۔ ؎

سیہ بختاں قسمت را چہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را

بلاخوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ گزشتہ دس سال میں
وسط ایشیا کی سیاسی پائداری بڑی حد تک غازی امان اللہ
خان ہی کے مجاہدانہ عزائم و مساعی، آپ کے والہانہ ذوق
حریت اور آپ کے بیتابانہ درد ملت کی رہین احسان ہے
آپ کے تخت سلطنت پر بیٹھنے سے پہلے افغانستان کا
درجہ مغربی استعمار کے ایک وظیفہ خوار سے زیادہ نہ
تھا۔ آپ نے ایک ہی جھٹکے میں اس کی غلامی کی زنجیریں
توڑ دیں اور اسے آزاد اقوام عالم کی صف میں لا کھڑا کیا
آپ کی مساعی جمیلہ سے ملک کے ہر حصے میں مدارس قائم
ہو گئے۔ تعلیم کا نور گھر گھر پھیل گیا۔ قتل و غارت گری کے
خوگر انسان تہذیب و تمدن کا سبق پڑھ کر دنیا کی مہذب
قوموں کے ہم چشم ہو گئے۔۔۔۔ الخ "[۲۸]

یہ اداریہ نصف صفحے پر محیط ہے۔

زمیندار کی اگلی اشاعت (۱۹ جنوری ۱۹۲۹ء) میں پھر اسی موضوع پر ہی
لکھا گیا:

"بچہ سقہ
آدمیاں گم شدند ملک خدا را خر گرفت

Marfat.com

۔۔۔ حالات اس سرعت سے پلٹا کھا رہے ہیں کہ کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ آج کیا ہے اور کل کیا ہوگا۔ اشاعت دیروزہ میں قارئین کرام کو بتایا گیا تھا کہ غازی امان اللہ خان اپنے بھائی عنایت اللہ خان کے حق میں تاج و تخت سے دستبردار ہو کر اور یہ خداداد امانت انہیں سونپ کر ہوائی جہاز میں قندھار سدھار گئے۔ اور بہرہ برقیات میں قارئین نے یہ خبر بھی پڑھی ہوگی کہ نئے فرماں روا کے برسر اقتدار آنے کے باوجود نواح کابل میں قتال و جدال کا ہنگامہ بدستور گرم ہے۔ خیال یہی ہو سکتا ہے کہ جب بدبخت شنوریوں اور ان کے بدبخت ترحلیفوں کی تمام تر شرائط منظور کر لی گئی ہیں تو پھر محرکہ حرب و ضرب کا سلسلہ قائم رہنے کی کوئی وجہ نہیں اور جب وہ پھول جوان تیرہ بختوں کی نگاہوں میں کانٹا بن کر کھٹک رہا تھا، زیب گلشن نہ رہا تو ان کی ناپاک سرگرمیاں خود بخود ختم ہو جائیں گی ۔۔۔ الخ [۲۹]

غرض برصغیر سے باہر مسلمانوں کا کوئی مسئلہ پیدا ہوتا تو مولانا ظفر علی خان مسلسل اس پر لکھتے اور جب اندرون ملک کے کسی مسئلے پر قلم اٹھاتے تو کئی اشاعتوں میں اس پر اظہار خیال کرتے۔ ۳۱ جنوری ۱۹۲۶ء کے زمیندار میں:

"لارڈ وارن کی قیصرانہ تصریحات

مدت سے تک رہی تھی لب بام ٹکٹکی

تھک تھک کے گر پڑی نگہ انتظار کی"

کے زیر عنوان لکھا:

Marfat.com

"نائب السلطنت کشور ہند کے جس خطبے کا اہلِ ہند کو
مدت سے انتظار تھا، آخر ۲۸ جنوری کو جب حضور
ممدوح نے دہلی میں مجلہ وضع آئین و قوانین ہندوستانی
کا افتتاح فرمایا، سننے میں آگیا۔ میں اپنے ہم وطنوں کے
ضمیر کی ترجمانی کا حق ادا کرنے سے قاصر رہوں، کہ خطبے
میں لفاظی کا افسوں بھی ہے، فصاحت کا سحر بھی ہے
لیکن وہی ایک جادو نہیں جس کے ڈورے ہندوستان
کے دل پہ ڈالے جا سکتے ہیں ؎

من بوسہ جوئے و تو بہ سخن داریم نگا،
لب تشنہ با گہر چہ شکیبد زلال را

ــــ ـ ـ ـ الخ" [۳۰]

مولانا نے اس کے بعد کی کئی اشاعتوں میں بھی اسی موضوع پر اداریے لکھے۔

اسلام سے محبت:

مولانا ظفر علی خان کو اسلام سے والہانہ محبت تھی اور یہ محبت ان کے اداریوں سے بھی ظاہر ہوتی رہی۔ جب دل میں ٹیس اٹھتی، قلم اٹھاتے اور اداریہ، مقالہ یا نظم لکھ ڈالتے۔ کبھی "اسلام کی حالت پر لہو کے آنسو روتے اور خرابیوں" نشان دہی کرتے کبھی اسلام کی سربلندی کے لیے سراپا دعا بن جاتے۔ ۲۶ جنوری ۱۹۲۹ء کے زمیندار میں یہ اداریہ لکھا:

دعا

این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

اے وہ کہ جس کی یکتائی کا نقارہ اقصائے کائنات میں صبح آفرینش سے بج رہا ہے!

Marfat.com

اے وہ کہ جس کے لیے صد ہزار ازل و ابد ایک گریز پا لمحے
کا غبار نفس ہیں!

اے وہ کہ جس نے انسان کو احسن تقویم کے نورانی سانچے
میں ڈھال کر اپنی حکمت بالغہ کو اور صنعت کاملہ کے کرشمے
ارباب نظر کو دکھائے!

اے وہ کہ نیستی میں سے ہستی، ہستی میں سے نیستی، ظلمت
میں سے نور، نور میں سے ظلمت، زندگی میں سے موت،
موت میں سے زندگی، عزت میں سے ذلت اور ذلت
میں سے عزت پیدا کرنا تیری شان اخلاق کا سرمدی
مشغلہ ہے!

اے وہ کہ جس کی بے پایاں محبت نے اپنے برگزیدہ پیغمبروں
کی معرفت انسان ضعیف، البنیان کے قلب تاریک
کو اپنی مشیت کی نورانی حقیقتوں سے رہ رہ کر جگمگایا
ہے!

اے وہ کہ جس نے قلب   کی صدائے عام دے
کر ہم سے اٹل وعدہ کیا کہ اگر ہم اپنی پیشانی تیری چوکھٹ
پر رکھ دیں گے اور رو رو کر مرادیں مانگیں گے تو ہماری
التجا ٹھکرائی نہ جائے گی!

ہم بے دست و پا ہندوستان والوں کی فریادرس!
اے آفرینندہ کون و مکان ہماری فریادرس اس لیے کہ
انسان کو اپنے پروردگار کے لطف و کرم کی اتنی احتیاج
کبھی نہ تھی جتنی ہم تیرہ بختوں کو ہے جو آج ذلت اور رسوائی
کے عالم میں سامنے دست بستہ کھڑے ہیں . . .

Marfat.com

۔۔۔ الہٰی تیرا وہ اسلام جس نے گورے کالے کا فرق مٹا دیا، شاہ و گدا کا امتیاز اٹھا کر ساری خدائی کو تیرا قبیلہ بنا دیا، علم و حکمت کے موتیوں سے بے مائگان مغربی کی جھولیاں بھر کر انہیں تہذیب انسانی کے استادوں کا درجہ بخش دیا، آج اپنے نام لیواؤں کے جاہلانہ اوہام کا کھلونا بنا ہوا ہے، اپنے اس دینِ فطرت کی بنیاد تو نے توحید، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج پر رکھی تھی اور فرزندانِ اسلام کو پوری آزادی عطا فرمائی تھی کہ اس اساسِ محکم پر تمدن کا ایک ایسا فلک بوس قصر تعمیر کریں جس کے سامنے دوسری قوموں کے محل جھونپڑوں سے زیادہ حقیر نظر آئیں لیکن وہ معمار جن کے سپرد تو نے اس دلکشا ایوان کی تعمیر کی تھی، آج اپنے نافرجام ہاتھوں سے اس کی اینٹ سے اینٹ بجا رہے ہیں ۔۔۔ الخ" [۳۱]

یہ اداریہ تین چوتھائی صفحے پر محیط ہے اور مولانا کے اندازِ تحریر کی نمایاں مثال ہے۔ اسی طرح ۱۲ فروری ۱۹۲۹ء کے شمارے میں مندرجہ ذیل اداریہ ان کی اسلام سے محبت کا ثبوت ہے:

"خونِ جگر کی چند بوندیں

دل میں اک چوٹ لگی، آنکھوں میں آنسو بھر آئے
بیٹھے بیٹھے مجھے کیا جانیے کیا یاد آیا!

کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں کی سلطنتوں کو نصاریٰ نے پارہ پارہ کیا ہے، ایک حد تک یہ قول صحیح ہے لیکن کون ہے، جسے اس روح فرسا حقیقت سے مجال انکار ہو کہ اپنے گھر کی تباہی میں خود مسلمانوں کا ہاتھ نصاریٰ سے بڑھ کر

Marfat.com

ہے۔ دنیا جہان کے تثلیث پرست اگر اپنی قہرمانی طاقتوں کے ساتھ اسلام کو نظام عالم کا ایک جزو لاینفک ہونے کی حیثیت سے مٹانے پر تل جائیں تو بے سروسامان مسلمانوں کا بال تک بیکا نہیں کر سکتے۔ بشرطیکہ مسلمان متحد ہوں، لیکن وہ متحد نہیں ہیں۔ ان کی ملت کا شیرازہ پراگندہ ہو چکا ہے۔ ان کا مذہب بچوں کا کھلونا بنا ہوا ہے انہیں نہ خدا کا خوف ہے نہ رسول خدا کی شرم۔ امراء خود غرض ہیں، علماء جاہل ہیں، خواص بزدل ہیں۔ عوام دنیا کے حالات سے ناآشنا، دین کے مسائل سے بے خبر؛ اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارتے پھرتے ہیں۔ بھائی بھائی کے خون کا پیاسا ہے، دوست دوستی کے پردے میں دشمنی کرتے ہیں۔ ایک کی عزت دوسرے کی ذلت ہے۔ ایک کی ذلت پر دوسرے کے گھر میں شادیانے بجتے ہیں۔ وہ زمانے لد گئے جب امیر معاویہؓ نے قیصر روم سے للکار کر کہہ دیا تھا کہ اگر تو نے دارالاسلام کی طرف ایک قدم بھی بڑھایا تو میں علیؓ کا ایک سپاہی بن کر ایک ہی حملہ میں تیرا سر کاٹ کر رکھ دوں گا۔۔۔ الخ[۲۲]

یہ اداریہ بھی نصف صفحے کا ہے۔

مولانا ظفر علی خان جب کبھی بین الاقوامی امور پر اداریے لکھتے تو نشانہ عموماً سامراجی طاقتوں ہی پر ٹوٹتی۔ مثلاً:

جاپان نے ستمبر ۱۹۳۱ء میں چین پر حملہ کیا تو مولانا نے لکھا:

"انصاف اور رحم کے جذبات نے اگر جہان کش اقوام میں سے ایک آدھ کے سینے میں پرورش پائی ہو تو یہ فسانہ

قدیم کی ایک دلاویز فصل ہے جو صرف آرائش سخن کا کام دے سکتی ہے۔ ورنہ آج انصاف کہاں اور رحم کہاں؟ یہ دونوں الفاظ تو تہذیب کی لغات میں سرے سے مفقود ہیں یا اگر ہیں تو شرمندۂ معنی نہیں۔ آج دنیا کا نظام حکومت جن اخلاقی قوتوں کی بنیاد پر قائم ہے وہ غرق آہن جہاز ہیں، اژدر دم توپیں ہیں، فلک پرواز طیارے ہیں، قطار اندر قطار عسکریوں کی جگر گداز سنگینیں ہیں۔ صف اندر صف پولیس کی جمعیت فرسا لاٹھیاں ہیں جن سے جابرانہ قوانین کی ہیبت زیر دستوں کے قلوب میں بٹھائی جاتی ہے۔ ملوکیت کا یہ عفریت لعین جس نے عسکریت کی گود میں پرورش پائی ہے، آج اس ربع مسکون پر چھایا ہوا ہے اور ناتوانوں کے جسم کی بوٹیاں نوچ نوچ کر کھا رہا ہے۔ مغرب اس خونخوار دیو کا زاد بوم تھا۔ کاش یہ اپنے ہی وطن میں رہتا مگر اس نے ایشیا کو اپنا گھر بنا لیا اور اس وقت مشرق اقصیٰ اس کی جہنمی سرگرمیوں کا مرکز بنا ہوا ہے۔ ۱۸ ستمبر ۱۹۳۱ء کی خونچکاں تاریخ چین کے چالیس کروڑ باشندوں کو مدتوں نہ بھولے گی۔ اس لیے کہ اس دن اس کی فوجی کمزوریوں سے فائدہ اٹھا کر جاپان کے عسکریت پرستوں نے جن کی نخوت کا سر دس کو نیچا دکھانے کے وقت سے آسمان سے اونچا ہو گیا تھا، کسی قسم کا الٹی میٹم دیے بغیر، کوئی معقول حجت پیش کیے بغیر دفعتاً ایک ہی بے جگرانہ تاخت میں تمام اہم جنگی نقاط پر قبضہ کر لیا اور اس بدعہدانہ یلغار میں قتل و غارت کے ایسے

Marfat.com

ایسے آدمیت سوز نظارے دنیا کو دکھائے جو زمانہ قدیم میں تو چنگیز اور ہلاکو نے دکھائے تھے یا حال میں یورپ کے سورماؤں نے دکھائے ہیں۔"

مولانا ظفر علی خان نے جس جرأت اور بے خوفی کے ساتھ اپنے اداریوں میں قومی و بین الاقوامی معاملات و مسائل پر اظہار خیال کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہیں۔

مولانا ظفر علی خان کی صحافتی جنگ میں جذبہ و جوش غالب تھا۔ اس کا اعتراف تمام نامور سیاست دانوں، ادیبوں، شاعروں اور صحافیوں نے کیا ہے۔ علامہ اقبال کو ان کے قلم میں مصطفیٰ کمال کی تلوار کا بانکپن نظر آیا۔ سر سید احمد خان نے ان میں روشن مستقبل کے آثار دیکھے تھے۔ نواب محسن الملک کو ان میں بلا کی تیزی نظر آئی تھی۔ علامہ تاجور نجیب آبادی کی رائے اس سلسلہ میں ثبوت مزید کی حیثیت رکھتی ہے:

"یہ قہرمان میدان ادب و صحافت اپنی ہنگامہ آفریں شخصیت کے اعتبار سے آج اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ اس کی فلک فرسا ہمت، اولوالعزمی اور مصائب آرائی نے اسے تاریخ صحافت میں غیر فانی ہیرو بنا دیا ہے۔ قانون کی پیچ در پیچ بندشوں سے اس کی فطرت ابا کرتی ہے اور خطرات و عواقب پر ہنستا ہوا وہ ان نظر بندیوں سے آزاد ہو جاتا ہے جیل، جرمانہ، ضمانتیں، خانہ تلاشیاں، ضبطیاں غرض قانون کی کوئی گرفت ایسی نہیں جو اسے مجبور کرنے کے کام نہ آئی ہو لیکن قانون کو بھی اس جیسے دل گردہ رکھنے والے انسان سے بہت کم واسطہ پڑا ہوگا۔ کہ قانون (   ) کی پیدا کی ہوئی ہر بربادی کے بعد ظفر علی خان کی خاک سے ایک چاق چوبند نعرے مارتا ہوا زندہ ظفر علی خان نمودار ہو جاتا ہے۔"[۳۳]

مولانا کے اشعار ان کے اداریوں سے بھی زیادہ موثر کام کرتے تھے۔ سیاسی

Marfat.com

شاعری کو مولانا نے درجہ کمال تک پہنچایا۔ ہنگامی موضوعات پر ان کے برجستہ اور برمحل اشعار کی کاٹ ان کے اداریوں کی کاٹ سے بھی زیادہ ہوتی تھی۔ انہوں نے صحافت کے میدان میں شاعری سے بھی گز رگزارہ کا کام لیا۔ بعض اوقات وہ طویل افتتاحیہ لکھنے کے بجائے چند اشعار سے وہی مقصد حاصل کر لیتے تھے۔ مثال کے طور پر جنگ بلقان کے سلسلے میں برصغیر کے مسلمانوں کے شدید ردعمل کو دیکھ انہوں نے لکھا:

مسیحیت مسلمانی سے ٹکرائی تو ہے لیکن
کسی نے آج تک شیشے سے توڑا بھی ہے پتھر کو
ڈراوا دے رہے ہیں کیا وہ ہم کو طوق و جولاں کا
پہنتا ہے خوشی سے مومن اس ایمان کے زیور کو

برصغیر کی آزادی کے سلسلے میں اداری مقالے میں دعوت عمل دیتے وقت شعر کہنے پر طبیعت آگئی تو "دعوت عمل" ہی کے زیر عنوان نظم لکھ دی:

اگر تم کو حق سے ہے کچھ بھی لگاؤ
تو باطل کے آگے نہ گردن جھکاؤ
فلک پر مہ و مہر پڑ جائیں ماند
زمیں پر اس انداز سے جگمگاؤ

---- الخ

ہندوؤں اور ان کے اخبارات سے ٹھن گئی تو فی البدیہہ لکھا:

بھارت میں کھل گئے ہیں دبستاں نئے نئے
جن سے نکل رہے ہیں زباں داں نئے نئے
شدھی و سنگھٹن ہیں کی سرخیاں
آرائش کلام میں عنوان نئے نئے
دہلی میں تیج ہے تو ہے لاہور میں "ملاپ"
پیدا ہوئے ہیں دشمن ایماں نئے نئے

Marfat.com

"پرتاپ" کا دماغ ہے اور ناز کا قلم
پھر کیوں تراشے جائیں نہ بہتاں نئے نئے
"ہندو" ہے اس طرف تو ادھر "بندے ماترم"
ہیں آندھیاں نئی نئی طوفان نئے نئے

"زمیندار" اور ستارہ صبح کے صفحہ اول پر اکثر وبیشتر مولانا کی نظمیں چھپتی تھیں۔

مولانا کی صحافت کا ایک وصف ان کا اسلوب تحریر ہے۔ ان کی تحریریں لسانی اعتبار سے پرشکوہ اور باجلال تھیں۔ ان کی شخصیت کا رعب ان کی تحریر میں ڈھلا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ بقول ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار:

"ظفر علی خان ایک صاحب طرز انشاپرداز تھے۔ ان کے اسلوب کی ساخت میں شخصی رجحانات، عصری میلانات اور جذباتی وفکری روشوں کے علاوہ ان کی ہمہ زبانی نے بھی بڑا حصہ لیا تھا۔ وہ پنجابی نژاد تھے لیکن اردو پر انہیں ایک قدرت کاملہ حاصل تھی۔ اور اساتذہ اہل زبان بھی ان کی زبان دانی کے معترف تھے۔ اردو پر ایسی قدرت کاملہ کے علاوہ ظفر علی خان کو عربی، فارسی، اردو، انگریزی زبانوں میں بھی خاصا درک حاصل تھا۔ ظفر علی خان کی اس زبان دانی نے بھی اردو کی صحیفہ نگاری کی روایت کو عظیم تر بنانے میں حصہ لیا اور صحافت میں نئی نئی اصطلاحیں، نئی نئی ترکیبیں اور نئے نئے محاورے اور الفاظ وضع کرنے میں اور انہیں فروغ دینے میں ظفر علی خان نے بڑا اہم کام کیا۔ چنانچہ ان کی سیمابی فطرت بے پناہ جوش وجذبہ، ماحول کے ہیجان، علم وفضل اور زبان پر قدرت نے ان کے اسلوب کی تشکیل کی۔ ان کا مزاج

Marfat.com

طوفان کی تیزی، بجلی کی چمک، بادل کی کڑک، آبشار کے خروش اور فطرت کے حسن سے عبارت تھا۔ چنانچہ ان اوصاف کے امتزاج سے جو خصوصیت پیدا ہوتی ہے وہ جلال اور ہیبت کی یک جائی ہے۔ ان کی تحریروں میں جلال بھی ہے اور ہیبت بھی۔ ان کی تحریروں میں جگہ جگہ پرشکوہ الفاظ ملتے ہیں جیسے کاسا لیسان ازلی، ببانگ دہل، حقیقت نفس الامری، ربع مسکون، ظلمت کدہ فرنگ، جابر و قاہر، آن بان، گھمرم، زلزلہ، آتش صاعقہ تیشہ فرنگ، برق، طاغوت، استبداد، قہر ذوی الجلال، کفر سوز، آویزہ گوش، جلال و جبروت، قضا و قدر اور قہرمانی طاقتیں ایسے الفاظ اور تراکیب وہ بے تکان استعمال کرتے ہیں۔ مولانا کی زبان اور اسلوب کے اسی رنگ کی بنا پر خواجہ حسن نظامی نے کہا تھا کہ: ان کی اردو عرب سے بن کر آتی ہے اور فارس کے راستے یہاں پہنچتی ہے"[۴۴]

ڈاکٹر عبدالسلام خورشید کے الفاظ میں:

"مولانا ظفر علی خان نے اردو صحافت میں ایک وجاہت پیدا کی۔ اس کی نوک پلک درست کی۔ افتتاحیہ نگاری اور شذرہ نویسی میں ایک نئے اسلوب کی بنیاد رکھی۔ اس کے ساتھ ادبی رنگ کے تبصرے کو رواج دیا۔ موضوعات میں تنوع پیدا کیا۔ اسی سے ادارتی صفحے کا نیا نقشہ مرتب کیا۔ اسے زیادہ دل چسپ بنایا اور اس طرح زیادہ قارئین کو اپنی طرف متوجہ کیا۔۔۔

Marfat.com

"حسرت موہانی کے بعد مولانا ظفر علی خان پہلے مسلمان گریجوایٹ تھے جو اردو صحافت میں داخل ہوئے۔ اس سے اردو صحافت کا وقار بلند ہوا اور لوگوں میں احساس پیدا ہوا کہ صحافت ایک اونچا پیشہ ہے۔ وہ انگریزی اور اردو دونوں میں کمال دسترس رکھتے تھے اور اس طرح معاشرے کے ہر گروہ میں تبادلہ خیال کرنے پر قادر تھے۔ ان کو زبان پر جو محیر العقول عبور حاصل تھا اس کی بدولت انہوں نے اردو کی صحافتی زبان کو بے شمار سیاسی اصطلاحات اور نئے الفاظ سے آشنا کر دیا۔

مولانا ظفر علی خان کا ایک اور بڑا کارنامہ یہ تھا کہ انہوں نے لوگوں کے دلوں سے اجنبی راج کا خوف نکال دیا۔ لوگوں کو معلوم ہوا کہ حاکم کے منہ پر سچی بات کہی جا سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان اخباروں کا چراغ گل ہو گیا جو ڈر کر لکھتے تھے۔ سچی بات منہ پر آتی تھی، لیکن آنتے کستے رہ جاتی تھی اور اس بزدلی کو وہ سلامت روی اور دور اندیشی اور احتیاط کا نام دیتے تھے۔" [۳۵]

وہ اردو صحافت جو انیسویں صدی میں ایک کمتر تیز تصور ہوتی تھی۔ بیسویں کے ابتدائی ڈیڑھ عشرہ میں وقیع اور موثر بن گئی۔ اس عرصے میں ایک طرف مخزن جیسے جرائد نے پنجاب میں علم و ادب کی آبیاری میں ناقابل فراموش کردار ادا کیا۔ دوسری طرف زمیندار نے صحافت کو مقبول بنا دیا اور لوگوں میں اخبار بینی کا شوق پیدا کر دیا۔ لوگوں کے دلوں سے اجنبی حکمرانوں کا خوف نکال دیا۔ حکومت کے

Marfat.com

اقدامات کو چیلنج کیا۔ قید و بند، ضبطیوں اور قرقیوں کے باوجود جھکنے سے انکار کر دیا۔ زمیندار نے گویا پورے ہندوستان میں تہلکہ مچا دیا۔ پچاس پچپن برس میں صحافت کا خوش آمد سے بغاوت و مبارزت کی حد تک پہنچ جانا کوئی معمولی کارنامہ نہیں ہے۔ روزنامہ زمیندار نے ابتدائی دور میں کامریڈ، الہلال اور ہمدرد نے صحافت کا ایسا معیار قائم کیا جس کے بعد کی صحافت معنوی اعتبار سے اس پر قائم نہ رہ سکی۔

ادبی پہلو:

اردو اخبار نویسی اور ادب میں سرسید احمد خان کے بعد مولانا ظفر علی خان، مولانا محمد علی جوہر اور مولانا ابوالکلام آزاد کی صحافت کے آغاز تک اسلوب کے اعتبار سے کوئی نئی تحریک نہیں ملتی۔ قدیم مشکل پسندی کا دور تو پہلے ہی ختم ہو چکا تھا۔ پنجاب سے پیسہ اخبار اور اخبار عام وغیرہ نے اردو صحافت کو ادب سے الگ کرنے اور صحافت میں روزانہ اخبارات غالب کرنے کے سلسلے میں نمایاں کام کیا۔ اردو صحافت کی زبان کو بھی اخباری زبان بنانے کی کوشش کی مگر انیسویں صدی کے شروع میں صحافت اور ادب میں سرسید کی عقلیت اور علمیت کے خلاف ردعمل شروع ہوا۔ سرسید کی تحریک بعد ازاں ٹیگور اور آسکر وائلڈ کے زیر اثر آ کر رومانوی بن گئی۔ اس تحریک کو پروان چڑھانے میں پنجاب کا حصہ زیادہ ہے۔ مخزن کے بیشتر لکھنے والوں پہ رومانیت غالب تھی۔ یہ تحریک ہلکے پھلکے آزاد تخیل کی کارفرمائی اور زبان میں ادبی چاشنی سے عبارت ہے۔ اس زمانہ میں ادبیت ایک بار پھر اخباریت پہ یورش کر دیتی ہے۔ پنجاب میں مولانا ظفر علی خان اور بیرون پنجاب مولانا محمد علی جوہر، مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا حسرت موہانی ادیب بھی تھے۔ اور پرجوش خطیب بھی۔ وہ عالم بھی تھے اور سیاست دان بھی تھے۔ ان کا زمانہ تقریر و تحریر میں پرجوش خطابتی انداز کا متقاضی تھا۔ چنانچہ انہوں نے نعرہ رستاخیز دیا۔ زبان پرجوش، جارحانہ اور چونکا دینے

Marfat.com

والی ہے یہ زعماء چونکہ افق صحافت پر چھائے ہوئے تھے اس لیے ان کے زیر اثر صحافتی اسلوب کی جگہ ادبی اسالیب نے لے لی۔ ان کی صحافت ادبی صحافت تھی۔ انہوں نے جذبات نگاری کو فروغ دیا مگر اس سے بعض دوسرے اہم راستے بند ہو گئے۔

Marfat.com

حوالہ جات

۱۔ مخزن، اپریل ۱۹۰۱ء

۲۔ ایضاً

۳۔ ایضاً، جنوری ۱۹۱۷ء

۴۔ ایضاً، مارچ ۱۹۱۰ء

۵۔ ایضاً، ستمبر ۱۹۰۳ء

۶۔ سردار مسیح گل، تنقیدی ادب (لاہور:) ۵۱۵

7. N. Gerald Barrier: The Punjab Press 1880-1903 (East Lasing: Asian Studies Center Michigan State University (n.d.)

۸۔ عبدالسلام خورشید، صحافت پاکستان و ہند میں (لاہور: مجلس ترقی ادب ۱۹۶۳ء) ۳۳۹۔

۹۔ امداد صابری، تاریخ صحافت اردو (دہلی: ۱۹۷۴ء) ۱۷ ۵۵۴۔

۱۰۔ آزاد، جنوری ۱۹۰۷ء

۱۱۔ امداد صابری، تاریخ صحافت اردو (دہلی: ۱۹۷۴ء) ۱۷ ۸۲۱۔

Marfat.com

12. S.M.A . Feroze: Press in Pakistan (Lahore: National Pulications

۱۳۔ ظفر علی خان ، نگارستان (لاہور: پبلشرز یونائیٹڈ (س۔ن) ۸۵-۸۹

۱۴۔ شورش کاشمیری ، ظفر علی خان (لاہور: ادارہ چٹان ، ۱۹۵۷ء) ۱۰۵

15. Bool Chand. "Urdu - Journalism in the Punjab", Journal of the Punjab University Historical Society, II, No.1 (April, 1933).

۱۶۔ ایضاً

۱۷ عبدالسلام خورشید ، صحافت پاکستان وہند میں (لاہور: مجلس ترقی ادب ، ۱۹۶۳ء)

18. S.M.A Feroze. Press in Pakistan (Lahore: National Publications, 1957), 75.

۱۹۔ شورش کاشمیری ، ظفر علی خان (لاہور: ادارہ چٹان ، ۱۹۵۷ء) ۱۰۳

۲۰۔ ایضاً ۱۰۳ ، ۱۰۴

21. Michael O'dwyer India as I knew it (London: Constable, 1925), 172

22. Ibid. 175.

23. Ibid.

24. Ibid.

۲۵۔ الہلال ، ۲۱ جنوری ۱۹۱۴ء

۲۶۔ زمیندار ، ۷ دسمبر ۱۹۱۱ء

۲۷۔ ایضاً ، ۲ فروری ۱۹۱۲ء

۲۸۔ ایضاً ، ۱۸ فروری ۱۹۲۹ء

۲۹۔ ایضاً ، ۱۹ جنوری ۱۹۲۹ء

۳۰۔ ایضاً ، ۳۱ جنوری ۱۹۲۹ء

Marfat.com

۳۱- زمیندار ، ۲۶ جنوری ۱۹۲۹ء
۳۲- ایضاً ، ۱۲ فروری ۱۹۲۹ء
۳۳- فنکار ، اپریل ۱۹۳۵ء
۳۴- غلام حسین ذوالفقار، ظفر علی خان ادیب و شاعر (لاہور: خیابانِ ادب ۱۹۶۷ء) ۳۳۰-
۳۵- عبدالسلام خورشید، صحافت پاکستان و ہند میں (لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۶۳ء) ۳۵۹، ۳۶۰-

Marfat.com

باب پنجم

اُردو اخبارات و مطبوعات

Marfat.com

Marfat.com

اُردو اخبارات و مطبوعات
۱۹۱۴ء کے بعد

۱۹۱۴ء میں پہلی عالمگیر جنگ شروع ہوئی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اخبارات کے معاملہ میں حکومت کی پالیسی مزید سخت ہو گئی جو اخبارات آزادانہ پالیسی رکھتے تھے اور عوام کی امنگوں کے ترجمان تھے ان پر گویا کڑا پہرہ بٹھا دیا گیا۔ اس دور میں زمیندار پر سنسر عائد کر دیا گیا جس کے خلاف احتجاج کے طور پر یہ اخبار بند کر دیا گیا ۱۹۱۴ء سے ۱۹۱۹ء تک یعنی جنگ کے زمانہ میں صرف وہ اخبارات و جرائد پھلے پھولے جو حکومت کو ناراض کرنے کا خطرہ مول نہیں لیتے تھے۔ چونکہ پہلی عالمگیر جنگ سے متعلق خبریں پڑھنے کا شوق ایک فطری امر تھا اسی لیے یہ شوق اخباروں کی خواندگی کا دائرہ وسیع کرنے اور اخبارات کی اشاعت میں اضافہ کا باعث بنا۔ بول چیت کے مطابق:

> "جنگ کی وجہ سے اخباروں کے قارئین کی تعداد میں اضافہ ہوا، اخبارات خصوصاً اردو اخبارات کی اشاعت بڑھتی گئی۔" [۱]

روزنامہ پیسہ اخبار لاہور نے اپنی ۴ مارچ ۱۹۱۷ء کی اشاعت میں مطبوعات و

Marfat.com

اخبارات پنجاب کے زیرِ عنوان اداریہ میں ۱۹۱۵ء اور ۱۹۱۶ء میں پنجاب میں مختلف زبانوں میں شائع ہونے والے اخبارات وجرائد اور کتابوں کی تفصیل یوں پیش کی ہے :

"۱۶-۱۹۱۵ء میں کاغذ کی گرانی سے پنجاب و صوبہ سرحد کا لٹریچر پریس متاثر ہوئے بغیر نہیں رہا۔ چنانچہ مطبوعہ کتابوں میں پانچ سو کی کمی ظہور میں آئی ۔ ۲۱۷۱ کتابوں میں ۱۲۴۷ مستقل تصانیف تھیں جو زیادہ تر اردو میں تھیں ۔ اس کے بعد پنجابی و انگریزی کا نمبر ہے ۔ مستقل تصانیف میں ۹۴۳ مکرر طبع ہوئیں اور ۱۲۵ تراجم تھے اردو کو سب سے زیادہ یعنی ۶۲۴ مطبوعات سے فوقیت حاصل ہے ۔ پنجابی مطبوعات ۳۷۱ تھیں حسب معمول نظم اظہار خیالات کا عام ذریعہ ہے تاہم قابلِ قبول تعریف منظوم کتابیں کم تھیں ۔ مذہبی لٹریچر کے متعلق مطبوعات کی بھرمار نہیں ہوئی ۔ اگرچہ مذہبی مباہلات کی طرف لوگوں کا میلان مفقود نہیں ہوا تاہم مذہبی مناظرہ کی نسبت کل کتابیں چھبیس چھپیں ۔ جس سے گونہ اصلاح و سکون کا اظہار ہوتا ہے ۔

بحیثیت مجموعی

سال زیرِ رپورٹ کا لٹریچر ترقی کا مظہر ہے جس کے نمایاں خدوخال میں سے ایک یہ بھی ہے کہ تعلیم یافتہ نوجوانوں نے اس میں نمایاں حصہ

Marfat.com

لینا شروع کیا ہے۔ اخبارات و رسائل میں مقابلہ سال ما سبق منزل ظہور میں آیا۔ چنانچہ ان کی تعداد ۲۷۵ کی بجائے ۲۷۱ رہ گئی۔ ۱۹۱۵ء میں ۴۶ پرچے جاری ہوئے اور ۴۷ دوران سال میں بند ہو گئے۔ پس مقابلہ اوائل سال کے خاتمہ سال پر اخبارات کی تعداد گھٹ گئی سال میں صوبہ سرحدی شمال مغربی میں شروع اختتام سال پر تین اخبارات موجود تھے اور جو دوران سال جاری ہوئے وہ جلد ہی روانہ عدم ہو گئے۔ زمانہ زیر ریویو میں نصف سے زیادہ اخبارات و رسائل لاہور میں طبع ہوتے رہے تمام صوبہ میں ۵۴ پرچے انگریزی میں چھپتے تھے اور رسائل میں سے جو صوبہ و پنجاب و صوبہ سرحدی میں شائع ہوتے تھے۔ ۱۷۷ اردو، ۵۴ انگریزی، ۳۶ گورمکھی، ۱۲ ہندی ایک انگریزی رومن اردو اور ایک اردو ہندی میں تھا۔ ۲۳ روزانہ اخبارات کے علاوہ ہفتہ وار اور ماہوار پرچوں کی تعداد علی الترتیب ۸۰ اور ۱۸۱ تھی روزانہ میں سے چھ انگریزی اور ۱۷ دیسی زبان کے تھے۔ مؤخر الذکر میں سے چھ ہندوؤں، چار مسلمانوں اور تین سکھوں کے تھے اور چار بے تعلق اخبارات تھے۔ کثیر الاشاعت اور اہم ورنیکلر اخبارات میں خالصہ سماچار کے سوا جو گورمکھی میں شائع ہوتا ہے بقیہ کی زبان اردو ہے۔ ۲۱۲ ڈیکلریشن دیے گئے ۲۸ مواقع پر ضمانت ضبط ہوئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک مطبع بند ہو گیا اور سات جدید پریس قائم نہ ہو سکے تین اخبارات بند ہوئے اور سات خود بخود مسدود ہو گئے۔

Marfat.com

پنجاب نیشنل سٹیم پریس لاہور کی ضمانت ضبط ہوئی اور
زمیندار کو باوجود متواتر فہمائشوں کے راہ راست پر نہ
آنے کی وجہ سے بند ہونا پڑا - ۱۸ اخبارات کو قابل اعتراض
پولیٹیکل مضامین شائع کرنے اور ۷ اکو دیگر پہلوؤں سے
نامناسب مضمون چھاپنے پر متنبہ کیا گیا - اے کاش اس
قسم کی تنبیہہ کم ہوتی - ۱۹۱۵ء کے بعد سے کاغذ کی گرانی
مسلسل بڑھتی چلی جا رہی ہے - چنانچہ اب یہ پہلے سے
بھی زیادہ مہنگا ہو گیا ہے سامان انطباع اور کاغذ کی
کمیابی گرانی نہ صرف ولایت بلکہ ہندوستان و صوبہ ہذا میں
سے جہاں کاغذ کا کوئی کارخانہ موجود نہیں اخبارات پر
نہایت برا اثر ڈال رہی ہے - سجن لال[۶] کی تحقیق کے
مطابق پنجاب میں بیسویں صدی کے ربع اول میں ۳۹۰
اخبارات و جرائد تھے جن میں سے ۱۵۲ اخبارات و
جرائد اردو کے تھے - اس دور میں صرف لاہور سے ۱۳۶
اخبارات و جرائد جاری ہوتے[۳] اے - آر - شبلی کے بقول
انیسویں صدی کے اختتام کے قریب پنجاب سے ۹۵
اخبارات و جرائد اردو میں اور ۲۰ انگریزی میں شائع
ہوتے تھے - ۱۵-۱۹۱۴ء میں پنجاب میں ۱۱۶ اخبارات و
جرائد تھے جبکہ ۱۹۳۷ء میں ان کی تعداد ۸۲۹ ہو گئی جبکہ
ان میں سے ۲۲۵ مسلمانوں کی ملکیت تھے - ۱۵-۱۹۱۴ء
میں پنجاب میں ۱۹ روزنامے تھے جبکہ ۴۵-۱۹۴۴ء میں
ان کی تعداد ۵۶ تھی - قیام پاکستان کے بعد بھی بعض پرانے
اخبارات کی بندش اور نئے اخبارات کے اجراء کا سلسلہ

Marfat.com

جاری رہا۔"[۹]

ان اعداد و شمار سے واضح ہے کہ ۱۹۱۴ء کے بعد کے رسالوں میں بھی پنجاب میں اردو اخبار نویسی کا پلہ بدستور بھاری رہا۔ انگریزی، گورمکھی، ہندی، پنجابی غرض دوسری تمام زبانوں کے اخبارات کی مجموعی تعداد "اردو اخبارات و جرائد کی تعداد کا تقریباً ۵۰ فیصد تھی لیکن اشاعت کے لحاظ سے یہ تناسب اور بھی کم تھا۔ اردو اخبارات و جرائد کی اشاعت بہت بڑھ گئی تھی صرف روزنامہ زمیندار ۳۰ ہزار فروخت ہونے لگا۔

مختلف زبانوں کے اخبارات و جرائد کی تعداد

۱۹۱۷ء سے ۱۹۲۰ء تک

سال	انگریزی		اردو		دوسری زبانوں کے اخبارات و جرائد		روزنامے	ہفت روزہ	ماہنامے	میزان
	پنجاب	لاہور	پنجاب	لاہور	پنجاب	لاہور	روزنامے	ہفت روزہ	ماہنامے	میزان
۱۹۱۷	۱۴	۳۸	۱۷۱	۱۰۴	۳۶	۱۴	۱۸	۷۱	۱۴۹	۲۱۶
۱۹۱۸	۵۵	۳۹	۱۷۶	۱۰۶	۳۳	۱۱	۱۵	۷۶	۱۴۷	۲۱۶
۱۹۱۹	۵۸	۳۹	۱۷۶	۱۰۷	۴۰	۱۶	۲۲	۷۹	۱۴۱	۲۰۱
۱۹۲۰	۴۹	۳۱	۱۷۸	۱۱۷	۵۰	۲۱	۳۶	۷۶	۱۳۱	۱۹۸
۱۹۲۱	۴۵	۳۳	۱۸۱	۱۱۹	۴۴	۱۶	۲۶	۷۹	۱۲۵	۱۹۶
۱۹۲۲	۵۰	۳۴	۲۱۹	۱۲۶	۵۵	۱۹	۳۹	۸۱	۱۵۰	۲۲۲
۱۹۲۳	۵۹	۳۹	۲۱۶	۱۲۴	۹۳	۲۲	۲۶	۹۰	۱۶۳	۲۴۶
۱۹۲۴	۶۰	۴۲	۲۷۳	۱۴۶	۷۴	۲۳	۲۲	۱۱۸	۲۰۲	۹۹
۱۹۲۵	۵۷	۴۴	۲۵۳	۱۳۶	۸۰	۲۶	۲۴	۱۱۹	۱۹۴	۲۰۷
۱۹۲۶	۶۹	۴۹	۳۰۱	۱۶۲	۹۱	۴۰	۲۵	۱۳۶	۲۲۴	۲۰۰
۱۹۲۷	۷۳	۴۸	۳۳۷	۱۷۴	۹۳	۳۱	۲۸	۱۵۵	۲۵۶	۳۷۱

Marfat.com

۱۹۳۰	۸۹	۵۷	۳۶۶	۱۹۱	۱۱۱	۳۱	۴۱	۲۰۸	۲۴۸	۴۲۵
۱۹۳۱	۸۱	۵۹	۳۶۷	۱۹۹	۱۳۲	۴۴	۴۹	۲۱۸	۲۳۵	۴۳۹
۱۹۳۲	۸۵	۶۷	۳۹۶	۱۹۵	۱۲۶	۴۱	۳۵	۲۰۳	۲۶۸	۴۴۷
۱۹۳۳	۸۷	۶۲	۴۴۴	۱۸۹	۱۳۴	۴۶	۳۹	۲۳۴	۲۸۳	۴۷۴
۱۹۳۴	۱۱۱	۸۲	۴۷۸	۲۲۲	۱۴۷	۵۸	۵۵	۲۶۵	۳۱۱	۵۳۱
۱۹۳۵	۱۱۷	۸۳	۴۹۸	۲۳۰	۱۴۷	۵۴	۴۹	۲۵۱	۳۴۵	۵۵۴
۱۹۳۶	۱۰۹	۸۱	۵۴۱	۲۴۱	۱۶۵	۵۱	۷۴	۲۷۱	۳۵۴	۶۱۴
۱۹۳۷	۱۱۳	۸۲	۵۴۴	۲۳۳	۱۷۲	۶۱	۵۶	۲۸۵	۳۷۱	۶۲۱
۱۹۴۰	۱۲۵	۹۱	۵۵۷	۲۳۷	۱۹۱	۶۹	۵۷	۲۹۷	۸۳۱	۶۷۹

ان اعداد و شمار سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ زیر تبصرہ دور میں پورے پنجاب میں لاہور صحافت کا سب سے بڑا مرکز تھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ مرکز وسعت اور اہمیت اختیار کرتا گیا۔ اردو اور انگریزی زبانوں کے بیشتر اخبارات و جرائد لاہور ہی سے جاری ہوئے اور لاہور نے اردو صحافت کے ایک بڑے مرکز کی حیثیت حاصل کر لی۔

اشاعت :

جنگ عظیم اول کے دوران اخبارات خصوصاً اردو اخبارات کی اشاعتیں بڑھ گئیں تھیں جنگ کے بعد کے دور میں بھی اشاعتوں میں اضافہ کا سلسلہ جاری رہا۔ اشاعتوں میں اضافہ کا رجحان مندرجہ ذیل گوشواروں سے واضح ہے :

پورے پنجاب کے اخبارات کی مجموعی اشاعت

سال	اشاعت
۱۹۱۷	۲۴۶۰۰۰
۱۹۱۸	۳۲۰۰۰۰

Marfat.com

سال	اشاعت
۱۹۱۹	۳۴۴۰۰۰
۱۹۲۰	۳۵۸۰۰۰
۱۹۳۳	۵۹۴۰۰۰ [۱]

مجلاتی صحافت :

پچھلے صفحات میں دیے گئے اعداد و شمار سے واضح ہے کہ ۱۹۱۴ء کے بعد ۱۹۲۱ء تک پنجاب کے مختلف شہروں سے سینکڑوں جرائد شائع ہوتے رہے۔ صرف لاہور سے جاری ہونے والے جرائد کی تعداد بھی کافی تھی لیکن جن جرائد نے صحافت اور علم و ادب کے میدان میں قابل ذکر کام کیا اور اپنے عہد کے صحافتی و علمی رجحانات پر اثرات مرتب کیے ان کی تعداد انگلیوں پر گنی جا سکتی ہے۔ ان رسائل میں ہمایوں، ادب لطیف ادبی دنیا بطورِ خاص قابل ذکر ہیں۔ ذیل میں اہم اور نسبتاً قابلِ ذکر اخبارات و جرائد کا جائزہ ترتیب زمانی کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے۔

فانوس خیال

یہ رسالہ مولانا عبدالمجید سالک نے ۱۹۱۴ء میں جاری کیا۔ اس کے تمام تر مندرجات ادبی نوعیت کے ہوتے تھے۔

کہکشاں

یہ خالصتاً ادبی رسالہ تھا جو سید امتیاز علی تاج نے ستمبر ۱۹۱۸ء میں لاہور سے جاری کیا۔ سید امتیاز علی تاج بنیادی طور پر ادیب تھے لیکن انھوں نے اپنے والد کے رسالہ "پھول" میں آسان نویسی کی تربیت حاصل کی چنانچہ کہکشاں کا ایک طرہ امتیاز یہ تھا کہ اس کے مندرجات کی زبان سادگی، سلاست اور چاشنی لیے ہوتے تھی۔ سید امتیاز

Marfat.com

علی تاج کہکشاں میں عموماً تین عنوانات کے تحت لکھا کرتے تھے تقریب کے زیر عنوان وہ کہکشاں کے قلمی معاونین کی نگارشات کا اختصار کے ساتھ تعارف کرواتے تھے۔ بزم انجم کے زیر عنوان کتابوں یا ہم عصر رسائل و جرائد پر تبصرہ کرتے تھے۔ علاوہ ازیں ہر شمارے میں حسب ضرورت کوئی علمی یا ادبی مضامین تحریر کرتے تھے۔ کہکشاں میں خواجہ حسن نظامی، مولانا راشد الخیری اور منشی پریم چند ایسے اہل قلم کی تحریریں بھی شائع ہوتی تھیں۔

اتحاد:

یہ ہفت روزہ منشی مولا بخش کشتہ نے ۱۹۱۷ء میں امرتسر سے جاری کیا۔ سردار محمد خان نشاط مدیر تھے۔ اس کی پیشانی پر علمی، ادبی، تفریحی مضامین کے علاوہ دل چسپ خبروں کا مجموعہ کے الفاظ درج ہوتے تھے۔ یہ ایک قوم پرست اخبار تھا۔ آل انڈیا نیشنل کانگرس اور مسلم لیگ دونوں کی خبریں شائع کرتا تھا۔ بسنتی نمبر کے ساتھ عید نمبر بھی شائع کرتا تھا قادیانی تحریک کے خلاف تھا۔ اس میں خبریں، مضامین، نظمیں اور غزلیں تسلسل کے ساتھ چھپتی تھیں۔ اداریوں میں بالعموم حکومت کی حمایت کی جاتی تھی۔ اس میں "ریویو" کے زیر عنوان ہم عصر یا نئے جاری ہونے والے اخبارات و جرائد پر تبصرہ چھپتا تھا۔ اس کے ۱۹۱۷ء تا ۱۹۲۰ء کے فائلوں کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اس دور میں پنجاب کے مختلف شہروں سے مندرجہ ذیل اخبارات و رسائل بھی شائع ہوتے تھے۔

امرتسر:

رسالہ آبکاری: اس کے مالک و مدیر پنڈت درگا داس تھے۔

حاذق: یہ طبی ماہنامہ حکیم فیروز الدین نے ۱۹۱۸ء میں جاری کیا۔

اتالیق: یہ رسالہ مولوی جھنڈے خان نے ۱۹۱۸ء میں شروع کیا۔

تعلیمی گزٹ: یہ رسالہ لالہ دیوی داس جانکی داس کا تھا۔

Marfat.com

علاوہ ازیں پنڈت رلیا رام جی شرما کا سیوک، پنڈت کشن چند جی آزاد کا ہندو گزٹ، ارائیں برادری کا ترجمان "راعین گزٹ"، لالہ لکھمیداس کا مخبر، حکیم محمد عنایت خان کا ہفت روزہ نصرت اور پنڈت درگاہ داس کا ہفت روزہ وقت بھی شائع ہوتے تھے۔ ہفت روزہ اتحاد کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ فروری ۱۹۲۰ء میں "وکیل" روزنامہ بھی بنا تھا۔

لاہور :

اس زمانہ میں لاہور سے سید نور حسن نور کا ماہنامہ گلشن مرزا غلام رسول کا انوار الاسلام پبلسٹی کمیٹی لاہور کا "حق" لالہ بانکے دیال کا وارث، ماہنامہ مغلیہ گزٹ، ماہنامہ تعلیم و تربیت، ماہنامہ الداعی، سناتن دھرم پتر کا مجربات، ہفت روزہ اشاعت القرآن ہفت روزہ دھرم، روزنامہ آفتاب جسے مولوی وجاہت حسین نے ۱۹۱۸ء میں جاری کیا اور ابوالمعالی منشی تاج الدین کا روزنامہ امام شائع ہوتے تھے۔

گوجرانوالہ :

اس شہر سے رسالہ زندگی، ماہنامہ افتخار الاشعار دس روزہ انتخاب جس کے مدیر ولی اللہ تھے اور گلدستہ خادم جو سوہدرہ سے شائع ہوتا تھا جاری تھے۔

ہزار داستان :

یہ پندرہ روزہ ادبی رسالہ تھا جو ۱۹۱۹ء میں لاہور سے جاری ہوا۔ اس کے منتظم، مدیر حکیم احمد شجاع تھے۔ وہ خود لکھتے ہیں :

> "۱۹۱۹ء میں بازار حکیماں ہی سے سر عبدالقادر اور سر محمد اقبال کی تحریک اور حوصلہ افزائی سے مخزن ہی کے نقش قدم پر چل کر پندرہ روزہ ادبی رسالہ ہزار داستان جاری

Marfat.com

کیا اور اس کے ساتھ ہی بچوں کے لیے ادب لطیف کا ایک ہفتہ وار رسالہ نونہال شائع کیا یہ دونوں رسالے ۱۹۲۳ء تک میری ذاتی ادارت میں رہے اور جب سرکاری ملازمت سے منسلک ہو گیا تو ان رسالوں کی ادارت اپنے عزیز دلدادگان ادب سید عابد علی اور مسٹر حسین کو سونپ دی۔ جب سید عابد علی عابد قانون کا امتحان پاس کر کے اور مسٹر ہادی حسین انڈین سول سروس سے منسلک ہو کر لاہور سے باہر چلے گئے تو یہ دونوں رسالے بند ہو گئے۔" ؎

شہاب اُردو :

یہ رسالہ خان احمد حسین خان نے اپریل ۱۹۲۰ء میں لاہور سے جاری کیا اس کے قلمی معاونین میں حکیم احمد شجاع شیخ عبدالقادر، سید عابد علی عابد، میرزا ادیب، سید سجاد حیدر یلدرم اور خدیجہ فیروز الدین قابل ذکر ہیں۔

ماہنامہ شمس الاسلام :

یہ سرگودھا کا سب سے پرانا مجلہ ہے۔ ۱۹۲۱ء میں جاری ہوا۔ ابتدا میں اس کے ایڈیٹر ظہور احمد تھے۔ ۱۹۲۹ء میں بھیرہ آ گیا اور تب سے یہ مجلہ مجلس مرکزیہ حزب الانصار بھیرہ کے ترجمان کی حیثیت سے جاری ہے۔ ۱۹۴۵ء سے بعد افتخار احمد بگوی ایڈیٹر تھے اور بعد میں ادارت مختلف حضرات کے پاس رہی۔

اس پرچے کا مقصد مذہبی، ملی اور سماجی خدمات انجام دینا ہے۔ اسلام کی تبلیغ کے لیے بارہ صفحات وقف ہوتے تھے۔ سائز $\frac{30 \times 20}{8}$ ہے۔ ضخامت چالیس پچاس صفحات ہیں۔

Marfat.com

ہمایوں :

مخزن کے بعد جس رسالہ نے پنجاب میں کامیابی کے جھنڈے گاڑے، اپنا ایک حلقہ اثر قائم کیا اور اپنی حیثیت منوائی وہ ہمایوں ہے۔

ہمایوں کا پہلا شمارہ جنوری ۱۹۲۲ء کو افق صحافت پر نمودار ہوا۔ اس کے مدیر میاں بشیر احمد بار ایٹ لار تھے۔ انہوں نے یہ رسالہ اپنے والد میاں شاہ دین ہمایوں کی یاد میں نکالا۔ پہلے پرچے میں ان کی سوانح حیات پیش کی گئی۔ رسالہ جاری کرنے سے پہلے انہوں نے علامہ اقبال سے اس بارے میں مشورہ کیا۔ مدیر ہمایوں رقمطراز ہیں :

"مجھے خوب یاد ہے کہ دسمبر ۱۹۲۱ء میں ہمایوں جاری کرنے سے پہلے میں علامہ اقبال کے ہاں اس بارے میں ان کی رائے اور خوشنودی حاصل کرنے کے لیے حاضر ہوا پہلے انہوں نے فرمایا کہ رسالہ جاری کرنے کا شوق چند ماہ یا تھوڑی مدت رہا کرتا ہے۔ تم فرانسیسی زبان جانتے ہو کیا یہ بہتر نہ ہو گا کہ تم گارساں دتاسی کی کسی غیر مترجم تصنیف کا اردو ترجمہ کرنے میں اپنا وقت صرف کرو مگر میرے دل میں ہمایوں کے شوق نے ایک ہیجان پیدا کر رکھا تھا۔ سو میں نے اپنے شوق پر اصرار کیا۔ اس پر چند دن بعد انہوں نے والد محترم کے متعلق جن سے انہیں عقیدت تھی۔ اپنی مشہور نظم ہمایوں لکھ کر بھیجی جس کا مطلع کچھ یوں تھا ؎

اے ہمایوں زندگی تیری سراپا سوز تھی
تیری چنگاری چراغ انجمن افروز تھی

Marfat.com

ہمایوں کے سرپرستوں میں سر عبدالقادر اور علامہ اقبال جیسی شخصیتیں شامل تھیں۔ اقبال جب تک بقید حیات رہے اس رسالے کو اپنے مفید مشوروں سے نوازتے رہے۔

ادبی صحافت میں "ہمایوں" نے بعض جدتیں پیدا کیں اور ایسے موضوعات کا احاطہ کیا جو اس سے پہلے ادبی رسائل کے لیے اجنبی تھے۔ اگرچہ "ہمایوں" عملی سیاست سے کنارہ کش رہا لیکن نظریاتی سیاست پر لاتعداد مقالات شائع کیے۔ متمدن دنیا کی مختلف جدید تحریکوں پر مبسوط مضامین شائع کیے۔ تاکہ قارئین عالمی تمدن کی رفتار کا صحیح اندازہ کر سکیں۔ مغربی ادب کے تراجم اور مغربی فن مصوری کے نمونے کثرت سے شائع کیے لیکن مشرقی ادبیات اور مشرقی فنون کو بھی برابر کا حصہ دیا۔

مخزن کی طرح ہمایوں کو بھی پاکستان و ہند کے ممتاز ادیبوں، شاعروں اور دانشوروں کا قلمی تعاون حاصل تھا۔ اس میں بھی متعدد موضوعات پر مضامین و مقالات شائع ہوتے تھے مثلاً مغربی سیاسیات، واقعات عالم، معاشرتی واقعات، طبیعات، فلسفہ، فن، شخصیات، معاشرت، تمدن، اخلاقیات، مذہب، روحانیات، سیرت و سوانح تنقید وغیرہ۔

اس میں جہاں نما کے زیر عنوان اہم علمی، معاشرتی اور سیاسی حالات پر مضامین اور تبصرے شائع ہوتے تھے۔ ہر سال اس کا سالگرہ نمبر شائع ہوتا تھا۔ جس میں سال بھر کے واقعات کا خلاصہ بھی شامل کیا جاتا تھا اور متمدن دنیا کی جدید تحریکوں پر مضامین شائع ہوتے اس کے خصوصی نمبر بھی شائع کیے گئے۔ مثلاً افسانہ نمبر (۱۹۳۴ء) روسی ادب نمبر (مئی ۱۹۳۵ء) اور فرانسیسی ادب نمبر (ستمبر ۱۹۳۵ء)

ابتدائی دور میں اس کے مندرجات پر رومانیت کا غلبہ تھا۔ اس زمانہ میں ہمایوں میں عاشق بٹالوی کے رومانوی افسانے چھپتے تھے۔ مگر بعد ازاں رومانیت کا رنگ پھیکا پڑ گیا اور اب ہمایوں نے اردو کے نئے افسانے کی ابتدا کی۔ (۱۹۳۱ء) اس میں سید فیاض محمود، ز۔ ب صاحبہ، حسن عسکری اور بعد میں کرشن چندر سر فہرست تھے۔ جنوری ۱۹۴۰ء کے شمارہ میں میاں بشیر احمد نے لکھا:

Marfat.com

"سیاست ہر چیز پر چھا رہی ہے۔ زبان بھی اس کی لپیٹ میں آگئی ہے۔ اردو بڑی دل کش زبان ہے لیکن اب نری دل کشی زندگی کی حفاظت نہیں کر سکتی۔ اب چاہیے خود داری کا جذبہ، اب چاہیے طاقت، ایک طرف اپنی حفاظت کے لیے دوسری طرف اصلاح و ترقی کے لیے۔ آج دنیا میں صرف حرکت کرنے والے زندہ ہیں۔ ۔ ۔ ۔ الخ" [۸]

میاں بشیر احمد کی یہ رائے اس دور کے پورے اردو ادب اور صحافت کا احاطہ کرتی ہے۔

ہمایوں کا سرورق خوب صورت، دل کش اور جاذب نظر ہوتا تھا۔ اندرونی صفحات میں چکنا کاغذ استعمال کیا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ سالگرہ نمبر کا سرورق خاص طور پر تیار کیا جاتا اور اس کے علاوہ اس پر آرٹ کا کوئی نمونہ دیا جاتا۔ رسالے میں اشتہارات بھی دیے جاتے۔ لیکن اس سلسلے میں اس بات کو خاص طور پر ملحوظ خاطر رکھا جاتا کہ کوئی مخرب اخلاق اشتہار شائع نہ ہونے پائے۔ زیادہ تر کتب کے اشتہار دیے جاتے۔ آخری دو صفحات کتب و رسائل و جرائد پر تبصروں کے لیے وقف ہوتے۔ یکم جنوری ۱۹۲۲ء سے لے کر ۱۹۵۷ء تک مسلسل ہمایوں باقاعدگی سے ہر مہینے کی پہلی تاریخ کو شائع ہوتا رہا۔ اس میں ایک دن کی بھی تاخیر نہ ہوئی اور نہ ہی کبھی یہ ہوا کہ دو نمبروں کو یکجا کر کے ایک نمبر کی صورت میں شائع کیا گیا ہو۔

"ہمایوں" تحریک فروغ اردو کا علم بردار تھا۔ اس نے ہندی کے مقابلے میں اردو کی تائید و حمایت نہایت مثبت انداز میں کی۔ ہمایوں کو جاری ہوئے ابھی صرف دو ماہ کا قلیل عرصہ ہوا تھا کہ مارچ ۱۹۲۲ء کے شمارہ میں اہل علم اور صاحب قلم حضرات کو ایک انعامی مضمون لکھنے کی دعوت دی گئی۔ اس مضمون کا عنوان تھا کہ "اردو ہندوستان کی ملکی زبان کیوں کر بن سکتی ہے۔" مضمون تین ماہ کے عرصہ میں لکھنا تھا۔ تین ماہ کا یہ وقفہ اس لیے دیا گیا کہ مضمون پر پوری محنت کی جا سکے۔

Marfat.com

اور انعامی مضمون ہر اعتبار سے جامع ، تحقیق کا بہترین نمونہ اور معلومات کا گنجینہ ہو۔
اپریل ۱۹۲۲ء کے شمارے میں دوسرے انعامی مضمون کا اعلان کیا گیا اس کا موضوع بھی اردو ہی کے بارے میں تھا۔ متحدہ ہند کے دیگر رسائل کے مقابلے میں ہمایوں رسالہ تحریک اردو کو بہت زیادہ اہمیت دے رہا تھا۔ چنانچہ مدیران رسالہ نے دسمبر ۱۹۲۲ء میں اعلان کیا کہ فروری ۱۹۲۳ء کا شمارہ انعامی نمبر ہوگا جس میں اردو کے موضوع پر بہترین قرار پائے جانے والے مضامین درج ہوں گے۔ یہ نمبر مارچ ۱۹۲۳ء میں شائع ہوا۔ یوں تو اردو کی حمایت میں مضامین بہت موصول ہوئے لیکن مدیر کی نظر میں یہ تعداد کچھ ایسی زیادہ نہ تھی۔ چنانچہ اہل قلم اور اردو کے جذباتی نعرہ بازوں سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں :

> "ہم نے ہمایوں اور بعض اخباروں میں اردو کو ملک کی مشترکہ زبان بنانے کے متعلق اہل قلم کی توجہ بیدار کرنے کے لیے اعلان شائع کرائے۔ اردو کے لیے سر سے کفن باندھے ہوئے خدائی فوج داروں کے شور و غوغا کو دیکھتے ہوئے توقع تو یہ تھی کہ ہر سمت سے مضامین کی بارش ہونے لگے گی مگر معلوم یہ ہوا کہ کچھ ایسے سوئے ہیں سونے والے کہ حشر تک جاگنا قسم ہے۔"

اس عبارت کو پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ مدیران ہمایوں کو اردو زبان سے کس حد تک جذباتی لگاؤ تھا۔ میاں بشیر احمد مدیر ہمایوں اور مولانا تاجور نجیب آبادی نائب مدیر کو اس بات کا احساس تھا کہ اردو زبان کو ہندو فرقہ پرستوں اور انگریزوں کی ہندو نوازی کا مقابلہ کرنا ہے۔ اگر اس وقت اردو کی حمایت مثبت انداز میں نہ کی جاتی تو اردو کا مستقبل تاریک ہو جاتا۔

ہمایوں نے اردو زبان کی ترقی اس کو ملکی زبان بنانے میں، اہم ترین کردار ادا کیا۔
مدیران ہمایوں کی کوشش اردو زبان کو ترقی اور اسے اس کا جائز حق دلانے کے لیے

Marfat.com

محض رسالہ تک محدود نہ تھی۔ بلکہ رسالہ کے نائب مدیر مولانا تاجور نجیب آبادی نے چند دوستوں کے اشتراک سے اگست ۱۹۲۵ء میں اردو مرکز قائم کیا جس کے نگران اور مالک مولانا تاجور ہی تھے۔ اس سے بیشتر مولانا انجمن ارباب علم پنجاب کے نام سے ایک ادبی انجمن بھی قائم کر چکے تھے۔

سماجی و معاشرتی خدمات :

میاں شاہ دین ہمایوں نظم و نثر دونوں پر قادر تھے۔ علاوہ ازیں وہ معاشرتی مسائل کو سلجھانے پر بھی توجہ دیتے تھے۔ انہوں نے نوجوانوں کو فن تقریر و تحریر سکھانے کے لیے ایک انجمن بنائی جس کا نام انجمن نوجوانان اسلام رکھا۔ اس کا مقصد نوجوانان ہند کو تحریر اور تقریر کے فن میں ماہر کرنا تھا۔ وہ اصلاحی کاموں میں حد درجہ دل چسپی لیتے۔ قوم کو غیر ضروری رسوم و قیود میں دیکھ کر دکھ محسوس کرتے۔

وہ تعلیم نسواں کے حامی تھے ان کے صاحبزادے میاں بشیر احمد بھی یہی خیالات رکھتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے ہمایوں کے ذریعے عورتوں کی ترقی اور بہبود کے لیے بھرپور کوشش کی۔

ہمایوں کے پہلے تین شماروں میں ایک سلسلہ وار مضمون شائع ہوا جو مرزا احسان احمد کا لکھا ہوا تھا۔ مضمون کا عنوان "عورت اور مختلف مذاہب" تھا۔ مضمون میں صاحب مضمون نے عورت کی حیثیت مختلف ادوار میں اور مختلف مذاہب کی نظر میں بیان کی اور سیر حاصل بحث کے بعد ثابت کیا کہ جس حد تک اسلام نے جنس لطیف کے حقوق کی نگہداشت کی ہے اور اس کو جس محبت و احترام سے دیکھا ہے اس کی مثال دنیا کا کوئی مذہب نہیں پیش کر سکتا۔ ہندوستان میں آزادی کی تحریک زور پکڑ رہی تھی۔ ہندو مسلمان مرد و زن آزادی کے لیے جان کی بازی لگانے کے لیے تیار تھے۔ لیکن مردوں نے عورتوں کو گھر کی چار دیواری سے باہر نکلنے سے منع کر دیا تھا۔ یہ پابندی یہاں تک عائد کی گئی کہ عورتوں کو پردہ میں بیٹھ کر بھی کسی سیاسی یا دوسری نوعیت کے جلسہ میں

Marfat.com

شریک ہونے کی ممانعت تھی۔ چنانچہ مدیر ہمایوں اس بات پر افسوس کا اظہار کرتے ہیں اور کہتے ہیں :

"یہ باتیں اب زبردستی چھوڑنی پڑیں گی اور نہ چھوڑی
گئیں تو قوم کے ابھرتے ابھرتے بھی اسے لے ڈوبیں گی۔"

اس اقتباس سے قوم کو تنبیہہ کی گئی ہے کہ اگر قوم نے اس قسم کی پابندیوں کا جوا نہ اتار پھینکا تو وہ تباہ ہو جائے گی ۔ فروری ۱۹۳۰ء میں صوفی غلام مصطفٰے تبسم کا ایک مضمون چھاپا گیا جس میں ممالک اسلامیہ کی عورتوں کا ذکر ہے ۔ اس میں عورتوں کے لباس ، ان کی فلاح و بہبود کے کام اور ان کے جائز حقوق کا تذکرہ شامل ہے ۔ صوفی تبسم کہتے ہیں کہ عورتوں کی آزادی میں سب سے زیادہ حصہ اخبارات اور رسائل کے مدیران نے لیا ہے ۔ اسی طرح صوفی تبسم کا ایک مضمون اپریل ۱۹۳۰ء میں "ترکی اور آزادی نسواں" کے عنوان سے شائع ہوا ۔ اس مضمون میں ترکی کے انقلاب میں عورتوں کے حصہ اور حصول آزادی میں عورتوں کے کردار پر روشنی ڈالی گئی ہے ۔ اس طرح کے مضامین میں ہندی عورتوں کو اپنے حقوق حاصل کرنے کے لیے جدوجہد پر اکسایا گیا ہے اور مدیران رسائل سے اشارۃً کہا گیا ہے کہ وہ دیگر اقوام کی مثال سامنے رکھ کر میدان میں آئیں اور عورتوں کو ان کے حقوق دلوانے میں مدد کریں ۔

ہندوستان میں بُری رسوم میں سے ایک رسم شادی پر بے جا خرچ کرنا بھی ہے ۔ اس رسم کے خلاف مدیر ہمایوں جولائی ۱۹۲۵ء کے شمارے میں نو آزاد سلطنت ترکیہ کے بارے میں بتاتے ہیں کہ وہاں حکومت نے اسراف کو روکنے کے لیے قانون بنانے شروع کیے ہیں جس کی رو سے دعوت ولیمہ منسوخ کر دی گئی ہے مسلمانوں کو شادی کے موقع پر صرف مٹھائی اور شربت دینے کا حکم دیا گیا ہے ترکیہ کے اس قانون کا ذکر کرتے ہوئے حکومت ہند سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ یہاں بھی ایسا ہی قانون رائج کیا جائے کیونکہ ان کے خیال کے مطابق خود بخود کوئی شخص ان رسوم کو نہیں چھوڑ سکتا ۔ وہ کہتے ہیں :

Marfat.com

"کون ہے جو افلاس زدہ ہندوستان میں جہیز اور دعوت کے بغیر شادی رچانے کو تیار ہو۔ بنیے کی کمائی بیاہ اور مکان نے کھائی۔ یہ تو مشہور ہے اور مسلمان تو کمائی سے گزر کر بچے بچی کی شادی کے لیے بنیے سے سود در سود قرضہ لینا عین مسلمانیت سمجھتا ہے۔"

اس اقتباس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مسلمان کن فضول رسوم میں مقید ہو کر رہ گیا تھا۔

ہمایوں اور سیاست :

پہلی جنگ عظیم کے بعد پورے متحدہ ہندوستان میں ایک جذباتی سیلاب آیا ہوا تھا یہ سیلاب کچھ تو ان امیدوں کی وجہ سے آیا تھا جو جنگ کے دوران میں ہندوستانیوں نے انگریزوں سے وابستہ کی تھیں اور جن کے صلہ میں انہیں رولٹ ایکٹ، مارشل لاء اور سانحہ جلیانوالہ باغ ملا۔ اور کچھ ترکی سے ہمدردی کی وجہ سے جذبات میں تلاطم برپا تھا۔ "ہمایوں" ہندوستان کی اس سیاسی حالت سے بے خبر نہ تھا بلکہ حکومت برطانیہ کے ہاں جو تحریک چلتی ہمایوں میں اس پہ رائے زنی کی جاتی تھی۔ ہندو مسلم فسادات کے بارے میں شذرے لکھے جاتے تھے اور انہیں اس میں لڑنے سے منع کیا جاتا تھا کہ یہ رسالہ سیاسی میدان میں بھی اسی انداز سے ڈٹا ہوا تھا جس طرح علمی وادبی مسائل اور معاشرتی واخلاقی میدان میں کمربستہ تھا۔

ہمایوں اور صحافت :

ہمایوں نے فن صحافت پہ مضامین شائع کیے اور صحافت پر نظریاتی کالم کی اشاعت بھی جاری رہی۔ صحافت کے بارے میں مدیر ہمایوں کا تجزیہ ملاحظہ کیجیے:

Marfat.com

"صحافت دورِ حاضر کی ایک خاص نشانی ہے۔ مہذب آدمی کی صبح روزانہ اخبار سے شروع ہوتی ہے۔ پانچ منٹ میں وہ سرخیاں دیکھ کر جان لیتا ہے کہ اس کے شہر میں، ملک میں اور دنیا میں کون سا اہم واقعہ ہوا مزید مطالعہ سے اسے زندگی کے مختلف شعبوں کے تازہ ترین حالات معلوم ہو جاتے ہیں۔ ہفتے کے خاتمے پر ہفتہ وار جریدے ہفتہ بھر کی کارگذاریوں کا جائزہ لیتے ہیں اور یہ ہر مہینے کے شروع میں ماہوار رسالے علمی یا ادبی انداز میں مختلف انسانی سرگرمیوں پر تبصرہ کرتے ہیں۔ یوں انسان اپنے ہم جنسوں اور دوسری ہستیوں اور چیزوں سے تازہ ترین رابطے قائم کرتا ہے اور اپنی زندگی کو زیادہ دل چسپ اور مفید بنا سکتا ہے۔"

پسماندہ ملک جاگنے لگے اور جاگ رہے ہیں انہی میں اسلامی ممالک بھی جو مدتوں کی غلامی کے بعد اٹھ کر جدوجہد کر رہے ہیں۔ صحیح صحافت اس جدوجہد کی ایک شکل ہے اور ایک ذریعہ۔ اس کے بعد صحافت کی اخلاقی قدروں کے بارے میں رقم طراز ہیں:

"لیکن صحافت ہمیشہ صحیح قسم کی نہیں ہوتی عموماً جیسی کسی ملک کی فضا ہوتی ہے جیسا کسی قوم کا اخلاق ہوتا ہے ویسی ہی اس کی صحافت ہوتی ہے۔ قوم کا حسن و قبح علم و ادب سے زیادہ اس کی صحافت میں عکس ریز ہوتا ہے۔ صحافت کا تعلق روزمرہ کی زندگی سے ہوتا ہے اور مختلف جماعتوں اور افراد کے خصوصی مفادات

Marfat.com

سے ہوتا ہے۔ اس لیے اس میں خیالی باتیں کم اور
علمی باتیں زیادہ ہوتی ہیں اور بلند دعووں کے ساتھ پست
اغراض جا بجا اپنی جھلک دکھاتی ہیں۔

Marfat.com

برصغیر میں تقسیم کے وقت ہمایوں کا کردار

اگست ۱۹۴۷ء کے شمارہ میں "جہاں نما" عنوان کے تحت یوسف ظفر لکھتے ہیں:

"ہمایوں کا مسلک آج تک ادب و زبان کی خدمت کرنا ہے اس کا ماضی کبھی عملی سیاست سے ملوث نہیں ہوا۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہوا کہ فکری سیاست پر مقالات شائع کیے گئے۔ اور بین الاقوامی مسائل کو انسانیت کی نظروں سے پرکھا گیا۔ تقسیم ہند اب ایک طے شدہ مسئلہ ہے اس کی افادیت یا برعکس عدم افادیت پر کچھ کہنا ہمارا کام نہیں۔ سیاسین نے جو کچھ کیا بہتر کیا اور عین ممکن ہے کہ اسی میں ملک کی بہبود مضمر ہو۔"

یہاں پر اس بات کا اعادہ کیا گیا ہے کہ ہمایوں عملی سیاست میں حصہ لینے کا خواہاں نہیں ہے۔ اگرچہ یہ رائے مدیر ہمایوں میاں بشیر احمد کی نہیں ہے۔ لیکن ہم اسے ہمایوں کی رائے کہہ سکتے ہیں۔ میاں صاحب بلکہ ان کے پورے خاندان نے تحریک پاکستان میں سرگرم حصہ لیا تھا۔ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان معرضِ وجود میں آجاتا ہے۔ ستمبر کا شمارہ آزادی نمبر کی حیثیت سے نکلتا ہے اور اس میں میاں بشیر احمد ایک ترانہ لکھتے ہیں۔ اس کے بعد پھر ایک خاموشی چھا جاتی ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ "ہمایوں" سیاست کی الجھنوں سے لاتعلق ہے۔ قیام پاکستان سے پہلے اور فوراً بعد فسادات شروع ہو گئے جس سے برصغیر جہنم کا نمونہ بن گیا۔ انسان کے اندر کا شیطان جاگ اٹھا۔ برسوں

Marfat.com

کی جان پہچان بیگانگی میں تبدیل ہو گئی۔ چنانچہ مذہب و اخلاق کی ساری اقدار دھری کی دھری رہ گئیں۔ انسانیت بہیمت کے روپ میں نمودار ہوئی چنانچہ اس کا اثر ہمایوں پر بھی نظر آتا ہے اور ہمایوں کے اس دور میں شائع ہونے والی تحریروں میں ایک قسم کا غصہ اور خطابت ملتی ہے۔ ہمایوں پر یہ رنگ ۱۹۴۸ء کے آخر تک رہتا ہے۔

قیام پاکستان کے بعد ادب میں مختلف مکاتب فکر کارفرما تھے ان میں ایک تو ترقی پسند تحریک کا مکتب فکر تھا جہاں وہ فسادات کے بارے میں ایک الگ نظریہ رکھتے تھے۔ وہاں ریاست اور حکومت سے وفاداری کا ان کے نزدیک الگ مفہوم تھا۔ تہذیب کے سلسلے میں یہ لوگ اس نقطۂ نظر کے حامی تھے کہ ہمارے کلچر کی بنیاد موہنجوداڑو سے ہوتی ہے اس کے ردعمل کے طور پر ایک اور تحریک اٹھی۔ سب سے پہلے حسن عسکری نے مطالبہ کیا کہ تمام ادیبوں کو حکومت اور ریاست کا وفادار ہونا چاہیے انہوں نے کہا کہ پاکستان کی اساس اسلام ہے اس لیے پاکستان کے ادب میں اسلام کی روح کا ہونا ضروری ہے۔ "ہمایوں" ابتدا میں خاموشی کی راہ پر گامزن رہا اس نے کسی بھی گروہ کے حق میں یا مخالفت میں کوئی واضح نقطۂ نظر اختیار نہ کیا۔ البتہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ کسی قدر ترقی پسند تحریک کے ساتھ ساتھ تھا کیونکہ ۱۹۴۷ء کے شماروں میں جو ادب شائع ہوا اس پر ترقی پسندی کی چھاپ گہری ہے۔ دسمبر ۱۹۴۷ء میں ہمایوں کے مدیر معاون یوسف ظفر مستعفی ہو گئے اور ان کی جگہ شیر محمد اختر نے لے لی۔ یہیں سے ہمایوں اپنی پالیسی کو تبدیل کرتا ہے اور ترقی پسندی کو خیرباد کہہ دیتا ہے۔ ستمبر ۱۹۴۸ء میں مدیر ہمایوں کے نظریات میں واضح تبدیلی آجاتی ہے اور ہمایوں حسن عسکری اور ممتاز شیریں کے مکتب فکر کی ترجمانی کرنے لگتا ہے اس کے بعد ہمایوں کا رنگ بدل جاتا ہے اور اس میں اسلامی ادب کے نمونے بکثرت ملتے ہیں۔ دسمبر ۱۹۴۸ء میں شیر محمد اختر بھی مستعفی ہو جاتے ہیں اور ان کی جگہ مظہر انصاری دہلوی لے لیتے ہیں۔ دسمبر ۱۹۴۸ء سے ستمبر ۱۹۵۲ء تک ہمایوں کے نائب مدیر مظہر انصاری

Marfat.com

دہلوی رہے اور یہی دور ہمایوں کے انحطاط کا دور رہا ہے۔ اکتوبر ۱۹۵۲ء میں ناصر کاظمی مدیر رہے۔ اس دور میں رسالے کا معیار ایک دفعہ پھر کسی حد تک بلند ہو جاتا ہے۔ اس میں جدید ادبی تحریکوں کے نمائندہ قلم کار لکھنے لگتے ہیں پرچے میں صوری اور معنوی تبدیلی آجاتی ہے۔ نومبر ۱۹۵۵ء میں پھر تبدیلی آتی ہے اور رسالہ کا رنگ خالصتاً اسلامی ہو کر رہ جاتا ہے اس کے صفحات تیس کر دیے جاتے ہیں۔ سرورق کے بعد دوسرے صفحے پر قرآن مجید کی آیت درج کی جاتی ہے اور پھر اقبالؒ کے اشعار درج کیے جاتے۔

جنوری ۱۹۵۷ء کا شمارہ آخری شمارہ کی حیثیت سے شائع ہوتا ہے۔ ۱۹۵۸ء میں ہمایوں کا ایک سالنامہ بھی پیش کیا گیا اور یہ اس کا آخری پرچہ تھا۔

رومان :

اختر شیرانی اور خلیل احمد نے لاہور سے ۱۹۲۲ء میں جاری کیا۔ اس مجلہ میں جن ادیبوں کی تحریریں شائع ہوئیں ان میں جوش ملیح آبادی، احمد ندیم قاسمی، خواجہ عبدالحمید محترمہ رضیہ حنا، سکندر علی وجد، اختر اورینوی، کنیز فاطمہ حیا، آغا عبدالواسع کے نام قابل ذکر ہیں۔ اختر شیرانی کا کلام اکثریت میں ہوتا تھا۔ اس میں احمد ندیم قاسمی کی کہانیاں بھی شائع ہوئی تھیں۔

مسلمان :

یہ ماہنامہ اگست ۱۹۲۳ء میں سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ سے جاری ہوا مدیر اور مالک مولوی عبدالحمید تھے۔ قیمت فی پرچہ ۳ آنے۔ سائز $\frac{22\times36}{16}$ تھا۔ یہ مسلمانوں کی اصلاح اور دین اسلام کی تبلیغ کے لیے جاری کیا گیا۔ پہلے شمارہ میں "افتتاحیہ دعا" کے عنوان سے اداریہ لکھا گیا ہے :

> "مولا تیرا دین اسلام، تیرا پسندیدہ اسلام اس وقت اغیار کے نرغے میں گھرا ہوا ہے چاروں طرف سے اس

Marfat.com

پر مخالفین کے حملے ہو رہے ہیں تو مسلمان کو توفیق اور
طاقت دے کہ وہ اس کا مقابلہ کر سکیں۔ اس سفر کی
عظمت کو نور اسلام سے منور کر دے اور مخالفین اسلام
پر ثابت کر دے کہ اگر دنیا میں کوئی سچا مذہب ہے تو
وہ اسلام ہے۔" ۱۰

اشاعت ایک ہزار تھی مولانا عبدالحمید نے اکتوبر ۱۹۲۶ء میں اسے لاہور منتقل کر دیا اور اس کی اشاعت ادارہ دار التبلیغ شیرانوالہ گیٹ لاہور کے زیر اہتمام ہونے لگی یہ مذہبی مجلہ تھا انداز بیان سخت تھا قومی تحریک آزادی کا حامی تھا۔ ۱۹۴۰ء میں پھر گوجرانوالہ منتقل ہو گیا۔ اور ماہنامہ سے سہ روزہ کر دیا گیا۔ ایم۔ اے ایم نصر اللہ خان مالک اور مدیر تھے۔ ۱۹۴۸ء میں اس کے مدیر کو آریہ سماجیوں کے خلاف مضامین شائع کرنے پر تنبیہہ کی گئی جولائی ۱۹۴۸ء میں یہ ہفت روزہ بن گیا۔

نیرنگ خیال :

۱۹۲۴ء میں حکیم یوسف حسین نے لاہور سے نیرنگ خیال نکالا۔ یہ رسالہ بہترین ادبی، علمی، تاریخی اور تہذیبی خیالات کا مخزن تھا اور اس کے سامنے اس دور کی ادبی روایات کے علمبردار تھے۔ ۱۹۲۵ء میں لاہور ہی سے اورنٹیل کالج میگزین انتخاب اور قوس قزح جاری ہوئے۔ اورنٹیل کالج میگزین کے اجراء کا مقصد احیا و ترویج علوم شرقیہ کی تحریک کو تا حد امکان تقویت دینا تھا۔ ابتدائی دور میں رسالے کا حصہ اول عربی و فارسی اور اردو میں بحروف فارسی حصہ دوم سنسکرت ہندی اور گورمکھی میں بحروف ناگری شائع ہوا تھا۔ پہلے سال اس کے تین شمارے شائع ہوئے۔ ۱۹۲۶ء سے سال میں چار شمارے شائع ہونے لگے۔ پھر یہ سلسلہ باقاعدہ جاری رہا۔ نومبر ۱۹۲۷ء سے میگزین کے ساتھ ایک ضمیمہ بھی شائع ہونے لگا جو دراصل انجمن عربی و فارسی کا رسالہ تھا۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد شفیع اس کے مدیر اعلیٰ پروفیسر محمد اقبال، مدیر معاون حصہ

Marfat.com

عربی، فارسی اور اردو پروفیسر ڈاکٹر لکشمی سروپ مدیر معاون حصہ سنسکرت ہندی اور بھائی جے انت سنگھ مدیر معاون حصہ گورمکھی کے فرائض انجام دیتے تھے۔ نومبر ۱۹۴۲ء سے ڈاکٹر محمد اقبال مدیر اعلیٰ مقرر ہوئے نومبر ۱۹۴۸ء میں ڈاکٹر برکت علی قریشی، مئی ۱۹۵۰ء میں ایم عباس شوستری اور اگست ۱۹۵۹ء میں ڈاکٹر سید عبداللہ مدیر اعلیٰ مقرر ہوئے۔ اس رسالہ کی اشاعت کا سلسلہ برقرار رہا۔

بہارستان :

ابوالمعانی اختر شیرانی الافغانی اردو زبان کے مایہ ناز ادیب اور شاعر تھے۔ لاہور سے ایک اہم مجلہ بہارستان جاری کیا۔ بہارستان کا آغاز جنوری ۱۹۲۶ء میں ہوا۔ مضامین کے اعتبار سے یہ ایک اچھوتا مجلہ تھا۔ اختر شیرانی شاعری میں فن کاری کرتے تھے۔ ان کی شخصیت کا یہ رُخ بہارستان میں بھی اپنی بہار دکھاتا رہا۔ مضامین کا ایک نیا انداز اس رسالے میں انفرادیت پیدا کرتا رہا۔ آثار قدیمہ کا مستقل باب اور آرٹ کے متعلق ایک قابل قدر سلسلہ مضامین عرصے تک جاری رہا جنوری ۱۹۲۷ء کے شمارہ میں آثار قدیمہ سے متعلق ایک مضمون "مہاتما بدھ کے تبرکات" کے عنوان سے چھپا اس کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

> "مہاتما بدھ کے یہ تبرکات ۴۵ سال ہوئے مسٹر کیکسٹن پیپ نے جاگیر بردپور واقع سڑک روسکانیپال پر ایک ستوپہ کی کھدائی میں برآمد کیے تھے۔۔۔۔ یہ سب تبرکات سنگ صابون کے ایک نہایت بھاری صندوق میں محفوظ تھے جو زمین میں نہایت گہرا گڑا ہوا تھا۔۔۔ صندوق میں سنگ صابون کے چند برتن، پیالے اور ڈبیاں، کچھ سنہری زیورات منکے بہت سے بیش بہا قیمتی پتھر اور

Marfat.com

چند اور چیزیں رکھی ہوئی تھیں۔ برتنوں کے گرداگرد
نہایت باریک تحریر میں کچھ عبارت کندہ تھی۔ جب
اس کا بغور مطالعہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ پانی زمین
میں ہے۔" ۱۲

بدھ کے ان تبرکات کی تصاویر دے کر آثار قدیمہ کے اس انداز کو نمایاں کیا گیا جس میں اس دور کی تہذیب کے نقوش نظر آتے ہیں۔

متعلقہ مجلہ میں ایک اور قابل ذکر مضمون "اردو سٹیج کے متعلق قیمتی معلومات" ہے اس مضمون میں بعض نئے اور پرانے ڈراموں اور ڈرامہ نگاروں پر تبصرہ کیا گیا ہے جس سے اردو ڈرامے کے بعض خدوخال ابھر آتے ہیں۔ منشی پریم چند کے افسانہ "بڑے بابو" کی ایک قسط بھی اس شمارہ میں شامل ہے۔ کنہیا لال ثاقب نے یونانی اساطیر کا ایک ورق کیف انتظار کے نام سے ترجمہ کیا ہے۔

بہارستان میں اختر شیرانی کی جوگن کی آواز گونجتی تھی۔ محمد زبیر صاحب رومی کا کلام شائع ہوتا تھا۔ چراغ حسن حسرت اس میں "فسانہ دل" سناتے تھے خواجہ دل محمد پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور، شفق کے زیرعنوان لکھتے تھے۔ جگر مراد آبادکا کلام شائع ہوتا تھا۔ حضرت مولانا سید مہدی حسن احسن لکھنوی اقدار عالیہ کے عنوان سے لکھتے تھے۔ بہارستان کی ایک بڑی خوبی یہ تھی کہ اس میں تصاویر بھی شائع ہوتی تھیں۔ اس میں ان حضرات کی تصاویر محفوظ ہیں جو آج دنیا میں نہیں۔

انتخاب

یہ ایک خالص ادبی رسالہ تھا جسے اختر شیرانی نے ۱۹۲۶ء میں لاہور سے جاری کیا۔ بہارستان کی طرح اس میں بھی ہلکا پھلکا ادب پیش کیا جاتا تھا جو اس دور میں بہت پسند کیا جاتا تھا۔

Marfat.com

ادبی دنیا

یہ ادبی رسالہ اپریل ۱۹۲۹ء میں لاہور سے منظر عام پر آیا۔ اس کے بانی تاجور نجیب آبادی تھے۔ رسالہ کا اجرا ۲۶×۲۰/۴ کی تقطیع پر ہوا۔ قیمت فی پرچہ چھ آنے تھی۔ کاروباری لحاظ سے یہ گھاٹے کا سودا ثابت ہوا۔ مولانا تاجور نجیب آبادی مسلسل خسارہ برداشت کرنے کی سکت نہیں رکھتے تھے۔ چنانچہ مارچ ۱۹۳۳ء میں ادبی دنیا مولانا صلاح الدین احمد نے خرید لیا۔ اور اس کی ادارت منصور احمد کو سونپ دی۔ مئی ۱۹۳۷ء کو عاشق حسین بٹالوی اور حفیظ ہوشیارپوری کو ادبی دنیا کی ادارتی ذمہ داری سونپ دی۔ ۱۹۴۲ء میں قیوم نظر ادبی دنیا کے جائنٹ ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ مگر ستمبر ۱۹۴۳ء میں ادارت سے سبکدوش ہو گئے۔ ۱۹۶۰ء میں ڈاکٹر وزیر آغا شریک مدیر کی حیثیت سے ادبی دنیا سے وابستہ ہوئے۔ ۱۵ جون ۱۹۶۴ء کو مولانا صلاح الدین احمد کی رحلت کے بعد مولانا عبداللہ قریشی نے ادارت سنبھال لی۔ بعدازاں ڈاکٹر وزیر آغا نے پرچہ کا انتظام سنبھال لیا۔

ادبی دنیا کی زندگی کو چھ ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے پہلے دور ۱۹۲۹ء تا ۱۹۴۶ء کے دوران حال وقال کے زیر عنوان اداریہ لکھا جاتا تھا۔ "آئینہ عالم" کے تحت مختلف ممالک کے واقعات اور حالات لکھے جاتے تھے۔ علمی حصہ میں سائنس اور ایجادات پر مضمون شائع کیے جاتے تھے۔ تعلیمی حصہ میں تعلیم کے مروجہ نظام اور اس کے مختلف پہلوؤں پر مضامین شائع کیے جاتے تھے۔ دیگر عنوانات یہ تھے افسانے، ڈرامے، تاریخی حصہ، مشرق و اہل مشرق، انتقادی حصہ، ادبی و اخلاقی حصہ، نظمیں، غزلیات اور رباعیات مولانا صلاح الدین احمد نے ادارت سنبھالی تو اداریہ کا عنوان بزم ادب ہو گیا۔ اور دنیا ئے ادب کے ہر عنوان مضمون رسالوں کے چیدہ چیدہ مضامین پر بحث کا آغاز ہو گیا۔ پہلے دور میں ادبی دنیا کے قلمی معاونین میں کرشن چندر، احمد ندیم قاسمی عصمت چغتائی، آغا حشر، میراجی، تلوک چند محروم، عبدالعزیز فطرت، اوپندر ناتھ اشک

Marfat.com

اختر شیرانی، راجہ مہدی علی خان ،سلام مچھلی شہری اور سید علی عباس جلالپوری کے نام نظر آتے ہیں۔

دوسرا دور

قیام پاکستان کے بعد شروع ہو کر ۱۹۵۱ء میں ختم ہوتا ہے۔ ۱۹۴۸ء میں مولانا کا گھر، دفتر، کتب خانہ، کاغذ کا گودام آگ کی نذر ہو گیا اور رسالہ کی اشاعت کچھ دیر کے لیے معطل ہو گئی۔ اس دور میں مولانا صلاح الدین احمد نے ڈپٹی نذیر احمد کے فن ناول نگاری اور اقبال کی شاعری کے بنیادی عناصر پر تنقیدی مضامین لکھے۔

تیسرا دور

یہ دور جون ۱۹۵۱ء سے ۱۹۵۴ء کے آخر تک کا ہے اس دور میں مولانا نے اقبال کی شاعری کے بنیادی تصورات پر پانچ چھ مقالات لکھے۔ منتخب افسانہ جات و اشعار شائع کیے۔ اس دور میں جن لوگوں نے ادبی دنیا میں لکھا ان میں ڈاکٹر سید محمد عبداللہ، سید وقار عظیم، ابواللیث صدیقی ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار، خورشید عالم اور داؤد رہبر قابل ذکر ہیں۔

چوتھا دور

ادبی دنیا کے چوتھے دور کا آغاز ۱۹۵۵ء میں اکادمی پنجاب کے تحت ہوا۔ اس دور میں اردو ادب اور شاعری پر خصوصی توجہ دی گئی۔ اصغر حسین خان نظیر لدھیانوی افتخار حسین شاہ، افضل حسین اظہر، صفدر حسین، عاشق حسین بٹالوی، کلثوم سلطانہ ڈاکٹر وزیر آغا اور سید وقار عظیم اس دور کے لکھنے والوں میں نمایاں رہے۔

Marfat.com

پانچواں دور

اس دور کا آغاز ۱۹۶۰ء میں ہوا۔ رسالہ تین ماہ بعد شائع ہونے لگا۔ لیکن ہر اشاعت خصوصی اشاعت ہوتی۔ اس دور میں تنقید، اردو ادب، فارسی شاعری، فلسفہ، سفرنامہ، کتب خانہ، شخصیات، فنونِ لطیفہ، ( )، علاقائی ادب کے عنوانات کے تحت مضامین شائع ہوتے رہے۔

چھٹا دور

یہ دور مولانا صلاح الدین احمد مرحوم کی وفات کے بعد شروع ہوا۔ ادبی دنیا ایک عہد ساز ادبی رسالہ تھا۔ اس نے ہر ادبی تحریک کو اپنے اندر سمویا ہر دور کے تقاضوں کا ساتھ دیا مگر اپنی انفرادیت بھی قرار رکھی۔ اس نے ۱۹۴۴ء میں اردو بولو تحریک شروع کی۔ رسالہ میں مختلف مقامات پر ایسے جملے درج کیے جاتے تھے جن کا مطلب قارئین کو اردو لکھنے اور بولنے پر آمادہ کرنا تھا۔ ادبی دنیا نے نئے ادیبوں کی حوصلہ افزائی کی اور ان میں سے بہت سوں کو شہرت بخشی۔ اس میں شائع ہونے والی ہر تحریر کا نہ صرف معیار مدنظر رکھا جاتا تھا بلکہ یہ بھی دیکھا جاتا تھا کہ کوئی بات اخلاق سے گری ہوئی نہ ہو۔ ادبی دنیا میں شائع ہونے والے مضامین میں سے منتخب مضامین کی فہرست بھی بہت طویل ہو گی۔ اس نے اردو ادب، علم، اردو زبان کی ترویج و ترقی کے لیے جو کام کیا وہ ناقابل فراموش ہے۔

خیالستان

یہ رسالہ بھی اختر شیرانی نے ۱۹۳۰ء میں لاہور سے جاری کیا۔ اس میں غزلوں، نظموں اور افسانوں کو زیادہ جگہ دی جاتی تھی۔

Marfat.com

بلاغ القرآن

۱۹۳۰ء میں جاری ہوا۔ عبدالمجید ایڈیٹر ہیں۔ اس پرچے کے مقاصد حسب ذیل ہیں جو ہر پرچے میں دیے جاتے ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ کا پیغام بندوں تک پہنچانا اور قرآنی مسائل کو صرف قرآن کی روشنی میں پہچاننا اور دوسروں کو آگاہ کرنا۔

۲۔ انسانی زندگی کے اجتماعی اور انفرادی پہلو پر قرآنی آیات کے اثرات واضح کرنا۔

ششماہی گورونانک خالصہ کالج میگزین

گوجرانوالہ کا یہ مجلہ انگریزی، ہندی، اردو اور گورمکھی میں شائع ہوتا تھا۔ ۱۹۳۱ء میں آغاز ہوا۔ سکھوں کے سماجی اور مذہبی موضوعات پر مضامین لکھے جاتے تھے۔ اس کے مدیر باوا نرائن سنگھ تھے۔ تین روپے سالانہ چندہ تھا۔

ماہنامہ طبیب اور طبی میگزین

"طبیب" سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ سے ۱۹۳۲ء میں جاری ہوا۔ لیکن ۱۹۳۳ء میں بند ہو گیا۔ عبدالمجید مالک اور ایڈیٹر تھے۔ اس میں یونانی طب اور صحت سے متعلق مضامین شائع ہوتے تھے۔ جنوری ۱۹۳۷ء میں دوبارہ لاہور سے جاری ہوا اور طبی میگزین نام رکھ دیا گیا فروری ۱۹۴۳ء میں پھر گوجرانوالہ منتقل ہو گیا۔ جہاں سے ۱۹۵۹ء کے بعد تک لگاتار نکلتا رہا۔ سالانہ چندہ دو روپے تھا۔ اور اشاعت پانچ سو کے لگ بھگ تھی۔

Marfat.com

۱۹۳۲ء - ماہنامہ اقبال

اردو ماہنامہ "اقبال" وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ سے ۱۹۳۲ء میں جاری ہوا۔ اس کے مالک اور مدیر محمد رمضان تھے۔ اڑھائی تین سو اشاعت تھی۔

۱۹۳۳ - ماہنامہ براہم سندیش

ماہنامہ براہم سندیش گوجرانوالہ سے ۱۹۳۳ء میں ظہور پذیر ہوا۔ اس کے مالک و مدیر رام لال تھے۔ اشاعت تین چار سو تھی۔

۱۹۳۳ء - دل نواز

گوجرانوالہ سے دسمبر ۱۹۳۳ء میں شائع ہوا۔ ۱۹۳۶ء میں بند ہو گیا۔ علمی و ادبی مجلہ تھا۔ مالک اور مدیر محبوب الٰہی صدیقی تھے۔ تین سو اشاعت تھی۔

دلستان

اردو ماہنامہ دلستان دسمبر ۱۹۳۳ء میں گوجرانوالہ سے شائع ہوا۔ سید بشارت علی مدیر و مالک تھے علمی و ادبی مجلہ تھا۔ تین چار سال باقاعدگی سے نکلتا رہا۔ ستمبر ۱۹۳۸ء میں اس کے نئے پرنٹر غلام سرور نے سیالکوٹ منتقل کر دیا۔

ترجمان القرآن

سیاسی و مذہبی ماہنامہ بانی جماعت اسلامی سید ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم نے ۱۹۳۲ء میں حیدر آباد دکن سے جاری کیا تھا۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی اس سے پہلے اخبار مدینہ (بجنور) اخبار تاج (جبلپور) جمعیت العلمائے ہند کے اخبار مسلم سے وابستہ رہ چکے تھے۔ ۱۹۲۵ء میں الجمعیت دہلی کی ادارت سنبھالی اور کئی سال اس

Marfat.com

کے ایڈیٹر رہے ۔ لیکن ان کا اصل کارنامہ ترجمان القرآن ہے ۔ مولانا کی بیشتر تصانیف ترجمان القرآن ہی میں قسط وار شائع ہوئیں ۔ آپ ۱۹۳۹ء سے ۱۹۴۲ء تک اسلامیہ کالج لاہور میں اسلامیات کے اعزازی پروفیسر بھی رہے ۔ آپ نے چھوٹی بڑی پچاس کے قریب کتابیں لکھیں ۔ ان میں تفہیم القرآن ، خلافت و ملوکیت الجہاد فی اسلام ، اسلامی ریاست وغیرہ خصوصاً قابل ذکر ہیں ۔

ترجمان القرآن کا ڈیکلریشن پہلے ابومسلم مصلح کے پاس تھا ۔ اس کے اجراء کے چھ ماہ بعد اکتوبر ۱۹۳۲ء میں مولانا مودودی مرحوم نے ڈیکلریشن خرید لیا ۔ یہ ماہنامہ اعظم سٹیم پریس چار مینار حیدر آباد میں طبع ہوتا تھا اور القرآن بلڈنگ نظام شاہی روڈ حیدر آباد سے شائع ہوتا تھا ۔ سائز "۶×"۴ تھا ۔ ابتدا میں ضخامت ۸۰ صفحات اور قیمت آٹھ آنے تھی ۔ اس کے قلمی معاونین میں نواب بہادر ، ذکاء اللہ خان ، مولانا داؤد اکبر ، مولانا حیدر الدین اصلاحی ، مولانا عبداللہ عمادی ، حکیم محمد شعیب ، مولانا امین احسن اصلاحی ، مولوی ابوالخیر محمد خیراللہ ، عبدالقدیر صدیقی ، مولانا مناظر احسن گیلانی اور مولانا ابوالکلام آزاد شامل تھے ۔ اس کا اداریہ اشارات کے عنوان سے شائع ہوتا تھا اور یہ پرچے کا اہم ترین حصہ ہوتا تھا ۔

۲۳ جنوری ۱۹۳۸ء کو اس پرچہ کا دفتر دارالسلام جمال پور نزد پٹھان کوٹ منتقل ہوگیا ۔ ہندوستان آزاد ہوا تو پٹھان کوٹ (بھارت) میں ترجمان القرآن کی اشاعت کا سلسلہ بند ہوگیا ۔ اس کے بعد ۱۹۴۸ء میں لاہور سے اس کا از سر نو اجراء ہوا ۔ ۱۹۴۸ء میں مولانا مودودی گرفتار ہو گئے ۔ تو یہ پرچہ مولانا نعیم صدیقی کی مساعی اور محنت کے نتیجہ میں جاری رہا ۔ مئی ۱۹۵۰ء میں مولانا کی رہائی کے بعد بھی ادارت مولانا نعیم صدیقی کے پاس رہی البتہ مولانا مودودی نے تفہیم القرآن اور دوسری تحریروں کا سلسلہ جاری رکھا ۔ کچھ عرصہ بعد ادارت کی ذمہ داری عبدالحمید صدیقی کے سپرد کر دی گئی ۔ اگست ۱۹۷۸ء میں صدیقی صاحب کی وفات کے باعث چند ماہ تک ملک غلام علی صاحب پرچہ چلاتے رہے ۔ مارچ ۱۹۷۸ء میں ہی مولانا نعیم صدیقی نے ادارت

Marfat.com

کی ذمہ داری سنبھالی - یہ پرچہ تاحال جاری ہے۔

اس پرچہ میں بعض مستقل عنوانات ہوتے تھے۔ "اشارات" کے زیر عنوان اداریہ شائع ہوتا تھا۔ خیالات کے عنوان کے تحت مختلف النوع مضامین شائع کیے جاتے تھے تنزیل و تاویل کا عنوان تفسیری مباحث کے لیے مختص ہوتا تھا۔ علاوہ ازیں رسائل و مسائل (سوالات کے جواب) مطبوعات مختصر تبصرے تقریظ و انتقاد (خاص کتابوں پر مفصل تبصرے) وغیرہ بھی ہوتے تھے۔ نومبر ۶۲ء ۱۹ میں یہ رسالہ آفسٹ پر شائع ہونے لگا اس سے پہلے لیتھو طریق طباعت سے چھپتا تھا۔

رومان

یہ رسالہ اختر شیرانی نے ۱۹۳۳ء میں لاہور سے جاری کیا

ماہنامہ ادب لطیف

ادب لطیف کے اجراء کے بارے میں حکیم احمد شجاع مرحوم فرماتے ہیں:

> " ۱۹۲۹ء میں چودھری برکت علی اپنے بڑے بھائی غلام علی اور میرے ایک دوست راجہ ایلن کے ساتھ میرے پاس آئے کہ میں چودھری برکت علی کو جنہوں نے حال ہی میں بی۔ اے کیا تھا اور اپنی پوری برادری کے پہلے گریجوایٹ تھے اسمبلی میں ۳۵ روپے ماہوار پر کلرک رکھوا دوں۔ میں نے ان کے بھائی کو مشورہ دیا کہ نوکری کی بجائے کوئی پبلشنگ ہاؤس انہیں قائم کر دیں۔ اس زمانے میں مسلمان پبلشروں کی تعداد بہت کم تھی چنانچہ چودھری صاحب نے میری درسی کتابوں کی اشاعت سے اپنے کام کا آغاز کیا۔ اس کے بعد میرے ہی مشورے سے ادب لطیف

Marfat.com

جاری کیا۔ اس کا نام بھی میرے ہی کہنے پر رکھا۔ یہ نام میں نے اس لیے تجویز کیا کہ ایک زمانے میں ہزار داستان کے نام سے ایک رسالہ شائع کیا کرتا تھا اور اس میں Light LIterature کا ترجمہ ادب لطیف کیا تھا۔ اس خیال کے پیشِ نظر میں نے یہ نام تجویز کیا تھا۔" [۱۴۰]

گویا ادب لطیف کا اجرا حکیم احمد شجاع مرحوم کی تحریک پر ہوا۔
اس سلسلے میں صوفی تبسم کہتے ہیں :

"ہندو پبلشروں نے اپنے اثر و رسوخ سے چودھری برکت علی کی شائع کردہ کتابیں نہ بکنے دیں تو میں نے انہیں ایک معمولی سا رسالہ نکالنے کی تجویز دی اور یہ بھی کہا کہ اس میں ادارے کی کتب کی فہرست بھی شائع کر دیں۔ شروع شروع میں سولہ صفحات پر مشتمل ادب لطیف نکلا۔ دیہی لائبریری Village Library کے تحت چودھری صاحب کی شائع کردہ کتب بہت مقبول ہوئیں۔" [۱۴۱]

ادب لطیف کے مقاصد

مارچ ۱۹۳۵ء کے ادبِ لطیف میں جو کہ اس کا پہلا شمارہ تھا پرچے کے درج ذیل مقاصد بیان کیے گئے :۔

۱۔ "زبان اردو کے اعلیٰ نمونے پیش کرنا، ادب لطیف کا مقصد حقیقی ہے۔

۲۔ ادب لطیف کی کوشش ہوگی کہ نثر، شاعری اور ہلکے پھلکے ادب کے اعلیٰ نمونے پیش کرے۔

Marfat.com

۳ - علمی اور تنقیدی مضامین کے ذریعے ملک میں پاکیزہ
ادب پیدا کرنا۔

۴ - اس کی اشاعت کا حقیقی مقصد اور غرض یہ ہے کہ ابنائے
وطن کو اردو کی قدر دانی کی طرف مائل کیا جائے اور ان
کے محاسن وکمالات کی پوری پوری داد دی جائے۔" [۱۴]

ادب لطیف کا پہلا اداریہ

ادب لطیف کا پہلا اداریہ چودھری برکت علی نے تحریر کیا۔ اس سے ادب لطیف کے مقاصد واضح ہو جاتے ہیں

دریں دریائے بے پایاں
نذر اولیں دریں طوفان موج افزا
دل افگندیم بسم اللہ
مجریہا و مرسلہا

رسالوں کی اس عالم گیری میں کسی نئے رسالے کے اجراء کے وقت افتتاحیہ نگار کو بڑی دلائل آفرینی سے کام لینا پڑتا ہے جب کہ مذہبی رسالوں میں قطع نظر باقی میں سرورق کا فرق ہوتا ہے یعنی اگر ایک کا ٹائیٹل دوسرے پر لگایا تو مضامین کے اعتبار سے تمیز کرنا مشکل ہوگا۔ اس کی وجہ ملک میں ادیبوں کی کمی اور رسائل کی زیادتی ہے۔ اس اظہار خیال سے نکتہ چینی مقصود نہیں بلکہ صرف یہ کہنا ہے کہ اردو جرنلزم کو فروغ دینے کی ضرورت ہے۔ رسالے مخصوص نہج پر جاری کیے جائیں۔ عرصہ صحافت اردو میں اس کی بہت گنجائش ہے۔

ادب لطیف کے اجراء کا مقصد حقیقی ہر راہ علمی، ادبی مضامین کے اچھے نمونے پیش کر کے ملک میں پاکیزہ ادب کا مذاق پیدا کرنا ہے۔ افسانوں، نظموں اور غزلوں کا مقصد ہی یہ ہوگا۔ اس کے لیے اچھے لکھنے والوں کی توجہ کی ضرورت ہے جنہیں ہم اپنی طرف

Marfat.com

راغب کرانے کی کوشش کریں۔ تاکہ ادب لطیف صحیح معنوں میں ادب لطیف بن جائے۔ ادب لطیف کا پہلا پرچہ گو نقش اول ہے مگر آپ دیکھ لیں گے کہ مشاہیر ادب نے اس کا کیسا شاہانہ استقبال کیا ہے۔

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا۔

"دانی شرط ہے آئندہ کے لیے بہتر بنانے کا وعدہ ہے۔ آخر میں جناب طالب انصاری کا میں بے حد مشکور ہوں جنہوں نے اپنی مصروفیات کے باوجود ادب لطیف کے ادارہ تحریر میں شامل ہو کر بار ادارت تو ایک حد تک مجھ پہ ہلکا کر دیا۔

ادب لطیف کا یہ پہلا پرچہ ہے اس لیے میں نہیں کہہ سکتا کہ آئندہ پرچوں کی خوبیاں کیا ہوں گی اور یہ آئندہ کتنی ترقی اور شان پیدا کرے گا۔" [۱۵] (ایڈیٹر)

ادب لطیف کے مدیران

۱۹۳۵ء سے تاحال "ادب لطیف" کی ادارت کا شرف بہت سے نامور ادبا اور شعراء کو حاصل رہا ہے۔ جن میں طالب انصاری، میرزا ادیب، کرشن چندر، فیض احمد فیض، احمد ندیم قاسمی، راجندر سنگھ بیدی، باری علیگ، ممتاز مفتی، فکر تونسوی، عارف عبدالمتین، قیوم نظر، ساحر لدھیانوی، گوپال متل، قتیل شفائی، انتظار حسین سید قاسم محمود، ذکاء الرحمٰن اور ناصر زیدی شامل ہیں۔

ادب لطیف کی تعمیر و تشکیل میں سب سے اہم نام میرزا ادیب کا ہے جو تقسیم سے قبل اور قیام پاکستان کے بعد ایک عرصے تک اس سے وابستہ رہے۔ آج جس ادب لطیف کے تابناک دور کا ذکر آتا ہے تو میرزا ادیب کے حوالے سے آگے نہیں چلتی۔

Marfat.com

یہ رسالہ ایسا تھا جس نے اعلیٰ معیاری تخلیقات پیش کرنے کے علاوہ ادبی تحریکوں اور محرکات کو بھی متاثر کیا۔ اس نے بعض ایسی روایات قائم کیں جن کو بعد میں دوسرے پرچوں نے اختیار کیا۔ ان میں سے ایک خصوصیت یہ تھی کہ اس نے اردو ادب کو مغربی ادب کے مختلف رجحانات کے بدلتے ہوئے دوراہوں سے ہم آہنگ کیا اور اسے فکر کی تازہ بہ تازہ دریافتوں اور تخلیقی تجربوں کے بہت قریب کر دیا۔

اس کا اندازہ ان مخصوص حصوں سے ہوتا ہے جو ادب لطیف کی علامت بن گئے

ابن انشا اپنے مضمون "ادبی رسائل کے ۲۵ سال" میں لکھتے ہیں:

"ادبِ لطیف نے اپنی زندگی میں بہت سے نشیب و فراز دیکھے۔ بہت سے مدیروں سے اسے سابقہ پڑا۔ ہر مدیر نے کچھ تبدیلیاں لانے کی کوششیں کیں۔ کبھی ڈوبا، کبھی اُبھرا۔ مگر بہرحال جاری رہا۔ مرزا ادیب طویل عرصہ تک اس سے وابستہ رہے وہ پہلی بار الگ ہوئے تب بھی رسالہ جاری رہا اور آج بھی چل رہا ہے۔ مرزا ادیب کے بعد ادب لطیف کو فیض، بیدی، ساحر اور قاسمی نے بہت کچھ سنوارا۔ اس پرچے نے بائیں بازو کے اثرات دوسرے پرچوں کی نسبت زیادہ جذب کیے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ادب لطیف اور پرچوں کے لیے ماڈل بن گیا۔"[۱۶]

جولائی ۱۹۶۲ء میں مرزا ادیب ادب لطیف سے علیحدہ ہوئے تو انھوں نے آخری اداریہ بعنوان "ایک تبدیلی" تحریر کیا۔ اس کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

"میری زندگی کے کم و بیش سترہ برس ادب لطیف سے وابستہ رہے ہیں۔ میں اس وقت صرف دو باتیں لکھنا چاہتا ہوں۔ ایک یہ کہ میں نے اپنی تمام ترکوتاہیوں کے

Marfat.com

باوجود ادب لطیف کی ترقی پسندانہ روایات کا ساتھ دیا
ہے۔ دوسری یہ کہ ان تمام ساتھیوں کے لیے گہری محبت
کے جذبات موجزن پاتا ہوں جنہوں نے مجھے اور ادب
لطیف کو بڑے خلوص سے نوازا ہے ------
ادب لطیف کے مالک چودھری افتخار علی صاحب کا میں
بطور خاص شکر گزار ہوں کہ وہ ادب لطیف کی پالیسی
سے غیر مطمئن تھے۔ اس کے باوجود انہوں نے مرتب کے
راستے میں کبھی حائل ہونے کی کوشش نہ کی۔" ۱۷۱

انتظار حسین کے عہد میں ادب لطیف کے زوال کے آثار شروع ہو گئے خصوصاً شاعری کا حصہ بہت ناقص تھا۔ اس دور میں بعض خواتین کی وزن سے گری ہوئی نظمیں بھی ادب لطیف میں شائع ہو گئیں۔

انتظار حسین کے بعد ادارت کا کام سید قاسم محمود کے سپرد ہوا۔ وہ بنیادی طور پر کہانی نویس تھے۔ اس لیے انہوں نے حصہ نظم کو حذف کر کے تمام تر توجہ نثری تخلیقات کی طرف کر دی اور ادب لطیف کا مروجہ سائز بھی بدل دیا۔

قارئین کو متوجہ کرنے کے لیے انہوں نے انعامی کہانیوں کا سلسلہ شروع کیا۔ لیکن بے سود رہا۔ ادب لطیف کی اشاعت بدستور زوال پذیر رہی۔ اس دوران ذکاء الرحمٰن اور جاوید اختر کو بھی مجلس ادارت میں شامل کر لیا۔ سید قاسم محمود الگ ہو گئے اور ان کے الگ ہو جانے کے بعد ان دونوں حضرات نے سنبھالا دینے کی بہت کوشش کی۔ سید جاوید اختر بھی جلد ہی ادب لطیف سے الگ ہو گئے تو ان کی جگہ ناصر زیدی نے لے لی۔ ادب لطیف کے کارناموں میں سالناموں کے علاوہ وہ جو یقیناً علمی ادب کا شاہکار ہوتے تھے۔ ۱۹۵۰ء کا طویل مختصر افسانہ نمبر، ۵۴ء کا ڈرامہ نمبر، دسمبر ۵۵ء کا اردو نمبر، دسمبر ۵۹ء کا ناولٹ نمبر (جس میں پانچ طبع زاد ناولٹ

Marfat.com

شامل ہیں، اور ۱۹۶۰ء کا جوبلی نمبر پیش پیش ہیں۔ عام افسانہ نمبروں کے برعکس طویل مختصر افسانہ نمبر شائع کر کے اپنی جدت کا ادب لطیف نے ایک اور ثبوت فراہم کیا ہے اور اس کے لیے مرتبیں ستائش کے مستحق ہیں۔

رئیس

ماہنامہ رئیس ۱۹۳۵ء میں گوجرانوالہ سے حاجی محبوب الہٰی نے شروع کیا۔

ماہنامہ حکیم

گوجرانوالہ سے ۱۹۳۷ء میں جاری ہوا۔ صحت اور طب پر مضامین شائع ہوتے تھے۔ ڈاکٹر کرم چند مالک اور مدیر تھے۔ سالانہ چندہ ۱۲/ اور اشاعت ۵۰۰ تھی۔

لقمان

نظام آباد گوجرانوالہ سے ۱۹۳۷ء میں جاری ہوا۔ یہ خالص طبی پرچہ تھا۔ مالک و مدیر حکیم عبدالرحیم تھے۔ ایک روپیہ سالانہ چندہ اور پانچ سو اشاعت تھی۔ نومبر ۱۹۴۴ء تک شائع ہوتا رہا۔

رنجیت

یہ ماہنامہ گوجرانوالہ سے ۱۹۳۹ء میں جاری ہوا، اور اس سال کے آواخر میں بند ہو گیا۔ یہ سماجی اور تعلیمی پرچہ تھا۔ بلبیر سنگھ مالک اور مدیر تھے۔ دو روپے سالانہ چندہ تھا۔

ماہنامہ راجپوت پرکاشس

گوجرانوالہ سے ۱۹۳۹ء میں اجراء ہوا۔ اور اس سال کے آواخر میں بند ہوا۔

Marfat.com

یہ ہندوؤں کی راجپوت برادری کا مجلہ تھا۔ سوہن لال سوہترہ مدیر تھے۔ ڈیڑھ روپیہ سالانہ چندہ اور اشاعت معمولی سی تھی۔

البیان

۱۹۳۹ء میں امرتسر سے جاری ہوا۔

ماہنامہ صداقت

صداقت ۱۹۳۹ء میں گوجرانوالہ سے ایم اے کریم نے جاری کیا۔

روزانہ صحافت

مسلمانوں کے روزانہ اخبارات

۱۹۱۴ء کے بعد بھی پنجاب کے اردو اخبارات میں زمیندار ہی کو ایک مؤثر اور بے باک اخبار کی حیثیت حاصل رہی۔ اس کا تفصیلی ذکر پہلے کیا جا چکا ہے ذیل میں مسلمانوں کے دوسرے قابلِ ذکر اخبارات کا جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

روزنامہ سیاست

یہ اخبار مولوی سید حبیب نے ۱۹۱۹ء کے اوائل میں لاہور سے جاری کیا اور ۱۹۳۷ء تک زندہ رہا۔

مولوی سید حبیب پہلے دارالاشاعت پنجاب سے منسلک تھے۔ کچھ عرصہ منشی محمد دین فوق کے اخبار کشمیری میگزین میں کام کیا۔ بعد فوج میں بھرتی ہوئے اور سنگھال چلے گئے۔ ۱۹۱۷ء میں کلکتہ گئے اور ایک اخبار زمیندار کے ایڈیٹر بن گئے۔ یہ وہ

Marfat.com

زمانہ تھا جب پنجاب کے بیشتر اخبارات بند ہو چکے تھے۔ سید حبیب نے کلکتہ سے نقاش جاری کیا لیکن پنجاب میں اس کا داخلہ بند ہو گیا۔ پھر رہبر جاری کیا اس کے ساتھ بھی یہی سلوک ہوا۔ اس کے بعد انہوں نے لاہور آ کر روزنامہ سیاست جاری کیا۔ پنجاب میں زمیندار کے اجراء کے بعد جو مسلم اخبارات جاری ہوئے ان میں سیاست اس لحاظ سے قابل ذکر ہے کہ اسے بھی حکومت کے عتاب سے واسطہ پڑا۔ اس کے کے اجراء کے ساتھ ہی اس پر سنسر شپ عائد ہو گیا یہ تحریک ترک موالات اور تحریک خلافت کا سرگرم حامی تھا۔ ایس ایم فیروز کے بقول:

"یہ شاید اپنی نوعیت کی واحد مثال ہے کہ اس کے ایک سب ایڈیٹر کو مئی ۱۹۱۹ء میں غلط ترجمہ کرنے کے جرم میں تین ماہ قید کی سزا ہوئی۔"[۱۸]

۱۹۲۱ء میں اس کے مالک و مدیر سید حبیبؒ تھے تحریک خلافت کے سلسلے میں گرفتار ہو گئے۔ اور تین سال قید بامشقت کی سزا ملی تاہم اخبار جاری رہا۔ اس سے متعدد بار ضمانتیں طلب کی گئیں اور ضبط بھی کی گئیں۔ ۱۹۳۵ء میں دو بار ضمانتیں مانگی گئیں۔ ۱۹۳۶ء میں بھی ضمانت لی گئی۔ لیکن یہ ضمانت جمع نہ کرائی جا سکی اور اخبار کی اشاعت معطل ہو گئی۔ تقریباً ایک سال کے بعد ضمانت جمع کرانے کا انتظام ہوا۔ اور اخبار پھر سے جاری ہو گیا۔ ایس ایم فیروز لکھتے ہیں:

"یہ ایک عام سا اخبار تھا جس کی اہمیت زیادہ نہیں تھی میں نے اس کا ۱۲ مئی ۱۹۲۰ء کا شمارہ دیکھا ہے اس کی کتابت بھدی اور طباعت ناقص ہے۔ ایک صفحہ چار کالموں میں تقسیم ہے اور صفحہ نظم سے شروع ہوتا ہے۔ خبریں نہ ہونے کے برابر ہیں۔"[۱۹]

سیاست کے دوسرے صفحے پر راز و نیاز کے نام سے مختلف معاملات اور موضوعات

Marfat.com

پر سنجیدہ اور مزاحیہ انداز میں تبصرے شائع ہوتے تھے۔ تیسرے صفحے پر کچھ خبریں اور کچھ اشتہارات ہوتے تھے۔ چوتھے صفحے پر زیادہ تر اشتہارات ہوتے تھے۔ خبریں ایک کالمی ہوتی تھیں اور ان کی سرخیاں اس نوعیت کی ہوتی تھیں:

"مسیحی عورتوں کی پوشاک پر اعتراض ہے۔"

"لندن میں جنتر منتر"

"حرامی انگریز بچے"

"کوائف روشن"

"عالم اسلام"

وغیرہ۔ اس کی پیشانی صفحہ کے ایک تہائی سے پر محیط ہوتی تھی۔ پیشانی کی دائیں جانب تاج کی شبیہہ ہوتی تھی اور اس کے نیچے یہ شعر درج ہوتا تھا

یارب رہے سلامت فرماں روا ہمارا
خنجر ہلال کا ہے قومی نشان ہمارا

بعد ازاں تاج کی شبیہہ کی اشاعت بند ہو گئی کتابت بھی قدرے بہتر ہو گئی۔ خبریں زیادہ تر انگریزی اخبارات سے لے کر ترجمہ کی جاتی تھیں۔ ڈاکٹر عبدالسلام خورشید کے بقول:

"چونکہ مولانا (سید حبیب) ادیب نہیں تھے اس لیے سیاست میں زمیندار کی سی رونق پیدا نہ ہو سکی۔"[۲۰]

سیاست کے اجراء کے ساتھ ہی اس کی روزنامہ زمیندار کے ساتھ آویزش شروع ہو گئی۔ معاصرانہ چشمک تو اس دور کا دستور تھا۔ سیاست اور زمیندار ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے ایک روایت کے مطابق زمیندار نے ہفت روزہ ٹوڈی اور سیاست نے "آنکا بانکا" اس غرض و غایت سے نکالا کر باہمی لڑائی ان پرچوں میں سے لڑی جائے۔

Marfat.com

انقلاب

روزنامہ انقلاب مولانا غلام رسول مہر اور مولانا عبدالمجید سالک نے لاہور سے چار اپریل ۱۹۲۷ء کو جاری کیا۔ آپ دونوں اس سے پہلے زمیندار سے بطور مدیر وابستہ رہ چکے تھے۔ زمیندار سے علیحدگی اختیار کرنے کے بعد باہمی اشتراک سے اپنا اخبار جاری کیا۔ اس کے پہلے شمارہ میں صفحہ اول پر علامہ اقبال کی مشہور فارسی نظم شائع ہوئی جس کا پہلا بند یہ ہے۔

خواجہ از خون رگ مزدور سازد لعل و ناب
از جفائے دہ خدایان کشت دہقاں خراب
انقلاب انقلاب اے انقلاب

یہ اخبار ۲۹ x ۲۲/۲ کی تقطیع پر شائع ہوتا تھا اور اپنے آغاز سے لے کر ۱۹۴۹ء تک باقاعدگی سے شائع ہوتا رہا۔ مولانا عبدالمجید سالک زمیندار میں افکار و حوادث کے نام سے جو مزاحیہ کالم لکھتے تھے وہ بھی انقلاب میں منتقل ہو گیا۔ انقلاب کی کتابت اور طباعت پر خصوصی توجہ دی گئی۔ اس میں معلوماتی مقالات کی اشاعت کا اہتمام کیا گیا۔ اس کے خصوصی اور ضخیم سالنامے شائع کیے گئے۔ ڈاکٹر عبدالسلام خورشید کے الفاظ میں:

"انقلاب کے شباب کا دور ۳۷-۱۹۳۶ء کے قریب آکر ٹھہر گیا اس کے بعد اخبار کی ترتیب میں وہ چابکدستی باقی نہ رہی جو پہلے دس سال کا طرہ امتیاز تھی۔"[۲۱]

ایس۔ ایم فیروز کے بقول:

"شروع میں اس اخبار کا جھکاؤ پان اسلام ازم کی طرف تھا لیکن جب پنجاب میں یونینسٹ پارٹی برسراقتدار آئی تو یہ حکومت کا منظور نظر بن گیا۔"[۲۲]

Marfat.com

انقلاب مندرجات کے لحاظ سے سنجیدہ اور متین اخبار تھا۔ مسلمانوں کے حقوق کی حمایت میں بہت سے اداریے لکھے۔ لیکن مسلمانوں نے الگ وطن کے حصول کے لیے جدوجہد شروع کی تو انقلاب یونینسٹ پارٹی کا ترجمان بن گیا۔ نہرو رپورٹ کی اس نے ڈٹ کر مخالفت کی۔ سائمن کمیشن کے مقاطعہ کے فیصلہ سے اختلاف کیا مسلم لیگ دو حصوں میں تقسیم ہوئی تو انقلاب نے شفیع لیگ کا ساتھ دیا اور جناح لیگ کی مخالفت کی۔ کشمیری مسلمانوں کے حق میں بھی اس نے مسلسل لکھا۔

انقلاب کے اداریوں اور "انقلاب" کے مؤقف کے سلسلے میں میاں محمد شفیع کی یہ رائے خاصی وقیع ہے :

"مسلمانوں کے اردو اخبارات میں "انقلاب" بہت بڑی بیگ گراؤنڈ کا اخبار تھا۔ نہرو رپورٹ سے راؤنڈ ٹیبل کانفرنس نمبر ۳ تک اس روزنامے نے جس ہمت و شدت سے مسلمانوں کے قومی نقطۂ نگاہ کی ترجمانی کی تھی۔ اس سے پڑھے لکھے مسلمانوں میں "انقلاب" کا بہت چرچا تھا۔ مولانا غلام رسول مہر قلم کے دھنی تھے اور اپنے زور قلم سے دن کو رات اور رات کو دن ثابت کر دیا کرتے تھے۔ اسی طرح ان کے ساتھ مولانا عبدالمجید سالک باغ و بہار کے ایڈیٹر تھے۔ اپنے افکار و حوادث کے کالم کے ذریعے وہ جو چاہتے کہہ سکتے تھے یہ دونوں بزرگ علامہ اقبال کے ذاتی نیاز مند تھے۔ لیکن صوبائی سیاست میں ان کا انداز فکر حضرت علامہ اقبال سے جداگانہ تھا۔ سوچنے کی بات ہے کہ ایک مکتب فکر کے حضرات مہر و سالک مخالف ہوں تو اپنے زور قلم سے کیا کیا نہ گل کھلائیں گے۔ چنانچہ انقلاب

Marfat.com

کے کالموں میں نت نئے اور بھانت بھانت طریقوں سے
مسلم لیگ کی گت بنتی تھی۔[۲۳]

مولانا غلام رسول مہر اپنے نقطہ نظر کے مطابق جس بات کو صحیح سمجھتے اس کو نہایت مدلل اور موثر پیرائے میں پیش کرتے۔ مسلمانوں کے لیے انہوں نے خاصا کام کیا مہر صاحب کا انداز فکر یہ تھا کہ درپیش مسائل کو دلائل اور منطق کے ساتھ لوگوں کے ذہن نشین کرایا جائے۔ آسان اور عام فہم زبان میں سمجھایا جائے۔ ہنگامہ خیزی اور بے جا جوش و خروش سے وقتی طور پر ہنگامہ پیدا ہو جاتا ہے مگر اس طرح دیرپا اور مستقل اثر قائم نہیں ہوتا۔ چنانچہ وہ اداریے کے لیے موضوع کا انتخاب کرنے کے بعد خوب غور و خوض کرتے۔ متعلقہ واقعات کی چھان بین کرتے۔ حقائق اور اعداد و شمار جمع کرتے اور بالآخر اداریے میں اپنے موقف کے حق میں دلائل کا انبار لگا دیتے۔

ڈاکٹر سید محمد عبداللہ لکھتے ہیں:

"میری رائے میں سرسید کی صحافتی عقلیت کا انداز
ہمارے زمانے میں کسی نے اختیار کیا تو وہ مولانا مہر
مدیر "انقلاب" ہیں۔"[۲۴]

مسلمانوں کی مجلس انتخاب:

۱۔ اداریوں کی مثالیں۔

ہم مسلمانوں سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا وہ بھی زندہ قوم کے افراد کی طرح کام کے لیے تیار ہیں۔

"مسلم کانفرنس کے ارباب بست و کشاد اور اکابر کی
سعی و کوشش سے دہلی کے گزشتہ اجتماع میں ایک
کمیٹی بن چکی ہے جس نے یہ کام اپنے ذمہ لیا ہے اور اس

Marfat.com

کی ایک مجلس ماتحت بڑی کمیٹی کا دستورالعمل ترتیب
دینے میں مصروف ہے۔ یہ حالات بڑے امید افزا
ہیں لیکن حقیقی اطمینان اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب
تک وسیع پیمانے پہ سرگرمی کے ساتھ کام شروع نہ ہو
جائے۔ مسلم کانفرنس کا ٹکٹ اس کی وہ قرارداد ہے جو یکم
جنوری ۱۹۲۹ء کو دہلی میں منظور ہوئی تھی۔ یہ قرارداد اب تک
طول و عرض ہند کے ہر حصے میں پہنچ چکی ہے۔ صدہا وسیع
اور عام اجتماعات میں اس پر مہر تصدیق ثبت ہو چکی ہے
اس قرارداد میں اگرچہ بالصراحت نہرو رپورٹ کی مخالفت
نہیں کی گئی لیکن قرارداد جس اصول پر مبنی ہے وہ تقریباً
سب کے سب نہرو رپورٹ کے اصول اساسی کی جڑ
کاٹ رہے ہیں۔ کانفرنس کی قرارداد مسلمانوں کے بڑے
بڑے اجتماع اور ان کے مختلف الخیال طبقات و عناصر
کے وسیع سے وسیع حصے کے خیالات و جذبات کا
آئینہ ہے اور بلا شبہ مبالغہ دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ ہندوؤں
کے خیالات نہرو رپورٹ میں شاید اس جامعیت سے
نہیں آئے جس جامعیت کے ساتھ مسلمانوں کے خیالات
مسلم کانفرنس کی قرارداد میں آگئے ہیں .... الخ[۲۵]

اس اداریے میں آگے "انتخاب کا ٹکٹ" اور "حالات کی نزاکت" کے زیر عنوان
مزید بحث کی گئی ہے۔

Marfat.com

۴ ۔ ہندوؤں کی بندوق، مزدور جماعت کے کندھے پر پروپیگنڈہ کا وسیع جال پھیل چکا ہے

آج دنیا میں پراپیگنڈہ حصول مقاصد کا بہترین ذریعہ سمجھا جاتا ہے اور ہمارے ہندو بھائیوں نے اس ذریعے سے زیادہ کام لینے کا مصمم عزم کر لیا ہے۔ وہ بظاہر مختلف ٹکڑیوں اور جماعتوں میں بٹ گئے مگر حقیقتاً سب جماعتیں ملی ہوئی ہیں اور سب ایک مقصد کو سامنے رکھ کر اپنے اپنے دائروں میں کام کر رہی ہیں۔ ہندو جانتے ہیں کہ ہندوستان کی سیاسی زندگی کے فیصلے کا یہ نہایت اہم موقع ہے اور بقول مالوی جی:

> (لاہور میں سٹوڈنٹ یونین وغیرہ کے روبرو جو تقریریں کی گئیں وہ ملاحظہ فرمائیں) اس وقت جو فیصلے ہوں گے۔ آئندہ دس سال تک ان میں رد و بدل کا کوئی امکان نہ رہے گا۔ اس لیے انہوں نے اپنی ساری قوتیں اس بات پر لگا دی ہیں کہ فرقہ وار نیابت باقی نہ رہے اور رہے تو اس کی حیثیت اتنی معمولی ہو کہ وہ ہندوؤں کی اکثریت کے مقاصد "اقتدار" عامہ پر اثر انداز نہ ہو سکے ان کی ایک جماعت کانگرس کا جھنڈا اٹھائے کھڑی ہے لیکن اصلاً اس کی غرض یہ ہے کہ فرقہ وارانہ نیابت اڑ جائے اور مسلمان فرقہ واری کی بنا پر ہندوؤں سے جو کچھ واپس لے سکتے ہیں اس کا کوئی موقع نہ آئے اور نہرو رپورٹ اس جماعت کی مقصد برآری کا ذریعہ ہے۔

متعدد زبانیں ایک آواز

یہ جماعت کئی حصوں میں منقسم ہے۔ بعض لوگ حکومت کی زبردست مخالفت

Marfat.com

کا اعلان کر رہے ہیں بعض مزدور جماعت سے امیدیں لگا تے بیٹھے ہیں اور اظہار خیالات میں بہت نرم اور نیاز مند ہیں ۔ مثلاً پنڈت مدن موہن مالوی بعض دوسرے لوگ جو اپنے آپ کو بہت تیز اور شعلہ مزاج ظاہر کرتے ہیں جب ضرورت محسوس کرتے ہیں تو انتہائی بے تکلفی سے وائسرائے کے ساتھ چائے پی آتے ہیں اور کچھ عرض معروض بھی کر آتے ہیں مثلاً پنڈت نہرو، مہاتما گاندھی وغیرہ ایک جماعت انگلستان میں بھی کام کر رہی ہے ۔ اور لالہ لاجپت رائے آنجہانی نے بعض مزدور ارکان سے جو تعلقات خصوصی پیدا کر لیے تھے ان سے فائدہ اٹھا کر پارلیمنٹ کے ارکان یا مزدور حکومت کو اپنا ہمنوا بنا رہی ہے ۔

جعلی خبریں

ایک اور جماعت ہے جس کے کارکنوں کا کام محض یہ ہے کہ کوئی معاملہ ہو یا نہ ہو وہ جھوٹ خبریں وضع کر کے دنیا میں پھیلا دیتے ہیں اس سے ایک طرف تو عام ہندوؤں کو پروپیگنڈے کی ایک شکل پر لگانا مقصود ہوتا ہے اور دوسری طرف برسر اقتدار لوگوں کو یہ جتلانا مقصود ہوتا ہے کہ اگر تم ہمارا بتایا ہوا راستہ اختیار کرو گے تو تمہاری قدر ہو گی ۔

> "فری پریس" نے اس جماعت کے پروپیگنڈے کا کام سنبھال لیا ہے ۔ اس کے کاروبار میں جو توسیع ہوئی ہے وہ بھی شاید اس لیے ہوئی ہے کہ موجودہ دور میں ہندوؤں کا پراپیگنڈہ اچھے پیمانے پر چل سکے ۔ ۔ ۔ الخ [۶]

۴ - یوم النبی کے جلسے اور ان کی برکات

سیرت کمیٹیوں کو مستقل بناؤ ۔

بلاشبہ ہم میں اسلام کی طرح خصوصیت باقی نہیں رہی یا کم از کم بحیثیت جماعت

Marfat.com

نہیں رہی ہے لیکن ان رنجدہ اور درد انگیز حالات کے باوجود آج بھی ہندوستان کا ہر مسلمان اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر زندگی اور حرارت کے بڑے بڑے ثبوت فراہم کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔۔۔

تحریک سیرت کو مستقل بناؤ

آخر میں ہم اتنا عرض کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ

تحریک سیرۃ کو مستقل بنا کر کامیابی کی انتہائی منزل پر پہنچانا چاہیے اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی بکھری ہوئی قوموں کو مجتمع کرنے اور ان میں زندگی کی نئی روح پھونکنے کا نہایت مؤثر ذریعہ سمجھا دیا ہے ضروری ہے کہ اس سے پورا پورا فائدہ اٹھایا جائے۔ آج بھی جب نہ کوئی مرکزی نظام موجود تھا۔ سیرۃ کمیٹیوں کا ایک جال پورے ہندوستان میں پھیل گیا ہے اور ایسی کمیٹیاں بن گئی ہیں جن میں تمام اسلامی طبقوں کے نمائندے شریک ہیں اگر اس نظام کو مستقل بنا دیا جائے اس کا ایک عمدہ مرکزی ادارہ ہو جس کی ہدایات کے تحت تمام کمیٹیاں کام کریں تو ہمیں یقین ہے کہ احیائے ملت اور اصلاح احوال ملت کا اتنا بڑا کام انجام پا سکتا ہے جسے کوئی دوسرا ادارہ اب تک انجام نہیں دے سکا۔۔۔" الخ [۲۷]

اس کے بعد اس اداریے میں ذکر رحمت اللعالمین کا اعجاز، اتحاد مسلمین کی نئی راہ فرلیفہ تشکر و تحریک سیرۃ کو مستقل بناؤ، کشفی اور قرشی کے ذیلی عنوانات کے تحت یوم النبی کو ملت اسلامیہ کی اصلاح کا ذریعہ بنانے کے سلسلے میں تجاویز دی گئی ہیں اور یوم منانے کا اہتمام کرنے والوں کی تعریف کی گئی ہے۔

Marfat.com

۴۔ عیدالضحیٰ اور قیام امن

ہندو مسلم سے دردمندانہ اپیل

عید میں اب صرف دو روز باقی ہیں اس لیے ہم پھر ایک مرتبہ تمام ہندوؤں اور مسلمانوں سے دردمندانہ اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس مبارک مذہبی دن کو فتنہ و فساد اور قتل و خونریزی سے پاک رکھیں۔ ہم بارہا عرض کر چکے ہیں کہ قربانی مسلمانوں کا حق ہے اور جو جو جانور حلال اور طیب قرار دیے گئے ہیں انہیں قربان کرنا ان کے اپنے صوابدید پر موقوف ہے۔ کسی ہندو بھائی کو کسی طرح بھی یہ حق حاصل نہیں کہ مسلمان سے قربانی کے معاملہ میں معترض ہو۔ ہم جانتے ہیں کہ بعض مقامات کے عاقبت نااندیش اور امن ناآشنا ہندوؤں نے بعض مواقع پر مسلمانوں کی اذیت کو بے حد رنج اور صدمہ پہنچانے کی کوششیں کیں۔ گزشتہ سال بھی اسی طرح کے حوادث رونما ہوئے تھے۔ ہم ان بھائیوں سے انصاف اور امن کے نام پر اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس نوع کے واقعات کے اعادہ سے محترز رہیں۔ اکابر ہنود کا فرض ہے کہ وہ ہر اس مقام پر اپنے ذمہ دار اور ذی اثر آدمی بھیج دیں جہاں اس قسم کے تلخ واقعات پیش آ چکے ہیں یا جہاں پر اس طرح کوئی اندیشہ کیا جا سکتا ہے۔ کانگریس کمیٹیوں کو خاص طور پر اس معاملے کی طرف متوجہ ہونا چاہیے ایسا نہ ہو کہ ان کی غفلت اور بے پروائی سے کسی مقام پر حالات نازک اور رنجیدہ صورت اختیار کر لیں۔

مسلمانوں سے اپیل

مسلمان بھائیوں سے ہماری اپیل ہے کہ وہ اپنی صوابدید کے مطابق قربانیاں کریں مگر اس امر کا خیال رکھیں کہ ان کا کوئی فعل ہندوؤں کے لیے خواہ مخواہ باعث رنج و اذیت نہ ہو۔

Marfat.com

حکومت توجہ کرے

سب سے آخر میں ہم حکومت سے یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اسے ہر مقام پر جہاں ہندوؤں کی کثرت ہے اور مسلمان کم ہیں یا ہندو طاقتور ہیں اور مسلمان کمزور، ہر قسم کی احتیاطی تدابیر عمل میں لانی چاہییں تاکہ کسی جماعت یا گروہ کی عاقبت نااندیشی صورتحال کو ناگوار نہ بنا سکے۔ اگر حکومت نے تمام مخدوش مقامات میں پہلے ہی قیام امن کے پورے انتظامات کر لیے تو ہمیں یقین ہے کہ کسی مقام پر بھی فتنہ و فساد کی آگ نہیں بھڑک سکے گی۔۔۔[۲۸]

آزاد

۱۹۳۱ء میں عبدالباقی اور صدیق نجیب نے "زمیندار" سے علیحدہ ہو کر روزنامہ آزاد جاری کیا۔ یہ اگرچہ ایک معیاری اور خوب صورت پرچہ تھا مگر روپے کی کمی کے باعث جلد بند ہو گیا۔

روزنامہ احرار

۱۹۳۱ء میں کشمیر کے مسلمانوں پر ڈوگرہ مظالم کی انتہا ہو گئی تھی۔ کشمیری مسلمانوں کو جو زخم دیے جا رہے تھے ان کی ٹیس پنجاب کے مسلمان بھی محسوس کر رہے تھے۔ کیونکہ وہ جغرافیائی لحاظ سے کشمیری مسلمانوں کے زیادہ قریب تھے۔ کشمیری مسلمانوں کے مسئلہ نے ایک تحریک کی صورت اختیار کر لی۔ اکتوبر ۱۹۳۹ء میں مجلس احرار بھی اس تحریک میں کود پڑی۔ چنانچہ اسے ایک جماعتی اخبار کی ضرورت محسوس ہوئی نتیجۃً ۱۳ دسمبر ۱۹۳۱ء کو مجلس احرار کا پہلا روزنامہ "احرار" منظر عام پر آیا۔
پہلے شمارے کے صفحہ اول پر مولانا ظفر علی خان کی نظم تھی۔ جس کا پہلا شعر یہ تھا۔

Marfat.com

اگر اک سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہوئے
تو وہ اس عہد میں پنجاب کے احرار ہوئے

روزنامہ احرار کے ایڈیٹر چودھری افضل حق تھے اور ادارہ تحریر میں مولانا چراغ حسن حسرت اور مولانا انعام اللہ ناصر بھی شامل تھے۔ اس میں گاہے بگاہے اختر شیرانی کا کلام بھی شائع ہوتا تھا۔

یہ اخبار جہازی سائز کے چھ صفحات پر مشتمل تھا۔ ہفتہ وار ایڈیشن بارہ صفحات پر مشتمل ہوتا تھا۔ قیمت ایک آنہ تھی۔ یہ اخبار مقبول عام پریس ریلوے روڈ میں طبع ہوتا تھا۔

فروری ۱۹۳۲ء میں احرار کا عید نمبر ضبط کر لیا گیا۔ ۲۴ فروری ۱۹۳۲ء کو اس کی ضمانت ضبط کر کے آئندہ کے لیے پانچ ہزار کی ضمانت طلب کی گئی۔ اس کی ڈاک پر سنسر عائد کر دیا گیا۔ اخبار کے عملہ کو حراست میں لے کر ڈرایا دھمکایا گیا۔ احرار کے رہنما جیلوں میں تھے۔ زر ضمانت کا انتظام نہ ہو سکا اور اخبار بند ہو گیا۔

اس کے مدیر مشتاق احمد تھے لیکن اصل کام ماسٹر تاج الدین انصاری کے سپرد تھا۔ چونکہ احرار کے پہلے اخبارات حکومت کے عتاب کی زد میں آ چکے تھے اس لیے روزنامہ احرار خاصا محتاط رہا۔ تاہم ۱۹۳۸ء میں قانون نے اس کا گلا بھی گھونٹ دیا۔

روزنامہ حریت

احرار رہنما جب قید سے رہا ہوئے تو انہوں نے ۱۹۳۳ء کے آخر میں لاہور سے روزنامہ حریت جاری کیا۔ مقامی اصطلاح میں جہازی سائز تھا۔ اس کے مدیر بھی چودھری افضل حق تھے۔ ادارہ تحریر میں ابوسعید بزمی بھی شامل تھے۔ حکومت نے فروری ۱۹۳۴ء میں ہی اخبار کا ڈیکلریشن منسوخ کر دیا۔

Marfat.com

روزنامہ مساوات

روزنامہ حریت کی بندش کے بعد خواجہ عبدالرحمان غازی نے امرتسر سے روزنامہ مساوات جاری کیا۔ مدیر وہ خود ہی تھے۔ البتہ مولانا مرتضیٰ احمد خان میکش اور مولانا چراغ حسن حسرت مدیران معاون تھے۔ ڈاکٹر محمد دین تاثیر اور فیض احمد فیض کا کلام بھی اس میں شائع ہوتا رہا کیوں کہ یہ دونوں حضرات امرتسر اسلامیہ کالج سے وابستہ تھے۔ یہ اخبار مالی دشواریوں کے باعث جلد ہی دم توڑ گیا۔

روزنامہ احسان

یہ اخبار ملک نور الٰہی نے ۱۹۳۴ء میں لاہور سے بطور روزنامہ جاری کیا۔ قیام پاکستان کے بعد تک جاری رہا۔ اس کے اجراء میں حکیم الامت علامہ اقبال کے مشورے بھی شریک تھے۔ اس میں مولانا مرتضیٰ احمد خان میکش، چراغ حسن حسرت، باری علیگ اور انعام اللہ خان ناصر ایسے لوگ بھی کام کرتے تھے۔

احسان کے اجراء سے پہلے لاہور میں مسلمانوں کے اخبارات میں سے زمیندار، انقلاب اور سیاست قابلِ ذکر ہیں۔ البتہ پنجاب سے باہر خلافت (بمبئی) حق، ہمدم اور سرفراز (لکھنؤ) عصرِ جدید اور ہند (کلکتہ) اہم اخبارات تھے۔ ہندوؤں کے اخباروں میں سے تیج (دہلی) پرتاب، ملاپ، بندے ماترم اور ویر بھارت (لاہور) وغیرہ خاصے کامیاب اور معروف تھے۔ کم و بیش تمام ہندو اخبار فرقہ پرست تھے اور مسلمانوں کے خلاف زہر اگلنا ان کا معمول تھا۔ یہ شدھی اور سنگھٹن کے مبلغ تھے۔ پرتاب اور ملاپ آریہ سماجیوں کا نقطہ نظر پیش کرتے تھے۔ ویر بھارت سناتن دھرمیوں کا نمائندہ تھا۔ ان کے مالک سوامی گنیش دت تھے۔ انہی دنوں مہا سبھائی لیڈر بھائی پرمانند نے ہفتہ وار "ہندو" جاری کیا جو ۱۹۳۵ء میں روزنامہ بن گیا۔ مسلمانوں کے اخبارات کی پالیسیاں ہم آہنگ نہ تھیں۔ وہ مسلمانوں کے حقوق کے لیے

Marfat.com

آواز تو اٹھاتے تھے لیکن اپنے اپنے انداز میں ۔ کئی معاملات میں ایک دوسرے کی رائے سے نہ صرف اختلاف کرتے تھے بلکہ معرکہ آرائی تک پہنچ جاتے تھے ۔ ان حالات میں ملک نور الہٰی نے لاہور سے ۱۹۳۴ء میں روزنامہ احسان جاری کیا ۔ ملک نور الہٰی کے مطابق :

"۱۹۳۴ء کا زمانہ درحقیقت ہندوستان میں مسلم سیاست کے سکون وجمود کا زمانہ تھا ۔ نہ جذبات کے اندر تلاطم اور نہ طبائع کے اندر کوئی امنگ دکھائی دیتی تھی ۔ ایسے وقت میں خدائے بزرگ و برتر نے مجھے روزنامہ "احسان" جاری کرنے کی توفیق عطا فرمائی ۔ متواتر دو سال تک روزنامہ احسان ملت کے ذہنی افکار کو آئندہ انقلابی رجحانات کے لیے تیار کرتا رہا ۔ اس کی دلیل مرزائیوں کے خلاف تحریک شہید گنج تحریک کی بھرپور حمایت تھی ۔ اخبار سے ضمانتیں طلب کی گئیں ۔ سات دفعہ اخبار کے مالک نے ضمانتیں جمع کرائیں ۔ جن کی مجموعی رقم ۵۵ ہزار روپے کے قریب ہے لیکن مقصد سے پیچھے نہ ہٹے یہاں تک کہ ۱۹۳۶ء میں حضرت قائداعظم جدید اصلاحات کے پیش نظر مسلم لیگ کے احیاء کے لیے لاہور تشریف لائے تو روزنامہ احسان کو حضرت قائداعظم کی اس دعوت عمومی کو سب سے اول لبیک کہنے کا فخر حاصل ہوا ۔ اور اس کے صفحات پنجاب میں تحریک مسلم لیگ کی نشوونما اور فروغ و ترقی کے لیے وقف کر دیے گئے ۔" ۲۹

Marfat.com

روزنامہ احسان کے دفتر کو یہ اعزاز بھی حاصل ہوا کہ دفتر میں ٹیلی پرنٹر نصب ہوا اور ۲۱ مارچ ۱۹۴۰ء کو حضرت قائداعظم نے اس کا افتتاح کیا۔

روزنامہ احسان کی پہلی اشاعت میں اس کے یہ اغراض ومقاصد بیان کیے گئے:

"مسلم کی منزل دور نہیں"۔

بشرطیکہ:

۱۔ منزل پر پہنچنے کے لیے مسلمان ایک ہی قافلہ کے جھنڈے تلے سفر کریں۔

۲۔ آپس میں سر پھٹول کے بجائے ان طاقتوں کا مقابلہ کریں جو مسلمانوں کو مٹا دینے پر تلی ہوئی ہیں۔

۳۔ پاکستان کا مطلب ہندوستان کی آزادی ہے۔

۴۔ اگر مسلمان خود ارادیت کا فیصلہ کرتا ہے تو یہ کوئی گناہ نہیں ہے۔

۵۔ مسلمان اپنی جنگ کے لیے جادہ اعتدال سے نہ بھٹکیں۔

۶۔ ذاتی اغراض قومیت کی بنیادیں کھوکھلی کر دیا کرتی ہیں۔ مسلمان اس حقیقت کو فراموش نہ کریں۔

۷۔ اگر ۹۰ فیصد مسلمان مسلم اکثریت والے صوبوں کو آزاد دیکھنا چاہتے ہیں تو باقی ۵ فیصد کو کیا اعتراض ہے؟

۸۔ مسلمان کا قومی کریکٹر بہت کمزور ہے۔ اس کو استوار کرنے کے لیے مسلمان صلی اللہ کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔

۹۔ گالی دینے والے کو گالی مت دو۔ وہ خود شرمندہ ہو جائے گا۔

Marfat.com

۱۰۔ مسلم لیگ کا قافلہ منزل پر پہنچ کر ہی دم لے گا
اور کنارے پر کھڑے ہو کر پتھر برسانے والے یا تو کنارے
پر ہی کھڑے رہ جائیں گے یا قافلہ کا ساتھ دیں گے۔"

مجلس احرار نے قادیانیوں کے خلاف جو تحریک شروع کی اس میں اس اخبار نے سرگرمی سے حصہ لیا۔ مولانا مرتضیٰ احمد خان میکش نے قادیانیت کے سر پر اسلام کا گرز البرز شکن کے عنوان سے کئی مقالات لکھے جس سے اخبار مقبول اور کامیاب ہوا مسلمانوں کے اخباروں میں سے سیاست اور انقلاب نے احسان کی پالیسی کی مخالفت کی۔ ہندوؤں کے اخباروں میں سے ملاپ اور پرتاپ نے اس کی شدید مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ پرتاپ اور ملاپ کے ساتھ نوک جھونک مستقلاً ہوتی رہتی تھی۔

علامہ اقبال، مولانا مرتضیٰ احمد خان میکش، باری علیگ، حاجی لق لق، چراغ حسن حسرت، محمود خان محمود، وقار انبالوی، عطاء اللہ سجاد، شیر محمد سہیل، اشرف خان عطا، محمود نظامی، خلیل عمانی، حاجی صالح محمد صدیق، مقبول احمد، احمد ندیم قاسمی، مجید لاہوری، راجہ مہدی علی خان، ساحر بریلوی، قتیل شفائی اور متعدد دیگر حضرات اس میں لکھتے تھے۔ مولانا چراغ حسن حسرت کا فکاہیہ کالم "مطائبات" بہت کامیاب اور مقبول ہوا تھا۔ باری علیگ اس میں "گرد و پیش" کے عنوان سے حالات حاضرہ پر تبصرہ کرتے تھے۔ ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور میں قرار داد پاکستان (جو اس وقت قرار داد لاہور کہلاتی تھی) منظور ہوئی۔ ان دنوں احسان میں شائع ہونے والی خبروں اور اداریوں کی چند سرخیاں یہ ہیں۔

ادارے۔

بلاوجہ نقصان پہنچانے کے کمینہ ادارے۔

پنجاب میں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔

اس لحاظ سے چاہیے تھا کہ اس صوبہ میں مسلمانوں کا پریس
بھی مضبوط ہوتا اور ان کے متعدد روزنامے اور ہفتہ وار

Marfat.com

اخبار بڑی شان سے چلتے نظر آتے لیکن اسلامی پریس سے متعلق پنجاب کی حکومت نے شروع ہی سے معاندانہ حکمت عملی اختیار کی۔ اس کے باعث مسلمانوں کا ایک اخبار بھی اس قابل نہیں ہو سکا کہ وہ اپنی ہستی کو مضبوط و مستحکم اور پائدار تصور کر سکے۔ اس وقت بھی لاہور سے ہندوؤں کے دو انگریزی روزنامے ٹریبون اور ہندو ہیرلڈ نکل رہے ہیں اور ان کے اردو روزناموں کی تعداد سکھوں کے اخبارات کو ملا کر ایک درجن کے قریب بنتی ہے۔ ان کے مقابلہ میں مسلمانوں کے پاس احسان، انقلاب، مجاہد، اور حریت کے علاوہ انگریزی کا ایک ذلیل سا اخبار ایسٹرن ٹائمز ہے جس کی اشاعت کا حلقہ کسی وقت بھی پونے تین سو سے زیادہ نہیں ہوا پنجاب کے مرکز میں اسلامی پریس کی کائنات صرف اس قدر ہے۔ مسلمانوں کے دو پرانے اور مقتدر روزنامے زمیندار اور سیاست حکومت کی مخصوص حکمت عملی کا شکار ہو کر محروم اشاعت پڑے ہیں اور احسان چار ہزار روپیہ کی ضمانت کے بھاری بھرکم بوجھ کے نیچے اپنے وظائف منصبی سے عہدہ برآ ہو رہا ہے۔"[۳۰]

احسان نے آل انڈیا مسلم نیوز سروس کے زیر عنوان مزید لکھا کہ:

"بہت کم مسلمان اخبار نویس ہوں گے جنہوں نے کبھی ہندوستان میں کسی اسلامی خبر رساں ایجنسی کے قیام کی ضرورت پر سنجیدگی سے غور کیا ہو گا۔ اصل میں مسلم خبر رساں ایجنسی کا قیام اسلامی صحافت کی اہم ضروریات

Marfat.com

ہیں سے ہے۔ کیوں کہ اس وقت ایک بھی ایجنسی ایسی نہیں ہے جو مسلمانوں کے جائز پروپیگنڈے کا حق بجا لا سکے اور اسلامی معاملات سے شک و ابہام کے پردے ہٹا کر انہیں واضح طور پر عوام کے سامنے پیش کرے۔
آج ہم تمام خبروں کے لیے ایسوسی ایڈ پریس اور یونائیٹڈ پریس کے رہینِ منت ہیں اور ظاہر ہے کہ یہ ایجنسیاں مسلمانوں کے معاملات میں اس قدر دل چسپی نہیں لے سکتیں جس قدر کہ ایک اسلامی خبررساں ادارہ۔"

خبروں کی سرخیاں

منٹو پارک لاہور میں اسلامی پرچم لہرانے کی شاندار تقریب۔
قائداعظم مسٹر محمد علی جناح کی ولولہ انگیز تقریر۔
مسلمان۔ مسلم ہند کی علیحدگی کے لیے کسی قربانی سے دریغ نہیں کرے گا۔
یا ایک ملاقات میں مسٹر ایم۔ اے جناح کا بیان۔
مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں قائداعظم کی تقریر۔
قائداعظم سے خبری انٹرویو۔

۲۲ مارچ ۱۹۴۰ء کو قائداعظم آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس میں شرکت کے سلسلہ میں لاہور آئے تو اس روزنامہ احسان نے اپنا اداریہ اس عنوان کے تحت لکھا:

قائداعظم کے نام (حرفِ مقدم)

ے درد کی دولت سے ہیں دنیا میں مالا مال ہم
آنسوؤں سے کر رہے ہیں تیرا استقبال ہم

فنی لحاظ سے یہ اعلیٰ درجہ کا اخبار تھا۔ اور برصغیر کا یہ پہلا اردو اخبار بھی تھا جس نے اپنے دفتر میں ٹیلی پرنٹر نصب کروایا۔

Marfat.com

۱۹۴۰ء سے پہلے پنجاب میں جن اخبارات نے مسلم لیگ کے موقف کی بھرپور ترجمانی کی اور قائداعظم کے افکار کو عوام تک پہنچایا۔ ان میں روزنامہ احسان سرفہرست ہے زمیندار نے اس وقت مسلم لیگ کے موقف کی حمایت کی جب مولانا ظفر علی خان نے انڈین نیشنل کانگریس سے علیحدگی اختیار کرلی۔ اس زمانہ میں مسلم اخبارات کا جو حال تھا اس کی ایک جھلک ان اقتباسات میں نظر آتی ہے جو اوپر درج کیے گئے ہیں۔

احسان، خبریت اور ڈسپلے کے لحاظ سے بھی ایک اچھا اخبار تھا۔ اس میں خبریں نوعیت کے لحاظ سے مختلف کالموں میں دی جاتی تھیں۔ اس کی ہفتہ وار اشاعت باتصویر ہوتی تھی۔ روزنامہ احسان نے بچوں اور خواتین کے لیے بھی الگ صفحات کے اجراء کا سلسلہ شروع کیا۔

روزنامہ مجاہد

مسجد شہید گنج کی تحریک کے دوران مجلس احرار نے روزنامہ مجاہد جاری کیا۔ اس اخبار کے مالک ڈاکٹر حمیص الدین تھے اور یہ پہلے ایک ضمیمہ کی صورت میں شائع ہوتا تھا اور گیانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور میں طبع ہوتا تھا۔ مجلس احرار نے ڈاکٹر حمیص الدین سے معاملہ طے کر کے اسے اپنا ترجمان بنا لیا۔ پہلے یہ ۴ صفحات پر شائع ہوتا تھا پھر ۶ صفحات ہو گئے۔ اس کی پیشانی پر علامہ اقبال کا یہ شعر درج ہوتا تھا۔ ؎

ناتوانی با جماعت یار باش
رونق ہنگامہ احرار باش

روزنامہ پاسبان

مولانا نصر اللہ خان عزیز مدینہ بجنور کی ادارت سے الگ ہو کر لاہور آ گئے ۱۹۳۶ء میں زمیندار کے مدیر قاضی احسان اللہ نے علیحدگی اختیار کی تو مولانا نصر اللہ خان

Marfat.com

عزیز کو زمیندار کی ادارت پیش کی گئی جو انہوں نے قبول کرلی ۔ لیکن کچھ عرصہ بعد مولانا ظفر علی خان سے بعض الفاظ کے استعمال پر اختلاف رائے کی بنا پر الگ ہو گئے اور ۱۹۳۷ء میں کیپٹن ممتاز ملک کے ساتھ مل کر روزنامہ پاسبان جاری کیا ۔ کیپٹن ممتاز ملک اس کے منتظم اور مولانا نصراللہ خان عزیز ایڈیٹر تھے ۔ چند ہی مہینوں میں پاسبان نے خاصی مقبولیت حاصل کرلی ۔ لیکن اشتراک کی بیل منڈھے نہ چڑھ سکی ۔ اور مولانا نے اختلافات کی بنا پر پاسبان سے علیحدگی اختیار کرلی ۔ اس کے بعد پاسبان بھی رفتہ رفتہ زوال پذیر ہوتا گیا ۔

زمزم

یہ سہ روزہ اخبار مولانا نصراللہ خان عزیز نے ۱۹۳۸ء میں جاری کیا ۔ اس کا دفتر اردو بازار میں تھا ۔ اس اخبار کے اجراء میں منشی عبدالرحیم مالک ادارہ سٹوڈنٹس بک ڈپو حافظ حبیب احمد اور مولوی بشیر اللہ کا اشتراک و تعاون موجود تھا لیکن ادارتی پالیسی مولانا نصراللہ خان عزیز کے ہاتھ میں تھی ۔ اس کے بیشتر مندرجات مولانا کے اپنے قلم سے ہوتے تھے ۔

اس کا ڈیکلریشن حافظ حبیب احمد کے نام تھا اور مدیر اعلیٰ محمد عثمان فارقلیط تھے ۔ ملاپ پریس پیسہ اخبار سٹریٹ میں چھپتا تھا ۔ صفحات چھ تھے اور قیمت ایک آنہ تھی ۔ اس کا دفتر موری دروازہ میں تھا ۔ یہ اخبار سہ روزہ مدینہ بجنور کی طرز پر نکالا گیا تھا ۔ یہ احرار کا ترجمان تھا ۔ اس کے خلاف بھی حکومتی اقدامات ہوتے رہے لیکن یہ جون ۱۹۴۶ء تک زندہ رہا ۔ کانپور کا ہفت روزہ قومی آواز، سہارن پور کا ہفت روزہ انفس، پشاور کا ہفت روزہ احرار سرحد اور بمبئی کا الہلال بھی احرار کی ترجمانی کرتا تھا ۔

صفحہ اول پر اداریہ اور نظم ۔ اس کے بعد سیر و سفر عالم اسلام اور بحث و تذکرہ وغیرہ کے عنوانات کے تحت مواد دیا جاتا لیکن مولانا نصراللہ خان جلد ہی اس اخبار سے علیحدہ ہو گئے

Marfat.com

مسلمان

یہ سہ روزہ اخبار مولوی عبدالمجید سوہروردی نے لاہور سے جاری کیا۔ ۱۹۴۰ء میں اس کا انتظام مولانا نصراللہ خان عزیز نے سنبھال لیا۔

شہباز

احسان کی عمر ابھی چار یا پانچ برس کی ہی تھی کہ مرتضیٰ احمد خان میکش، مولانا چراغ حسن حسرت، باری علیگ اور اشرف عطا نے اختلاف رائے کی بنا پر الگ ہو کر ایک نیا روزنامہ "شہباز" جاری کیا۔ جس نے صحافت کا ایک قابل قدر نمونہ پیش کیا۔ بعدازاں یہ اخبار یونینسٹ پارٹی کے سیکرٹری سید امجد علی شاہ نے خرید لیا۔ اور اس کی پالیسی کچھ نیشنلسٹ اور زیادہ یونینسٹ ہو گئی اس لیے یہ پہلی سی ہر دلعزیزی سے محروم ہو گیا۔ قیام پاکستان کے بعد یہ اخبار پشاور منتقل ہو گیا۔

Marfat.com

ہندوؤں کے روزانہ اخبارات

پرتاپ

یہ روزنامہ مہاشہ کرشن نے ۳۰ مارچ ۱۹۱۹ء کو لاہور سے جاری کیا۔ آپ کا تعلق وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ سے تھا۔

ایس ایم فیروز کے مطابق:

"۱۹۱۹ء میں اس کی اشاعت ۲۴۸۷ اور سالانہ چندہ چھ روپے تھا۔ ۱۹۲۲ء میں اشاعت ۳۵۰۰ اور سالانہ چندہ ۱۸ روپے تھا۔" [۳۱]

مہاشا کرشن ایک ہفت روزہ پرکاش کے مدیر بھی تھے۔ آپ آریا سماج کے بانی، سوامی شردھانند کے دست راست تھے۔ انھوں نے آریا سماج کے ابتدائی پچیس سال کے نام سے ایک کتاب بھی لکھی۔ اپریل ۱۹۱۹ء میں پرتاپ میں قابل اعتراض مضامین شائع ہونے پر مہاشہ کرشن کو ڈیڑھ سال قید کی سزا ہوئی لیکن وہ

Marfat.com

اسی سال اگست میں رہا کر دیے گئے۔ ان کی قید کے زمانہ میں اخبار بند ہو گیا مگر جب وہ رہا ہوے تو اخبار دوبارہ جاری ہو گیا۔ پرتاپ انڈین نیشنل کانگرس اور آریا سماج کا سرگرم حامی اور مبلغ تھا اور مسلمانوں کے مؤقف کی ڈٹ کر مخالفت کرتا تھا۔ صحافت پاکستان و ہند کے مطابق :

"مہاشہ کرشن ہندوؤں میں پہلی شخصیت تھے جنہوں نے اداریہ نگاری میں کمال پیدا کیا اور مدلل اداریے لکھے ۔"[۳۲]

لیکن وہ بحیثیت ہندو سخت متعصب تھے اور مسلمانوں کا وجود گویا ان کے لیے ناقابل برداشت تھا۔ مولانا عبدالمجید سالک کے الفاظ میں :

"اگر کوئی مجھ سے پوچھے کہ پاکستان کے قیام کی بنیاد کب رکھی گئی تو میں بلا خوف و تردید کہوں گا کہ جس دن ملاپ اور پرتاپ لاہور میں جاری ہوئے کیونکہ یہی دو پرچے تھے جنہوں نے سب سے پہلے دو قومی نظریہ عملاً پیش کیا اور مسلمانوں کو ہندوؤں سے ہندو اکثریت کی کانگرس سے اور قوم پرستانہ تحریکوں سے ایسا بدگمان کیا کہ اس کے بعد وہ کبھی ایک لمحہ کے لیے بھی ہندو کانگریسیوں کے خلوص کے قائل نہ ہو سکے۔"[۳۳]

بندے ماترم

یہ اردو کا پہلا اخبار تھا جو ایک لمیٹڈ کمپنی "دی پنجاب اخبارات اینڈ پریس کمپنی لمیٹڈ لاہور" کے زیر اہتمام جون ۱۹۲۰ء میں لاہور سے جاری ہوا۔ اگرچہ اس کا اجرا ایک لمیٹڈ کمپنی کے زیر اہتمام ہوا تھا لیکن اس کے بانی اور کرتا دھرتا لالہ لاجپت رائے تھے۔ اس کی تقطیع اس دور کے دوسرے اخبارات کی تقطیع کی طرح $\frac{۲۰\times۳۰}{۴}$ تھی اور

Marfat.com

ضخامت دس صفحے تھی۔ صفحہ اول کے اوپر کے چوتھائی حصہ پر پیشانی ہوتی تھی۔ جس کے اوپر یہ عبارت درج ہوتی تھی:

"سوراجیہ ہمارا پیدائشی حق ہے۔"

پیشانی کے دونوں جانب علامہ اقبال کے اس شعر کے دو مصرعے درج ہوتے تھے

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا
ہندی ہیں ہم وطن ہے ہندوستاں ہمارا

قیمت فی پرچہ تین پیسے، ماہوار ڈیڑھ روپیہ اور سالانہ پندرہ روپے تھی۔ ایڈیٹر لالہ لاجپت رائے اور جائنٹ ایڈیٹر رام پرشاد بی اے تھے۔ اخبار بندے ماترم پریس لاہور میں چھپتا تھا۔ صفحہ تین کالموں میں تقسیم ہوتا تھا۔ صفحہ اول پر خبریں دی جاتی تھیں۔ بعض اوقات ایک ہی خبر پورے صفحہ پر محیط ہوتی تھی۔ مثال کے طور پر ۵ اکتوبر ۱۹۲۰ء کی اشاعت میں صفحہ اول پر مولانا ظفر علی خان کا وہ بیان خبر کی صورت میں دیا گیا ہے۔ جو انہوں نے حضرو میں اپنی تقریر کے بعد بغاوت کا الزام عائد ہونے کے بعد خاص عدالت میں دیا تھا۔ اس کا عنوان یوں دیا گیا ہے:

"مولانا ظفر علی خان ایڈیٹر زمیندار کا تحریری بیان جو
آپ نے خاص عدالت میں پیش کیا۔"

مولانا کا یہ بیان صفحہ اول کے بعد پورے صفحہ ۹ پر محیط ہے اور یہ بیان اخبار زمیندار سے نقل کیا گیا ہے۔ آخر میں یہ حوالہ بھی دیا گیا ہے کہ مولانا ظفر علی خان نے یہ بیان کوٹھڑی نمبر ۱۹۲ سنٹرل جیل لاہور سے ۳۰ ستمبر ۱۹۲۰ء کو دیا۔ خبریں ایک کالمی سرخیوں کے ساتھ شائع کی جاتی تھیں اور عمودی انداز میں ترتیب دی جاتی تھیں اس کے برعکس آج کل خبریں اخبارات کے صفحات پر افقی انداز سے ترتیب دی جاتی ہیں۔ خبریں آج کل کی خبروں کے برعکس ڈیٹ لائن کے بغیر شائع کی جاتی تھیں۔

Marfat.com

اور غیر معروضی انداز میں ہوتی تھیں۔ مثال کے طور پر ۵ اکتوبر ۱۹۲۰ء کی اشاعت میں صفحہ ۴ پر دوسرے اور تیسرے کالم میں ایک سرخی :

"ٹوہانہ میں گاؤکشی بند پریم اور محبت کے زور سے"

کے تحت جو خبر دی گئی اس کا ایک حصہ یہ ہے :

"ہم گزشتہ پرچہ میں ٹوہانہ کی پنچایت کا کچھ حال دے چکے ہیں مگر جو مفصل حالات ہم کو معلوم ہوئے ہیں وہ اس قدر دلچسپ اور سبق آموز ہیں کہ ہم ان کو شروع سے مفصل طریقہ پر دینا مناسب سمجھتے ہیں۔

ٹوہانہ کے گردونواح کے باون دیہات کی ایک مستقل پنچایت ہے۔ یہ گاؤں عام طور پر جاٹوں کے ہیں ان کا خیال ہے کہ یہ باون گاؤں ایک بزرگ کی اولاد کے ہیں۔ کہنے کو یہ باون گاؤں کہلاتے ہیں مگر اس پنچایت میں اب سو گاؤں کے لگ بھگ شامل ہیں۔ اس پنچایت کا سر جس کو اہل پنچایت راجہ کہتے ہیں۔ ایک شخص چودھری شورام ساکن موضع دنودا ہیں۔ اس کے دو وزیر ہیں جن میں سے ایک کا نام چودھری دلیپ اور دوسرے کا نام چودھری سروپ ہے ان کے علاوہ تمام دیہات کے اچھے اچھے آدمیوں کی ایک کونسل ہے جس کے اٹھارہ ممبر ہیں۔ تمام انتظامیہ کارروائی اور مقدمات کی چھان بین اس کونسل کے ہاتھ میں ہوتی ہے

موضع ڈانگر کے ایک جاٹ چودھری کی پہلی بیوی سے لڑکیاں تھیں۔ بڑی لڑکی کی شادی ہو چکی تھی مگر اس کا انتقال ہو گیا اس پر اس کا داماد جاٹ چودھری

Marfat.com

کی دوسری بیوی کے گھر سے نائی اور چار دیگر اشخاص کی
مدد سے اپنی سالی کو نکال کر لے گیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ الخ
اسی خبر میں آگے یہ تفصیل بیان کی گئی ہے کہ
لڑکی کے اغوا کا معاملہ پنچایت کے سپرد ہوا اس پنچایت
میں ہندوؤں نے ٹوہانہ کے مسلمان قصابوں سے یہ درخواست
کی کہ وہ گائے کشی بند کر دیں اور قصاب رضا کارانہ طور
پر ذبیحہ گائے بند کرنے پر تیار ہو گئے ۔" [۳۴]

ایک اور خبر کا ایک حصہ ملاحظہ ہو خبر کی سرخی ہے :

"سکھوں کا دھاروال میں پولیٹیکل جلسہ" ہمارے خاص
نامہ نگار کے قلم سے ۔

دھاروال ضلع شیخوپورہ میں سانگلہ سے چھ میل کے فاصلے پر ایک چھوٹا سا گاؤں ہے وہاں سکھوں کا ایک بڑا بھاری جلسہ ہوا جس میں ہندو اور مسلمان بھی مدعو تھے ۔ مؤرخہ یکم اکتوبر رات کو قریباً دس بجے گاڑی میں بیٹھ کر تین بجے رات کے قریب میں سانگلہ ہل پہنچ گیا ۔ سٹیشن پر منتظمان جلسہ کی جانب سے باہر سے آنے والے اصحاب کے استقبال کے لیے سیوک موجود تھے ۔ ہم علی الصبح موٹروں میں سوار ہو کر دھاروال پہنچ گئے ۔

سچے سکھ کی تعریف

پہلا قابل ذکر لیکچر سردار سجان سنگھ وکیل سرگودھا کا تھا ۔ آپ نے پوجیئہ گوردوں کے شاندار کارناموں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ۔ ۔ ۔ الخ [۳۵]

اس کے بعد مختلف مقرروں کی تقریریں ان کے ناموں یا ان کی تقاریر کے عنوانات کے تحت دی گئی ہیں غیر ملکی خبریں کے زیر عنوان وہ خبریں درج کی جاتی تھیں جو دوسرے حصوں سے متعلق ہوتی تھیں اور بالعموم انگریزی اخبارات سے لی جاتی تھیں

Marfat.com

کچھ خبریں "متفرق خبریں" کے زیرِ عنوان دی جاتی تھیں۔ "ملکی تار خبریں" کے زیر عنوان وہ خبریں دی جاتی تھیں جو بذریعہ تار موصول ہوتی تھیں ان میں سے اہم خبریں بعض اوقات "ہماری خاص تار خبریں" کے زیر عنوان دی جاتی تھیں۔

اداریے

بندے ماترم ہندو اخبار تھا "سوراجیہ" یعنی آزادی کا حامی تھا۔ اور اس کے بیشتر اداریے ہر پھر کر اسی موضوع پر ہوتے تھے۔ اداریے البتہ مدلل اور عام فہم ہوتے تھے۔ بعض معاملات و مسائل پر شائع ہونے والے اداریے مبسوط مقالات کی حیثیت رکھتے تھے اور قسطوں میں چھپتے تھے مثلاً یکم دو اور تین اکتوبر ۱۹۲۰ء کو "دیسی ریاستیں اور راجیہ" کے زیر عنوان ایک ہی اداریہ تین قسطوں میں چھپا۔ تین اکتوبر ۱۹۲۰ء کی قسط کا ایک اقتباس یہ ہے:

> ہم پہلے دو نمبروں میں دکھلا چکے ہیں کہ اصولاً راجہ کے اختیارات کہاں تک ہونے چاہئیں آج ہم یہ دکھلانا چاہتے ہیں کہ موجودہ حالت میں راجوں کو کیا کرنا چاہیے اور کس بات کے لیے اہالیان کو ان پہ دباؤ ڈالنا چاہیے۔ یہ عام طور پہ دیکھا جاتا ہے کہ ریاستوں میں باہر کے آدمی معزز عہدوں پر مختار ہوتے ہیں چونکہ یہ باہر کے شخص ہوتے ہیں اور ان کا ریاست سے خاص انس نہیں ہوتا اس لیے جہاں تک ممکن ہوتا ہے وہ اپنی عارضی ملازمت سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کا دل قدرتی طور پر اپنے وطن میں ہوتا ہے اور ہاتھ ریاست کے خزانہ میں ۔۔۔ الخ [۳۶]

عبدالمجید سالک کے الفاظ میں:

Marfat.com

"بندے ماترم کے سوا باقی تمام ہندو روزنامے پرلے درجے کے زہریلے فرقہ پرست تھے اور رہر روز مسلمانوں کے خلاف زہر اگلتے تھے۔ وہ نام تو کانگرس کا لیتے تھے لیکن حقیقت میں مالوی جی اور شردھا نند کا راگ الاپتے تھے اور سنگھٹن اور شدھی کے انتھک مبلغ تھے۔" [۲۷]

"یہ روزنامہ شام لال کپور نے ۱۹۲۱ء میں لاہور سے جاری کیا۔ یہ آریہ سماج کا ترجمان تھا۔ ذبیحہ گاؤ کے خلاف تھا۔ تحریک ترک موالات کا زبردست حامی تھا۔ حکومت کے اقدامات پر کڑی نکتہ چینی کرتا تھا۔ یہ تلک پریس میں چھپتا تھا۔ ۲۹ دسمبر ۱۹۲۱ء کی اشاعت میں قابل اعتراض مواد کی اشاعت کے باعث اخبار کی تمام کاپیاں ضبط ہوگئیں اور تلک پریس کی تین ہزار روپے کی ضمانت ضبط ہوگئی۔ اس کے اجراء کے بعد تھوڑے ہی عرصے میں اس کی اشاعت پانچ ہزار تک پہنچ گئی تھی لیکن رفتہ رفتہ اس کی اشاعت گرتی گئی ۱۹۲۴ء میں اسے سہ روزہ بنا دیا گیا اور اس کی اشاعت صرف بارہ سو رہ گئی چنانچہ اسے بند کر دینا پڑا۔ چھ سال کے بعد یعنی ۱۹۳۰ء میں یہ دوبارہ روزنامہ کے طور پر منظر عام پر آیا اور اس کی اشاعت تین ہزار ہوگئی ۱۹۳۱ء میں یہ اشاعت دو ہزار رہ گئی۔ ۱۹۳۲ء میں مزید پانچ سو کم ہو گئی۔ بالآخر یہ دم توڑ گیا۔ ۱۹۳۶ء میں اس نام کا ایک

Marfat.com

ہفت روزہ لاہور سے جاری ہوا لیکن ۱۹۲۷ء میں بند ہو گیا۔ اگرچہ اس کی اشاعت بے قاعدہ اور زندگی مختصر تھی تاہم اس نے "عوام میں سیاسی شعور پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔" [۳۸]

روزنامہ ملاپ

یہ روزنامہ مہاشے خوشحال چند خورسند نے ۱۳ اپریل ۱۹۲۳ء کو لاہور سے جاری کیا۔ آپ جلال پور جٹاں ضلع گوجرانوالہ کے رہنے والے تھے۔ ممتاز آریا سماجی تھے۔ ملاپ کے اجراء سے پہلے آریا گزٹ کے مدیر تھے۔ بعد میں وہ خوشحال چند خورسند کی بجائے انند کے قلمی نام سے اس لیے لکھنے لگے کہ خوش حال اور خورسند فارسی کے الفاظ تھے۔ ابتداء میں اخبار کی پالیسی ہندوستان میں آباد مختلف قوموں کے درمیان اتحاد پیدا کرنا تھا لیکن ہندو مسلم اتحاد کی بیل منڈھے نہ چڑھ سکنے کے باعث ہندوؤں کا ترجمان بن گیا اور مسلمانوں کے ہر مطالبہ، ہر موقف کی مخالفت اس کی پالیسی کا سنگ بنیاد قرار پائی۔ یہ انڈین نیشنل کانگریس کا سرگرم حامی تھا اور ہندو مہا سبھا کے ساتھ ہمدردی رکھتا تھا ۔ ۔ ۔ ۔ [۳۹]

چونکہ اس میں جلا وطن ہندو راہنماؤں راجہ مہندر پرتاپ اور رام دیال ایسے افراد کے مضامین بھی شائع ہوتے تھے اس لیے حکومت کی نظروں میں ناپسندیدہ اخبار تھا اور دارو گیر سے دوچار ہوتا رہتا۔ ۱۹۳۰ء میں ملاپ کا ایک ہندی ایڈیشن بھی جاری کیا گیا۔ ایس ایم فیروز کے الفاظ میں:

"(پنجاب میں) یہ واحد اہم اور کامیاب ہندی روزنامہ تھا۔" [۴۰]

۱۹۳۱ء میں اردو ملاپ کی اشاعت گیارہ ہزار اور ہندی کی پانچ ہزار تھی۔ ۱۹۴۰ء میں اشاعت ۱۹ ہزار اور ۱۹۴۶ء میں ۳۱ ہزار ہو گئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ اخبار

Marfat.com

قیام پاکستان کے مطالبہ کی زبردست مخالفت کرتا تھا اور نہ صرف ہندوؤں میں مقبول تھا بلکہ نظریہ پاکستان کے دوسرے مخالف عناصر بھی اس کے قارئین میں شامل تھے ۔ قیام پاکستان کے بعد یہ اخبار بھارت منتقل ہوگیا اور جالندھر، دہلی اور حیدرآباد دکن تین مقامات سے شائع ہونے لگا یہ بھارت کے کامیاب اردو اخبارات میں شمار ہوتا ہے ۔

ویر بھارت

یہ اخبار ۱۹۲۸ء میں لاہور سے جاری ہوا ۔ پرتاپ اور ملاپ آریا سماجیوں کی نمائندگی کرتے تھے ویر بھارت سناتن دھرمی ہندوؤں کا ترجمان بن کر میدان میں آیا ۔ یہ اخبار سوامی گنیش دت نے جاری کیا تھا ۔ وہ پنڈت مالویہ کے مکتب فکر سے تعلق رکھتے تھے بلکہ ان کے ارادت مند تھے ۔ یہ کانگریس کے اور ہندو مہا سبھا دونوں کی حمایت کرتا تھا ۔ ان کے نقطۂ نظر کو مدلل اور موثر انداز میں پیش کرتا تھا ۔ اہمیت کے لحاظ سے یہ ایک واجبی سا اخبار تھا ۔

ہندو

یہ اخبار ہندو مہا سبھا کے لیڈر بھائی پرمانند نے ہفت روزہ کی صورت میں جاری کیا ۔ ۱۹۳۵ء میں یہ روزنامہ بن گیا ۔ اس کے اداریے بھائی پرمانند خود لکھتے تھے ۔ عبدالسلام خورشید کے الفاظ میں "ان کا انداز بہت مدلل تھا ۔ تقریروں میں اشتعال انگیزی کر جاتے تھے لیکن تحریر میں محتاط تھے ۔" [۴۱]

نیشنل کانگریس

یہ اخبار ڈاکٹر ستیہ پال صدر پنجاب صوبہ کانگریس کمیٹی نے لاہور سے جاری کیا یہ اخبار بہت جلد دم توڑ گیا ۔ مولانا چراغ حسن حسرت اور باری علیگ بھی تھوڑی دیر اس اخبار

Marfat.com

سے وابستہ رہے لیکن سیاسی اختلاف کی بنا پر جلد ہی الگ ہو گئے۔

ہندو صحافت

مسلمانوں میں علیحدگی کی سیاست کو فروغ دینے میں ہندو صحافت کا بڑا ہاتھ تھا۔ اس پر ایسے لوگ چھائے ہوئے تھے جو بدترین قسم کے فرقہ پرست تھے اور ساتھ ہی قوم پرستی کا لبادہ اوڑھ لیتے تھے۔ انہوں نے مسلمانوں کے مطالبات کا مضحکہ اڑایا ان کے موقف کی مخالفت کی اور اس میں اس حد تک آگے بڑھ گئے کہ مسلمان ہر اس بات کو پسند کرنے پر مجبور ہو گئے جس کی ہندو اخبارات مخالفت کرتے تھے۔[۴۲]

Marfat.com

جائزہ

اسی دور کے آغاز میں زمیندار، انقلاب اور احسان، اہم اور موثر مسلم اخبارات تھے۔ ۱۹۳۷ء میں مولانا ظفر علی خان مسلم لیگ میں شامل ہو گئے اور زمیندار مسلمانوں کے سواد اعظم کی ترجمانی اور ہندوؤں کے عزائم کی مخالفت میں اور بھی تیز ہو گیا۔

مولانا غلام رسول مہر نے ہنگامہ خیزی اور جوش و خروش کے بجائے عقل، منطق اور استدلال سے بات کہنے کی روایت قائم کی۔

اگرچہ اس دور میں برصغیر کے تمام اہم مقامات سے اخبارات و رسائل جاری ہوئے مگر لاہور کو مرکز کی حیثیت حاصل رہی اور سب سے زیادہ رسائل یہیں سے جاری ہوئے۔ سرسید احمد خان کے دور میں مجلاتی صحافت کا آغاز علمی صحافت کی شکل میں ہوا۔ مگر زیر مطالعہ دور میں مجلاتی صحافت علمی ادبی صحافت بن گئی بلکہ بعض رسائل نے تو خالص ادبی صحافت کو فروغ دیا۔ اور اس طرح مجلاتی صحافت کا راستہ روزانہ صحافت سے الگ ہو گیا۔ روزانہ اخبارات یا سہ روزہ، ہفت روزہ جرائد پر صحافت کا عنصر غالب آ گیا اور علم و ادب کا عنصر کم ہو گیا۔ صحافت زیادہ تر سیاسیات اور دیگر اہم عصری واقعات اور رجحانات کے دائرے میں محدود ہو گئی۔ اس دور کے اخبارات میں علم و ادب کا جو عنصر

Marfat.com

ملتا ہے اور اخبارات کے مندرجات کی زبان میں جو ادبی رنگ آمیزی پائی جاتی ہے اس کا سبب یہ تھا کہ اخبارات کے مدیر صحافی ہونے کے ساتھ ساتھ ادیب بھی تھے مگر اس دور کے بیشتر رسائل کے مدیر اور ان میں لکھنے والے ادیب تھے صحافی نہیں تھے اور ان کا مطمع نظر بھی صحافت نہیں بلکہ اردو علم و ادب اور زبان کی خدمت اور ترقی تھا۔ مخزن کے اجراء کے ساتھ اردو ادب میں جس تحریک کا آغاز ہوا تھا وہ خوب پھلی پھولی۔ پھر روس کے انقلاب اور بعد ازاں ۱۹۲۰ء کے اقتصادی بحران نے اپنا اثر دکھایا اور رومانی تحریک رفتہ رفتہ کمزور ہوتی گئی اور اس کی جگہ ادب میں ترقی پسند تحریک جڑ پکڑ گئی۔ یہاں تک کہ ۱۹۳۶ء تک ترقی پسند تحریک زور پکڑ گئی اس سن کے آس پاس نہ صرف اردو ادب کے مزاج میں تبدیلی آئی بلکہ اردو صحافت اور اردو ادب کے راستے بھی الگ الگ ہو گئے۔ ادب وقت کے تقاضوں کے تحت اپنے آپ کو صحافت سے الگ کر کے اصل رجحانات کے سانچے میں ڈھلنے لگا۔

مخزن اور ہمایوں نے پنجاب میں اردو ادب کو پروان چڑھایا۔ زمیندار، انقلاب اور سیاست نے اردو زبان، علم و ادب کی خدمت کے علاوہ ہندوؤں کی بالادستی کے خلاف جہاد کیا۔ کشمیر، شہید گنج راجپال اور مغلپورہ ایسی تحریکوں میں سرگرم حصہ لے کر مسلمانوں میں بیداری پیدا کی۔

Marfat.com

نمایاں خصوصیات

اس دور میں جو اہم واقعات رونما ہوئے اور جو تحریکیں چلیں ان میں سانحہ جلیانوالہ باغ، نہرو رپورٹ کی پیش کش، علامہ اقبال کا خطبہ الہ آباد، گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء کا نفاذ، تحریک ترک موالات، شدھی اور سنگٹھن کی تحریک، مسجد شہید گنج اور سخت صحافتی قوانین کی تنسیخ کے لیے جدوجہد بطور خاص قابل ذکر ہیں۔ سخت قوانین اور دارو گیر کے باوجود بعض اخبارات نے عوام کی ترجمانی کا حق ادا کیا۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کے اخبارات دو واضح دھڑوں میں تقسیم تھے۔ مسلم اخبارات کی پالیسی بھی یکساں نہیں تھی۔ معاصرانہ چشمک بھی عروج پر تھی۔ جن اخبارات نے بے باکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے عوام کی ترجمانی کی اور عوام کے دلوں سے انگریز حکمرانوں کا خوف نکالا وہ مقبول ہو گئے۔ اور ان کی اشاعتیں بڑھ گئیں۔ پنجاب میں [illegible] اس سلسلے میں سب سے زیادہ کام زمیندار نے کیا۔ پرتاپ اور بندے ماترم بھی جرأت کا مظاہرہ کرتے رہے۔ اخبارات کی تعداد بڑھی ان میں خبریت کا اضافہ ہوا سیاسی صحافت اپنے عروج کو پہنچی۔ اس دور کے آغاز میں صحافتی تحریروں میں جذباتیت غالب تھی لیکن رفتہ رفتہ منطق اور استدلال کا عنصر نمایاں ہوتا گیا۔ اخبارات میں مقابلہ کا آغاز ہوا

Marfat.com

ان کی تقطیع (۲۲ × ۲۹/۲) ہو گئی۔ صفحات بھی بڑھے اور مسائل حاضرہ پر بحث و تبصرہ کو جگہ ملنے لگی۔ خبروں کی ترتیب و تزئین پر خصوصی توجہ دی جانے لگی۔ خبریں نمایاں سرخیوں کے ساتھ شائع ہونے لگیں۔ اور ان کو ان کی اہمیت کے مطابق جگہ ملنے لگی۔

بحیثیت مجموعی ہندو اخبارات فرقہ پرست تھے۔ اور صرف ہندوؤں کے حقوق اور بالادستی کے لیے جدوجہد کرتے تھے۔ مسلمانوں کے ہر مطالبہ اور ہر جائز حق کی مخالفت کرنا ان کی پالیسی کا سنگِ بنیاد تھا۔ ہندو صحافت پر وہ لوگ چھائے ہوئے تھے جو بدترین قسم کے فرقہ پرست تھے اور ساتھ ہی قوم پرستی کا لبادہ اوڑھے ہوئے تھے۔ انہوں نے مسلمانوں کے مطالبات کا مذاق اڑایا اور ان کی مخالفت میں اس حد تک بڑھ گئے کہ مسلمان ہر اس بات کو پسند کرنے لگے جس کی ہندو اخبارات مخالفت کرتے تھے۔

Marfat.com

قوانین صحافت

پریس ایکٹ اشتعال جرائم

انیسویں صدی کے آخر ربع میں انڈین نیشنل کانگرس قائم ہوئی۔ ۱۹۰۶ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کی بنیاد رکھی گئی۔ بنگال کی تقسیم کے خلاف ہندوؤں کی تحریک نے شورش کی صورت اختیار کر لی۔ پنجاب میں بھی نوآبادیاتی قوانین کے خلاف مظاہرے ہوئے۔ ان تمام حالات کے بارے میں خبریں، تبصرے اور مضامین اخبارات و جرائد میں شائع ہونے لگے۔ تو حکومت ان کو باغیانہ تحریروں پر محمول کرنے لگی۔ چنانچہ ۱۹۰۸ء میں حکومت نے پریس ایکٹ (اشتعال جرائم) نافذ کیا۔ اس ایکٹ کے تحت مقامی افسروں کو یہ اختیار دیا گیا کہ جو اخبار بغاوت کی تلقین کرنے والی خبریں شائع کریں ان کے ایڈیٹروں کے خلاف کارروائی کی جائے۔ اس قانون کے تحت نو مقدمے درج ہوئے۔ سات چھاپہ خانے ضبط کیے گئے۔ یہ ساری کارروائی ایک سال کے دوران ہوئی۔ اس کے بعد یہ قانون عملاً معطل ہو گیا۔

Marfat.com

پریس ایکٹ ۱۹۰۱ء The Indian Press Act

(اخبارات پر زیادہ موثر کنٹرول کے لیے ایکٹ)

جیسا کہ اس ایکٹ کے عنوان سے ظاہر ہے اس کے نفاذ کی غرض و غایت یہ تھی کہ اخبارات وجرائد پر حکومت کی گرفت مضبوط ہو جائے۔ اس ایکٹ کی اہم دفعات یہ تھیں:۔

۱۔ چھاپہ خانہ رکھنے والا ہر شخص جو پریس و رجسٹریشن آف بکس ایکٹ ۱۸۶۷ء کے تحت ڈیکلریشن داخل کرنے کا پابند ہے۔ ڈیکلریشن داخل کرتے وقت متعلقہ مجسٹریٹ کے پاس مجسٹریٹ کی صوابدید کے مطابق زرِ ضمانت جمع کرائے گا جو پانچ سو روپے سے کم یا دو ہزار روپے سے زائد نہیں ہوگا۔ یہ ضمانت نقد یا حکومت کی سیکیورٹیز کی صورت میں جمع کرائی جائے گی۔ مجسٹریٹ اگر چاہے تو تحریراً وجوہ بیان کر کے متعلقہ شخص کو زرِ ضمانت جمع کرنے سے مستثنیٰ کر سکتا ہے یا وقتاً فوقتاً اس ذیلی دفعہ کے تحت اپنا حکم منسوخ کر سکتا ہے یا اسے بدل سکتا ہے۔

۲۔ جس چھاپہ خانہ کا ڈیکلریشن اس ایکٹ کے نفاذ سے پیشتر، پریس اینڈ رجسٹریشن آف بکس ایکٹ ۱۸۶۷ء کے تحت جمع کرایا گیا ہے اگر اس کے بارے میں لوکل گورنمنٹ یہ محسوس کرے کہ اس کو دفعہ ۴ (۱) میں بیان کردہ مقاصد کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے تو وہ تحریراً اس چھاپہ خانہ کو حکم دے سکتی ہے کہ وہ ضمانت جمع کرائے جو پانچ سو روپے سے کم اور پانچ ہزار روپے سے زیادہ نہیں ہوگی۔

(۳)۔ جب لوکل گورنمنٹ یہ محسوس کرے کہ ہر وہ چھاپہ خانہ جس کی طرف سے زرِ ضمانت جمع کرایا جا چکا ہے ایسا اخبار، کتاب یا کوئی ایسی دستاویز شائع

Marfat.com

کرتا ہے جس میں الفاظ، نشانات یا مرئی علامات کے ذریعے براہ راست یا بالواسطہ طور پر یا اشارۃً وکنایتاً، تشبیہاً، استعارۃً انصرام قتل یا دھماکہ خیز مواد کے ایکٹ ۱۹۰۸ء کے تحت جرم شمار ہونے والے کسی جرم یا تشدد کی ترغیب دی گئی ہو۔

(ب) - یا ملک معظم کی فوج یا بحریہ کے کسی افسر سپاہی یا ملاح کو ادائیگی فرض سے پہلو تہی کی ترغیب دی گئی ہو۔

(ج) - ملک معظم یا ہندوستان میں از رو ئے قانون قائم شدہ حکومت یا ہندوستان میں انصرام انصاف یا برطانوی اقتدار کے ماتحت کسی راجہ یا سربراہ یا ہندوستان میں ملک معظم کی رعایا یا اس کے کسی طبقہ یا گروہ یا متذکرہ راجہ یا سربراہ کے خلاف منافرت یا بے اطمینانی پیدا کی جائے۔

(د) - کسی شخص کو خوف زدہ کیا جائے یا اسے ہراساں کر کے اس سے رقم یا سیکورٹی حاصل کی جائے یا اس سے ایسا کام کرایا جائے جس کا وہ قانونا پابند نہ ہو یا اس کام سے روکا جائے جس کی انجام دہی کا وہ قانونا پابند ہو۔

(ح) - کسی شخص کو قانون کے انصرام یا امن وامان کی برقراری میں مداخلت کرنے پر ابھارنا یا اس کی ترغیب دینا۔

(و) - حکومت کے کسی ملازم یا کسی ایسے شخص کو جس میں سرکاری ملازم کی دلچسپی ہو کسی قسم کی دھمکی دے کر ایسا کام کرنے سے روکنا یا اس کام کی انجام دہی میں تاخیر کا باعث بننا جو اس کے فرائض منصبی میں شامل ہو۔

- اگر لوکل گورنمنٹ کے خیال میں کسی چھاپہ خانہ میں ایسا مواد طبع ہو جس کی اہمیت اوپر بیان کی گئی ہے تو وہ اس کو تحریری نوٹس دے کر اس کی ضمانت متعلقہ اخبار، کتاب یا دوسری دستاویز کی تمام کاپیاں ضبط کرسکتی ہے۔

- اس دفعہ کی ذیلی وضاحت ۲ میں یہ کہا گیا ہے کہ چھاپہ خانہ کو تحریری نوٹس

Marfat.com

کے اجراء کے دس دن بعد اس کا ڈیکلریشن منسوخ تصور ہو گا۔

۵۔ اگر کسی چھاپہ خانہ کی ضمانت دفعہ ۴ کے تحت ضبط ہو چکی ہو تو اس پریس کا نئے سرے سے ڈیکلریشن داخل کرنے والا مجسٹریٹ کی صوابدید کے مطابق زر ضمانت جمع کرائے گا جو کم از کم ایک ہزار روپے اور زیادہ سے زیادہ دس ہزار روپے ہو گا۔ یہ ضمانت زر نقد یا حکومت ہند کی سیکیورٹیز کی صورت میں ہو گی۔

۶۔ اگر دفعہ ۵ کے مطابق مزید ضمانت جمع کرانے کے بعد بھی کوئی چھاپہ خانہ ایسا اخبار کتاب یا دستاویز شائع کرے جس کے مندرجات لوکل گورنمنٹ کی رائے میں دفعہ ۴ میں بیان شدہ اہمیت کے حامل ہوں تو لوکل گورنمنٹ ایسے چھاپہ خانوں کو تحریری طور پر متعلقہ الفاظ، علامات یا نشانات کے بارے میں بتا کر

الف: جمع شدہ ضمانت ضبط کر سکتی ہے۔

ب: جس چھاپہ خانہ میں متعلقہ مواد طبع ہوا ہے اس کو بحق سرکار ضبط کر سکتی ہے۔

ج: متعلقہ اخبار، کتاب یا دستاویز کی تمام کاپیاں بحق سرکار ضبط کر سکتی ہے۔

۷۔ درآنحالیکہ اس ایکٹ کے تحت چھاپہ خانہ یا اخبار، کتاب یا دستاویز کی کاپیاں ضبط کرنے کا حکم دیا جا چکا ہو لوکل گورنمنٹ کسی بھی مجسٹریٹ کو یہ ہدایت کر سکتی ہے کہ وہ سب انسپکٹر کے عہدہ کے کسی پولیس افسر کو اس کا وارنٹ دے کر کسی بھی جگہ کی تلاشی لے کر ضبط شدہ جائیداد برآمد کر سکتا ہے۔

۸۔ ہر اخبار یا رسالہ کا پبلشر ڈیکلریشن داخل کرتے وقت ضمانت جمع کرائے گا جو کم سے کم پانچ سو روپے اور زیادہ سے زیادہ دو ہزار روپے ہو گی۔ جمع کرائی جانے والی رقم کا تعین متعلقہ مجسٹریٹ کرے گا۔ اگر اخبار کا پبلشر اس کا پرنٹر

Marfat.com

بھی ہو اور بطور پرنٹر ضمانت جمع کرا چکا ہو تو وہ اس رجسٹریشن کے برقرار رہنے تک بطور پبلشر اگر ضمانت جمع نہیں کرائے گا۔ اگر کسی اخبار یا رسالہ یا دستاویز میں ایسا مواد شائع ہو جس کی نوعیت دفعہ ۴ میں بتائی گئی ہے تو لوکل گورنمنٹ اس کے پبلشر کو ضمانت جمع کرانے کو کہہ سکتی ہے۔ جو کم سے کم ۵۰۰ روپے اور زیادہ سے زیادہ ایک ہزار روپے ہو گی۔ البتہ مجسٹریٹ اگر چاہے تو تحریراً وجوہ بیان کر کے پبلشر کو ضمانت جمع کرانے سے منع کر سکتا ہے۔

۹۔ اگر لوکل گورنمنٹ کی رائے میں اخبار، کتاب یا دستاویز میں ایسا مواد موجود ہو جس کی نوعیت دفعہ ۴ میں بتائی گئی ہے تو وہ تحریری نوٹس کے ذریعے اس کی نشان دہی کر کے پبلشر کو ضمانت اور اخبار، کتاب یا دستاویز کی کاپیاں بحق سرکار ضبط کر سکتی ہے۔

۔ نوٹس کے اجراء سے دس دن بعد پبلشر کا ڈیکلریشن منسوخ تصور ہو گا۔

۱۰۔ اگر کسی اخبار کی ضمانت ضبط کر لی گئی ہو تو اس کا نیا ڈیکلریشن داخل کرنے والے کو زر ضمانت جمع کرانی ہو گی جو کم سے کم ایک ہزار روپے اور زیادہ سے زیادہ دس ہزار روپے ہو گی۔

۱۱۔ اگر دوبارہ ضمانت جمع کرانے کے بعد بھی اخبار میں ایسا مواد چھپے جس کی وضاحت دفعہ ۴ میں کی گئی ہے تو لوکل گورنمنٹ تحریری نوٹس دے کر نئی ضمانت اور اخبار کی تمام کاپیاں بحق سرکار ضبط کرنے کی مجاز ہے۔

۱۲۔ اگر لوکل گورنمنٹ کی رائے میں کسی اخبار، کتاب یا دستاویز میں ایسی علامات تشبیہات یا الفاظ ہوں جن کی وضاحت دفعہ ۴ میں کی گئی ہے تو لوکل گورنمنٹ مقامی سرکاری گزٹ میں وجوہ بیان کر کے اس اخبار، کتاب یا دستاویز کی تمام کاپیاں ضبط کر سکتی ہے اور ہر پولیس افسر ایسی کاپیوں کو جہاں دیکھے قبضہ میں لے سکتا ہے۔ کوئی بھی مجسٹریٹ وارنٹ کے ذریعے سب انسپکٹر پولیس کے عہدہ کے افسر کو اخبار، کتاب یا دستاویز برآمد کرنے کے لیے تلاشی کا اختیار

Marfat.com

دے سکتا ہے۔

۱۳۔ چیف کمشنر آفیسرز یا لوکل حکومت کی طرف سے مقرر کردہ کسی بھی افسر کو خشکی یا سمندر کے ذریعے ہندوستان میں آنے والے ہر ایسے پیکٹ کو اپنے قبضہ میں لینے کا اختیار ہے جس کے بارے میں یہ شبہ ہو کہ اس میں ایسے اخبارات کتابیں یا دستاویزات ہیں جن کی نوعیت دفعہ ۴ میں بیان کی گئی ہے۔ یہ ضبط شدہ اخبارات، کتابیں یا دستاویزات لوکل گورنمنٹ کی صوابدید کے مطابق ٹھکانے لگائی جائیں گی۔

۱۴۔ جس پرنٹر اور پبلشر نے پریس اینڈ رجسٹریشن آف بکس ایکٹ ۱۸۶۷ء کی دفعہ ۵ کے تحت ڈیکلریشن داخل نہ کیا ہو اور ایکٹ ہذا کے تحت ضمانت جمع نہ کرائی ہو اس کا طبع اور شائع کردہ اخبار بذریعہ ڈاک نہیں بھیجا جائے گا۔

۱۵۔ پوسٹ آفس کا انچارج کوئی بھی افسر یا پوسٹ ماسٹر جنرل کا مقرر کردہ افسر خط یا پارسل کے سوا ہر چیز کو روک سکتا ہے جس کے بارے میں اسے شبہ ہو کہ:

(i) اس میں ایسے اخبارات، کتابیں یا دستاویزات ہیں جن کے مندرجات کی وضاحت دفعہ ۴ میں کی گئی ہے۔

(ii) وہ اخبار ہے جس کے ضمن میں پریس و رجسٹریشن آف بکس ایکٹ ۱۸۶۷ء کی دفعہ ۵ کے تحت ڈیکلریشن داخل نہیں کرایا گیا یا جس کے پبلشر نے ایکٹ کے تقاضوں کے تحت ضمانت جمع نہ کرائی ہو۔

۱۶۔ (i)۔ ہر اخبار کا پرنٹر، اخبار کی دو کاپیاں اس جگہ پر اس افسر کو پہنچائے گا جس کے ضمن میں لوکل گورنمنٹ نے نوٹیفیکیشن کے ذریعے بتایا ہو۔

(ii)۔ اگر پرنٹر دو کاپیاں جمع نہیں کرائے گا تو متعلقہ افسر کی شکایت پر مجسٹریٹ اس کو (کاپیاں جمع کرانے میں) کوتاہی پر ۵۰ روپے جرمانہ کی سزا دے سکتا ہے۔

یہ ایکٹ ۲۶ دفعات پر مشتمل تھا اور یہ دفعات اس نوعیت کی تھیں کہ کسی بھی اخبار

Marfat.com

کے لیے عوام کے حقیقی مسائل اور مصائب کا ذکر بھی ناممکن ہو گیا۔ ہر لفظ اور ہر جملہ کو ایسے معنی پہنائے جا سکتے تھے کہ وہ اس ایکٹ کے تحت قابل گرفت بن جاتا۔

ظاہر ہے کہ اس ایکٹ کی موجودگی میں حکومت پر کسی بھی قسم کی مثبت تنقید بھی ممکن نہ تھی۔ مولانا ظفر علی خان، مولانا محمد علی جوہر اور مولانا ابو الکلام آزاد ایسے راہنماؤں نے ان سخت قوانین کے خلاف مہم چلائی۔ مولانا ظفر علی خان تو اس کے خلاف احتجاج کے لیے انگلستان بھی گئے۔ وہاں انہوں نے جلسوں میں تقریریں کیں۔ پارلیمنٹ کے ارکان سے ملاقاتیں کیں اور وہاں کے اخبارات میں اس کے خلاف لکھا۔ مولانا نے انگریزی میں ایک کتاب بھی لکھی اور اس میں بتایا کہ مذکرہ ایکٹ کے تحت کن اخبارات کے خلاف کارروائی ہوئی ہے۔ پریس ایکٹ ۱۹۱۰ء کے تحت پنجاب کے جن نمایاں اخبارات کے خلاف کارروائی ہوئی وہ یہ تھے:

وکیل (امرتسر) المعین (امرتسر) رفاہ عامہ سٹیم پریس (لاہور) مسلمان (امرتسر) اہل حدیث (امرتسر) المجدد (لاہور) پنجاب ایڈووکیٹ (میانوالی) جھنگ سیال (لاہور) مشیر صحت (گجرات) لائل گزٹ (لاہور) ہندو (لاہور) زمیندار (لاہور)

پنجاب سے باہر پاکستان و ہند کے مختلف علاقوں میں جن اخبارات کے خلاف اس ایکٹ کے تحت کارروائی ہوئی وہ یہ ہیں:

کلکتہ۔ حبل المتین۔ الہلال۔ کلیمی پریس۔

دہلی۔ کامریڈ۔ ہمدرد۔ رفیق۔ الحق۔

بمبئی۔ سلطان الاخبار۔ پنج بہادر

میرٹھ۔ توحید۔ شحنۂ ہند۔

لکھنؤ۔ مسلم گزٹ۔

بہار۔ مشیر اتحاد۔

بریلی۔ یونین گزٹ۔

پشاور۔ افغان۔

Marfat.com

ایبٹ آباد۔ ایڈورڈ گزٹ۔

علی گڑھ۔ اردوئے معلیٰ۔

بحیثیت مجموعی ۱۹۱۰ء سے ۱۹۱۹ء تک ۹۹۱ اخبارات اور چھاپہ خانوں کے خلاف کارروائی ہوئی۔ ۲۸۶ اداروں کو تنبیہ کی گئی ۷۰۵ اداروں سے ضمانتیں طلب کی گئیں اور ضبط کی گئیں۔ پریس ایکٹ کے نفاذ کے بعد جو اخبارات جاری ہوئے اور چھاپے خانے قائم ہوئے ان میں سے ۷۰ سے ضمانت طلب کی گئی۔ ۱۷۳ چھاپے خانے اور ۱۲۹ نئے اخبار اس لیے معرض وجود میں نہ آ سکے کہ ان سے پیشگی ضمانت طلب کی گئی تھی۔

۱۹۱۴ء میں پہلی جنگ عظیم شروع ہوئی تو حکومت نے تمام اخبارات پر سنسر عائد کر دیا۔ علاوہ ازیں ڈیفنس آف انڈیا ایکٹ بھی نافذ ہو گیا اور حکومت کو اخبارات کے خلاف وسیع اختیارات حاصل ہو گئے۔ مولانا ظفر علی خان نے انہی حالات میں زمیندار بند کر دیا تھا۔ ہندوستان میں مقیم ایک انگریز خاتون مسز اینی بسینٹ نے بھی حکومت کی سختیوں اور پریس ایکٹ کے خلاف جدوجہد کی انہوں نے ایک اخبار نیو انڈیا بھی جاری کیا۔ مسز اینی بسینٹ کے اخبار سے ۱۹۱۶ء میں ۲ ہزار روپے کی ضمانت طلب کی گئی۔ ۱۹۱۷ء میں ان کو گرفتار کر لیا گیا۔ ۱۹۱۷ء ہی میں اخبارات کے ایڈیٹروں کا ایک وفد وائسرائے سے ملا اور پریس ایکٹ منسوخ کرنے پر زور دیا۔ وائسرائے نے اس وقت تو یہ مطالبہ تسلیم نہ کیا لیکن بعد میں اس سلسلے میں صوبائی حکومتوں سے مشورہ کیا گیا مگر صوبائی حکومتوں کا یہی مشورہ تھا کہ اس مرحلہ میں کسی قسم کی نرمی مناسب نہیں ہوگی۔ بعد ازاں ایڈیٹروں کے ایک اور وفد نے وائسرائے کی کونسل کے رکن سر ولیم ونسنٹ سے ملاقات کی اور مطالبہ کیا کہ ضمانت کی طلبی کا حکم صرف خاص موقع پر دیا جائے اور ضمانت ضبط کرنے کا اختیار عدالت کو حاصل ہو۔ حکومت کے اقدام کے خلاف عدالت میں اپیل کرنے کا حق دیا جائے اور ایکٹ کی دفعہ ۴ یا منسوخ کی جائے۔ مسٹر ولیم ونسنٹ نے ہمدردانہ غور کا وعدہ کیا اور بس۔ سبب پہلی جنگ عالمگیر ختم ہو گئی اور ملک میں مختلف النوع تحریکیں شروع

Marfat.com

ہوئیں تو حکومت کو بعض سخت قوانین میں نرمی پیدا کرنے کا خیال آیا۔ ۲۱ مارچ ۱۹۲۱ء کو ایک کمیٹی قائم کر کے اسے یہ کام سونپا گیا کہ پریس اینڈ رجسٹریشن آف بکس ایکٹ ۱۸۶۷ء، ایکٹ قانون اخبارات (اشتعال جرائم) ۱۹۰۸ء اور انڈین پریس ایکٹ ۱۹۱۰ء پر غور کر کے اپنی سفارشات پیش کرے۔ اس کمیٹی نے ۱۹۰۸ء اور ۱۹۱۰ء کے قوانین منسوخ کرنے کی سفارش کی۔ کمیٹی نے یہ بھی کہا کہ جو اخبارات ہندوستانیوں کی ملکیت ہیں تھے ان کے خلاف زیادہ سختی برتی جائے۔ ۱۹۲۲ء میں مرکزی مجلس قانون ساز کے اجلاس منعقدہ دہلی میں ۱۹۰۸ء اور ۱۹۱۰ء کے ایکٹ منسوخ ہو گئے تو ریاستوں کے حکمرانوں نے اپنے تحفظ کے لیے خصوصی قانون کے نفاذ کا مطالبہ کیا۔ چنانچہ گورنر جنرل نے اس مقصد کے لیے ایک قانون نافذ کر دیا جس پر اخبارات نے احتجاج کیا

شدھی اور سنگٹھن تحریکوں اور بعض دوسرے عوامل کے باعث مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان کشیدگی بڑھتی گئی۔ ایک ہندو مصنف راج پال نے پیغمبر اسلام کی شان میں گستاخی کی اس کو دفعہ ۱۵۳۔الف کے تحت صرف ڈیڑھ سال کی سزا ہوئی جو سیشن کورٹ میں اپیل کرنے سے صرف چھ ماہ رہ گئی ہائی کورٹ پنجاب کے جسٹس سرکنور دلیپ سنگھ نے اسے بالکل بری کر دیا۔ ایک مسلمان نوجوان علم دین نے راج پال کو ٹھکانے لگا کر بطور غازی علم الدین شہید شہرت پائی۔ ایک اور مقدمہ میں ایک اخبار ورتمان کے ایڈیٹر کو ملنے والی سزا دوسری ہائی کورٹ نے بحال رکھی چونکہ دو ہائی کورٹوں کے مختلف فیصلوں کے پیش نظر ایک قانون منظور ہوا جس کے تحت

> قرار دیا گیا کہ جو شخص زبانی یا تحریری طور پر کسی فرقہ کے مذہبی عقائد کی توہین کرے گا اسے دو سال تک قید مع جرمانہ یا بلا جرمانہ دی جائے گی۔

۱۹۳۱ء میں جب کانگرس نے سول نافرمانی کی تحریک شروع کی تو ۱۹۱۰ء کے اس ایکٹ کو تھوڑے سے ایک آرڈیننس کی صورت میں نافذ کر دیا گیا

Marfat.com

اس کے تحت ۱۳۹ اخبارات سے ضمانتیں طلب کی گئیں ۱۳۰ اخبارات نے تو ضمانتیں جمع کرا دیں مگر نو اخبارات ان کا اہتمام نہ کر سکنے کے باعث بند ہو گئے۔
کچھ ہی دنوں بعد پریس ایمرجنسی پاورز ایکٹ یعنی اخبارات و مطابع سے متعلق خصوصی اختیارات کا ایکٹ نافذ کر دیا گیا۔

Marfat.com

دی انڈین پریس (ایمرجنسی پاورز) ایکٹ ۱۹۳۱ء

یہ ایکٹ ایسے مواد کی اشاعت روکنے کے لیے جو قتل یا تشدد کی ترغیب دیتا ہو ایک سال کے لیے نافذ رہے گا۔ البتہ گورنر جنرل بہ اجلاس کونسل گزٹ آف انڈیا میں نوٹیفکیشن کے ذریعے اس میں توسیع کر سکتے ہیں لیکن توسیع کی مدت ایک سال سے زائد نہیں ہو گی۔ اس ایکٹ کی پہلی دفعہ ایکٹ کے نام سے متعلق تھی۔ دوسری دفعہ میں توضیحات دی گئی تھیں۔ اس کے بعد کی اہم دفعات یہ تھیں:۔

۳۔ ہر وہ شخص جو چھاپہ خانہ رکھتا ہے اور پریس و رجسٹریشن آف بکس ایکٹ ۱۸۶۷ء کے ڈیکلریشن داخل کرنے کا پابند ہے وہ مجسٹریٹ کی طرف سے تحریری وجوہ کے ساتھ حکم جاری ہونے پر ڈیکلریشن داخل کرنے کے بعد دس دن کے اندر ضمانت جمع کرائے گا جو ایک ہزار روپے سے زائد نہیں ہو گی۔ اگر پریس کے سابقہ مالک سے دفعہ ۳ کے تحت ضمانت طلب کی گئی تو ضمانت کی رقم تین ہزار روپے تک ہو سکتی ہے۔

۴۔ اگر لوکل گورنمنٹ یہ محسوس کرے کہ جس پرنٹنگ پریس نے ضمانت جمع کرائی ہے اس میں ایسا اخبار، کتاب یا دستاویز شائع ہوئی ہے جس میں الفاظ علامات یا نشانات کے ذریعے:

(۱) قتل یا قابل دست اندازی پولیس جرم کے ارتکاب کی ترغیب دی گئی ہو یا ترغیب ملنے کا امکان ہو۔

Marfat.com

(۴) براہ راست یا بالواسطہ طور پر ایسے جرم کی تعریف یا تائید کی گئی ہو یا جرم کرنے والے کسی اصلی یا فرضی شخص کی تعریف کی گئی ہو۔ ۔ ۔ تو۔ ۔ ۔

(۱) لوکل گورنمنٹ پریس کو تحریری نوٹس جاری کر کے زر ضمانت یا اس کا کچھ حصہ بحق سرکار ضبط کر سکتی ہے۔

(۲) اگر ضمانت جمع نہ کرائی گئی ہو تو چھاپہ خانہ کو بحق سرکار ضبط کر سکتی ہے اور متعلقہ اخبار، کتاب یا دستاویز کی تمام کاپیاں بھی بحق سرکار ضبط کر سکتی ہے۔ تحریری نوٹس کے اجرا سے دس دن بعد متعلقہ پریس کا ڈیکلریشن منسوخ تصور ہوگا۔

۵۔ اگر پریس کی ضمانت یا اس کا کچھ حصہ بحق سرکار ضبط کر لیا گیا ہو تو نیا ڈیکلریشن داخل کرنے والا زر ضمانت جمع کرائے گا جو ایک ہزار روپے سے کم اور دس ہزار روپے سے زائد نہیں ہوگا۔

۶۔ اگر کسی چھاپہ خانہ کی ضمانت ضبط کر لی گئی ہو اور اس کے بعد بھی اس میں ایسا اخبار، کتاب یا دستاویز طبع ہو جس کی وضاحت دفعہ ۴ میں کی گئی ہے تو لوکل گورنمنٹ پریس سے:

(۱) مزید ضمانت طلب کر سکتی ہے۔

(۲) اخبار، کتاب یا دستاویز کی تمام کاپیاں بحق سرکار ضبط کر سکتی ہے۔

(۳) ذیلی دفعہ ۴ کے تحت نوٹس جاری ہونے کے دس دن بعد پریس کا ڈیکلریشن منسوخ تصور ہوگا۔

۰سر اخبار کا جو پبلشر پریس اینڈ رجسٹریشن آف بکس ایکٹ ۱۸۶۷ء کے تحت ...ریشن داخل کرے گا۔ متعلقہ مجسٹریٹ تحریراً وجوہ بیان کر کے اس سے

Marfat.com

زرضمانت طلب کرسکتا ہے جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہیں ہوگا۔ اگر پہلے پبلشر سے ضمانت طلب کی جا چکی ہے تو پھر زرضمانت تین ہزار روپے تک طلب کیا جاسکتا ہے۔

۸۔ اگر کسی اخبار کی طرف سے ضمانت جمع کرادی گئی ہو اور اس کے بعد بھی اخبار میں ایسا مواد چھپے جس کی تصریح دفعہ ۴(۱) میں کی گئی ہے تو لوکل گورنمنٹ ایسے اخبار کو تحریری نوٹس جاری کرکے اور قابلِ اعتراض مندرجات کا ذکر کرکے:

(۱) زرضمانت یا اس کا کچھ حصہ بحق سرکار ضبط کرسکتی ہے۔

(۲) اگر ضمانت جمع نہ ہوئی ہو تو اخبار کا ڈیکلریشن منسوخ کرسکتی ہے اور ایسے اخبار کی تمام کاپیاں جو برطانوی ہندوستان میں موجود ہوں بحق سرکار ضبط کرسکتی ہے۔

۹۔ اگر کسی اخبار کا زرضمانت یا اس کا کچھ حصہ ضبط کرلیا گیا ہو تو اس اخبار کا نیا ڈیکلریشن داخل کرنے والے پبلشر کو یا مفہوم ومعنی کے لحاظ سے ویسے ہی اخبار کا ڈیکلریشن داخل کرنے والے کو مجسٹریٹ کے سامنے پیش ہوکر زرضمانت جمع کرانا ہوگا جو کہ از کم ایک ہزار روپے اور زیادہ سے زیادہ دس ہزار روپے ہوسکتا ہے۔

۱۰۔ اگر اخبار کی طرف سے زرضمانت جمع کرائے جانے کے بعد بھی ایسا مواد چھپتا ہو جو لوکل گورنمنٹ کے خیال میں دفعہ ۴(۱) میں دی گئی تصریح کے مطابق ہے تو لوکل گورنمنٹ تحریری نوٹس کے ذریعے زرضمانت یا اس کا کچھ حصہ اور اخبار کی تمام کاپیاں بحق سرکار ضبط کرسکتی ہے۔ تحریری نوٹس کے اجراء کے دس دن بعد پبلشر کا ڈیکلریشن منسوخ تصور ہوگا۔

۱۱۔ جو شخص دفعہ ۳ یا ۵ کے تحت ضمانت جمع کرائے بغیر چھاپہ خانہ رکھے گا تو اسے وہ سزا ملے گی جو پریس در جسٹریشن آف بکس ایکٹ ۱۸۶۷ء کی دفعہ ۴ کی خلاف ورزی

Marfat.com

کرنے کی صورت میں دی جا سکتی ہے ۔ جو شخص دفعہ ۷ یا ۹ کے تحت ضمانت جمع کرائے بغیر اخبار یا کتاب شائع کرتا ہے یا یہ جانتے ہوئے بھی اخبار شائع کرتا ہے کہ زر ضمانت جمع نہیں کرایا گیا تو اسے وہ سزا دی جا سکے گی جو پریس و رجسٹریشن آف بکس ایکٹ ۱۸۶۷ء کی دفعہ ۵ کی خلاف ورزی کی صورت میں دی جا سکتی ہے ۔

اگر کوئی چھاپہ خانہ ذیلی دفعہ (۱) کی خلاف ورزی کرتے ہوئے استعمال کیا جائے تو لوکل گورنمنٹ اس کو بحق سرکار ضبط کر سکتی ہے ۔

اگر دفعہ ۷ کے تحت ضمانت طلب کی گئی ہو اور وہ مقررہ مدت میں جمع نہ کرائی گئی ہو تو ۱۸۶۷ء کے ایکٹ کی دفعہ ۵ کے تحت دیا گیا ڈیکلریشن منسوخ تصور ہوگا ۔

۱۳ ۔ اگر کسی شخص نے زر ضمانت جمع کرایا ہو مگر وہ اس چھاپہ خانہ کا مالک نہ رہے جس کے ضمن میں زر ضمانت جمع کرایا گیا ہے تو وہ متعلقہ مجسٹریٹ کو زر ضمانت کی واپسی کے لیے درخواست دے سکتا ہے ۔ مجسٹریٹ کی طرف سے کوائف کے بارے میں اطمینان کر لینے کے بعد زر ضمانت واپس کیا جا سکے گا ۔

۱۴ ۔ اگر کسی چھاپہ خانہ یا کسی اخبار یا کتاب کو بحق سرکار ضبط قرار دے دیا جائے تو لوکل گورنمنٹ کسی بھی مجسٹریٹ کو یہ ہدایت کر سکتی ہے کہ وہ کسی بھی پولیس افسر کو جس کا عہدہ سب انسپکٹر کے عہدہ سے کم نہ ہو وارنٹ جاری کرے کہ وہ متعلقہ املاک ضبط کرنے اور ان کی تلاش کے لیے کسی بھی جگہ میں داخل ہو سکے ۔

دستاویز کو قبضہ میں لینے کے متعلق خصوصی دفعات :

۱ ۔ اگر لوکل گورنمنٹ یہ محسوس کرے کہ کسی اخبار ، کتاب یا کسی دوسری دستاویز میں ایسے الفاظ ، علامات یا تشبیہیں ہیں جو دفعہ ۴ (۱) کی تصریحات کی ذیل میں آتی ہیں تو وہ مقامی سرکاری گزٹ میں تحریری وجہ بیان کر کے اخبار ، کتاب یا

Marfat.com

دستاویز کی ہر کاپی بحق سرکار ضبط کرسکتی ہے۔ ہر پولیس افسر ایسا اخبار، کتاب یا دستاویز کو جہاں دیکھے قبضہ میں لے سکتا ہے اور مجسٹریٹ کسی بھی پولیس افسر کو جس کا عہدہ سب انسپکٹر کے عہدہ سے کم نہ ہو، ایسی جگہ کی تلاشی کے لیے وارنٹ جاری کرسکتا ہے جہاں ایسی دستاویزات کی موجودگی کا شبہ ہو۔

۲۔ چیف کسٹمز آفیسر یا لوکل گورنمنٹ کا مقرر کردہ کوئی دوسرا افسر بحری، بری یا فضائی راستے سے برطانوی ہندوستان میں آنے والے ہر اس پیکٹ کو روک سکتا ہے جس کے بارے میں شبہ ہو کہ اس میں ایسے اخبارات، کتابیں یا دستاویزات ہیں جن کے مندرجات دفعہ ۴ میں دی گئی تصریحات کے مطابق ہیں۔ ایسے پیکٹ میں جو اخبارات، کتابیں یا دستاویزات ملیں گی لوکل گورنمنٹ کے مقرر کردہ افسر کے سپرد کردیے جائیں گے جو ان کو ٹھکانے لگانے کا مجاز ہوگا۔

۳۔ ڈاک کے ذریعے کوئی ایسا اخبار یا نمبروں والا کاغذ نہیں بھیجا جا سکے گا جس کی اشاعت کی اجازت نہ لی گئی ہو۔

۴۔ ڈاک خانے کا انچارج افسر یا پوسٹ ماسٹر جنرل کا مقرر کردہ افسر خط یا پارسل کے سوا ہر ایسی چیز روک سکتا ہے جس کے بارے میں یہ شبہ ہو کہ اس میں:

الف: ایسا اخبار، کتاب یا دستاویز موجود ہے جس کے مندرجات دفعہ ۴ میں دی گئی تصریحات کے مطابق ہیں

ب: ایسا اخبار یا نمبروں پر مشتمل کاغذ ہے جس کی اشاعت بلا اجازت ہوئی ہے۔

یہ ایکٹ کل ۳۲ دفعات پر مشتمل تھا۔ دفعات ۲۳ تا ۲۲ میں متذکرہ بالا دفعات کے تحت اقدامات کے خلاف اعلیٰ عدالتوں میں چارہ جوئی کی صورتوں کی تفصیلات بتائی گئی تھیں۔ یہ قانون کسی نہ کسی شکل میں قیام پاکستان کے بعد تک موجود رہا اور اسے ۱۹۶۱ء میں منسوخ کیا گیا۔ ۱۹۳۲ء میں ضابطہ فوجداری ترمیمی ایکٹ اور قانون تعلقات خارجہ کا اغاز ہوا۔ تعلقات خارجہ کے قانون کے تحت مولانا مرتضےٰ احمد خان میکش اور مولانا سید حبیب کو

Marfat.com

سزائے قید کاٹنا پڑی۔ کیوں کہ انھوں نے افغانستان کے خلاف لکھا تھا۔ ۱۹۳۴ء میں قانون تحفظ ریاست ہائے ہند نافذ کیا گیا۔ اس کے نفاذ کی غرض وغایت یہ تھی کہ اخبارات ریاستوں کے حکمرانوں پر تنقید نہ کریں۔ دوسری جنگ عظیم شروع ہوئی تو ڈیفنس آف انڈیا ایکٹ نافذ کیا گیا۔ چنانچہ حکومت کو یہ اختیار حاصل ہو گیا کہ وہ بعض معاملات کی اشاعت روکنے کے لیے اخبارات پر سنسر عائد کر دے۔ سرکاری رازوں کے قانون میں بھی ترمیم کی گئی۔ جس کے تحت قرار دیا گیا کہ دشمن کے لیے خفیہ معلومات کی فراہمی پر عمر قید یا سزائے موت دی جائے گی۔ پریس ایمرجنسی پاورز کا دائرہ وسیع کر دیا گیا۔

Marfat.com

حوالہ جات

1. Bool Chand,"Urdu Journalism in the Punjab", *Journal of the Punjab University Historical Society*, II, No.1 (April 1933).

۲۔ پیسہ اخبار، ۲ مارچ ۱۹۱۷ء

3. K. Sajan Lal. A short History of Urdu Newspapers (Hyderabad, Deccan: , 1964).

۴۔ اے۔ آر شبلی A.R. Shibli "The Press".

5. S.M.A. Feroze, The Press in Pakistan (Lahore: National Publications, 1957), 91.

6. Bool Chand, "Urdu Journalism in the Punjab", Journal of the Punjab University Historical Society, II, No.1 (April, 1933).

۷۔ حکیم احمد شجاع، لاہور کا چیلسی "نقوش"، ۱۰۲ (جنوری ۱۹۶۴ء)، ۴۲

۸۔ ہمایوں، جنوری ۱۹۴۰ء

۹۔ ایضاً مارچ ۱۹۲۳ء

۱۰۔ مسلمان اگست ۱۹۲۳ء

۱۱۔ بہارستان، جنوری ۱۹۲۷ء

Marfat.com

۱۲ - ادب لطیف - جوبلی نمبر

۱۳ - ایضاً

۱۴ - ایضاً مارچ ۱۹۳۵ء

۱۵ - ایضاً

۱۶ - ساقی - جوبلی نمبر

۱۷ - ادب لطیف : ۱۹۶۲ء

۱۸. Bool Chand, "Urdu Journalism in the Punjab", Journal of the Punjab University Historical Society II, No.1 (April, 1933).

۱۹. S.M.A.Feroze : The Press in Pakistan (Lahore National Publications, p. 83.

۲۰ - عبدالسلام خورشید - صحافت پاکستان و ہند میں - (لاہور: مجلس ترقی ادب ۱۹۶۳ء،

۲۱ - ایضاً - ص ۴۷۴

۲۲. S.M.A. Feroze: The Press in Pakistan, (Lahore National Publications, 1957), 87.

۲۳ - احسان ۸ ستمبر ۱۹۵۴ء -

۲۴ - سید عبداللہ - "سرسید کا اثر اردو ادبیات پر" جدید اردو نثر مرتبہ محمد ابین زبیری -

۲۵ - انقلاب ۱۳ اپریل ۱۹۲۹ء

۲۶ - ایضاً ۳ جولائی ۱۹۲۹ء

۲۷ - ایضاً ۲۰ اگست ۱۹۲۹ء

Marfat.com

۲۸۔ ایضاً ۱۹ مئی ۱۹۲۹ء

۲۹۔ شہباز ۱۶ ستمبر ۱۹۴۶ء

۳۰۔ احسان ۱۴ فروری ۱۹۳۴ء

31. S.M.A. Feorze: The Press in Pakistan. (Lahore National Publications, 1957), 82.

۳۲۔ عبدالسلام خورشید۔ صحافت پاکستان وہند میں (لاہور: مجلس ترقی ادب ۱۹۶۳ء) ۴۱۶۔

۳۳۔ عبدالمجید سالک۔ سرگزشت (لاہور: قومی کتب خانہ، ۱۹۶۹ء) ۲۰۴

۳۴۔ بندے ماترم ۵ اکتوبر ۱۹۲۰ء

۳۵۔ ایضاً ایضاً

۳۶۔ ایضاً ۳ اکتوبر ۱۹۲۰ء

۳۷۔ عبدالمجید سالک۔ سرگزشت (لاہور: قومی کتب خانہ، ۱۹۶۹ء) ۲۰۴

38. S.M.A. Feroze: The Press in Pakistan, (Lahore National Publications, 1957), 85.

39. Ibid. 86.

40. Ibid. 86.

۴۱۔ عبدالسلام خورشید۔ صحافت پاکستان وہند میں (لاہور: مجلس ترقی ادب ۱۹۶۳ء)، ۴۳۲۔

۴۲۔ ایضاً ۴۳۵

Marfat.com

Marfat.com

باب ششم

پنجاب میں اُردو اخبار نویسی

۱۹۳۹ء تا ۱۹۴۷ء

Marfat.com

Marfat.com

۱۹۳۹ء سے ۱۹۴۷ء تک کے اردو اخبارات و جرائد:

۱۹۳۹ء کے بعد قیام پاکستان تک پنجاب میں اخبارات و جرائد کی سالانہ تعداد اوسطاً چھ سو کے لگ بھگ رہی۔ ہر سال سو ڈیڑھ سو اخبارات و جرائد بند ہوتے تھے اور کم و بیش اتنے ہی نئے اخبارات و جرائد شروع ہو جاتے تھے۔ لیکن اہم اور کامیاب اخبارات و جرائد جوں کے توں برقرار رہے۔ بند ہونے والے اخبارات و جرائد وہ ہوتے تھے جو وسائل کی کمی اور پست معیار کے باعث اپنے لیے جگہ پیدا نہیں کر سکتے تھے۔

نئے جاری ہونے والے اخبارات و جرائد میں سے بعض کامیابی اور مقبولیت حاصل کر لیتے تھے۔ ۱۹۴۰ء میں پنجاب سے جو روزانہ اخبارات شائع ہوتے تھے ان کی تعداد ۴۷ تھی۔ ان میں سے آٹھ انگریزی اخبارات تھے۔ جن میں سے صرف دی ٹریبون ڈیلی ہیرلڈ اور دی سول اینڈ ملٹری گزٹ قابل ذکر تھے۔ دی سول اینڈ ملٹری گزٹ بدیسی حکمران طبقہ کا ترجمان تھا۔ دی ٹریبون اور ڈیلی ہیرلڈ ہندوؤں کے اخبارات تھے مسلمانوں کے پاس ایک بھی انگریزی اخبار نہیں تھا۔ ایک گورمکھی اخبار، اکالی سکھوں کا تھا اور ہندی ملاپ ہندوؤں کا۔ اردو اخبارات کی تعداد ۴۴ تھی لیکن ان میں سے ۱۱ تجارتی خبرنامے تھے۔ باقی اخبارات میں سے بعض بالکل معمولی اور بے اثر اخبارات تھے۔ ۴۶-۱۹۴۵ء میں پنجاب سے شائع ہونے والے اخبارات و جرائد کی مکمل فہرست ضمیمہ "ج" میں دے دی گئی ہے۔ نیچے دیے گئے گوشوارے

Marfat.com

سے ان کی تعداد اشاعتوں اور اثر و رسوخ کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے ۔

	۷۸
ہفتہ میں تین بار	۳
سہ روزہ	۹
ہفت روزہ	۲۶۷
دس روزہ	۲
پندرہ روزہ	۵۰
ماہنامے	۳۸۱
دو ماہی	-
سہ ماہی	۵۷
چار ماہی	۱
ششماہی	۸
سالانہ	۷
۱۹۴۰ء میں جاری شدہ	۱۴۹
۱۹۴۰ء میں بند شدہ	۱۹۴
۱۹۴۰ء کے آخر میں تعداد	۶۷۹
میزان	۸۷۳

Marfat.com

ضلع	اردو	انگریزی	گورمکھی	رومن	ہندی	لسانی	لسانی	۳ سے زیادہ زبانوں میں	میزان	۱۹۴۰ء میں جاری ہونے والے اخبارات	۱۹۴۰ء میں بند ہونے والے اخبارات	۱۹۴۰ء کے آخر میں اخبارات کی تعداد
لاہور	۲۳۷	۱۹	۱۹	–	۱۴	۲۴	۷	۸	۳۹۷	۶۵	۷۹	۳۱۸
امرتسر	۵۱	۷	۳۷	–	۱	۵	۳	۱	۱۰۵	۱۴	۲۴	۸۱
راولپنڈی	۲۷	۲	۲	–	–	۲	۱	۲	۳۶	۴	۱۴	۲۲
لائل پور	۲۴	–	۱	–	–	۲	+	۳	۳۰	۸	۷	۲۳
لدھیانہ	۲۲	۱	۴	–	–	۲	–	۱	۳۰	۹	۸	۲۴
گوجرانوالہ	۲۳	۱	۱	–	–	۳	–	۱	۲۹	۵	۹	۲۰
جالندھر	۱۷	۳	۱	–	۲	۲	۲	–	۲۷	۲	۶	۲۱
انبالہ	۱۶	۲	۳	–	–	۱	۲	–	۲۴	۸	۵	۱۹
ملتان	۲۰	–	–	–	–	۱	۱	۱	۲۳	۲	۵	۱۸
گورداسپور	۱۸	۱	–	–	–	۲	–	–	۲۱	۵	۵	۱۶

(جاری ہے)

Marfat.com

فیروزپور	۱۱	۳	۲	—	۱	۱	—	۲	۲۰	۲	۴	۱۶
سیالکوٹ	۱۰	۴	—	—	—	—	۱	۲	۱۷	۱	۳	۱۴
شملہ	۴	۷	۲	۱	۱	—	—	۱	۱۶	۱	۸	۸
ہوشیارپور	۹	—	۲	—	—	۱	۱	۱	۱۳	۲	۲	۱۱
منٹگمری	۱۲	—	—	—	—	—	—	۱	۱۳	۴	۱	۱۲
گجرات	۱۱	—	—	—	—	—	۱	—	۱۲	۲	۳	۹
شاہپور	۹	۱	—	—	—	—	۱	—	۱۱	۱	۳	۸
جھنگ	۸	—	—	—	—	—	۱	—	۹	—	۱	۸
رہتک	۷	—	—	—	—	۱	—	—	۸	۳	—	۸
شیخوپورہ	۵	—	—	—	—	۱	—	—	۶	۲	۲	۴
گوڑگاؤں	۲	—	—	—	۳	—	—	—	۵	—	—	۵
کانگڑہ	۲	۱	—	—	۱	—	—	—	۴	۲	۲	۲
جہلم	۲	۱	—	—	—	—	—	۱	۴	۱	۲	۲

(باقی ہے)

Marfat.com

حصار	۲	—	—	—	۱	—	—	—	۳	۱	۱	۲
کرنال	۳	—	—	—	—	—	—	—	۳	—	۲	۱
کیمبل پور	۱	—	۱	—	—	—	—	۱	۳	—	—	۳
مظفرگڑھ	۱	—	—	—	—	—	—	—	۲	۱	—	۲
میانوالی	۱	—	—	—	—	—	—	—	۱	—	—	۱
ڈیرہ غازیخان	۱	—	—	—	—	—	—	—	۱	—	—	۱
	۵۵۷	۱۲۵	۷۲	۱	۲۵	۳۸	۲۲	۲۳	۸۷۳	۱۳۹	۱۹۳	۹۷۹ ٹ

Marfat.com

روزانہ اخبارات:

نمبر شمار	انگریزی اخبارات	مقام اشاعت	اشاعت	کیفیت
۱ ۔	دی سول اینڈ ملٹری گزٹ	لاہور	۱۸۹۵	!
۲ ۔	ڈیلی وائٹس	"	۵۰۰	
۳ ۔	ڈیلی ہیرالڈ	"	۹۰۰۰	
۴ ۔	راسٹرز کمرشل اینڈ شپنگ سروس	"	۹۰۰	
۵ ۔	ٹورنامنٹ بلیٹن	"	۵۰۰	
۶ ۔	ٹریبیون	"	۲۰۰۰۰	
۷ ۔	وار نیوز	"	۱۰۰۰	
۸ ۔	ویسٹ نیوز	"	۵۰	

ہندی:

۱ ۔	ملاپ	لاہور	۴۰۰۰	

گورمکھی:

۱ ۔	اکالی	لاہور	۱۵۰۰	

اردو:

۱ ۔	الفضل	قادیان	۱۵۰۰	
۲ ۔	آئینہ	لاہور	۱۰۰۰	۱۹۴۰ء میں جاری ہوا اور اسی سال بند ہو گیا

Marfat.com

۳- امرت پتریکا	امرتسر	۳۰۰	۱۹۴۰ء میں جاری ہوا اور اسی سال بند ہو گیا۔
۴- بجرنگ	لاہور	۵۰۰	۱۹۳۸ء میں لاہور سے جاری ہوا۔ جلد ہی بند ہو گیا۔
۵- بیوپار گزٹ	لائل پور	۱۰۰۰	
۶- بیوپار پتر	جڑانوالہ	۳۰۰	(سائیکلوسٹائل ہوتا تھا)
۷- بھلا ڈیلی مارکیٹ رپورٹ	اوکاڑہ	۱۰۰	
۸- بنولہ ڈیلی مارکیٹ رپورٹ	"	۱۳۰	
۹- چناب	ملتان	۳۵۰	۱۹۴۱ء میں بند ہو گیا۔
۱۰- ڈیلی مارکیٹ رپورٹ	لائل پور	۱۰۰	
۱۱- ڈیلی بزنس رپورٹ	"	۱۰۰	
۱۲- جڑانوالہ ڈیلی مارکیٹ رپورٹ	جڑانوالہ	۹۱	
۱۳- روزانہ ضمیمہ ہفت روزہ ذوالفقار	لاہور		۱۹۴۰ء میں شروع ہوا اسی سال بند ہو گیا۔
۱۴- دیال گزٹ مارکیٹ رپورٹ	لائل پور	۲۰۰	
۱۵- ایوننگ نیوز	لاہور	۵۰۰	
۱۶- گوجرانوالہ ٹائمز	گوجرانوالہ	۱۵۰۰	
۱۷- ہمدرد	راولپنڈی	۱۰۰۰	۱۹۴۰ء میں بند ہو گیا۔
۱۸- ہمدرد	لاہور	۲۰۰	
۱۹- ہندو	"	۲۰۰۰	
۲۰- ہندوستان	"	۱۰۰۰	
۲۱- احسان	"	۳۵۰۰	
۲۲- انقلاب	"	۳۶۰۰	

Marfat.com

۲۳۔ ایثار	لاہور	۵۰۰	
۲۴۔ جگت گورو	″	۱۰۰۰	
۲۵۔ جوہر	لدھیانہ	۲۰۰	
۲۶۔ خالصہ سیوک	امرتسر	۵۰۰	
۲۷۔ خالصہ ویر	لاہور	۵۰۰	
۲۸۔ مہاجن ڈیلی مارکیٹ رپورٹ	لائل پور	۳۰۰	
۲۹۔ مارکیٹ رپورٹ	اوکاڑہ	۱۴۵	
۳۰۔ ملاپ	لاہور	۱۹۰۰۰	
۳۱۔ مارننگ نیوز (اردو)	″	۱۰۰۰	
۳۲۔ نیو ملاپ	″	۲۰۰۰	
۳۳۔ اوکاڑہ مارکیٹ رپورٹ	اوکاڑہ	۱۲۵	
۳۴۔ پرتاپ	لاہور	۱۵۰۰۰	
۳۵۔ پیغام جدید	″	۳۰۰	
۳۶۔ رنجیت	سیالکوٹ	۲۰۰	
۳۷۔ روزنامچہ جنگ	جھنگ	۲۰۰	
۳۸۔ سندلیس	لدھیانہ	۱۵۰۰	
۳۹۔ سرفراز	لاہور	—	اسی سال بند ہوگیا۔
۴۰۔ شہباز	″	۲۵۰۰	
۴۱۔ شمس	ملتان	۴۰۰	
۴۲۔ ویر بھارت	لاہور	۱۸۰۰	
۴۳۔ وشو ملاپ (اردو)	″	۱۰۰۰	
۴۴۔ زمیندار	″	۲۷۵۰	۲۷

Marfat.com

اس گوشوارہ سے ظاہر ہے کہ بعض اخبارات مثلاً آئینہ، بجرنگ، چناب، ہمدرد، داور سرفراز وغیرہ اجراء کے بعد جلد ہی بند ہو گئے اور کوئی نقش قائم نہ کر سکے۔

۴۶-۱۹۴۵ء میں پنجاب میں اخبارات و جرائد کی تعداد لسانی لحاظ سے:

نمبر شمار	ضلع	انگریزی	اردو	گورمکھی	ہندی	دولسانی	سہ لسانی	کئی زبانوں میں	میزان
۱-	لاہور	۸۰	۱۷۲	۱۰	۱۰	۱۴	۸	۴	۲۹۶
۲-	امرتسر	۴	۲۵	۱۰	۱	۴	۲	۱	۴۷
۳-	لائل پور	۴	۱۲	۱	۲	۴	—	۱	۲۴
۴-	لدھیانہ	۲	۸	۱	—	۲	—	۱	۱۴
۵-	راولپنڈی	۳	۱۰	—	—	—	۱	۲	۱۶
۶-	جالندھر	۲	۱۰	۱	۱	۱	۱	—	۱۶
۷-	انبالہ	۲	۶	۱	۱	۱	۱	—	۱۲
۸-	گوجرانوالہ	۲	۸	—	۱	—	۱	—	۱۲
۹-	ملتان	۱	۱۳	—	۱	—	۱	—	۱۶
۱۰-	گورداسپور	۲	۷	—	۲	—	—	—	۱۱
۱۱-	فیروزپور	۲	۶	۱	۱	۲	۱	۱	۱۴
۱۲-	سیالکوٹ	۱	۴	—	—	۱	۱	۱	[illegible]
۱۳-	شملہ	۵	۱	—	—	۳	—	۱	۱۰
۱۴-	ہوشیارپور	۱	۳	—	۱	۲	—	—	[illegible]
۱۵-	منٹگمری	—	۹		—	—	—	—	۹
۱۶-	گجرات	۱	۶	—	—	—	—	۱	۸
۱۷-	شاہ پور	—	۲	—	—	—	—	—	۲

Marfat.com

۱۸ ۔ جھنگ	۔	۴	۔	۔	۔	۔	۔	۴
۱۹ ۔ رہتک	۱	۴	۔	۔	۔	۔	۱	۶
۲۰ ۔ گڑگاؤں	۔	۲	۔	۲	۔	۔	۔	۴
۲۱ ۔ حصار	۔	۱	۔	۲	۔	۔	۔	۳
۲۲ ۔ جہلم	۔	۔	۔	۔	۔	۔	۔	۔
۲۳ ۔ شیخوپورہ	۱	۲	۔	۔	۱	۔	۔	۴
۲۴ ۔ کیمبل پور	۱	۲	۱	۱	۔	۔	۔	۵
۲۵ ۔ کرنال	۔	۔	۔	۔	۔	۱	۱	۲
۲۶ ۔ مظفرگڑھ	۔	۔	۔	۔	۔	۔	۔	۔
۲۷ ۔ کانگڑہ	۱	۲	۔	۔	۔	۱	۔	۴
۲۸ ۔ میانوالی	۔	۱	۔	۔	۔	۔	۔	۱
۲۹ ۔ ڈیرہ غازیخان	۔	۱	۔	۔	۔	۔	۔	۱
میزان	۱۱۶	۳۲۱	۲۶	۲۴	۳۵	۱۹	۱۵	۵۵۶

۴۶ ۔ ۱۹۴۵ء میں اردو اخبارات و جرائد کی تعداد کیفیت کے لحاظ سے:

روزنامے	۲۶
ہفتہ میں تین بار	۳
سہ روزہ	۴
ہفت روزہ	۱۳۷
پندرہ روزہ	۱۸
ماہنامے	۱۲۶
سہ ماہی	۵

Marfat.com

چہار ماہی	۱
سالانہ	۱
میزان	۳۲۱ کے

Marfat.com

تحریک قیام پاکستان
اور
اخبارات کا نیا کردار۔

۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور میں آل انڈیا مسلم لیگ نے جو قرارداد منظور کی۔ اس میں لفظ پاکستان موجود نہیں تھا۔ قرارداد کا مطلب و مفہوم البتہ یہی تھا کہ مسلم اکثریت کے علاقوں کو مسلمانوں کے الگ وطن کی حیثیت دے دی جائے۔ اس قرارداد کی منظوری کے بعد پاکستان و ہندوستان کے تمام اخبارات میں مسلم ہندو تنازعہ سے متعلق بحث نے نیا رنگ اختیار کر لیا۔ ہندو اخبارات نے یہ پروپیگنڈہ بڑے زور سے شروع کر دیا کہ مسلمان "پاکستان" بنانا چاہتے ہیں۔ چونکہ متذکرہ بالا قرارداد لاہور میں منظور ہوئی تھی اور پنجاب مسلم اکثریت کا علاقہ تھا۔ اس لیے پنجاب کے اخبارات نے اپنی اپنی پالیسی کے مطابق شد و مد سے اپنا کردار ادا کرنا شروع کر دیا۔ ڈاکٹر عبدالسلام خورشید کے الفاظ ہیں:

> "۱۹۴۰ء میں قرارداد لاہور منظور ہوئی مسلم لیگ نے اسے پاکستان کا نام نہ دیا اور کافی عرصہ قائداعظم قرارداد لاہور کا ذکر کرتے رہے۔ انہوں نے "پاکستان" کا لفظ استعمال نہ کیا لیکن ہندو اخبارات نے اس لفظ کو اتنا اچھالا کہ قائداعظم نے یہی نام اپنا لیا۔ اگر ہندو صحافت پاکستان

Marfat.com

کا نام نہ اچھالتی اور اگر وہ قومی زاویہ نگاہ سے سیاسی
مسائل پر اظہار خیال کرتی تو شاید پاکستان اتنی جلدی
نہ بنتا۔“ ۵ؔ

یہ درست ہے کہ غیر مسلم اخبارات وجرائد نے قرارداد لاہور کی شدید مخالفت کی لیکن یہ بات درست نہیں ہے کہ مسلمانوں کا کوئی حلقہ لفظ ”پاکستان“ استعمال نہیں کرتا تھا۔ چودھری رحمت علی مرحوم نے بہت پہلے لفظ پاکستان وضع کیا تھا۔ ۱۹۳۵ء میں ایبٹ آباد (صوبہ سرحد) سے ایک ہفت روزہ ”پاکستان“ جاری ہوا[۶]۔ قرارداد پاکستان کی منظوری سے چھ سال قبل ”پاکستان“ کے نام سے رسالہ کا اجراء یہ بتاتا ہے کہ مسلمانوں کا ایک طبقہ قیام پاکستان کے لیے پہلے سے جدوجہد کر رہا تھا۔ ۱۹۴۴ء میں لاہور کے ایک ہفت روزہ ”جالستان“ کا نام بدل کر پاکستان رکھ دیا گیا۔ اور اس نے مطالبہ پاکستان کے دفاع اور نظریہ کی اشاعت میں بھرپور حصہ لیا۔ روزنامہ احسان اپنے اجراء کے دن سے مسلم لیگ کی ترجمانی کر رہا تھا۔ تاہم ہندوؤں اور سکھوں کے اخبارات نے قرارداد لاہور کو اس انداز سے پیش کیا جیسے یہ کوئی انہونی بات ہو یہ اخبارات ہندو اور سکھ راہنماؤں کے بیانات اور تقریروں اور ان کی سیاسی جماعتوں اور تنظیموں کی قراردادوں اور کارروائیوں کو نمایاں طور پر شائع کرتے تھے جو مطالبہ پاکستان اور مسلمانوں کے خلاف ہوتی تھیں۔ علاوہ ازیں یہ اخبارات قیام پاکستان کے مطالبہ کا ساتھ دینے والے مسلمانوں رہنماؤں کی تقاریر اور بیانات کو بھی نمایاں جگہ دیتے۔ اپنی طرف سے یہ ثابت کرنے کے لیے پورا زور قلم صرف کرتے کہ علیحدہ وطن کا مطالبہ کرنے والے مسلمان محب وطن نہیں ہیں۔ یہ پروپیگنڈہ بھی کرتے کہ قائداعظم اور ان کے ساتھی مسلمانوں کے حقیقی راہنما نہیں ہیں۔

ہندوستان کے عوام ویسے بھی بیدار ہو رہے تھے اور ان میں انگریزوں کی غلامی سے نجات حاصل کرنے کا جذبہ پیدا ہو چکا تھا۔ برطانیہ دوسری جنگ عظیم میں الجھا تو ہندوستان کے وسائل اور افرادی قوت کو جنگ میں جھونکنے لگا۔ اس سے بھی ہندوستان

Marfat.com

میں ایک ردعمل پیدا ہوا اور حصولِ آزادی کی تحریک زور پکڑنے لگی۔ ۱۹۴۲ء میں "ہندوستان چھوڑ دو" تحریک شروع ہوئی۔ انگریز حکمران مجبوراً ہندوستان کو کسی نہ کسی قسم کی آزادی دینے کی باتیں کرنے لگے۔ چنانچہ یہ مسئلہ اہمیت اختیار کر گیا کہ ہندوستان کا مستقبل کیا ہو۔ انڈین نیشنل کانگریس اور آل انڈیا مسلم لیگ نے جدا جدا مؤقف اختیار کیا یہ دور ہندوستان کی تاریخ کا ایک بحرانی دور تھا۔ چنانچہ اس دور میں اخبارات کو ایک بنا کر دار ادا کرنا پڑا۔

قیام پاکستان سے پہلے کے چند سالوں میں اخبارات و جرائد نے اپنی اپنی پالیسی اور استعداد کے مطابق ملکی سیاسیات میں حصہ لیا جو دور سیاسیات میں فیصلہ کن ثابت ہوا۔ اس میں پنجاب سے مختلف زبانوں میں شائع ہونے والے روزانہ اخبارات کی تعداد یہ تھی :۔

۱۔	اردو	۲۶
۲۔	انگریزی	۵
۳۔	ہندی	۲
۴۔	گورمکھی	۱

اردو میں چار سہ روزہ اور تین دو روزہ اخبارات شائع ہوتے تھے۔ ہفت روزہ اخبارات کی تعداد ایک سو سینتیس، پندرہ روزہ کی اٹھارہ اور ماہناموں کی ایک سو چھبیس تھی۔

چھبیس روزانہ اردو اخبارات میں سے پانچ یعنی ڈیلی بزنس رپورٹ، ہنولہ ڈیلی مارکیٹ، مہاجن ڈیلی مارکیٹ رپورٹ، اوکاڑہ مارکیٹ رپورٹ اور مارکیٹ رپورٹ تجارتی خبر نامے تھے۔ جن میں اجناس کے بھاؤ شائع ہوتے تھے۔ ان کی اشاعتیں سوا سو اور تین سو کے درمیان تھیں۔ باقی اکیس اخبارات میں سے ۱۷ لاہور سے شائع ہوتے تھے۔ یہ اخبارات مندرجہ ذیل ہیں تھے :۔

Marfat.com

۱- اجیت
۲- آزاد
۳- بندے ماترم
۴- ہندوستان
۵- احسان
۶- انقلاب
۷- جے ہند
۸- ملاپ
۹- نیو ملاپ
۱۰- نوائے وقت
۱۱- پربھات
۱۲- پرتاپ
۱۳- رنجیت
۱۴- شہباز
۱۵- ویر بھارت
۱۶- زمیندار
۱۷- زمزم

بیرون لاہور سے شائع ہونے والے چار روزنامے یہ تھے ۱۔

۱- الفضل :

یہ قادیان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا تھا۔ احمدی جماعت کا ترجمان تھا اور زیادہ تر تبلیغی نوعیت کا تھا

Marfat.com

۲۔ خالصہ سیوک :

یہ امرتسر سے شائع ہوتا تھا۔ سکھوں کا ترجمان تھا۔

۳۔ راہبر :

یہ سیالکوٹ سے شائع ہوتا تھا ہندوؤں کی ملکیت تھا۔ اثر اور اشاعت کے لحاظ سے بالکل معمولی حیثیت کا تھا۔

۴۔ شمس :

یہ ملتان سے شائع ہوتا تھا۔ مسلمانوں کا اخبار تھا۔ حلقہ اشاعت محدود تھا۔

مسلم اور ہندو اخبارات کے کردار کا جائزہ :

لاہور سے شائع ہونے والے اردو اخبارات میں سے بندے ماترم، ہندوستان، جے ہند، ملاپ، نیو ملاپ، پربھات، پرتاپ اور ویر بھارت یعنی آٹھ اخبارات ہندوؤں کے تھے۔ دو اخبار اجیت اور رنجیت سکھوں کے تھے۔ سات اخبارات مسلمانوں کے تھے۔ یہ تھے آزاد، احسان، انقلاب، نوائے وقت، شہباز، زمیندار اور زمزم۔ ہندوؤں اور سکھوں کے تمام اخبارات قیام پاکستان کے خلاف تھے، ان کے دوسری زبانوں میں شائع ہونے والے اخبارات بھی قیام پاکستان کی مخالفت شدومد سے کرتے تھے۔

سکھوں کا گورمکھی روزنامہ اکالی لاہور بھی پاکستان کے قیام کی زبردست مخالفت کرتا تھا۔ یہ کانگریس کی عدم تشدد کی پالیسی سے بھی متفق نہیں تھا۔ اردو روزنامہ ملاپ کا ہندی ایڈیشن، ہندی اخبار وشوابندھو لاہور انگریزی اخبارات دی ٹریبیون اور ڈیلی ہیرلڈ بھی انڈین نیشنل کانگریس کے مقاصد کی تکمیل کے لیے کام کرتے تھے۔ مسلمانوں

Marfat.com

کا واحد انگریزی اخبار ایسٹرن ٹائمز تھا جو وسائل سے بہرہ ور نہ ہو سکنے کے باعث کمتر حیثیت کا تھا۔ تاہم یہ مسلم لیگ کا موقف اور نقطۂ نظر پیش کرتا تھا۔ دی پاکستان ٹائمز کا اجراء قیام پاکستان سے چند ہی ماہ قبل ہوا۔ دی سول اینڈ ملٹری گزٹ حکمران طبقے کا اخبار تھا۔

جسونت سنگھ راز لکھتے ہیں:

"۱۹۴۴ء میں نوائے وقت ہفت روزہ سے روزنامہ ہوا تو ملک نور الٰہی کے احسان اور مولانا ظفر علی خان کے "زمیندار" کے سوا کوئی اخبار مسلم لیگ کا ہمنوا نہ تھا اور اگر تھا بھی تو منقار زیر پر ہو کر ع

خاموشی معنی دارد کہ در گفتن نمی آید

کا آئینہ دار تھا۔ جہاں تک مسلم پریس کا تعلق ہے شہباز یونینسٹ پارٹی نے خرید لیا تھا۔ اور احسان بھی خاکسار کا دم بھرنے لگا تھا اور انقلاب کا موقف نیمے درون نیمے بروں تھا۔۔۔ یونینسٹ وزارت کا ترجمان تھا اور اندیشہ سود و زیاں اسے تحریک پاکستان کی کھلم کھلا حمایت کرنے سے روکے ہوئے تھا۔ مگر تحریک پاکستان کا مخالف ہندو پریس یک زبان ہو کر اس کے خلاف صف آرا تھا۔" مک

مسلم اخبار "آزاد" "احرار" کا ترجمان تھا۔ زمزم بھی احرار کی حمایت کرتا تھا گویا یہ بھی قیام پاکستان کے خلاف تھے۔ انقلاب اس دور میں حکومت کی ہاں میں ہاں ملاتا تھا۔ شہباز اور احسان انڈین نیشنل کانگریس کی مذمت کرتے تھے اور مسلم لیگ کے موقف کے حامی تھے۔ لیکن بعض ادوار میں شہباز کی پالیسی بدل بھی جاتی تھی۔ مثلاً اپریل ۱۹۴۱ء میں اس کی پالیسی مسلم لیگ کے خلاف ہو گئی۔ کچھ عرصہ بعد اس کی

Marfat.com

ملکیت تبدیل ہوئی تو پالیسی بھی بدل گئی یہ اخبارات بعض اوقات قادیانیوں کی مخالفت اور ایسے دوسرے مسائل میں الجھ جاتے تھے جن کا تحریک پاکستان کے ساتھ تعلق نہیں تھا۔ زمیندار تحریک پاکستان کے آخری سالوں میں انڈین نیشنل کانگریس کے مقابلہ میں مسلم لیگ کی حمایت کرتا تھا۔ البتہ نوائے وقت بہ تمام وکمال تحریک پاکستان کی کامیابی کے لیے کام کرتا تھا۔

اس زمانہ میں مسلمان تعلیمی اور معاشی لحاظ سے ہندوؤں سے پیچھے تھے۔ اس کے باوجود کہ پنجاب مسلم اکثریت کا صوبہ تھا۔ مسلمانوں کے اخبارات کی اشاعتیں ہندوؤں کے اخبارات کی اشاعتوں کے مقابلہ میں بہت کم تھیں۔ ۴۶-۱۹۴۵ء کی سرکاری رپورٹ کے مطابق مختلف اخبارات کی اشاعت یہ تھی۔

نام اخبار	اشاعت	نام اخبار	اشاعت
اجیت	۴۷۰۰	آزاد	۳۰۰۰
بندے ماترم	۵۰۰۰	احسان	۳۲۰۰
ہندوستان	۱۵۰۰	انقلاب	۱۹۰۰
ملاپ	۱۳۰۰۰	نوائے وقت	۲۵۰۰
نیو ملاپ	۲۰۰۰	شہباز	۲۹۰۰
پربھات	۷۵۵۰	زمیندار	۴۰۰۰
پرتاپ	۳۰۰۰۰	زمزم	۲۰۰۰
ویر بھارت	۱۳۵۰۰	[8]	

[8] ڈاکٹر سید محمد عبداللہ نے اپنے مضمون "اردو صحافت تاثرات کے آئینے میں" میں لکھا ہے کہ:

Marfat.com

"پاکستان سے پہلے ہندو اخبارات بھی پبلک میں بڑے مقبول ہوتے ان میں ملاپ، بندے ماترم اور پرتاپ تھے ان میں بعض نامور ہندو ادیب اور شاعر کام کرتے تھے اور مسلمانوں کی اخبارات سے نوک جھونک رہتی تھی۔ میلارام وفا، تسنہ رام فدا اور چھپال سنگھ شیدا وغیرہ انہی میں کام کرتے تھے۔"

(روزنامہ جاوداں ۲۱ راکتوبر ۱۹۷۰ء)

جرائد اور تحریک پاکستان :

ہندوؤں اور سکھوں کے جرائد بھی مسلمانوں اور مطالبہ پاکستان کے خلاف نہاسی سرگرمی دکھاتے تھے۔ سیاسی معاملات پر رائے زنی زیادہ تر ہفت روزہ جرائد کرتے تھے۔ ہندوؤں اور سکھوں کے جو جرائد مسلمانوں اور پاکستان کے قیام کے خلاف لکھتے تھے ان میں سے مندرجہ ذیل بطور خاص قابل ذکر ہیں:

اردو ہفت روزہ آریا گزٹ لاہور۔
اردو ہفت روزہ گورو گھنٹال لاہور۔
اردو ہفت روزہ ہندو داد مانان۔
اردو ہفت روزہ شیر پنجاب لاہور۔
ہندی ہفت روزہ وشوا بندھو لاہور۔
ہفت روزہ تیغ منٹگمری۔
گورمکھی ہفت روزہ سکھ جیون موگا۔
انگریزی ہفت روزہ سنڈے ٹائمز لاہور
ہفت روزہ جگریت (لائل پور)
اردو ہفت روزہ دیش بھگت لاہور۔
اردو ہفت روزہ مہاجن سماچار
اردو ہفت روزہ نیشنل کانگریس لاہور۔
اردو ہفت روزہ کرم ویر لاہور۔
ہندی ہفت روزہ آریا جگت لاہور۔
گورمکھی ہفت روزہ فتح لاہور۔
انگریزی ہفتہ وار نیو پنجاب لاہور۔
گورمکھی ہفت روزہ جگت ویر
ماہنامہ پریتم اور ماہنامہ جگت گورو

Marfat.com

ہندوؤں کے اردو اخبارات کے ہفتہ وار ایڈیشن سنڈے پرتاپ، سنڈے پربھات سنڈے ملاپ وغیرہ جو بڑی تعداد میں شائع ہوتے تھے۔ انڈین نیشنل کانگرس کی ترجمانی کرتے تھے۔ آریا گزٹ ہندو، شیر پنجاب اور روزنامہ اخبارات کے ہفتہ وار ایڈیشن تو قیام پاکستان کی بڑھ چڑھ کر مخالفت کرتے تھے۔ سیالکوٹ میں لاہور تھاد کا "انسان" اور لالہ ملک راج کا راہبر اور سرگودھا کا ہفت روزہ "آزاد" بھی کانگرس کی حمایت میں پیش پیش تھے۔ بہاولپور میں انصاف اور "العزیز" مسلم لیگ کا نقطہ نگاہ پیش کرتے تھے۔

ہفت روزہ پاکستان :

مسلمانوں کے یوں تو بہت سے جرائد تبلیغ اسلام کے لیے وقف تھے۔ ان میں سے بعض مسلمانوں کے حقوق اور مفادات کی بات بھی کرتے تھے لیکن قیام پاکستان کے مطالبہ کی تائید اور مسلم لیگ کی ترجمانی کی توفیق بہت کم جرائد کو ہوئی۔ البتہ دو ہفت روزہ جرائد نے مطالبہ پاکستان کی حمایت میں خاصا کام کیا اور اس کا ذکر سرکاری رپوٹوں میں بھی موجود ہے۔ ان میں سے ایک ہفت روزہ پاکستان تھا جو ۱۹۴۴ء سے پہلے قبل "جالستان" کے نام سے شائع ہوتا تھا۔ ۱۹۴۴ء کو یہ پاکستان کے نام سے شائع ہونے لگا۔ اس کی ملکیت نواب حسین حمدوٹ کے پاس آگئی اس کے مدیر ابوسعید انور دجگر قریشی تھے۔ محمد عبداللہ پبلشر تھے۔ اگست ۱۹۴۴ء میں پرنٹر پبلشر سے ایک ہزار روپے کی ضمانت بھی لی گئی۔ اس ہفت روزہ کی اشاعت پانچ چھ سو تھی۔ جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے اس کے مندرجات مطالبہ پاکستان کی تائید و حمایت میں ہوتے تھے۔

ہفت روزہ وکیل جدید :

شیخ اقبال احمد کا یہ ہفت روزہ بھی مسلم لیگ کے موقف کی تائید کرتا تھا

Marfat.com

اور انڈین نیشنل کانگرس کی پالیسی کے خلاف تھا۔ یہ ۱۹۱۴ء میں وکیل کے نام سے جاری ہوا تھا۔ ۱۹۳۷ء میں اس کا نام وکیل جدید رکھ دیا گیا۔ ۱۹۴۲ء میں بند ہو گیا۔ لیکن ۱۹۴۵ء میں پھر شروع ہوا۔ اسی دور میں اس نے مسلم لیگ کے موقف کی ترجمانی کی۔

حافظ محمد اسلم کے ہفت روزہ خیام (لاہور) اور شیخ غلام ظفر حیدری کے ہفت روزہ طوفان (ملتان) میں بھی گاہے گاہے مسلم لیگ کے موقف کی ترجمانی ہوتی تھی اور یہ کانگرس کے موقف کی مخالفت کرتے تھے۔

ڈاکٹر عبد السلام خورشید کے الفاظ میں:

"مسلمان اخباروں کے دو گروہ تھے۔ ایک نیشلسٹ زاویہ نگاہ کا حامی اور دوسرا مسلم لیگ کا موید۔ آخر الذکر کے اخباروں میں کچھ اختلافات بھی تھے جو زیادہ تر لیگ کی صوبائی قیادت سے تعلق رکھتے تھے۔ اس دور میں نیشلسٹ گروہ کے مسلمان اخباروں کا دائرہ اثر اتنا محدود ہو کر رہ گیا کہ انہیں کوئی بھی نہیں پوچھتا تھا۔"[۵۲]

مجید نظامی "پریس ان پاکستان" میں لکھتے ہیں:

"یہ وہ دن تھے جب مسلم لیگ کا مطالبہ پاکستان برصغیر میں مسلمان اکثریت کا جزو ایمان بن چکا تھا۔ پنجاب میں برسر اقتدار یونینسٹ پارٹی اس مطالبہ کے خلاف تھی۔ قبل ازیں اس جماعت کے راہنما سر خضر حیات نے برطانوی حکمرانوں اور مسلم لیگ کی ہائی کمان دونوں کو خوش کرنے کی کوشش کی تھی۔ پنجاب کے مسلم اخبارات صوبائی حکومت سے ملنے والی مالی اعانت کے عوض حکمران جماعت کی اس دو عملی کی حمایت کر رہے تھے۔

Marfat.com

> لیکن مسلمان عوام یہ چاہتے تھے کہ یونینسٹ پارٹی ایک واضح
> اور حتمی مؤقف اختیار کرے ۔ نوائے وقت نے عوام کی
> اس خواہش کی ترجمانی کی اور مختصر مدت میں اپنی ساکھ
> قائم کر لی ۔ ۲۶

اخبار نویسی پر ادبیت کے غلبہ میں کمی:

بیسویں صدی کے ساتھ ہی اردو صحافت کا جو دور شروع ہوا تھا۔ وہ ادبی صحافت کا دور تھا ۔ اس دور میں پنجاب میں " زمیندار " نے ادبی صحافت کو اوج کمال تک پہنچا دیا ۔ دوسرے اخبارات کے لیے بھی اس کے سوا کوئی چارہ کار نہ رہا کہ وہ زمیندار کے نقش قدم پر چلیں ۔ رسائل نے تو خالصتاً ادبی صحافت کو فروغ دیا ۔

۱۹۳۹ء سے ۱۹۴۷ء تک کا دور خبر نویسی کا دور تھا۔ ۱۹۳۹ء میں دوسری جنگ عظیم شروع ہو گئی اور ۱۹۴۴ء تک جاری رہی چنانچہ جنگ کی خبریں ہی اخبارات میں زیادہ نمایاں طور پر شائع ہوتی تھیں ادھر اندرون ملک سیاسی معاملات نے ایسی شکل اختیار کر لی تھی کہ ہر مکتب فکر اپنے نقطہ نگاہ کو آسان اور عام فہم انداز میں پیش کرنے کی سعی کرتا تھا ۔

اخبارات بھی مختلف دھڑوں میں تقسیم تھے ۔ چنانچہ وہ اپنے اپنے دھڑے اور جماعت کی خبریں اور نقطہ نظر نمایاں طور پر اور مدلل انداز میں پیش کرتے ۔ حالات کے تقاضوں کے تحت لوگوں میں بھی اخبار بینی کا شوق بڑھا چنانچہ نتیجہ یہ ہوا کہ روزانہ اخبارات بلکہ سہ روزہ اور ہفت روزہ جرائد میں بھی صحافت کا عنصر غالب آ گیا اور علم و ادب کا دائرہ مجلات تک محدود ہو گیا ۔ صحافت زیادہ تر سیاسیات اور دیگر اہم عصری واقعات اور رجحانات کے دائرہ میں محدود ہو گئی اور روزمرہ

Marfat.com

ہے حالات و واقعات کی عکاس اور ترجمان بن گئی۔ اخبارات میں ادبی نوعیت کے مندرجات کم ہو گئے۔ ادب نے اپنے آپ کو صحافت سے الگ کر لیا۔

Marfat.com

نوائے وقت کا کردار

حمید نظامی مرحوم نے ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو پندرہ روزہ نوائے وقت جاری کیا اس سلسلے میں انہیں ڈاکٹر جمال بھٹہ، ڈاکٹر محمد باقر اور ڈاکٹر شبر حسن کا تعاون بھی حاصل تھا۔ ادارتی ذمہ داریاں حمید نظامی مرحوم کے پاس تھیں۔ جلد ہی یہ ہفت روزہ بن گیا۔

۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء پاکستان و ہندوستان کے مسلمانوں کی تاریخ میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس روز لاہور میں قرارداد پاکستان منظور ہوئی۔ اور تحریک پاکستان کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ نوائے وقت کا اجرا بھی انہی مقاصد کی تکمیل کے لیے ہوا تھا جو قائداعظم اور ان کے ساتھیوں کے سامنے تھے۔ ابتدا میں یہ اخبار ۲۲ × ۱۸ / ۴ سائز کے چھ صفحات پر مشتمل ہوتا تھا۔ صفحہ اول پر حمید نظامی مرحوم "غریب شہر" کے قلمی نام سے "سخن ہائے گفتنی" کا کالم لکھتے تھے اندرونی صفحات پر ایک مستقل کالم "جانی کیا سوچتی ہے" کے عنوان سے شائع ہوتا تھا۔ اس کالم میں ہندو راہنماؤں کی تقریروں اور ہندو اخبارات کی تحریروں کے اقتباسات دیئے جاتے تھے۔ گویا اس کالم کے ذریعے مسلمانوں کو ہندوؤں کے عزائم سے باخبر کیا جاتا تھا۔ دوسرے مندرجات بھی زیادہ تر سیاسی نوعیت کے ہوتے تھے۔

Marfat.com

جون ۱۹۴۰ء کے ہمایوں میں نوائے وقت کے بارے میں لکھا گیا کہ :

"یہ ہفتہ وار اخبار حضرت حمید نظامی کی ادارت میں لاہور سے جاری ہوا ہے۔ اب تک اس کے چار پرچے نکل چکے ہیں۔ ہر پرچہ مضامین اور حسن ترتیب کے لحاظ سے سابقہ پرچے کے مقابلے میں بہتر نظر آتا ہے حضرت حمید نظامی کی ادبی دستگاہ سے ناظرین "ہمایوں" خوب واقف ہیں۔ ان کے کامیاب طنزیہ مضامین نہایت جاذب توجہ ہوتے ہیں اور ہمایوں کے قارئین بارہا ان کے متعلق پسندیدگی کا اظہار بھی کر چکے ہیں۔ نوائے وقت کے اہم ترین مقاصد دو ہیں۔ اردو زبان کی خدمت اور علامہ اقبال کے پیغام کی اشاعت۔ یہ مقاصد نہایت وسیع ہیں اور یہ اخبار کامیابی کے ساتھ ان سے عہدہ برآ ہو رہا ہے۔ نوائے وقت کے صفحات پر ادب و سیاست کی ایک خوشگوار آمیزش نظر آتی ہے۔"

حمید نظامی مرحوم پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے بانیوں میں سے تھے۔ آپ کچھ عرصہ اس کے صدر بھی رہے۔ اسلامیہ کالج لاہور کے مجلہ کریسنٹ کے مدیر اور ایک سیاسی ماہنامہ ساربان کے معاون مدیر بھی رہے۔ کچھ عرصہ روزنامہ ٹبیل کا خبر میں بھی کام کیا لیکن اخبار کی پالیسی سے اختلاف کی بنا پر اس سے علیحدہ ہو گئے۔ ایسوسی ایٹڈ پریس آف انڈیا میں رپورٹنگ کی تربیت حاصل کی۔ کچھ عرصہ اورینٹ پریس آف انڈیا کی لاہور شاخ کے منتظم بھی رہے۔ بعض رسائل و اخبارات میں مضامین بھی لکھتے رہے۔ رفتہ رفتہ ان کی تمام تر توجہ نوائے وقت پر مرکوز ہو گئی۔ حالات کا تقاضا بھی یہی تھا کہ نوائے وقت تحریک پاکستان میں بھرپور کردار ادا کرے اگرچہ

Marfat.com

حمید نظامی مرحوم کی صحافت کا ابتدائی دور تھا لیکن ڈاکٹر محمد باقر کے الفاظ میں :

"حمید نظامی مرحوم کے قلم کی گیرائی کا یہ عالم تھا کہ دو مرتبہ کلکتے کے مشہور اخبار سٹیٹسمین نے اس کالم کا انگریزی میں ترجمہ کر کے اسے شائع کیا۔" ۱۱۳

حمید نظامی کا یہ کالم "لیل و نہار" کے عنوان سے چھپتا تھا۔ قائداعظم نے بھی انہیں مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی میں لینے کی خواہش ظاہر کی، لیکن انہوں نے ادب کے ساتھ معذرت کر لی۔ اور صرف صحافت کے میدان میں کام کرنا پسند کیا۔ مسلم لیگ نے پنجاب میں ایک روزنامے کی ضرورت محسوس کی تو حمید نظامی نے شیخ حامد محمود صاحب کے اشتراک سے ۲۲ جولائی ۱۹۴۴ء کو اس اخبار کو روزنامہ بنادیا۔ ۹ مارچ ۱۹۴۶ء کو نوائے وقت سے دو ہزار روپے کی ضمانت طلب کی گئی، جو جمع کرادی گئی۔ پاکستان بننے کے بعد اپریل ۱۹۵۱ء میں دولتانہ وزارت کے عہد میں نوائے وقت کا ڈیکلریشن منسوخ کر دیا گیا۔ حمید نظامی نے "جہاد" جاری کر دیا۔ حکومت کے دباؤ کے تحت کسی پریس میں اس کا چھپنا مشکل ہو گیا تو انہوں نے "نوائے پاکستان" جاری کیا۔ آخر ایک سال بعد نوائے وقت پھر شائع ہونے لگا۔

فروری ۱۹۶۲ء میں نوائے وقت کے بانی اور مدیر حمید نظامی اللہ کو پیارے ہو گئے تو اخبار کی ادارت اور انتظام کی ذمہ داریاں آپ کے بھائی جناب مجید نظامی کے کاندھوں پر آپڑیں۔ آپ نے نہ صرف نوائے وقت کی روایات کو زندہ رکھا بلکہ انتہائی کٹھن حالات میں قوم کی ترجمانی کا حق ادا کیا۔

یوں تو ہر دور میں نوائے وقت کو حکومت وقت کے عتاب کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن ایوب خان مرحوم اور بھٹو کے دور حکومت میں اس اخبار کو سخت آزمائش سے دوچار ہونا پڑا۔ جناب مجید نظامی نے نہ صرف نامساعد حالات کا مردانہ وار مقابلہ کیا بلکہ نوائے وقت میں قابل قدر اضافے بھی کیے اور اسے مزید ترقی دی ۱۹۷۹ء میں نوائے وقت لاہور، راولپنڈی اور ملتان کے علاوہ کراچی سے بھی شائع ہونے لگا۔

Marfat.com

"نوائے وقت کے بانی حمید نظامی مرحوم، ایڈیٹر، اداریہ نویس اور صحافی کے فرائض اور اوصاف کے بارے میں واضح نقطہ نظر رکھتے تھے ان کی رائے یہ تھی کہ ایک اچھے صحافی کے پاس علم ہونا چاہیے۔ ایمانداری ہونی چاہیے۔ مطلب یہ کہ جس چیز پر لکھنا ہو اس کے متعلق علم اور معلومات ہوں اور پھر ایمان داری سے وہ ان چیزوں پر لکھے۔" [۱۲]

حکومت پر تنقید کے ضمن میں ان کا نظریہ یہ تھا کہ:

"حکومت پر تنقید ضرور ہونی چاہیے، لیکن وہ دیانت پر مبنی ہونی چاہیے اور یہ چیز ہمیشہ مدنظر ہونی چاہیے کہ تنقید سے قوم میں بددلی اور منفی رجحان پیدا نہ ہو لوگ تنقید پڑھ کر مایوس نہ ہو جائیں کہ اس ملک کا تو کچھ بن ہی نہیں سکتا۔ یہ تاثر مرتب نہ ہونا چاہیے۔ دوسرا یہ کہ تنقید برائے تنقید نہ ہونی چاہیے اور نہ صرف یہ دکھانے کے لیے کہ ہم نکتہ چینی کر رہے ہیں۔" [۱۳]

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، نوائے وقت مسلم لیگ کے مقاصد کی تبلیغ اور تحریک پاکستان کو مقبول اور مضبوط بنانے کے لیے روزنامہ بنا تھا اور حمید نظامی اس تحریک میں دل و جان سے شریک تھے۔ چنانچہ پاکستان بننے تک اخبار کے دوسرے صفحات کی طرح ادارتی صفحہ بھی زیادہ تر اسی مقصد کے لیے وقف رہا۔ نظریاتی محاذ پر نوائے وقت نے جو کام کیا اور اس سلسلے میں مشکلات برداشت کرنی پڑیں ان کے بارے میں ظہور عالم شہید لکھتے ہیں:

"نوائے وقت نے جب پنجاب میں ہندو کانگریس، غلط اندیش سکھوں، انگریز کے پٹھو یونینسٹوں اور سادہ

Marfat.com

لوح یا گم کردہ راہ نیشنلسٹ مسلمانوں کے خلاف چومکھی جنگ لڑی تو مسلمان آبادی کی باشعور رائے عامہ نے اخبار کی پوری سرپرستی کی۔ ۔ ۔ ۔ اس عرصے میں نوائے وقت کے لیے حکومت نے کئی پریشانیاں بھی پیدا کیں۔ ایک دفعہ منظور شدہ کوٹہ سے زیادہ نیوز پرنٹ استعمال کرنے کے الزام میں ایڈیٹر و پبلشر کو گرفتار کر لیا گیا۔ ۔ ۔ قیام پاکستان تک صوبے کی یونینسٹ وزارت جہاں ایک طرف مقدمے بناتی رہی وہاں اس وزارت کے مقربین نوائے وقت کے لیے ترغیبات کا جال بھی پھیلاتے رہے۔"[۱۲]

اس سلسلے میں ڈاکٹر عبدالسلام خورشید نے لکھا ہے کہ:

"میدان میں کوئی ایسا اخبار نہ تھا جو کسی نہ کسی رنگ میں صوبائی وزارت سے متاثر نہ ہو۔ ایسے میں نوائے وقت وہ اخبار تھا جو اتحاد Unionist پارٹی کا پورا مخالف نیز صوبائی اور آل انڈیا دونوں دوائر میں آل انڈیا مسلم لیگ کا ترجمان تھا۔ مسلم لیگ عوامی تحریک بن چکی تھی اور نوائے وقت اس عوامی تحریک کا سب سے بڑا عکاس اور ترجمان تھا۔ پھر ۱۹۴۶ء کے عام انتخابات آئے۔ "شہباز" نے زمیندارہ لیگ (یونینسٹ پارٹی) کی پوری حمایت کی۔ "انقلاب" نے زمیندارہ لیگ کی نہ حمایت کی نہ مخالفت کی۔ "زمیندار"، "احسان" اور "نوائے وقت" نے مسلم لیگ کی پوری تائید کی، لیکن

Marfat.com

عوام کو نوائے وقت کی تائید پر زیادہ اعتماد تھا۔ اس
کے بعد پبلک سیفٹی ایکٹ کے خلاف لیگ نے سول
نافرمانی شروع کی تو اس میں نوائے وقت پیش پیش
تھا۔ اس لیے نوائے وقت عوام کا محبوب ترین اخبار
بن گیا۔" [15]

ظہور عالم شہید صاحب ہی نے تحریک پاکستان میں نوائے وقت کے کردار کا
ذکر کرتے ہوئے مزید لکھا ہے:

"اگر یہ کہا جائے تو اس میں کوئی مبالغہ نہیں ہوگا کہ اس
زمانے میں نوائے وقت نہ ہوتا تو مسلمانوں کی تحریک
اتنے قلیل عرصے میں انہیں کبھی اپنی منزل سے ہم کنار نہ
کرسکتی۔ اگرچہ نوائے وقت نے اردو صحافت کو بہت کچھ
دیا لیکن حمید نظامی کی صحافت کا نمایاں ترین وصف
ان کی سلیس مدلل اور موثر اداریہ نگاری ہے۔" [16]

اگرچہ حمید نظامی "انگریزوں"، ہندوؤں، یونینسٹوں اور نیشنلسٹ مسلمانوں کے
خلاف چومکھی لڑائی لڑتے تھے اور فریقین کے جوش و خروش کی وجہ سے اس دور
کی فضا بھی جوش و جذبہ سے معمور تھی لیکن حمید نظامی نے کبھی اعتدال کا دامن نہ چھوڑا
وہ انتہائی ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ بہت سادہ مگر منطقی اور مدلل انداز میں
لکھتے۔ جناح، گاندھی ملاقات بےنتیجہ ثابت نہ ہونے پر طاقت در ہندو پریس نے
قائداعظم کے خلاف ہنگامہ بپا کیا تو حمید نظامی نے "ہندو مسلم منافرت کی آگ" کے
زیر عنوان اداریے میں لکھا:

"گاندھی جناح گفتگو سے مصالحت ناکام رہی۔ خدا گواہ
ہے کہ مسلمانوں کو اس ناکامی پر افسوس ہے اس لیے
کہ وہ دل سے اس بات کے خواہاں تھے کہ آپس کا

Marfat.com

جھگڑا ختم ہوا اور ہندو مسلمان مل کر برطانیہ سے اپنی آزادی کا مطالبہ کریں۔ ۔ ۔ ۔ چنانچہ پچھلے ایک ہفتے میں ایک بھی مسلمان لیڈر یا اخبار نے کوئی ایسی بات نہیں کہی یا لکھی جس سے دونوں فریقوں کے تعلقات بگڑنے کا احتمال ہو۔ ۔ ۔ اس کے برعکس ہندو لیڈروں اور اخبارات کا رویہ روز بروز شر انگیز ہوتا جا رہا ہے۔ اور مسٹر جناح کے خلاف بہتان اور اتہام زیادہ گھناؤنی شکل اختیار کرتے جا رہے ہیں۔ ہندو اخبارات اب یہ کہہ رہے ہیں کہ جناح آزادی کا دشمن ہے۔ جناح امپیریل ازم کا ایجنٹ ہے۔ جناح مسلمانوں کا نمائندہ نہیں۔ ان کی کوشش یہ ہے کہ مولوی فضل حق اور ملک خضر حیات کی قسم کے مسلمانوں کی پیٹھ پر تھپکی دے کر انہیں مسلمانوں کے نمائندوں کی حیثیت سے دنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔ اگر یہ اکابر مسلمانوں کی ترجمانی کے اہل ہوتے یا مسلمانوں کی طرف سے ہندوؤں کے ساتھ بات چیت کرنے کے قابل ہوتے تو یہ جھگڑا کبھی کا مٹ چکا ہوتا۔ کیونکہ انہیں تو ہندوؤں سے کوئی اختلاف نہیں۔ حصول و تقسیم، اختیار و اقتدار میں وہ کانگرس اور ہندوؤں کے ہم نوا و ہم خیال ہیں۔ ہندوستان کی وحدت کے مسئلے پر ان کی اور کانگرس کی رائے ایک ہے۔ ہندوستانی سیاست میں مسلمانوں کے مقام و موقف کے متعلق ان میں اور کانگرسیوں

Marfat.com

میں کوئی اختلاف نہیں۔ ہندو اخباروں نے یہ کہنا شروع
کر دیا ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت مسلمانوں کے ساتھ نہیں
بلکہ ان اکابر کے ساتھ ہے۔ ۔ ۔ ۔ فی الواقع مسلمانوں
کی اکثریت ان لوگوں کے ساتھ ہے تو جھگڑا ہی کیا باقی
رہ گیا۔ ۔ ۔ مگر ہندو لیڈر اور ہندو اخبارات خوب
جانتے ہیں کہ کون کس کا نمائندہ ہے اور مسلمانوں کی
ترجمانی اور نمائندگی کا حق دار کون ہے۔ ان کی موجودہ
سرگرمیوں کا مقصد صرف مسلمانوں میں اختلاف پیدا کرنا
اور انہیں آپس میں لڑانا ہے۔" [۱۷۱]

اسی اشاعت میں ایک شذرہ "علمائے کرام اور مسلم لیگ" چھپا جس کا ایک
اقتباس یہ ہے:

"جمعیت علمائے بنگال نے اپنے سالانہ اجلاس میں ایک
قرارداد کے ذریعے مسلم لیگ کے مطالبہ پاکستان کی حمایت
کی ہے اور مسلمانوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ اس ملی
نصب العین کے حصول کے لیے مسلم لیگ کی تنظیم میں
شامل ہوں اور اسے تقویت پہنچائیں۔ ہندوستان کے
علمائے کرام کے متعلق ایک غلط فہمی بہت عام ہے اور
وہ یہ کہ ہندوستانی علمائے اسلام پاکستان اور مسلم لیگ
کے خلاف ہیں حقیقت یہ ہے کہ علمائے اسلام کی
غالب اکثریت اس وقت بھی مسلم لیگ کے ساتھ ہے
اور علما میں پاکستان کے مخالف تو شاذ و نادر ہی ہوں
گے۔ علمائے کرام کے متعلق یہ بہتان اس لیے عام
ہو گیا کہ لیگ کے دشمن پریس نے ان علما کے بیانات

Marfat.com

اور سرگرمیوں کو بہت زیادہ اہمیت و شہرت دی جو کسی
نہ کسی وجہ سے مسلم لیگ کے مخالف ہیں اور مسلم لیگ
کے حامی و موید علما کے متعلق ان اخباروں میں کبھی ایک
سطر بھی شائع نہیں ہونے پاتی ۔۔۔ الخ "

(نوائے وقت ۶ ر اکتوبر ۱۹۴۴ء)

تحریک پاکستان اور برصغیر کی تقسیم کے سلسلے میں "سکھوں" کا مسئلہ ابھرا تو حمید نظامی نے "مسئلہ پاکستان اور سکھ" کے زیر عنوان اداریہ لکھا۔

"اکالیوں کا اخبار" اجیت" اپنی ۱۸ ستمبر کی اشاعت میں رقم طراز ہے :

" میں نے پہلے بھی لکھا تھا اور اب پھر دہراتا ہوں کہ مسلمان بھائیوں نے سکھوں کے سلسلہ میں جو رویہ اختیار کیا ہے وہ غلط ہے۔ ہمیں یہ ماننے کے لیے مجبور کیا جا رہا ہے کہ ہمارا مسئلہ صرف پنجاب، دوسرے الفاظ میں مسلمانوں سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کے جواب میں ہم یہی کہتے ہیں کہ یہ بھی ایک ٹھوس سچائی ہے کہ مسلمان سکھوں کی رضامندی کے بغیر پاکستان ہرگز حاصل نہیں کر سکتا۔ اسے یہ بھی احساس کرنے پر مجبور ہونا پڑے گا کہ پاکستان کا مسئلہ ہندوؤں سے نہیں بلکہ سیدھا سکھوں سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لیے سکھوں سے بات چیت نتیجہ خیز ثابت ہو سکتی ہے تلواروں اور کرپانوں کی نمائش کے دوران میں عقل کی یہ بات نہایت خوش آئند خیال ہے۔ مسلمانوں نے کب کہا ہے کہ وہ ہندوؤں اور سکھوں کی مرضی و رضامندی کے بغیر پاکستان حاصل کر سکتے ہیں۔ پاکستان کا مقصد فرقہ وارانہ مسئلے کا دائمی حل ہے، نہ کہ دائمی سول وار۔

Marfat.com

مسلمانوں کا ہرگز یہ منشا نہیں کہ وہ کسی ایک قوم سے بے انصافی کریں یا اپنے قومی اقتدار کے لیے اس کے مفادات کو نظر انداز کر دیں۔ "یہ بھی ایک ٹھوس سچائی ہے۔" کا مطلب یہ ہے کہ "اجیت" اس امر کا انکشاف کرتا ہے کہ سکھوں کا مسئلہ فی الواقعہ صرف مسلمانوں سے وابستہ ہے۔ اب رہی اس کی مسلمانوں کو یہ دعوت کہ وہ سکھوں سے بات چیت کریں تو مسلمانوں نے کب اس سے انکار کیا ہے۔ اجیت سے بہت قبل خود قائداعظم نے سکھوں کے ذمہ دار لیڈروں کو اس کی دعوت دی کہ وہ متنازعہ فیہ مسائل کے حل کے لیے ان سے ملیں یا اپنے شکوک و شبہات اور مطالبات انہیں لکھ کر بھیجیں۔ بدقسمتی سے ماسٹر تارا سنگھ نے ان کی پیشکش کو بالکل غلط رنگ میں لیا اور اس کا جواب نامناسب انداز میں دیا۔ گیانی کرتار سنگھ جو سکھوں میں نہایت بلند مرتبہ کے مالک ہیں، ہم سے اس حقیقت کا اعتراف کر چکے ہیں۔ سیاسی مصلحتیں اجازت نہیں دیتیں کہ اس وقت ان ملاقاتوں کی روداد بالتفصیل بیان کی جائے جو گیانی جی سکھوں کے نمائندے کی حیثیت سے وقتاً فوقتاً مسٹر جناح سے کرتے رہے، لیکن غالباً گیانی جی بھی اس کی تائید ہی فرمائیں گے کہ وہ جب کبھی کسی مقصد کے لیے جناح صاحب کے پاس گئے، مسٹر جناح نے ان کی توقع سے زیادہ پذیرائی کی اور مدد فرمائی۔ ان حقائق کو جانتے ہوئے بھی ندا جانے سکھ

Marfat.com

لیڈر کن مصلحتوں کے پیش نظر مسٹر جناح اور مسلم لیگ
سے گفت وشنید سے احتراز کر رہے ہیں اور پبلک
جلسوں میں ایسی تقریریں کر رہے ہیں جن کی تکذیب
خود ان کا دل کرتا ہے ۔ ہم سکھ لیڈروں کو دعوت دیتے
ہیں کہ وہ اپنی تجاویز واضح شکل میں مسلم لیگ کے
سامنے رکھیں اور مسلم لیگ کی طرف سے یقین دلاتے
ہیں کہ مسلمان ماسٹر تارا سنگھ کے الفاظ میں انہیں اپنے
حضور "عرضی گذارنے" کے لیے نہیں کہہ رہے بلکہ وہ
ایک باعزت قوم کی طرح دوسری باعزت قوم کی طرف
دوستی کا ہاتھ بڑھاتے ہیں اور یہ معلوم کرنا چاہتے
ہیں کہ وہ کن شرائط پر اس دست مودت کو قبول کر
سکتی ہے ۔" [۱۸]

قیام پاکستان سے قبل ان کے بیشتر اداریوں کے مرکز و محور تحریک پاکستان اور "قائد اعظم" ہی ہوتے تھے ۔ چنانچہ کبھی وہ "ہندو پریس کا خطرناک کھیل" کے زیر عنوان ہندوؤں اور ان کے اخبارات کے پراپیگنڈے کا سدباب کرتے ، کبھی "خالصہ جی ہوشیار" ! کے زیر عنوان اداریہ لکھ کر سکھوں کو ہندوؤں کے عزائم سے آگاہ کرتے ۔ لیکن نہایت مدلل ، متین اور عام فہم انداز میں ضرورت کے وقت صحافتی تقاضوں کے پیش نظر دوسرے اہم مسائل و امور پر بھی اداریے لکھتے تھے ۔

اگرچہ حمید نظامی نے اردو اداریے کو مختصر اور جامع بنانے کی روایت قائم کی ، مگر "مختصر نویسی" ان کے نزدیک حتمی اصول نہیں تھا ۔ اہم اور سنگین مسئلہ درپیش ہونے کی صورت میں وہ طویل اداریے بھی لکھتے تھے ۔ مثلاً قیام پاکستان کے بعد بھارت میں جو خونریزی ہوئی اس پر انہوں نے مندرجہ ذیل اداریہ لکھا ۔ یہ اداریہ انتہائی جذباتی فضا میں لکھا گیا تھا ، مگر اعتدال اور توازن کے عناصر اس میں بدستور

Marfat.com

موجود ہیں :

امرتسر سے سبق

۱۱ اگست کو لاہور کی فرقہ دارانہ حالت خراب ہو گئی اور پریس کے بند ہو جانے کی وجہ ہم پانچ دن اخبار شائع نہ کر سکے۔ اس مختصر وقفے میں ملک میں بہت سے اہم واقعات رونما ہوئے۔ پنجاب میں لیگ وزارت قائم ہو گئی۔ ہندوستان آزاد ہو گیا اور پاکستان کی آزاد و خود مختار سلطنت، جو صرف چند ماہ پہلے شاعر کا خواب سمجھی جاتی تھی، معرض وجود میں آ گئی مگر ہمارے نزدیک ان سب واقعات سے زیادہ اہم اور توجہ طلب سانحہ امرتسر کی تباہی ہے۔ پنجاب میں مسلمانوں کے اس دوسرے سب سے بڑے شہر میں یہ قتل عظیم اس ہفتے کا ہی نہیں، پنجاب کی تاریخ میں سکھا شاہی کے بعد پوری ایک صدی کا سب سے الم ناک واقعہ ہے۔ امرتسر پر جو قیامت گزر گئی ہے ان کی تفاصیل اخبارات میں شائع نہیں ہو سکیں خبر رساں ایجنسیوں اور آل انڈیا ریڈیو نے اس معاملے میں افسوس ناک بد دیانتی سے کام لیا۔ جو خبریں دوسرے ذرائع سے لاہور میں پہنچیں وہ سنسر کی پابندیوں کے باعث شائع نہیں ہو سکیں۔ اس کے برعکس لاہور میں جو ہنگامہ ہوا باوجودیکہ وہ امرتسر کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتا تھا، خبر رساں ایجنسیوں اور آل انڈیا ریڈیو نے اس کی خوب تشہیر کی اور اخبارات نے بھی اسے زیب

Marfat.com

عنوان بنایا۔

ہمیں احساس ہے کہ سنسر کی پابندیاں ابھی تک قائم ہیں۔ یہ پابندیاں نہ بھی ہوتیں تو ہمیں یہ احساس ہی کافی تھا کہ فرقہ وارانہ فضا بے حد مخدوش ہے اور ہمارے قلم سے ایک لفظ بھی ایسا نہیں نکلنا چاہیے جو اشتعال کا باعث بن کر جلتی پر تیل کا کام دے، لیکن ان احساسات کے علاوہ ہمیں اپنی اس ذمہ داری کا بھی احساس ہے جو قوم کی طرف سے ہم پر عائد ہوتی ہے۔

اگر ہم امرتسر کے معاملے میں اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ نہ ہوں گے تو قوم کے بدترین مجرم ہوں گے۔ امرت سر سے متعلق قوم کو اندھیرے میں رکھنا اسے دھوکا دینے کے مترادف ہے۔ رونگٹے کھڑے کر دینے والی تفصیلات کو نظر انداز کرتے ہوئے امرت سر سے متعلق یہ کہنا ناگزیر ہے کہ اس شہر میں بے گناہ مرد، عورتوں اور بچوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کیا گیا۔ امرت سر کے غیور مجاہد گزشتہ چھ ماہ سے حیرت انگیز پامردی اور استقلال کے ساتھ اپنی انفرادی عزت اور قومی آبرو کو بچا رہے تھے۔ انہوں نے انتہائی ناساعد حالات میں منظم غنڈہ گردی کا مقابلہ کیا اور اسے ناکام بنایا، مگر یکایک ایسا پانسہ پلٹا کہ وہ بے بس اور مجبور ہو کر رہ گئے اور غنڈوں کے منظم و مسلح گروہوں نے ان پر وہ وحشیانہ مظالم ڈھائے کہ تاریخ میں اس کی چند ہی مثالیں مل سکیں گی۔ ایک ہندو سپرنٹنڈنٹ پولیس نے

Marfat.com

مسلمان پولیس سے ہتھیار چھین کر اسے نہتا کر دیا۔ یہ سگنل تھا غنڈہ عناصر کے لیے کہ اب وہ من مانی کارروائی کر سکتے ہیں۔ غنڈوں کے مسلح گروہ بے بس مظلوموں پر حملہ آور ہوئے۔ ان کی ہم قوم پولیس اور فوج نے انہیں روکنے کی بجائے ان کی حوصلہ افزائی کی۔ مجروحین اول تو ہسپتال ہی نہ پہنچ سکے اور اگر پہنچے تو کوئی ان کی مرہم پٹی کے لیے بھی آمادہ نہ تھا۔ غنڈوں کے ہم قوم اور ہم مذہب ڈاکٹروں اور کمپونڈروں نے طبابت کے معزز پیشے کے اخلاق کی دھجیاں اڑاتے ہوئے اپنی بے توجہی سے ان مظلوموں کو مار ڈالا۔ امرت سر کے وہ غیرت مند جو مسلسل چند ماہ تک غنڈہ گردی کی قوتوں کو قدم قدم پر شکست دیتے رہے تھے جب چاروں طرف سے اس طرح گھر گئے تو ہجرت اور فرار کے سوا ان کے پاس کوئی چارہ نہ رہا۔ وہ اپنی عمر بھر کا اثاثہ وہیں چھوڑ کر صرف اپنی جان بچا کر امرتسر سے نکلے۔ مگر اکثر بے گناہوں کو اسی کوشش میں شہید کر دیا گیا۔ امرتسر میں مسلمانوں کی آبادی پونے دو لاکھ تھی۔ شریف پورہ کی نواحی بستی کے علاوہ اس وقت تک سارا امرت سر مسلمانوں سے خالی ہو چکا تھا اور جب تک یہ اخبار آپ کے ہاتھوں میں پہنچے گا۔ شریف پورہ پر کیا بیت چکی ہو گی اس کے متعلق کچھ کہنا مشکل ہے۔

امرتسر کا یہ المناک سانحہ مسلمان قوم اور مسلمان لیڈروں کے لیے ایک انتباہ ہے۔ امرتسر کے مسلمان تھوڑے

Marfat.com

تھے کمزور نہیں تھے۔ ان کی حیثیت کافی مضبوط و منظم تھی۔ ہمت اور بہادری میں وہ مسلمانان پنجاب کا سرمایہ ناز تھے مگر اس کے باوجود وہ ایک ہفتے کے اندر برباد کر دیے گئے۔ اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ سرکاری مشینری پر غیر مسلمانوں کا مکمل قبضہ ہو گیا تھا۔ امرتسری مسلمان بے سرو سامانی کی حالت میں پیٹ پر پتھر باندھ کر غنڈوں کا مقابلہ کر سکتے تھے اور وہ کرتے رہے، مگر جب پوری سرکاری مشینری فوج اور پولیس سمیت غنڈوں کی پشت پر ہو تو مسلمانوں کے لیے اس کا مقابلہ ناممکن تھا۔" امرتسر مسلمانوں کے لیے وارننگ ہے۔ اگر اب بھی ان کی آنکھیں نہ کھلیں تو امرتسر کی تاریخ جالندھر، ہوشیارپور لدھیانہ اور لاہور میں بھی دہرائی جا سکتی ہے۔ جالندھر اور ہوشیارپور سے جو رپورٹیں آ رہی ہیں وہ بے حد تشویشناک ہیں۔ اگر فوری تدابیر اختیار نہ کی گئیں تو ان اضلاع کے مسلمانوں کی زندگی خطرے میں پڑ جائے گی۔ ہمارے لیڈر امن کی اپیلیں کر رہے ہیں ہم ان کی تائید کرتے ہیں۔ ہمارے لیڈر اقلیتوں کی حفاظت کا یقین دلا رہے ہیں ہم ان کے ہم نوا ہیں۔ مگر جب ہمارے لیڈر ماسٹر تارا سنگھ کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے امن کے لیے اپیل شائع کی تو ہم ان کی فریب خوردہ ذہنیت کا ماتم کرتے ہیں۔ خطرے کو سامنے دیکھ کر کبوتر کی طرح آنکھیں بند کرنے سے خطرہ نہیں ٹل جائے گا۔

Marfat.com

نہ امن کے لیے کھوکھلی اپیلیں امن قائم کرنے میں مددگار ثابت ہوں گی۔ لیڈروں کو اپنے پیروؤں کے جذبات سمجھنے چاہییں۔ امرتسر کے مسلمانوں کی رشتہ داریاں سارے پنجاب میں ہیں۔ امرتسر کے پناہ گزین لاہور، گوجرانوالہ وزیر آباد، سیالکوٹ، گجرات اور راولپنڈی ہر جگہ پہنچ رہے ہیں۔ جس مسلمان کا باپ، بھائی یا بہن امرتسر میں غنڈہ گردی کا شکار ہو چکے ہیں ان کا دل خون کے آنسو رو رہا ہے۔ امن کی کھوکھلی اپیل اس مسلمان کو متاثر نہیں کر سکتی۔ اس کا مطالبہ یہ ہے کہ اس کے لیڈر امن قائم کرنے کے لیے کوئی مؤثر قدم اٹھائیں ورنہ اس کی قیادت سے دستبردار ہو جائیں۔ مسلمان ایک بڑے نازک دور سے گزر رہے ہیں۔ کبوتر قسم کے لیڈر ان کی قیادت کے اہل نہیں ہیں۔ انہیں فولادی دل اور فولادی بازو رکھنے والے رہنماؤں کی ضرورت ہے۔

عوام بعض موجودہ لیڈروں سے بھی بدظن ہو رہے ہیں۔ جہاں کہیں چار مسلمان جمع ہوتے ہیں وہ لیڈروں کو برا بھلا کہتے ہیں اور ان پر الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے مسلمانوں کو قتل کرا دیا۔ یہ رجحان بے حد خطرناک ہے اگر ہمیں کوئی متبادل لیڈر شپ سامنے نظر آتی تو کوئی اندیشہ نہ ہوتا۔ اور ہم عوام کی اس کوشش میں ان کا ساتھ دیتے جو ناکارہ لیڈر شپ کو ہٹا کر ان کی جگہ بہتر لیڈر شپ کو لانے کے لیے کی جاتی۔ مگر اس وقت بدقسمتی

Marfat.com

سے ہمیں کوئی متبادل لیڈرشپ نظر نہیں آتی اگر موجودہ لیڈروں کے خلاف عوامی نفرت و بداعتمادی کا جذبہ اسی طرح بڑھتا رہا تو مسلمانان پنجاب کی سیاست میں خطرناک انارکی پیدا ہوجائے گی۔ موجودہ لیڈرشپ نے عوام کے عوام کے جذبات کو پہچان کر ان کی تسکین نہ کی تو وہ ختم ہوجائے گی۔ ہمیں اس صاف گوئی کے لیے معاف فرمایا جائے کہ قائداعظم کی برکتیں اور دعائیں بھی اس لیڈر شپ کو نہ بچاسکیں گی۔ چونکہ کوئی نئی لیڈرشپ سردست اس کی جگہ لینے کے لیے موجود نہیں ہے اس لیے موجودہ، لیڈرشپ کے خاتمے سے جو خلا پیدا ہوگا جب تک وہ پُر نہیں ہوگا، اس وقت تک پنجاب میں سیاسی انارکی رہے گی جس کے نتائج بے حد خطرناک ہوں گے۔

لیڈروں کے سامنے سب سے مقدم کام مشرقی پنجاب کے مسلمانوں کے جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کا ہے اور انہیں اس کے لیے ہر ممکن تدبیر اختیار کرنی چاہیے۔ نہ صرف خان افتخار حسین ڈاکٹر بھارگو اور سردار سورن سنگھ کو غیر مبہم الفاظ میں متنبہ کردیں کہ انہیں مشرقی پنجاب میں ایک ایک مسلمان کی جان کی قیمت ادا کرنی پڑے گی، بلکہ قائداعظم اور مسٹر لیاقت علی خان بھی لارڈ ماؤنٹ بیٹن اور پنڈت نہرو پہ زور دیں کہ وہ اپنے ملک میں غنڈہ گردی کو روکنے کے لیے فوری اور موثر قدم اٹھائیں۔ مشرقی پنجاب کے پناہ گزینوں کو ازسرنو مغربی پنجاب میں آباد کرنے کی تدابیر اختیار

Marfat.com

کی جائیں۔ ہزاروں اشخاص کو زیادہ عرصے تک ریلیف کیمپوں میں نہیں رکھا جا سکتا۔ انہیں روزگار پر لگایا جائے مغربی پنجاب کے مسلمان صحیح معنوں میں انصار ہیں اور مشرقی پنجاب کے ان مسلمانوں کو جن کی بدولت انہیں پاکستان ملا ہے۔ اس آڑے وقت میں سہارا دیں اور ان کے دست و بازو بنیں۔ ہزاروں افراد کو صرف لاہور میں رکھنا ناممکن ہے، انہیں مختلف اضلاع پر تقسیم کر دیا جائے اور ہر شخص کو اس کی استعداد کے مطابق کام پر لگایا جائے۔

۲ - مغربی پنجاب میں جو سرکاری زمینیں پڑی ہیں ان کی نیلامی بند کی جائے۔ اسی طرح زمین انعام میں دینے کا سلسلہ بھی بند کیا جائے۔ یہ ساری زمینیں مشرقی پنجاب کے مہاجرین کے لیے محفوظ کی جائیں۔ یونینسٹ وزارت نے جن لوگوں کو قوم فروشی کے صلے میں مربعے انعام میں دیے تھے وہ مربعے ضبط کر کے پنجاب کے مسلمانوں میں تقسیم کیے جائیں۔

۳ - ریلوے کے دفتروں، ریلوے کے ورکشاپوں اور دوسرے سرکاری دفتروں میں کافی آسامیاں خالی ہیں، یہ آسامیاں مشرقی پنجاب کے مسلمانوں کے لیے مخصوص کی جائیں۔

۴ - فوج ابھی تک امن قائم کرنے میں ناکام رہی ہے بلکہ اس نے اپنی شہرت بھی داغدار کر لی ہے۔ لاہور سے گورکھے اور ڈوگرے فوراً ہٹا لیے جائیں اور نہ صرف لاہور میں ہی نہیں جہاں بھی فوج متعین کی جائے اس میں مسلمان

Marfat.com

اور غیر مسلم سپاہی اور افسر برابر ہوں ۔ اس کے بغیر عوام میں اعتماد پیدا نہیں ہوگا ۔ کم از کم مغربی پنجاب کی حکومت جنرل گریسی سے صاف لفظوں میں کہہ دے کہ ہم آپ کے شکر گزار ہیں لیکن ہمیں آپ کی امداد کی ضرورت نہیں ۔

۵ ۔ حکومت مغربی پنجاب اپنی پولیس کو امن قائم رکھنے کے لیے وسیع اختیارات دے ۔ پولیس کے خلاف اہل غرض کی جھوٹی فرقہ وارانہ شکایتوں کی بنا پر اپنی رواداری کے کھو کھلے مظاہرے کے لیے کوئی کارروائی نہ کی جائے جو پولیس میں بددلی پھیلانے کی موجب ہو ۔ پولیس پر کڑا ڈسپلن قائم رکھا جائے مگر اس کے لیے نوکر شاہی کے فرسودہ طریقوں کو استعمال کرنے کی بجائے پولیس کو یہ احساس دلایا جائے کہ وہ بھاڑے کے ٹٹو نہیں بلکہ اپنی سلطنت کے سپاہی ہیں

۶ ۔ حکومت تلوار پر سے پابندی کو فوراً منسوخ کرے اور معزز شہریوں کو دفاعی ہتھیاروں کے لائسنس بھی فراخدلی سے دیئے جائیں ۔

۷ ۔ ہم شروع سے اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ مشرقی پنجاب میں مسلمانوں کی آبادی کے مطابق سرکاری افسر مقرر کیے جائیں ۔ افسوس کہ ہماری اس گزارش پر توجہ نہ دی گئی ۔ مشرقی پنجاب میں مسلمانوں کی تباہی کا سب سے بڑا سبب یہی بے تدبیری ہے کہ پوری سرکاری مشینری ہندوؤں اور سکھوں کے حوالے کر دی گئی ۔ اگر ان مسلمانوں کو ہمیشہ کے لیے ہدف ظلم نہیں بنانا ہے تو اب

Marfat.com

بھی مشرقی پنجاب کی حکومت کے ساتھ مل کر یہ معاہدہ کیا جائے کہ دونوں صوبوں میں دونوں قوموں کی آبادی کے مطابق دونوں قوموں کے سرکاری افسر رکھے جائیں اور دونوں حکومتیں ان سرکاری ملازموں کے حقوق و مفاد کے تحفظ کی ضمانت دیں۔

۸۔ امن قائم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ پولیس کے سب طبقوں کا تعاون حاصل کیا جائے۔ یونینسٹ وزارت اور جنگلی راج کے لعنتی احکام منسوخ کیے جائیں اور تمام اخبارات کی ضمانتیں واپس کر دی جائیں۔ ہندو اخبارات اس وقت سب سے زیادہ زیرِ ضمانت ہیں ان کی ضمانتیں واپس کر دی جائیں (غلط فہمی کے ازالے کے لیے یہ لکھنا ضروری ہے کہ "نوائے وقت" اس وقت زیرِ ضمانت ہے اور ہماری یہ تجویز ذاتی فائدے کے خیال سے نہیں پیش کی جا رہی ہے)۔

۹۔ سرحدی اضلاع میں سرحد پر جو مسلمان آبادی ہے وہ ہمیشہ خسارے میں رہے گی۔ بہتر ہوگا کہ مشرقی پنجاب کی حکومت سے مل کر ان اضلاع میں تبادلہ آبادی کی سکیم کو عملی جامہ پہنایا جائے اور مشرقی پنجاب کے سرحدی دیہات سے مسلمان آبادی کو پاکستان میں منتقل کر دیا جائے۔

۱۰۔ سب سے آخری اور سب سے ضروری گزارش یہ ہے کہ لیڈر اخباری بیانات پر اکتفا کرنے کی بجائے نہ صرف خود بنفسِ نفیس عوام تک پہنچیں بلکہ قائداعظم کو بھی اس دھوکے میں رکھنے کی بجائے کہ "پنجاب میں سب

Marfat.com

خیریت ہے۔" سارے حالات بلا کم و کاست ان کے سامنے رکھیں اور مرکزی لیگ ہائی کمان اور صوبائی لیگ ہائی کمان کے ارکان سے مل کر وہ آزردہ عوام کے پاس جائیں، ان کی داستان درد سنیں، ان کے زخموں پر مرہم رکھیں اور انہیں یقین دلائیں کہ ہم ایسی تدابیر اختیار کر رہے ہیں کہ آئندہ کسی علاقے میں مسلمانوں پر ظلم و ستم نہیں ہو سکے۔

۱۱۔ ہماری یہ گزارشات لیڈروں سے ہیں، مسلمان عوام سے ہماری مؤدبانہ مگر پُرزور گزارش یہ ہے کہ وہ لیڈروں کو جو اب ان کے وزیر بھی ہیں کام کرنے کا موقع دیں۔ مانا کہ یہ اصحاب ناتجربہ کار ہیں ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ مثالی لیڈر یا مثالی وزیر نہیں ہیں مگر اپنی خوبیوں اور خامیوں مصائب و محاسن کے باوجود یہ جو کچھ بھی ہیں آپ کے آدمی ہیں۔ آپ نے ہی انہیں لیڈر بنایا ہے، آپ جب چاہیں انہیں لیڈری سے ہٹا سکتے ہیں مگر یہ وقت ان کی حوصلہ شکنی کرنے اور اپنی صفوں میں بددلی پھیلانے کے لیے موزوں نہیں ہے۔ بے شک آپ کے دل غم و غصہ سے خون ہو رہے ہیں۔ ہماری اپنی کیفیت یہی ہے مگر ہمارے ضبط اور صبر کے امتحان کا وقت ہے۔ وزارت کو کام کرنے کا موقع تو دیجیے، اس کے بعد ان کے کام کو پرکھیے اگر وہ ناکارہ اور نااہل ثابت ہوں تو انہیں وزارتی گدیوں سے ہٹا دیجیے۔ ہم اس کوشش میں آپ کے مدد و معاون ثابت ہوں گے۔ مگر

Marfat.com

کسی کو کام کرنے کا موقع دیے بغیر اس پر نا لائقی کا فتویٰ صادر کر کے اس کی راہ میں مشکلات پیدا کرنا یا اس سے عدم تعاون کرنا کسی طرح بھی مناسب نہیں۔

عوام سے ہماری دوسری گذارش یہ ہے کہ وہ پاکستان میں بدامنی اور لوٹ مار اور قتل وغارت کو روکیں۔ اس سے آپ کی حکومت کی ساری توجہ صرف قیام امن پر مرکوز ہو رہی ہے اور وہ کچھ اور کرنے کے قابل نہیں ہے۔ اس سے نہ صرف مغربی پنجاب کی ترقی رک گئی ہے بلکہ مشرقی پنجاب کے مسلمانوں کو بھی نقصان پہنچ رہا ہے، کیونکہ ہم ان کی کوئی مدد نہیں کر سکتے۔ اب عوام مغربی پنجاب میں امن قائم کر کے اپنی حکومت کو اس قابل بنا دیں کہ وہ اپنی پوری توجہ ان مظلوموں کی امداد پر صرف کر سکے۔

یہ سطور ۱۱ اگست کو لکھی گئی تھیں مگر اس دن بھی اخبار نہ چھپ سکا۔ ہمیں یہ جان کر خوشی ہوئی ہے کہ ان سطور میں جو تجاویز پیش کی گئی ہیں ان میں سے اکثر پر عمل شروع ہو گیا ہے اور انشاءاللہ باقی تجاویز پر بھی بہت جلد عمل شروع ہو جائے گا۔"[19]

بانیٔ پاکستان قائداعظم کی رحلت پاکستانیوں کے لیے صدمۂ جانکاہ تھی۔ حمید نظامی کو قائداعظم کی شفقت اور توجہ حاصل رہی تھی۔ انہیں ملت کی کشتی کے ناخدا سے عقیدت تھی۔ انہیں قائداعظم کی رحلت کے المیہ کی سنگینی اور شدت کا احساس تھا، مگر انہوں نے اس موقع پر بھی جذباتی ہونے کی بجائے قوم کو دلاسہ دیا اور یہ صدمہ سہنے کے لیے ذہنی و جذباتی طور پر تیار کرنے کی کوشش کی۔ ذیل کا اداریہ اس کی مثال ہے۔

Marfat.com

قائداعظم

عمرہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات
تا ز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں

یہ بات ہر مسلمان کے دل میں ہے کہ اس وقت جب کہ پاکستان اور ملت اسلامیہ ہر طرف سے خطرات میں گھرے ہوئے ہیں، ہمیں قائداعظم کے تدبر اور راہنمائی کی بیحد ضرورت تھی اور اسی نازک مرحلے پر اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے پاس بلا لیا مگر ایک طرف عام مسلمان کے یہ جذبات ہیں اور دوسری طرف اس کا یہ عقیدہ کہ کوئی موت بے وقت نہیں ہوتی۔ خدا اپنے بندے کو موت کا پیغام اسی گھڑی بھیجتا ہے جب وہ اس دنیائے فانی میں اپنا وقت پورا کر چکا ہو ۔ ۔ ۔ اس تاثر کو کوئی دلیل، کوئی توضیح، کوئی ڈھارس دل آزردہ سے جدا نہیں کر سکتی کہ قوم کو اس وقت قائداعظم کی سب سے زیادہ ضرورت تھی مگر مسلمان کا اس پر بھی ایمان محکم ہے کہ موت کا وقت ہر شخص کے لیے معین ہے اور اس میں ایک پل کے لیے ادھر ادھر ہونے کی کوئی گنجائش نہیں۔ قائداعظم کی وفات حسرت آیات صرف پاکستان کے مسلمانوں کے لیے ہی نہیں پورے عالم اسلام کے لیے ایک صدمہ جانکاہ ہے۔ گو یہ کہنا غلط ہو گا کہ یہ موت غیر متوقع تھی۔ مرحوم و مغفور کی صحت کثرت کار کی وجہ سے ایک عرصے سے اچھی نہیں تھی۔ گو دل و فور محبت کی وجہ سے اس

Marfat.com

امکان کو ماننے کے لیے ابھی تیار نہیں ہوتا تھا۔ قدرت کا قانون ہے کہ کسی شخص کو اس عالم خاکی میں عمر دوام نہیں بخشی جا سکتی۔ اگر یہ اٹل قانون کسی استثنا کا روادار ہوتا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات اس سے مستثنیٰ ہوتی۔ حضور کی وفات کا بھی مسلمانوں کو اس قدر صدمہ ہوا کہ ان کے دل نہیں مانتے تھے کہ اللہ کا رسول بھی مر سکتا ہے۔ حضرت عمرؓ وفور غم وعشق سے بے حال تھے اور تلوار کے قبضے پر ہاتھ رکھ کر اعلان کرتے تھے کہ جو شخص یہ کہے گا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مر گئے ہیں میں اس کا سر تن سے اُڑا دوں گا۔ اس وقت رسول کریم کے حبیب صدیق اور یار غار حضرت ابوبکرؓ آگے بڑھے۔ انہوں نے ابن خطاب سے فرمایا:

"عمر صبر سے کام لو!"

پھر با آواز بلند فرمایا:

"اے ایمان والو! جو شخص محمد کی پرستش کرتا تھا وہ سن لے کہ محمد آج وفات پا گئے ہیں لیکن جو شخص اللہ کی پرستش کرتا تھا وہ سن لے کہ اللہ زندہ ہے اور اسے موت نہیں ہے۔"

قائداعظم محمد علی جناح، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ان غلاموں میں سے ہیں جنہوں نے اپنے خلوص اور عمل سے عاشقان نبی کی صف میں ایک ممتاز جگہ حاصل کر لی

Marfat.com

ہے۔ اس صدی میں ان سے بڑھ کر کسی نے امت محمدی کی خدمت نہیں کی۔ یہ خدمت خود رسول پاک کی خدمت گنی جائے گی۔ ہم تو اسے نبی امی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اعجاز سمجھتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ایک غلام ہندوؤں اور انگریزوں کے مشترکہ محاذ کے خلاف تن تنہا ---اور بالکل بے سروسامانی کے ساتھ--- برسرپیکار رہا اور آخر اللہ نے اس کو فتح بخشی۔ تاریخ اس کی مثال نہیں پیش کر سکتی کہ تنہا ایک بے یارومددگار آدمی کی کوششوں سے ایک عظیم الشان مملکت سات سال کے قلیل عرصے میں معرض وجود میں آئی ہو۔ یہ معجزہ مشیت ایزدی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک غلام کی قسمت میں ہی لکھ رکھا تھا۔

قائداعظم اور پاکستان لازم و ملزوم تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ قائداعظم نے اپنے وجود کو پاکستان کے وجود میں مدغم کر دیا تھا۔ اس میں تو کوئی شک ہی نہیں کہ پاکستان قائداعظم ہی کی کوششوں سے قائم ہوا۔ قیام پاکستان کے بعد استحکام پاکستان کے لیے بھی ہر پاکستانی سے زیادہ محنت قائداعظم ہی کر رہے تھے۔ سب کو معلوم ہے کہ مرحوم و مغفور کی صحت گزشتہ دو ماہ سے خراب تھی۔ اور ڈاکٹروں نے انہیں کامل آرام کی تاکید کر رکھی تھی۔ طبی مشورہ کے ماتحت ہی وہ پہلے زیارت میں اور اس کے بعد کوئٹہ میں قیام فرما تھے۔ مگر پاکستان کے لیے محنت کا یہ عالم تھا کہ کوئٹہ سے ایک نامہ نگار حبیب الرحمان کا

Marfat.com

خط ہمیں ۱۲ ستمبر کو موصول ہوا جس کے ابتدائی الفاظ یہ ہیں :

"جناب قائد اعظم مدظلہ العالی بخیر و عافیت ہیں اور مملکت پاکستان کے نظم و نسق کے متعلق چھ گھنٹے دفتر میں بیٹھ کر کام کرتے ہیں۔"

یہ خط دس یا گیارہ ستمبر کو لکھا گیا ہوگا۔ نامہ نگار نے اس دن ڈاک میں ڈالا جب قائد اعظم ابھی کوئٹہ میں ہی تھے مگر ہمارے دفتر میں ایسے وقت پہنچا کہ ان کی وفات حسرت آیات کی خبر آٹھ گھنٹے پہلے موصول ہو چکی تھی۔ غور فرمایئے! ۷۱ برس کی عمر۔۔۔ مرض الموت لاحق۔۔ کمزوری کا یہ عالم کہ ڈاکٹر کامل آرام کا مشورہ دے رہے ہیں مگر فرض کا احساس اور استحکام پاکستان کی دھن ہے۔ کہ اس حال میں بھی چھ گھنٹے روزانہ کام کر رہی ہے۔ ہم میں سے کتنے ہیں جو پچیس تیس برس کی عمر میں بھی اچھی صحت کے باوجود روزانہ چھ گھنٹے محنت کرتے ہیں؟ کوئٹہ سے کراچی کا سفر بھی، جو ان کی زندگی کا آخری سفر ثابت ہوا، قائد اعظم نے اپنے وزراء کے مشورے پر نہیں اختیار فرمایا بلکہ ڈاکٹروں کی تنبیہہ کی بھی پرواہ نہیں کی اور یہ کہتے ہوئے کہ ملک و قوم کو نہایت اہم مسائل درپیش ہیں، اس وقت میرا دارالسلطنت سے دور رہنا ٹھیک نہیں، کراچی تشریف لے گئے۔ شاید مشیت ایزدی کو یہی منظور تھا کہ جس شہر میں انہوں نے پہلی

Marfat.com

مرتبہ آنکھ کھولی، اسی شہر میں ان کی آنکھیں ہمیشہ کے لیے بند ہوں، لیکن آخری سانس تک ملک و ملت کی خدمت میں گزاری ہے۔ یہ موت شہید کی موت نہیں تو شہادت اور کسے کہتے ہیں؟ خدمت، بے غرض خدمت!! مسلسل خدمت!!! یہی قائداعظم کا پیغام ہے جو وہ قوم کے نام چھوڑ گئے ہیں۔ ان کی روح زندہ ہے اور یہ دیکھ رہی ہے کہ قوم ان کے پیغام پر کس طرح لبیک کہتی ہے جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں، قائداعظم نے اپنے وجود کو پاکستان کے وجود میں مدغم کر دیا تھا۔ ان کی زندگی پاکستان کے لیے وقف ہو کر رہ گئی تھی۔ پاکستان کو قائداعظم محمد علی جناحؒ کی شخصیت سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ محمد علی جناح "پاکستان مجسم" تھے۔ اگر پاکستان زندہ ہے تو محمد علی جناح زندہ ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ پاکستان ابدالاباد تک زندہ رہے گا اور محمد علی جناح بھی ابدالاباد تک زندہ رہیں گے۔ دو سو سال بعد بھی جب کسی کے لب پر پاکستان کا نام آئے گا تو اس کا ذہن خود بخود محمد علی جناح کی طرف لوٹ جائے گا۔

قائداعظم ان زندہ جاوید ہستیوں میں سے ہیں، جنہیں موت کا بے رحم ہاتھ بھی نہیں مٹا سکتا۔

ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

ان کا خاکی جسم آج ہمارے درمیان نہیں ہے مگر جو مشعل انہوں نے روشن کی ہے، وہ صدیوں تک ہماری رہنمائی کرتی رہے گی۔ یہ ٹھیک ہے کہ آج ہم چاروں طرف

Marfat.com

سے خطرات میں گھرے ہوتے ہیں مگر قائد کی موت ہمارے دلوں میں افسردگی و مایوسی کی بجائے ایک نیا عزم اور ایک نیا ولولہ ان خطروں کے مقابلے کے لیے پیدا کرے گی۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہر طرف تاریکی ہی تاریکی ہے مگر قائداعظم کی زندگی سے ہمیں روشنی ملے گی۔ انہوں نے حق کی شمع کو ایک ایسے ہی وقت میں بلند کیا تھا جب چاروں طرف اس سے بھی زیادہ گھٹا ٹوپ اندھیرا تھا۔ یہ ٹھیک ہے کہ آج ہم میں کوئی ایسا لیڈر نہیں ہے جو ان کی جگہ لے سکے۔ مگر قائداعظم کو بھی اللہ تعالیٰ نے ہی ہماری قیادت کے لیے مامور فرمایا تھا اور انہوں نے ہماری رہنمائی کا ذمہ اس وقت اٹھایا تھا جب خدا کو یہ منظور ہوا کہ وہ مسلمانان ہند کی کشتی کو گرداب سے نکال کر ساحل مراد تک لے جائیں۔ ۱۹۰۷ء میں ان کا شمار آل انڈیا لیڈروں میں تھا مگر ۱۹۳۷ء تک کسی نے ایسے گوہر یک دانہ کی قدر نہ پہچانی لیکن جب خدا کو یہ منظور ہوا کہ وہ میر کارواں بنیں تو دس ہی سال کے اندر پوری قوم ان کی پشت پر تھی اور سارے دشمن ان کے قدموں پر۔ اللہ کو منظور ہوگا تو وہ قائداعظم کا جانشین پیدا کرے گا۔ لیکن جب تک وہ مرد مومن اس خلاء کو پورا نہیں کر دیتا جو قائداعظم کی موت نے پیدا کر دیا ہے، اس وقت تک ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ وہ اپنی اپنی جگہ محمد علی جناح بن جائے۔ یعنی ہر شخص جہاں کہیں بھی ہے، وزیر ہے یا سرکاری حاکم، کارخانہ دار ہے یا

Marfat.com

تاجر ہو، مزدور ہے یا دوکاندار، بوڑھا ہے یا جوان، عورت ہے یا مرد، اسی خلوص، اسی بے غرضی، اسی ہمت، اسی عزم اور اسی استقلال کے ساتھ ملک و ملت کی خدمت پر کمر باندھے جو قائداعظم کا طغرائے امتیاز تھے۔ محمد علی جناح جب تک زندہ رہے۔ سات کروڑ پاکستانیوں کا کام کرتے رہے اور چھوٹے بڑے ہر مسلمان کا ہر مسئلے کے متعلق یہی ردعمل ہوتا تھا کہ قائداعظم اسے حسن وخوبی کے ساتھ حل کر لیں گے، مجھے فکر کی کیا ضرورت ہے؟ اب ان کی موت کے بعد سات کروڑ پاکستانیوں کا فرض ہے کہ وہ مل کر اس کام کو مکمل کرنے کی کوشش کریں جسے پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے قائداعظم نے جان عزیز جان آفریں کے سپرد کر دی۔ یہ کام استحکام پاکستان ہے قائداعظم کی بہترین یادگار پاکستان ہے اور ان سے محبت کا بہترین مظاہرہ اسے مضبوط بنانے کی سعی!

قائداعظم زندہ باد ------

---- پاکستان پائندہ باد۔[۲۰]

۱۹۵۸ء میں پاکستان میں مارشل لاء نافذ ہو گیا۔ سیاست ممنوع قرار پائی اور نئی حکومت کی طرف سے سابق سیاستدانوں پر خوب لے دے ہونے لگی۔ خوشامدیوں نے سر ملا کر سیاست دانوں کی مذمت شروع کر دی۔ بعض حلقوں کی طرف سے یہ مطالبہ بھی ہونے لگا کہ سیاست دانوں اور سیاسی کارکنوں کو آئندہ کے لیے حق رائے دہی سے محروم کر دیا جائے۔ ایسے وقت میں حمید نظامی نے "توازن قائم رکھنے کی کوشش کیجیے" کے زیر عنوان اداریے میں لکھا:

Marfat.com

"یہ بحث اس وقت بڑی حد تک محض علمی ہے مگر ہم اس موضوع پر بعض گزارشات ضروری سمجھتے ہیں۔ کیونکہ ہمیں ڈر ہے کہ بیجا خوشامد کرنے والوں کا ایک گروہ (عجیب اور دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ گروہ ہر دور میں خوشامد پیشہ ہی رہا ہے) اس قسم کی انٹ شنٹ تجاویز پیش کرنے کو ایک فیشن نہ بنائے اور ملک میں ایک نیا ذہنی انتشار نہ پیدا کر دے۔۔۔

بے ایمان افراد ہماری زندگی کے ہر شعبے میں پائے جاتے ہیں۔ زمینداروں، صنعت کاروں، کارخانہ داروں تاجروں، دکان داروں، سرکاری ملازموں غرضیکہ ہر گروہ میں کالی بھیڑیں موجود ہیں۔ لیکن ہر سرکاری ملازم بے ایمان نہیں، ہر دکان دار بد دیانت نہیں ہے۔ ارباب سیاست اور سیاسی کارکنوں کے گروہ میں بھی کالی بھیڑیں موجود ہیں مگر سارے سیاسی کارکن بلا امتیاز بد دیانت نہیں ہیں۔۔ آپ بے ایمان افراد کی نہ صرف مذمت کیجیے، انہیں سزا بھی دیجیے، مگر یہ عدم توازن کی انتہا ہے کہ ہر اس شخص کو جس نے ماضی میں کبھی سیاست سے دلچسپی لی ہو حق رائے دہی سے محروم کرنے کی سفارش کی جائے۔ پاکستان میں گیارہ برس پارلیمانی جمہوری نظام نافذ رہا ہے اور پارلیمانی جمہوری نظام میں سیاست سے دلچسپی معیوب نہیں۔ ضروری سمجھی جاتی ہے، کیونکہ اس کے بغیر جمہوری نظام چل ہی نہیں سکتا۔ اس سے بھی زیادہ اہم اور قابل غور بات یہ ہے کہ ۱۹۴۳ء سے ۱۹۴۷ء تک چار سال نیم

Marfat.com

برا عظم میں مسلمانوں کی انتہائی سیاسی سرگرمیوں کا دور رہا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ہندوستان کے مسلمان آزادی اور پاکستان کی سیاسی لڑائی لڑ رہے تھے۔ قائد اعظم کی مسلسل اپیل یہ تھی کہ بچے، بوڑھے اور ادھیڑ عمر، نوجوان، طالبعلم مزدور، تاجر، دکان دار، مرد، عورتیں سبھی آزادی اور پاکستان کی اس جدوجہد میں حصہ لیں اور سب کو معلوم ہے کہ چند بدبختوں کو چھوڑ کر پوری قوم نے ان کی آواز پر لبیک کہا۔ جن بچوں کی عمر دس برس تھی وہ بھی سیاست میں دل چسپی لیتے تھے اور پاکستان زندہ باد کے نعرے لگاتے تھے۔ سرکاری ملازموں کو چھوڑ کر کہ وہ قواعد ملازمت سے مجبور تھے اور قائد اعظمؒ نے ان سے نوکری چھوڑنے کا مطالبہ نہیں کیا تھا، ۱۹۴۶ تا ۴۷ء میں دس برس سے اوپر کی عمر کا شاید ہی کوئی مسلمان بالغ یا نابالغ ہو جس کا سیاسی ماضی نہ ہو۔ اور اس نے اس زمانے میں سیاست میں حصہ نہ لیا ہو۔ اگر کوئی ایسا شخص ہے تو وہ قومی احساس سے یکسر عاری ہے اس لیے آج بھی کسی اعتماد یا عزت کا مستحق نہیں۔ ۔ ۔ ۔ آزادی کے لیے جدوجہد کرنے والی قوم میں سیاست سے دل چسپی ایک مقدس فرض ہے۔ ۔ ۔ ۔ جمہوری ملک میں سیاست کاروبار حکومت چلانے کا دوسرا نام ہے۔" [۲۱]

کردار کا جائزہ:

ڈاکٹر محمد باقر کے بقول:

Marfat.com

"اگر صرف نوائے وقت کے اداریوں کو جمع کر کے ان کا جائزہ لیا جائے تو تحصیل پاکستان اور پاکستان کو قائم رکھنے کی مساعی کی ایک مستند تاریخ مرتب ہو سکتی ہے اور ان افراد اور ان تحریکوں کی نشان دہی بھی ہو سکتی ہے جنہوں نے پاکستان کو برباد کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔" [۲۲]

ظاہر ہے کہ نوائے وقت کے بیشتر اداریے حمید نظامی ہی لکھتے تھے اور ان اداریوں سے مستند تاریخ مرتب ہو سکنے کی وجہ یہ ہے کہ حمید نظامی نے قیام پاکستان سے پہلے

حصول پاکستان اور قیام پاکستان کے بعد اس کو مضبوط و مستحکم بنانے، نظریہ پاکستان کی تشریح اور تحفظ کے سلسلے میں اپنے اداریوں میں بہت کچھ لکھا اور جو کچھ لکھا اعتدال اور استدلال کے ساتھ لکھا۔ جمہوریت کی بحالی کا مطالبہ کیا مگر ہمیشہ کی طرح اصولوں کی بنا پر لیکن جرأت کے ساتھ۔ اعتدال و توازن مگر جرأت و بے باکی کے ساتھ بات کہنا حمید نظامی کا منفرد انداز قرار دیا جا سکتا ہے۔ میاں بشیر احمد کے الفاظ میں:

"وہ قلم کے معاملے میں کسی مفاہمت کے روادار نہ تھے انہوں نے نوائے وقت کو اپنے زورِ بیان سے ایک تحریک، ایک انجمن، ایک ادارہ، ایک تنظیم اور ایک شمشیر براں بنا دیا۔" [۲۳]

مولانا راغب احسن کے الفاظ میں:

"انہوں نے اعلیٰ روحانی اقدار اور ایماندارانہ صحافت کی بلند ترین روایات قائم کیں اور سخت نامناسب حالات میں بھی جمہوری حریت، شہری آزادیوں، قانون کی حکمرانی، آزادیٔ پریس اور مظلوموں کیلئے انصاف و مساوات کی کمال بے خوفی سے تائید و حمایت کی۔ وہ پاکستان

Marfat.com

میں اسلامی ملت، جمہوری سیاست اور ابنائے اسلام کی
آزادی و یک جہتی کے علمبردار تھے۔" [۲۴]

حمید نظامی مرحوم نے اردو اداریہ نویسی میں جو انقلاب پیدا کیا وہ اختصار، سلاست استدلال اور جامعیت سے عبارت ہے۔ اگرچہ نوائے وقت کے اجراء سے پہلے اردو اداریہ نویسی میں استدلال اور متانت کے عناصر پیدا ہو گئے تھے، مگر طوالت کا رجحان ابھی موجود تھا۔ حمید نظامی نے اردو اداریے کو مختصر اور جامع بنانے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ انہوں نے اداریوں میں غیر ضروری تفصیل بلکہ زائد الفاظ کے استعمال سے بھی احتراز کیا۔ صرف موضوع سے متعلق باتیں جامعیت کے ساتھ لکھنے کی طرح ڈالی۔

سلاست بھی حمید نظامی کے اداریوں کا ایک اہم وصف ہے۔ انہوں نے اداریے کو خالصتاً صحافتی تحریر بنایا۔ اگرچہ ان سے پہلے بھی معرکۃ الآرا اداریے لکھے جاتے تھے مگر ان میں علمیت کا پہلو غالب ہوتا تھا۔ انہوں نے صرف زبان کی خوب صورتی اور فصاحت و بلاغت کو ہی پیش نظر نہیں رکھا بلکہ یہ کوشش کی کہ مطلب کی بات آسان سے آسان الفاظ میں کہی جائے تاکہ کم خواندہ قارئین بھی سمجھ سکیں۔ اس سلسلے میں آغا شورش لکھتے ہیں کہ :

> حمید نظامی نے اداریہ نویسی کو مختصر، جامع، برمحل تخلیقی اور موضوع کے اردگرد کیا۔۔۔ اردو اخبار نویسی کو انگریزی اخباروں کی طرح باوقار کیا اور بلند سطح پر لے گئے بلکہ اداریوں کے اختصار سے اور بھی بالا کیا۔۔۔ ثقیل الفاظ کی جگہ سہل الفاظ کو رواج دیا۔" [۲۵]

شورش کاشمیری ہی مزید لکھتے ہیں کہ :

> "حمید نظامی کا قلم شمشیر اصفہان تھا کہ اس کی کاٹ سے وزارتوں کے سر اڑ جاتے تھے۔ جس کے اداریوں کو بڑے بڑوں کے دسترخوان پر ناشتے سے زیادہ خصوصیت

Marfat.com

حاصل تھی"۔ [29]

مولانا عبدالماجد دریا بادی نے ۶ جون ۱۹۵۸ء کے صدق جدید میں لکھا تھا:

"نوائے وقت اردو روزناموں میں بڑی حد تک ایک معیاری پرچہ ہے۔ زبان صحیح، سلیس، شگفتہ، عامیت بازاریت اور ابتذال سے ہمیشہ بلند، نقیب شخصیتوں کا نہیں اصولوں کا، ناقد پارٹیوں کا نہیں مسائل کا۔ تحریریں نہ جذباتی، نہ جدلیاتی بلکہ استدلالی، متانت، سنجیدگی، شرافت کا ہر حال میں حامل۔ اپنے اخباری مقالوں کی طرح وہ (حمید نظامی) گفتگو میں بھی ماشاءاللہ وزن اور توازن دونوں پر قادر ہیں۔"

حمید نظامی نے اردو اداریہ کو مختصر، جامع، آسان اور پُراثر بنانے کے ساتھ ساتھ پورے اداریتی صفحے کو بھی زیادہ وقیع بنا دیا۔ انہوں نے اداریتی صفحے پر حالات سے ہم آہنگ مضامین شائع کیے جن میں گرد و پیش کے واقعات کی توضیح و توجیہہ بہتر، موثر اور مدلل انداز میں کی جاتی تھی۔ اگرچہ پہلے بھی اخبارات کے اداریتی صفحات پر مضامین شائع ہوتے تھے مگر ان میں سے اکثر علمی نوعیت کے ہوتے تھے۔ حمید نظامی نے اداریتی صفحے پر بھی زیادہ تر سیاسی نوعیت کے مضامین شائع کیے۔ دوسرے اخباروں کے مزاحیہ کالموں میں اکثر یا تو مختلف طبقوں اور شخصیتوں پر مزاحیہ یا طنزیہ انداز میں لکھا جاتا تھا مگر حمید نظامی نے مزاحیہ کالم کو بامقصد طور پر استعمال کیا۔ وہ بسا اوقات اس کالم میں بھی سیاسی مسائل پر لکھتے تھے اور جو باتیں اداریتی کالموں میں نہیں لکھی جا سکتی تھیں وہ مزاحیہ انداز میں ہلکے پھلکے یا طنزیہ انداز میں لکھ دی جاتی تھیں۔

شورش کاشمیری مرحوم نے اپنی تصنیف "حمید نظامی" میں اردو صحافت میں نوائے وقت کے کردار کا ذکر یوں کیا ہے:

"نوائے وقت" نے اردو اخبار نویسی میں انقلاب پیدا کیا۔

Marfat.com

سرسری طور پر اس کا جائزہ اس طرح لیا جا سکتا ہے :۔

۱۔ نوائے وقت سے پہلے صحافت کے مزاج میں انشا پردازی اور شعر و شاعری کا دخل تھا۔ عام اخباروں کے مالک و مدیر عموماً ادیب و شاعر ہوتے تھے نوائے وقت نے اخبار نویسی کی ان روایتوں کو بدلا انہیں مغربی میدان صحافت سے آشنا کیا مثلاً :

الف۔ اداریہ نویسی کو مختصر، جامع، برمحل، تخلیقی اور موضوع کے ارد گرد کیا۔

ب۔ خبروں کی ترتیب میں انگریزی اخباروں کی وسعت تو نہیں شباہت پیدا کی۔

ج۔ عام لوگوں کی بدلے ہوئے زمانہ کے مطابق ذہنی آبیاری کی۔

د۔ قصیدوں سے احتراز کیا۔

ر۔ ذاتی پراپیگنڈے سے اجتناب برتا۔

۲۔ اردو اخبار نویسی کو انگریزی اخباروں کی طرح باوقار کیا۔ اور بلند سطح پر لے گئے بلکہ اداریوں کے اعتبار سے اور بھی بالا کیا۔ اعلیٰ طبقے کو اردو اخبار پڑھنے کی عادت ڈالی۔

- چندہ بازی اور امداد و اشاعت کے عوامی و سرکاری طریقوں کو ختم کیا۔
- اخبار کو یلو جرنلزم سے دور رکھا۔
- قلم اور صحافت کی آبرو میں حیرت انگیز اضافہ کیا۔
- ثقیل الفاظ کی جگہ سہل الفاظ کو رواج دیا۔
- پریس کی بین الاقوامی تنظیموں میں اردو اخبار نویسی

Marfat.com

کی جگہ پیدا کی اور اپنا سکہ بٹھایا۔ [۲۷]

ڈاکٹر سید محمد عبداللہ رقمطراز ہیں:

"نوائے وقت کی انفرادی شان یہ تھی کہ اس کے مدیر حمید نظامی کے سامنے ہندوستان میں ملت اسلامیہ کے بارے میں ایک نقشہ تھا۔ یہ نقشہ اقبال اور قائداعظم کے تصورات کی روشنی میں متشکل ہوا۔ حمید نظامی روزمرہ کے واقعات سے اس نقشے میں رنگ بھرتے رہتے تھے۔ قیام پاکستان کے بعد بھی اصل نقشہ ان کے سامنے رہا مگر انہیں اکثر محسوس ہوا کہ اقبال اور قائداعظم نے جو نقشہ ملت کے سامنے پیش کیا تھا اب اس میں تحریف ہو رہی ہے چنانچہ حمید نظامی نے اصل تصورات کے تحفظ کے لیے بار بار بے مثال بے خوفی اور حق گوئی کی مثالیں قائم کیں اور اپنے دور کی حکومتوں سے الجھتے رہے اور مقابلہ کیا۔" [۲۸]

ڈاکٹر سید محمد عبداللہ ہی کے الفاظ میں:

"حمید نظامی نے اردو اخبار نویسی میں ایک نئی روایت قائم کی۔ مختصر اداریے لکھ کر کام کی بات کم سے کم الفاظ میں پیش کرتے تھے اس میں ادبی پاشنی کی انہیں پرواہ نہ تھی۔ وہ جزرسی سے بھی کام نہ لیتے تھے۔ موقف کا تعین صحیح واقعات کا علم اور مختصر راست پیش کش یہ ان کے اداریوں کی خصوصیات تھیں۔ اب اردو اخبار نویسی نے ادب اور جذبات کا ہاتھ پکڑ کے چلنا چھوڑ دیا۔ زندگی کی ٹھوس حقیقتیں ادبی تخیل کے سانچے میں پیش کی جائیں تو مخاطب کی علمی ذہانت کبھی ترقی نہیں کر پاتی اور حقائق کی

Marfat.com

گرفت ڈھیلی رہتی ہے۔ اخبار نویسی میں نوائے وقت ہمیشہ
اس نکتے سے باخبر رہا۔ نوائے وقت صحیح معنوں میں قومی
اخبار تھا۔ وہ ہر پارٹی سے بالا، سب پر گرفت کرنے والا
سب کے ساتھ، سب سے جدا واقعی ایک بڑا اخبار تھا۔
نوائے وقت میں ادبی سہارے کم سے کم تھے۔ خبروں کی
نمائش کا انداز توجہ کے لیے دعوت بن جاتا۔ سرخیاں اور
شہ سرخیاں سب مقصد کا اشتہار ہوتیں۔ نوائے وقت
بڑی مدت تک ان رنگ سازیوں سے بھی خالی رہا جو
گزشتہ دس برس سے اردو اخبار کا طرۂ امتیاز ہیں۔" [۲۹]

نوائے وقت کے معاصرین:

نوائے وقت کے مسلم اور بعض غیر مسلم معاصرین کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ ان میں زمیندار احسان، شہباز، اور انقلاب مسلم اخبارات تھے۔ ہندو اخبارات میں سے پرتاپ، ملاپ اور بندے ماترم نوائے وقت کے معاصرین میں سے کامیاب ترین اخبارات تھے ان کی اشاعتیں بھی خاصی تھیں اور حکومت پر جرأت سے تنقید کرنے کے باعث مقبول اور مؤثر بھی تھے نوائے وقت کے اجراء کے بعد قیام پاکستان تک جو نئے اخبارات جاری ہوئے ان میں سے مندرجہ ذیل قابل ذکر ہیں۔

پربھات:

یہ اخبار لالہ نانک چند ناز نے ۱۹۴۲ء میں لاہور سے جاری کیا۔ آپ اس سے پہلے مختلف اخبارات میں کام کر چکے تھے اور صحافتی دنیا کی ایک جانی پہچانی شخصیت تھے۔ ان کا اخبار "عام نوعیت کی صحافت" کا ایک نمونہ تھا۔ اداریتی صفحہ قدرے کمزور تھا۔ نانک چند ناز شعر بھی کہتے تھے لیکن ان کی شاعری کا مذاق اڑایا جاتا تھا۔ یہ اخبار بھی دوسرے

Marfat.com

ہندو اخبارات کی طرح ہندوؤں کے مفاد کا نگہبان اور کانگرس کا سرگرم حامی تھا۔ قیام پاکستان کا مخالف تھا۔ اس کی ایک قابل ذکر خصوصیت یہ تھی کہ اس میں کام کرنے والے صحافی اس کے مالک تھے ۔

روزانہ زمزم (ضمیمہ)

یہ اخبار لاہور سے ۱۹۲۹ء میں سہ روزہ کی صورت میں جاری ہوا۔ اس کے مالک ایڈیٹر اور پرنٹر علی محمد برق تھے ۔ ۱۹۴۷ء میں حافظ حبیب احمد خان اس کے مدیر مسئول مقرر ہوئے ۔

اجیت :

یہ اخبار امرتسر سے ہفت روزہ کی صورت میں جاری ہوا۔ ۱۹۴۳ء میں لاہور منتقل ہوا اور روزنامہ بن گیا۔ شرومنی اکالی دل کا ترجمان ماسٹر تارا سنگھ اور شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی کا زبردست مؤید تھا۔ قیام پاکستان کے مطالبہ کی مخالفت شد و مد سے کرتا تھا۔ یونینسٹ پارٹی کا مخالف تھا۔

رنجیت :

یہ روزنامہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۴۲ء کو لاہور سے جاری ہوا۔ پالیسی کی رو سے قوم پرست تھا۔ اس کو سردار دول سنگھ کولشیر صدر آل انڈیا فارورڈ بلاک کی سرپرستی حاصل تھی مدیر پروفیسر موہنا تھے ۔ مسلم لیگ کا مخالف تھا۔ اس کی انتہاپسندانہ پالیسی کے باعث حکومت کی طرف سے بارہا تنبیہہ کی گئی اور ضمانتیں بھی طلب کی گئیں ۔

رہبر ہند :

یہ اخبار آل انڈیا جاٹ مہاسبھا نے جاری کیا ۔ یہ یونینسٹ پارٹی کا ترجمان تھا اور یہ

Marfat.com

معاملہ میں اس پارٹی کی وکالت کرتا تھا۔ جلد ہی بند ہو گیا۔

جنگ :

اسی زمانہ میں لاہور سے روزنامہ جنگ جاری ہوا۔ یہ ایک سرکاری اخبار تھا جس کے ایڈیٹر ملک یوسف العزیز تھے۔ اس کے اجراء کا مقصد حکومت کے جنگی مقاصد کی تکمیل تھا۔ دوسری جنگ عظیم ختم ہونے کے بعد یہ اپنا اثر کھو بیٹھا۔ اشاعت معمولی تھی۔

روزنامہ آزاد :

یہ روزنامہ ۲۸ جولائی ۱۹۴۶ء کو لاہور سے منظر عام پر آیا۔ یہ احرار کا ترجمان تھا۔ اس کے ادارتی عملہ میں شیخ حسام الدین اور ماسٹر تاج الدین انصاری شامل تھے ۱۹۴۷ء کے بعد آغا شورش کاشمیری اس کے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ مگر کچھ عرصہ بعد انہوں نے علیحدگی اختیار کر لی اور اپنا ہفت روزہ چٹان جاری کر لیا۔ آزاد جوں توں زندہ رہا۔ ۱۹۴۶ء میں نواب زادہ نصراللہ خان بھی کچھ عرصہ اس کے مدیر رہے۔

اس کا ڈیکلریشن شیخ حسام الدین کے صاحب زادے شیخ ریاض الدین کے نام ہے بعض ادوار میں انہوں نے یہ اخبار دوسرے لوگوں کے سپرد کر دیا۔ مثال کے طور پر ۱۹۷۰ء کے وسط میں عبداللہ ملک، حمید اختر، آئی۔ اے۔ رحمان اور کچھ دوسرے صحافیوں نے مل کر اس کی حیات نو کا اہتمام کیا لیکن ایک سال کے بعد نیا انتظام بھی ناکام ہو گیا۔ پھر ۱۹۷۷ء میں یہ کچھ عرصہ تحریک استقلال کے زیر اہتمام چھپتا رہا۔ مگر کسی بھی دور میں یہ اپنے بڑے معاصرین کے مقابلہ میں نہ جم سکا۔ معیار کے لحاظ سے آزاد عوامی ذوق پر پورا نہیں اتر سکا۔ اخبار کو معیاری بنانے کے لیے سرمائے کی ضرورت ہوتی ہے اور چونکہ "آزاد" کے پاس معقول سرمایہ نہ تھا اس لیے وہ معیاری پرچہ ثابت نہ ہو سکا۔ تنخواہوں کے سلسلہ میں اخبار کے ملازمین مطمئن نہ تھے اور یہ غیر اطمینانی بالآخر اخبار کو لے ڈوبی۔ ۱۹۷۸ء میں اخبار بند ہو گیا۔

Marfat.com

ہمارا پنجاب :

یہ سرکاری ہفت روزہ تھا جس میں عام دل چسپی کے مضامین، نظموں، غزلوں، تصویروں کے علاوہ حکومت کی کارگزاری کی تفصیلات دی جاتی تھیں۔ اس کے مدیر اعلیٰ باری علیگ اور معاون مدیر تاجور نجیب آبادی، عبدالسلام خورشید اور صادق قریشی تھے۔

پنچایت :

یہ ہفت روزہ حکومت پنجاب کے اہتمام سے ۲۱ مارچ ۱۹۴۲ء کو لاہور سے جاری ہوا۔ اس کے نام سے ظاہر ہے کہ اس کا مقصد پنچایت کے نظام کی ترویج و اشاعت اور اس کی کامیابی کے لیے جدوجہد کرنا تھا۔ دوسرا مقصد جنگ کے دوران حکومت کی مساعی کو تقویت پہنچانا تھا۔ لیکن یہ علم و ادب اور معلومات کا ایک اچھا مرقع تھا۔ اس کے پہلے مدیر مولانا چراغ حسن حسرت تھے اس ہفت روزہ کا پہلا اداریہ "پنچایتی نظام" تھا۔ اس کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو :

> "دنیا کی اکثر بڑی بڑی تحریکوں کو پھیلانے میں پریس کی قوت ایک مؤثر قوت ثابت ہوئی ہے۔ اس لیے یہ ضروری تھا کہ پنچایت جیسی تحریک کو جو عوام کی تحریک ہے وسعت دینے اور اس کے مقاصد کی اشاعت کرنے کے لیے اس قوت سے کام لیا جاتا۔ لیکن پنچایت کے اجرا کا مقصد صرف پنچایتوں کی توسیع ہی نہیں بلکہ ہم اس پرچے کو صحیح معنیٰ پنجاب کے کسانوں کا اخبار [illegible] کے خیالات کا ترجمان بنانا چاہتے ہیں۔ ۔ ۔
> لیکن ہم اس پرچے میں خشک بحثیں اور روکھے سوکھے

Marfat.com

مضامین چھاپ کر اسے ایسا بوجھل نہیں بنانا چاہتے کہ
پڑھنے والوں کی طبیعتیں اکتا جائیں۔ چنانچہ پہلے پرچے
میں ہی آپ کو ایسے مضامین بھی نظر آئیں گے جن سے
ہر طبقے اور ہر مزاج کے لوگ لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔"

عبدالمجید سالک، عبدالمجید بھٹی، بدرالدین بدر، احمد ندیم قاسمی، خضر تمیمی، میاں عظیم حسین ہری چند رند، محمد شفیق، الیاس ہاردن، جگن ناتھ آزاد، گوپال متل اس کے قلمی معاونین تھے۔ اس کے انیسویں شمارہ پر جمعہ ۷ اگست ۱۹۴۲ء، محمد شریف چشتی کا نام بطور مدیر چھپا۔ بیسویں شمارہ سے ادارت غلام باری (باری علیگ) نے سنبھال لی۔ یہ بارہ صفحات پر مشتمل تھا۔ ضخامت $\frac{20 \times 30}{4}$ تھی۔ ایک صفحہ میں تین کالم ہوتے تھے۔

کوثر:

یہ اخبار پہلے لاہور سے جاری ہوا۔ ۱۹۳۰ء میں لاہور سے سوہدرہ منتقل ہو گیا۔ ۱۹۳۶ء میں پھر لاہور آ گیا۔ ۱۹۴۰ء میں مولانا نصراللہ خان عزیز مرحوم نے اس کا نظم و نسق سنبھالا۔ اور اسے سہ روزہ بنا دیا۔ پالیسی کے لحاظ سے یہ قوم پرست اخبار تھا۔ آزادی کا حامی تھا مگر مطالبہ پاکستان کا موید نہیں تھا۔ مولانا نصراللہ خان عزیز ۱۹۴۰ء میں جماعت اسلامی میں شامل ہو گئے تھے تو سہ روزہ کوثر ایک لحاظ سے جماعت اسلامی کا ترجمان بن گیا۔ یہ قیام پاکستان کے بعد بھی شائع ہوتا رہا۔ ۱۹۵۳ء میں ایک سال کے لیے بند کر دیا گیا تھا۔

Marfat.com

اہم رسائل و جرائد

۱۹۴۰ء میں پنجاب سے جو اردو اخبارات و جرائد شائع ہوتے تھے ان میں سے قابل ذکر یہ تھے۔

ہفت روزہ :

نام	اشاعت مقام	نام	اشاعت مقام
قانون	لاہور	ساگر	لاہور
خیام	"	شیر پنجاب	"
لہر	"	شیرازہ	"
مصور	"	شجاعت	"
نونہال	"	وقت	"
نوائے وقت	"	اداکار	"
پیسہ اخبار	"	اجیت	امرتسر
پھول	"	طوفان	ملتان
رنجیت	"	ویر پرتاپ	"
سچا سجن	"	سعادت	لاہور

Marfat.com

نام	اشاعت مقام
علوم مشرق	لاہور
انوکھی دنیا	״
آریا گزٹ	״
آریا ویر	״
آزاد	راولپنڈی
بچوں کی دنیا	ملتان
بجرنگ	امرتسر
بندے ماترم	لاہور

نام	اشاعت مقام
چندا	لاہور
گوروگھنٹال	״
ہونہار	״
ہندو درد	ملتان
انڈیا	لاہور
کرم ویر	״
جگت ویر	״
اصلاح	لدھیانہ

ماہ نامے :

نام	اشاعت مقام
ادبی دنیا	لاہور
ادب لطیف	״
اخوت	״
عالمگیر	״
المائدہ	״
ایشیا	״
بیسویں صدی	״
داستان	״
دل گداز	״
دوست	״
فطرت	״

نام	اشاعت مقام
گہوارہ	لاہور
حور	״
ہمایوں	״
حسن پرست	״
جیبن دنیا	״
لطف شہاب	״
منزل	״
مشرقی دنیا	״
مستانہ جوگی	״
مست قلندر	״
موج بہار	״

Marfat.com

نام	اشاعت مقام	نام	اشاعت مقام
مسلمہ	جالندھر	ساربان	لاہور
نیرنگ خیال	لاہور	ساز	"
نشیمن	"	شہاب اردو	"
نرالا	"	شاہکار	"
نسوانی دنیا	"	شیرازہ	"
ارم	"	سورج	"
پریت لڑی	"	تسلیم	"
پریم پجاری	"	ترجمان القرآن	"
رنجیت	"	زیب النساء	"
سہیلی	"	عبقری اخبار	امرتسر ۲۰

ان میں سے اہم اور زیادہ عرصہ تک جاری رہنے والے رسائل ادبی دنیا، ادب لطیف، ہمایوں، نیرنگ خیال اور ترجمان القرآن کا مفصل ذکر پہلے آچکا ہے بعض سیاسی ہفت روزہ جرائد کا ذکر بھی ہو چکا ہے۔ دیگر قابل ذکر رسائل و جرائد کے مختصر کوائف یہ ہیں۔

اداکار:

یہ ۱۹۳۴ء میں بطور ادبی و فلمی ماہنامہ کے جاری ہوا تھا۔ جولائی ۱۹۳۸ء میں ہفت روزہ بن گیا۔ رفتہ رفتہ اس کے مندرجات فلمی دنیا اور اس کی سرگرمیوں تک محدود ہو گئے۔ مدیر سید عطاء اللہ شاہ ہاشمی تھے۔

Marfat.com

آریا گزٹ :

یہ آریا سماجیوں کا ترجمان تھا جو ہندوؤں کی اصلاح کے لیے کام کرتا تھا اس میں مسلمانوں کے خلاف بھی تحریریں شائع ہوتی تھیں۔

بجرنگ :

یہ ہندوؤں کا اصلاحی اور مذہبی جریدہ تھا۔ عامیانہ سا جریدہ تھا۔

بندے ماترم :

یہ پہلے روزنامہ کے طور پر جاری ہوا تھا۔ ۱۹۳۶ء میں ہفت روزہ بن گیا۔ انتہا پسند ہندو اخبار تھا۔ کمیونزم کا پراپیگنڈہ بھی کرتا تھا۔ ۱۹۴۲ء میں پھر روزنامہ بن گیا۔

چترا :

یہ ایک فلمی جریدہ تھا۔ کبھی کبھی سیاست پر بھی لکھتا تھا۔ ۱۹۳۹ء میں ایک فحش اشتہار شائع کرنے پر اسے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے وارننگ دی۔ اس کے پبلشر دویا پرکاش پوری اور مدیر دین دیال بھاٹیہ تھے۔

گورو گھنٹال :

ہندوؤں کا ترجمان تھا اور مسلمانوں کے خلاف شدومد سے لکھتا تھا۔

ہندو درد :

یہ مقامی ہندو سبھا کا ترجمان تھا۔ ۱۹۳۶ء میں کچھ دیر کے لیے روزنامہ کے طور

Marfat.com

پر بھی شائع ہوتا رہا لیکن پھر ہفت روزہ بن گیا۔

کرم دیر:

یہ ہندوؤں کا ترجمان تھا۔ سوراج (آزادی) اور ہندوؤں کی عظمت رفتہ کی بحالی اس کے مقاصد تھے۔

خاتون:

خواتین کا یہ رسالہ جناح زنانہ اسلامیہ کالج لاہور کی پرنسپل مسماۃ فاطمہ بیگم نے جاری کیا تھا اور اس کا مقصد مسلم خواتین کی رہنمائی اور اصلاح تھا۔

خیام:

حافظ محمد عالم نے یہ رسالہ ۱۹۳۰ء میں جاری کیا تھا۔ ادبی اور فلسفیانہ موضوعات پر لکھتا تھا۔ بعض اوقات سیاسی امور پر بھی رائے زنی کرتا تھا۔

مصور:

یہ ایک فلمی رسالہ تھا جسے موہن لال چوپڑہ نے لاہور سے جاری کیا تھا۔ مدیر ایس۔ پی چوپڑہ تھے۔

پھول:

یہ بچوں کا رسالہ تھا جسے امتیاز علی تاج اور حامد علی نے جاری کیا تھا۔ سید امتیاز علی تاج مدیر تھے۔ اشاعت ۵۴۰۰ تھی۔

Marfat.com

ساگر :

یہ دسمبر ۱۹۳۸ء میں ماہنامہ کے طور پر جاری ہوا تھا۔ مئی ۱۹۳۹ء میں بند ہو گیا۔ دسمبر ۱۹۴۰ء میں ہفت روزہ کے طور پر پھر جاری ہوا۔ فلمی رسالہ تھا مالک و مدیر مدن لال چوپڑا تھے۔

شیر پنجاب :

یہ سیاسی ہفت روزہ تھا جو سکھوں کے حقوق کا علمبردار تھا۔ یونینسٹ حکومت، مسلمانوں اور اکالیوں کے خلاف تھا اور کانگرس کی حمایت کرتا تھا۔

طوفان :

یہ رسالہ شیخ غلام ظفر حیدری نے جاری کیا تھا۔ آپ اس سے پہلے قیامت، طوفان میل اور یثرب بھی نکال چکے تھے۔ ۱۹۳۴ء میں طوفان بھی بند ہو گیا ۱۹۳۵ء میں پھر شروع ہوا۔ شیخ ظفر حیدری مسلم لیگی کارکن تھے مگر "طوفان" ایک عامیانہ سا پرچہ تھا تاہم ہندوؤں پر تنقید کرتا تھا۔

ویر پرتاپ :

یہ اکتوبر ۱۹۳۰ء میں پندرہ روزہ کے طور پر جاری ہوا۔ ۱۹۳۲ء میں بند ہو گیا ۱۹۳۳ء میں پھر ہفت روزہ کے طور پر جاری ہوا۔ ۱۹۳۵ء میں بند ہو گیا۔ ۱۹۳۷ء میں ایک بار پھر جاری ہوا۔ مالک و مدیر سیوارام مستانہ تھے۔ ہندوؤں کی سماجی، اقتصادی اور مذہبی اصلاح کے لیے وقف تھا۔

Marfat.com

اخوت :

یہ ماہنامہ بائیبل سوسائٹی لاہور کا ترجمان تھا۔ پہلے سیالکوٹ سے جاری ہوا۔ ۱۹۲۸ء میں لاہور منتقل ہوگیا۔ عیسائیت کا پرچار کرتا تھا، اور عیسائیوں میں عام مقبول تھا۔

عالمگیر :

یہ ماہ نامہ خالصتاً ادبی رسالہ تھا۔ اس کے مدیر پرنٹر اور پبلشر حافظ محمد عالم تھے۔

المائدہ :

یہ بھی عیسائیوں کا رسالہ تھا جس کے مدیر مبارک علی شاہ تھے اس میں ابتدا میں وقتاً فوقتاً ہندوؤں کے خلاف مواد چھپتا تھا۔

بیسویں صدی :

یہ رسالہ ادب اور آرٹ کے فروغ کے لیے وقف تھا۔ اس کے مدیر، پرنٹر اور پبلشر رام رکھا مل خوشتر تھے۔

حور

یہ خواتین کا ماہنامہ تھا جو ایم۔ اے غفور نے جاری کیا۔ اس کی مدیرہ مس امۃ اللہ تھیں۔

حسن پرست :

یہ ماہنامہ کہانیاں شائع کرتا تھا۔ ۱۶۴۲ء میں ماہ نامہ سے ہفت روزہ

Marfat.com

بن گیا۔ اشاعت ۱۰۰ تھی۔

حسین دنیا:

یہ ماہنامہ لاہور سے ۱۹۴۰ء میں جاری ہوا۔ اس میں افسانے شائع ہوتے تھے۔

لطف شباب:

یہ ادبی اور طبی نوعیت کا ماہنامہ تھا جس میں جنسی امور کے بارے میں معلومات درج کی جاتی تھیں۔ مدیر اور پبلشر پرمانند تھے۔ اشاعت ۱۰۰۰۰ تھی۔

مشرقی دنیا:

یہ ایک ادبی رسالہ تھا جس کے پبلشر چودھری عنایت کریم تھے۔ مدیر حکیم یوسف حسن تھے۔ جنوری ۱۹۴۲ء میں بند ہو گیا اور جون ۱۹۶۵ء میں دوبارہ شروع ہوا۔

مستانہ جوگی:

یہ رسالہ ۱۹۲۵ء میں لاہور سے جاری ہوا تھا۔ رائے صاحب لچھمن پرشاد اس کے پبلشر اور مدیر تھے۔ نیم مذہبی نوعیت کا رسالہ تھا۔

مست قلندر:

یہ ایک عامیانہ سا ادبی رسالہ تھا۔ مالک و مدیر ڈاکٹر پرتھوی سنگھ تھے۔

مسلمہ:

یہ رسالہ انجمن اشاعت اسلام جالندھر نے ۱۹۳۳ء میں مسلم خواتین کے لیے جاری

Marfat.com

کیا تھا۔ مدرستہ البنات جالندھر کی ہیڈ مسٹریس حمیرا خانم اس کی مدیرہ تھیں۔

نرالا :

یہ ایک ادبی اور فلمی رسالہ تھا جس کے پبلشر باوا کپور سنگھ تھے۔ مدیر کے۔ ایس اچنت تھے۔ سنت نگر لاہور سے شائع ہوتا تھا۔

نرالی دنیا :

یہ ادبی رسالہ روشن لال دیوانہ نے ۱۹۲۵ء میں لاہور سے جاری کیا تھا۔

نسوانی دنیا :

یہ خواتین کا ادبی رسالہ تھا۔ پبلشر محمد بشیر سپرا اور مدیر بی۔ ایس سپرا تھے۔ اس کا اجرار ۱۹۴۰ء میں لاہور سے ہوا تھا۔

اوم :

یہ ہندوؤں کا مذہبی اور روحانی جریدہ تھا۔ جس کے پبلشر اور مدیر گورکھ ناتھ نندا تھے۔

پریت لڑی :

یہ امرتسر کے گورمکھی ماہنامہ پریت لڑی کا اردو پرچہ تھا۔ مالک و مدیر گوربخش سنگھ تھے۔ یہ سماجی، ادبی اور سیاسی جریدہ تھا۔

ساز :

یہ بھی ایک فلمی رسالہ تھا جس کی مالک مسماۃ مریم زمانی تھیں۔ مدیر منشی عبدالرحیم

Marfat.com

نسپرا تھے۔

سورج :

یہ پہلے طلبہ کے ادبی ماہنامہ کے طور پر جاری ہوا پھر قلمی جریدہ بنا اور آخر میں ایک تجارتی ماہنامے کی حیثیت اختیار کر گیا۔

ترجمان القرآن :

یہ ماہنامہ سید ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم نے جاری کیا تھا۔ جنوری ۱۹۳۹ء میں جمال پور ضلع گورداسپور سے لاہور منتقل ہوا۔ ۱۹۴۳ء میں لاہور سے گورداسپور منتقل ہوگیا کچھ عرصہ بعد پھر لاہور منتقل ہوگیا۔ قرآنی تعلیمات کے پرچار اور جماعت اسلامی کی ترجمانی کے لیے وقف تھا۔

ء

Marfat.com

قوانین صحافت

گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء کے نتیجہ میں حکومت اور پریس کے تعلقات بہتر ہونے لگے تھے کہ ۱۹۳۹ء میں دوسری عالمگیر جنگ شروع ہوگئی۔ ۲۸ اکتوبر ۱۹۴۰ء کو حکومت نے ڈیفنس آف انڈیا رولز کے تحت یہ حکم جاری کر دیا کہ:

"برطانوی ہندوستان میں کوئی پرنٹر، پبلشر یا ایڈیٹر کوئی ایسا مواد شائع نہیں کر سکتا جس کا مقصد براہ راست یا بالواسطہ طور پر جنگ کو کامیابی کے ساتھ انجام تک پہنچانے کی مخالفت کرتا ہو۔ ایسی تقریر بھی نہیں کی جا سکتی جو براہ راست یا بالواسطہ طور پر متذکرہ بالا مقصد کی تکمیل کرتی ہو۔"

اخبارات نے اس اقدام کے خلاف احتجاج کیا چنانچہ ہندوستان کے ممتاز اخبارات کے مدیروں نے دہلی میں ایک اجلاس کیا جس میں یہ حکم واپس لینے کا مطالبہ کیا گیا اور کہا گیا کہ اخبارات اسی طرح رضاکارانہ طور پر اپنے آپ پر سنسرشپ عائد کرنے کو تیار ہیں جس طرح کہ برطانیہ میں سنسرشپ موجود ہے۔ حکومت نے یہ بات منظور کر لی اور اپنا سلسلہ

Marfat.com

واپس لے لیا۔ چنانچہ حکومت اور ایڈیٹروں کے درمیان یہ طے پایا کہ مرکز اور صوبوں میں پریس ایڈوائزری کمیٹیاں قائم کر دی جائیں۔ جو خبریں ڈیفنس آف انڈیا رولز کے تحت آتی ہوں۔ ایڈیٹران کے بارے میں پریس ایڈوائزر سے مشورہ کیا کریں اس انتظام سے کچھ خرابیاں پیدا ہوئیں۔ پریس ایڈوائزر اپنی حدود سے تجاوز کرتے۔ بعض اوقات یوں ہوتا کہ ایک خبر ایک صوبہ میں چھپ جاتی اور دوسرے میں اس کی اشاعت منسوخ قرار پاتی۔ صحیح خبروں میں اس قدر کانٹ چھانٹ ہوتی کہ ان کا حلیہ بگڑ جاتا۔ اخباروں کو اس نوع کی ہدایات بھی ملنے لگیں کہ کون سی خبر کہاں کس انداز سے شائع کی جائے۔ حکومت کے احکام و اقدامات پر جائز تنقید جنگی مفاد کے منافی قرار پایا۔

ہندو اخبارات نے کانگرس کی ستیہ گرہ تحریک سے متعلق خبروں کی اشاعت کے ضمن میں مقررہ حدود سے تجاوز کیا چنانچہ پریس ایڈوائزری کمیٹیوں کا نظام عملاً معطل ہو گیا۔ حکومت اور ایڈیٹروں کے درمیان پھر گفت و شنید ہوئی اور یہ طے پایا کہ صرف اس وقت مواد ایڈوائزری کمیٹی کو دکھایا جائے گا۔ جب سنگین ہنگامی حالات موجود ہو اور اس کے بعد متعلقہ اخبار کو صرف انتباہ کر دیا جائے گا۔

کانگرس نے "ہندوستان چھوڑ جاؤ" Quit India تحریک شروع کی تو حکومت نے حکم جاری کیا کہ اس تحریک کے بارے میں ایسی کوئی خبر شائع نہ کی جائے جو مندرجہ ذیل ذرائع سے نہ آئی ہو۔

۱۔ سرکاری ذرائع

۲۔ (الف) ایسوسی ایٹڈ پریس آف انڈیا

(ب) یونائیٹڈ پریس آف انڈیا۔

(ج) اورینٹ پریس آف انڈیا۔

۳۔ اخبار کا ایسا نامہ نگار جس کا نام اس کے ضلع کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے پاس رجسٹر ہو چکا ہو۔

خبر رساں اداروں پر پہلے ہی سنسر عائد تھا۔ اس لیے خبروں کے حصول کے آزاد

Marfat.com

ذرائع عملاً ختم ہو گئے۔

آل انڈیا نیوز پیپرز ایڈیٹرز کانفرنس نے حکومت کے ان اقدامات کے خلاف احتجاج کیا۔ بالآخر یہ طے پایا کہ بعض اقسام کی خبروں کو شائع کرنے سے پہلے اس جائزہ کمیٹی کے پاس بھیجا جائے جو حکومت کے افسروں اور نمائندوں پر مشتمل ہو اور حکومت عائد کردہ پابندیاں ختم کر دے۔ اس کے باوجود فریقین کو ایک دوسرے سے شکایات لاحق رہیں۔۔۔ حتیٰ کہ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو ہندوستان، پاکستان اور بھارت دو ملکوں میں تقسیم ہو گیا۔

جنگ ختم ہونے کے بعد سارے ہنگامی قوانین ختم ہو گئے۔ اسی اثنا میں قیام پاکستان کی تحریک زور پکڑ چکی تھی۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کے تعلقات کشیدہ ہو چکے تھے۔ فسادات نے معمول کی صورت اختیار کر لی تھی۔ حکومت ہند نے ۱۹۴۷ء کے آغاز میں "سنٹرل پریس سپیشل پاورز ایکٹ" نافذ کیا۔ صوبوں میں (پبلک سیفٹی) تحفظ عوام کے قوانین نافذ ہوئے۔ پنجاب میں مسلم لیگ نے اس قانون کے خلاف سول نافرمانی کی بھرپور تحریک چلائی۔ حکومت کی سختیوں اور متشددانہ قوانین کا نتیجہ یہ نکلا کہ خفیہ اور سائیکلوسٹائل شدہ اخبارات، پوسٹر اور پمفلٹ وغیرہ عام تقسیم ہونے لگے تھے۔

Marfat.com

حوالہ جات

1. Statement of Newspapers and Periodicals published in the Punjab during the ye 1950 (Lahore Superintendent Government Pi..ting, 1941.

۲- ایضاً

3. Statement of Newspapers and Periodicals published in the Punjab during the years 1945-1946 (Lahore Superintendent Govt.Printing)

۴- ایضاً

۵- عبدالسلام خورشید، صحافت پاکستان و ہند میں، لاہور، مجلس ادراد ب، ۱۹۶۳ء، ص ۴۹۴، ۴۹۵۔

۶- اجمل ملک، صحافت صوبہ سرحد میں، قومی پبلشر، ۱۹۸۰ء، ص ۹۰

۷- جسونت سنگھ راز، اردو صحافت کے تین بڑے، نوائے وقت لاہور، یکم مارچ ۱۹۸۱ء۔

8. Statement of Newspapers and Periodicials published in he Punjab during he years 1945-46 (Lahore Superintendent Govt. Printing, 1946).

۹ عبدالسلام خورشید، صحافت پاکستان و ہند میں، مجلس ترقی ادب، ۱۹۶۳ء، ص ۴۹۵۔

Marfat.com

10. Majid Nizami, Presss in Pakistan, Lahore Punjab University 1956.

۱۱- نوائے وقت لاہور، ۲۲ جولائی ۱۹۶۹ء

۱۲- بیگم محمودہ حمید نظامی، نشان منزل لاہور، نوائے وقت پبلیکیشنز ۱۹۷۰ء ص ۱۲۸

۱۳- ایضاً، ص ۱۲۰۔

۱۴- ظہور عالم شہید، نوائے وقت کے پچیس سال، نوائے وقت ۲۲ جولائی، ۱۹۶۹ء۔

۱۵- عبدالسلام خورشید، صحافت پاکستان و ہند میں، لاہور، مجلس ترقی ادب، ۱۹۶۳ء، ص ۹۲-۹۱ ۴۹۔

۱۶- ظہور عالم شہید، نوائے وقت کے پچیس سال، نوائے وقت ۲۲، جولائی ۱۹۶۹ء۔

۱۷- نوائے وقت لاہور، ۶، اکتوبر ۱۹۴۴ء

۱۸- ایضاً ۲۰ ستمبر ۱۹۴۴ء

۱۹- ایضاً ۲۰ اگست ۱۹۴۷ء

۲۰- ایضاً ۱۶ ستمبر ۱۹۴۸ء

۲۱- ایضاً ۲۳ اکتوبر ۱۹۵۸ء

۲۲- ڈاکٹر محمد باقر، نوائے وقت ایک عہد ساز اخبار، نوائے وقت لاہور، ۲۲ جولائی ۱۹۶۹ء

۲۳- میاں بشیر احمد، نوائے وقت کی داستان حریت، نوائے وقت لاہور، ۲۲ جولائی ۱۹۶۹ء۔

۲۴- بیگم محمودہ حمید نظامی، نشان منزل لاہور، نوائے وقت پبلیکیشنز، ۱۹۷۰ء، ص ۵۷۔

Marfat.com

۲۵۔ شورش کاشمیری، حمید نظامی لاہور، مکتبہ چٹان ۱۹۶۷ء، ص ۹۲ -

۲۶۔ ایضاً ، ص ۲۷ .

۲۷۔ ایضاً ، ص ۹۱ تا ۹۳

۲۸۔ سید محمد عبداللہ ، اردو صحافت تاثرات کے آئینے میں ، جاوداں لاہور ، ۲۱ ، اکتوبر ۱۹۷۰ء -

۲۹۔ ایضاً

30. Statement of Newspapers and Periodicals published during the year 1948 (Lahore Superintendent Government

Marfat.com

باب ہفتم

پنجاب میں اردو اخبار نویسی
قیامِ پاکستان کے بعد

Marfat.com

Marfat.com

قیام پاکستان کے بعد پنجاب کی
اُردو صحافت کا ایک جائزہ

پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے ساتھ ہی کئی مسائل پیدا ہو گئے۔ بھارت سے مسلمانوں کو جبراً پاکستان بھیجنے کے منصوبہ پر عمل شروع ہوا۔ لاکھوں مسلمان شہید ہو گئے۔ ایک اندازے کے مطابق نوے لاکھ مسلمان بھارت سے ہجرت کر کے پاکستان آئے۔ نتیجتہً پاکستان کے بعض علاقوں سے ہندو اور سکھ بھی بھارت منتقل ہو گئے۔ اس اتھل پتھل نے صحافت کو بھی متاثر کیا۔ پاکستانی پنجاب کے مختلف علاقوں سے ہندوؤں اور سکھوں کے جو اخبارات و جرائد شائع ہوتے تھے وہ یا تو بھارت منتقل ہو گئے یا بند ہو گئے۔ اسی طرح دلی اور کلکتہ سے مسلمانوں کے بعض اخبارات پاکستان میں منتقل ہوئے۔ قیام پاکستان سے قبل پنجاب میں صحافت کا سب سے بڑا مرکز لاہور تھا۔ چنانچہ مذکورہ مذکورہ بالا حالات کے نتیجے میں لاہور کی صحافت بھی متاثر ہوئی۔ مجید نظامی کے الفاظ میں

"پاکستان معرض وجود میں آیا تو لاہور میں صرف چار اہم اردو اخبار رہ گئے۔ یہ تھے "زمیندار"، "احسان"، "انقلاب" اور "نوائے وقت"۔ ان کے علاوہ نئے اخبارات

Marfat.com

یں ملک احسان الٰہی کا "آغاز" علی محمد برق کا "طاقت" وقار انبالوی کا "سفینہ" شریف حسین سہروردی کا "مغربی پاکستان"۔ مولانا نصر اللہ خان عزیز کا "تسنیم" حاجی برکت علی کا "نوائے پاکستان" اور امین الدین صحرائی کا "جدید نظام" بھی شامل تھے۔ لیکن ان میں سے بیشتر بہت تھوڑا عرصہ زندہ رہے۔" لے

انقلاب ۱۹۴۹ء میں دم توڑ گیا۔ "زمیندار" ۱۹۵۳ء میں ایک سال کے لیے بند کر دیا گیا اور بندش کی مدت کے بعد پھر جاری ہوا۔ مگر سنبھل نہ سکا۔ احسان بھی رفتہ رفتہ قعر گمنامی میں چلا گیا اور بالآخر بند ہو گیا البتہ نوائے وقت پھلتا پھولتا رہا۔ متعدد نئے اخبارات جاری ہوئے جن میں سے کچھ کی زندگی مختصر ثابت ہوئی۔ کچھ کامیاب ہوئے اور بڑے اخبار بن گئے۔ لاہور صحافت کا پہلے سے بھی اہم مرکز بن گیا۔ قیام پاکستان سے لے کر ۱۹۷۹ء تک پنجاب میں مختلف ادوار میں جو اخبارات و جرائد شائع ہوتے رہے اور ہو رہے ہیں ان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

مختلف ادوار میں اخبارات و جرائد کی تعداد:

۱۹۵۵ء میں وحدت مغربی پاکستان سے قبل پاکستان میں اخبارات و جرائد کی تعداد زبان کے لحاظ سے۔

Marfat.com

روزنامے

صوبہ	اردو	انگریزی	سندھی	پشتو	اردو پشتو	بلوچی	گجراتی	بنگالی	میزان
پنجاب	۳۷	۲	–	–	–	–	–	–	۳۹
سندھ	۱۵	۵	۳	–	–	–	۳	–	۲۶
شمال مغربی سرحدی صوبہ	–	۱	–	–	۳	–	–	–	۴
بلوچستان	–	–	–	–	–	–	–	–	–
مشرقی پاکستان	۲	۱	–	–	–	–	–	۷	۱۰
									۷۹

ہفت روزہ و سہ روزہ

صوبہ	اردو	انگریزی	سندھی	پشتو	اردو پشتو	بلوچی	گجراتی	بنگالی	اردو بنگالی	میزان
پنجاب	۹۷	۵	–	–	–	–	–	–	–	۱۰۲
سندھ	۴۱	۸	۲۵	–	–	–	۴	–	–	۷۸
شمال مغربی سرحدی صوبہ	–	–	–	–	۲۰	–	–	–	–	۲۰
بلوچستان	۸	۱	–	–	–	–	–	–	–	۹
مشرقی پاکستان	۱	۸	–	–	–	–	–	۹۸	۱	۱۰۸
										۳۱۷

Marfat.com

پندرہ روزہ اور ماہنامے

صوبہ	اردو	دولسانی	انگریزی	سندھی	پشتو	اردو پشتو	بلوچی	گجراتی	بنگالی	بنگالی اردو	میزان
پنجاب	۱۵۷	۶	۱۹	–	–	–	–	–	–	–	۱۸۲
سندھ	۷۸	–	۲۹	۶	–	–	–	۱	–	–	۱۱۴
شمال مغربی سرحدی صوبہ	–	–	۱	–	–	۵	–	–	–	–	۶
بلوچستان	۲	–	–	–	–	–	–	–	–	–	۲
مشرقی پاکستان	۲	–	۵	–	–	–	–	–	۴۵	۳	۵۵
											۲۵۹

سہ ماہی و دیگر جرائد

صوبہ	اردو	انگریزی	دولسانی	سندھی	پشتو	اردو پشتو	بلوچی	گجراتی	بنگالی	بنگالی اردو	میزان
پنجاب	۴	۸	۹	–	–	–	–	–	–	–	۲۱
سندھ	۳	۳	–	–	–	–	–	–	–	–	۶
شمال مغربی سرحدی صوبہ	–	۳	–	–	–	–	–	–	–	–	۳
بلوچستان	–	–	–	–	–	–	–	–	–	–	–
مشرقی پاکستان	–	۱	–	–	–	–	–	–	۱۸	۲۰	۳۹
											۶۹

Marfat.com

۱۹۵۶ء میں پاکستان میں اخبارات و جرائد کی تعداد لسانی لحاظ سے

اخبارات کی نوعیت	اردو	انگریزی	گجراتی	سندھی	بنگالی	پشتو	پنجابی	فارسی	عربی	میزان
روزنامے	۶۳	۱۱	۳	۷	۹	–	–	–	–	۹۱
سہ روزہ	۱۵	۲	۲	–	۴	–	–	–	–	۲۳
ہفت روزہ	۱۷۳	۳۱	۳	۴۸	۵۴	۶	–	–	–	۳۱۵
دس روزہ	۱	–	–	–	–	–	–	–	–	۱
پندرہ روزہ	۳۱	۱۸	–	۱	۸	۹	–	–	۱	
ماہنامے	۲۶۲	۴۵	–	۸	۲۰	۲	۱	–	۴	۳۴۲
سہ ماہی	۷	۱۹	–	–	۱	–	–	۱	–	۲۸
سالانے	–	۹	–	–	۶	–	–	–	–	۱۵
میزان										۸۸۵

اس سال یعنی ۱۹۵۶ء میں پنجاب کے مختلف شہروں سے جو اردو روزنامے اور رسائل و جرائد شائع ہوتے تھے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

الف۔ روزنامے

لاہور:

۱۔ آفاق
۲۔ آثار
۳۔ احسان
۴۔ ہلال پاکستان
۵۔ امروز
۶۔ جدید نظام
۷۔ کوہستان
۸۔ ملت
۹۔ مجاہد

Marfat.com

۱۰۔ نوائے کشمیر
۱۱۔ نوائے پاکستان
۱۲۔ نوائے وقت
۱۳۔ سفینہ
۱۴۔ ترجمان
۱۵۔ تسنیم
۱۶۔ وقت
۱۷۔ زمیندار
۱۸۔ مغربی پاکستان
۱۹۔ منشور

فیصل آباد :

۲۰۔ آفاق
۲۱۔ عوام
۲۲۔ ڈیلی بزنس
۲۳۔ اعلان
۲۴۔ غریب
۲۵۔ نوائے وقت
۲۶۔ سعادت
۲۷۔ تاجر

راولپنڈی :

۲۸۔ ہلال
۲۹۔ نوائے وقت
۳۰۔ تعمیر
۳۱۔ کوہستان
۳۲۔ زمیندار

سیالکوٹ :

۳۳۔ جہاد
۳۴۔ پرواز

ملتان :

۳۵۔ کارزار
۳۶۔ زمیندار سدھار
۳۷۔ منٹگمری (ساہیوال)
۳۸۔ خدمت

ربوہ :

۳۹۔ الفضل

Marfat.com

سہ روزہ

لاہور:

۱۔ دعوت

راولپنڈی:

۲۔ آفتاب

بہاول پور:

۳۔ انصاف　　۴۔ کائنات　　۵۔ نیا دور

۶۔ پرواز　　۷۔ رہبر

ملتان:

۸۔ نوائے عالم　　۹۔ روشن چراغ　　۱۰۔ زلزلہ

سرگودھا:

۱۱۔ شعلہ

ہفت روزہ

لاہور:

۱۔ آبشار　　۲۔ اداکار　　۳۔ الاعتصام

۴۔ انجم　　۵۔ آشیانہ　　۶۔ ایشیا

۷۔ برق　　۸۔ بصیرت　　۹۔ چٹان

Marfat.com

۱۰۔ دستکاری ۱۱۔ ڈرائیور ۱۲۔ احساس

۱۳۔ قلمکار ۱۴۔ گل وخار ۱۵۔ حمایت اسلام

۱۶۔ اقدام ۱۷۔ کیفر کردار ۱۸۔ خاتون

۱۹۔ کردار ۱۸۔ لاہور ۲۱۔ لقلقہ

۲۲۔ مزدور دنیا ۲۳۔ مظلوم کشمیر ۲۴۔ محفل

۲۵۔ حمتاز ۲۶۔ نیر اسلام ۲۷۔ نوائے وطن

۲۸۔ پیغام صلح ۲۹۔ قندیل ۳۰۔ رفتار زمانہ

۳۱۔ رضاکار ۳۲۔ رضوان ۳۳۔ سیف

۳۴۔ تجلی ۳۵۔ تیر و نشتر ۳۶۔ اجالا

۳۷۔ وحدت ۳۸۔ یادگار

لائل پور (فیصل آباد):

۳۹۔ الصیاد ۴۰۔ فلم نیوز ۴۱۔ کنگال

۴۲۔ خمستان ۴۳۔ لائل پور کاٹن ملز آرگن ۴۴۔ ملت

۴۵۔ مزارع ۴۶۔ پکار ۴۷۔ بانگ درا

ملتان:

۴۸۔ بیوپاری ۴۹۔ بشیر النسواں ۵۰۔ کلیم

۵۱۔ قبول ۵۲۔ محسن ۵۳۔ طوفان

راولپنڈی:

۵۴۔ تونی رضاکار ۵۵۔ آفتاب ۵۶۔ ارمغان

۵۷۔ آزاد کشمیر ۵۸۔ بسنت ۵۹۔ چوٹ

Marfat.com

۶۰۔ اقبال ۶۱۔ جذبات ۶۲۔ کوہستان
۶۳۔ پاک کشمیر

گوجرانوالہ:

۶۴۔ العصر (کوٹ وارث) ۶۵۔ دیہات سدھار ۶۶۔ گوجرانوالہ ٹائمز
۶۷۔ جریدہ اہلحدیث (سوہدرہ) ۶۸۔ سرفروش ۶۹۔ تسکین

اوکاڑہ:

۷۰۔ ستلج نیوز

جھنگ:

۷۱۔ عروج

بہاول پور:

۷۲۔ العزیز ۷۳۔ الامام ۷۴۔ بیباک
۷۵۔ الہام ۷۶۔ کائنات ۷۷۔ مسلمان
۷۸۔ رفیق ۷۹۔ رہبر ۸۰۔ ستلج

سرگودھا:

۸۱۔ عزم نو ۸۲۔ بیباک ۸۳۔ رفیق

Marfat.com

ڈیرہ غازیخان :

۸۴۔ بلال

سیالکوٹ :

۸۵۔ درنجف ۸۶۔ گجر گزٹ ۸۷۔ خود دار

پندرہ روزہ

لاہور :

۱۔ المائدہ ۲۔ درس قرآن ۳۔ اسد

۴۔ آواز ۵۔ بچوں کی دنیا ۶۔ بنت راوی

۵۔ حقیقت ۸۔ ہدایت ۹۔ استقلال

۱۰۔ کتابستان ۱۱۔ نوائے ریل ۱۲۔ نگران

۱۳۔ پھوار ۱۴۔ پنجاب ۱۵۔ رم جھم

لائل پور :

۱۶۔ القرآن

بہاول پور :

۱۷۔ نوائے بہاولپور ۱۸۔ صدائے نسواں ۱۹۔ عزم

(دس روزہ)

Marfat.com

ماہنامے

لاہور :

۱- آبشار	۲- آداب عرض	۳- ادب لطیف
۴- ادبی دنیا	۵- ادیب	۶- آئینہ قسمت
۷- اخوت	۸- عکاس	۹- عالمگیر
۱۰- الاعجاز	۱۱- الحکیم	۱۲- الحمرا
۱۳- الملک	۱۴- المستعد	۱۵- آموزش
۱۶- آئینہ صحت	۱۷- انوار العلوم	۱۸- انجمن
۱۹- عارف	۲۰- آثارِ حکمت	۲۱- آتش کدہ
۲۲- بچوں کا باغ	۲۳- بھائی بہن	۲۴- چاند
۲۵- دارالفرقان	۲۶- درویش	۲۷- دستور
۲۸- ڈائریکٹر	۲۹- فلمیشیا	۳۰- فلم لائٹ
۳۱- گیسو	۳۲- گل خنداں	۳۳- گل فشاں
۳۴- حافظ صحت	۳۵- حکیم پاکستان	۳۶- حقیقت اسلام
۳۷- حرم	۳۸- حور	۳۹- ہمایوں
۴۰- اعادہ شباب	۴۱- عفت	۴۲- اشاعت ادب
۴۳- اصلاح	۴۴- جدوجہد	۴۵- جلا وطن
۴۶- جاودان	۴۷- کائنات	۴۸- کاریگر
۴۹- کاشتکار جدید	۵۰- کیتھولک نقیب	۵۱- خادم الحرمین
۵۲- خزینہ مشرق	۵۳- خدمت خلق	۵۴- کتابستان
۵۵- کھلونا	۵۶- خضرِ راہ	۵۷- کتاب

Marfat.com

۵۸ - لالہ رخ	۵۹ - معارف اسلامیہ	۶۰ - مجلس
۶۱ - منظر	۶۲ - مشعل	۶۳ - مشیر صحت
۶۴ - مشیر الاطبا	۶۵ - مست شباب	۶۶ - مست قلندر
۶۷ - مبلغ	۶۸ - مدرس	۶۹ - مسلمہ
۷۰ - نفیس	۷۱ - نمونہ	۷۲ - نقوش
۷۳ - نعرہ جنگ	۷۴ - نشان منزل	۷۵ - سحر
۷۶ - نصرت	۷۷ - پنجاب ٹرانسپورٹ	۷۸ - قانون گو شیخ
۷۹ - قاصد جدید	۸۰ - ریل ٹائمز	۸۱ - سہیلی
۸۲ - رازو حیات	۸۳ - ثقافت	۸۴ - سرتاج
۸۵ - سویرا	۸۶ - شبستان	۸۷ - شاہکار
۸۸ - شاہنواز	۸۹ - شگن	۹۰ - شمع نور
۹۱ - تعلیم و تربیت	۹۲ - تمنا	۹۳ - تعمیر انسانیت
۹۴ - ترجمان القرآن	۹۵ - تصور	۹۶ - طب
۹۷ - طبی شاہکار	۹۸ - تریاق	۹۹ - زیب النساء
۱۰۰ - زراعت	۱۰۱ - ضیا	۱۰۲ - شاہین بچے

سیالکوٹ:

۱۰۳ - تربیت	۱۰۴ - سرتاج	۱۰۵ - راہنمائے ترقی
۱۰۶ - علم و ادب	۱۰۷ - انوار الصوفیا	

لائل پور:

۱۰۸ - شفاء الملک	۱۰۹ - سہیلی	۱۱۰ - معصوم
۱۱۱ - نوائے حق	۱۱۲ - پرچم	۱۱۳ - قوم

Marfat.com

۱۱۴۔ راہنمائے زندگی ۱۱۵۔ لالہ زار ۱۱۶۔ ہومیوپیتھک لائٹ
۱۱۷۔ داستان ۱۱۸۔ فیض الاسلام ۱۱۹۔ زبان
۱۲۰۔ السراج ۱۲۱۔ حکیم مشرق ۱۲۲۔ اختر

بھلوال :

۱۲۳۔ شاباش

سرگودھا :

۱۲۴۔ بشیر النسواں

راولپنڈی :

۱۲۵۔ سالک ۱۲۶۔ مسیحائی ۱۲۷۔ نغمات
۱۲۸۔ نیرنگ خیال ۱۲۹۔ نئی روشنی ۱۳۰۔ اچھا چرواہا
۱۳۱۔ ادب وتاریخ

گوجرانوالہ :

۱۳۲۔ مسلمان (سوہدرہ) ۱۳۳۔ پرواز ۱۳۴۔ راہبر باغبانی
۱۳۵۔ اتحاد ۱۳۶۔ آستانہ (خانکی)

ملتان :

۱۳۷۔ ہومیوپیتھی ۱۳۸۔ الصدیق

Marfat.com

جھنگ :

۱۳۹ - عروج　　۱۴۰ - الجامعہ (جامعہ محمدی)

بہاولپور :

۱۴۱ - تبلیغ　　۱۴۲ - خاتون　　۱۴۳ - کاروان

ربوہ :

۱۴۴ - مصباح　　۱۴۵ - خالد　　۱۴۶ - الفرقان [1]

۱۹۵۸ء میں پنجاب میں مختلف زبانوں میں شائع ہونے والے اخبارات وجرائد کی تعداد

ڈویژن	انگریزی	اردو	پنجابی	کل
لاہور	۶۹	۳۲۰	۲	۳۹۱
راولپنڈی	۲	۸۵	—	۸۷
ملتان	۸	۷۴	—	۸۲
بہاول پور	—	۲۳	—	۲۳
میزان	۷۹	۵۰۲	۲	۵۸۳ [5]

Marfat.com

۱۹۷۰ء میں پنجاب کے اخبارات وجرائد کی تعداد زبان کے لحاظ سے

زبان	نوعیت اخبارات									
	روزنامے	سہ روزہ	ہفتہ وار	پندرہ روزہ	ماہنامے	دوماہی	سہ ماہی	ششماہی	سالنامے	کل تعداد
اردو	۴۰	۳	۱۸۹	۳۸	۲۶۴	۱	۱۴	۳	۴	۵۵۳
انگریزی	۵	—	۹	۷	۳۱	۱	۲۴	۱۵	۹	۱۱۱
اردو انگریزی	—	۱	۹	۱	۱۷	—	۵۶	۵۸	۸۱	۲۲۰
اردو انگریزی پنجابی	—	—	—	—	—	—	—	۱	۱	۲
اردو انگریزی فارسی	—	—	—	—	—	—	—	—	۳	۳
اردو فارسی پنجابی	—	—	—	—	۱	—	—	—	—	۱
اردو سرائیکی	—	—	—	—	—	۱	۱	—	—	۲
اردو پنجابی	—	—	۱	—	—	—	—	—	—	۱
اردو فارسی	—	—	—	—	—	—	—	—	۱	۱
اردو عربی	—	—	—	—	—	—	۱	—	۲	۳
عربی	—	—	—	—	—	—	—	—	۲	۲
عربی فارسی	—	—	—	—	—	—	—	—	۱	۱
عربی انگریزی	—	—	—	—	—	—	—	—	۱	۱
پنجابی	—	—	—	—	۴	—	—	—	—	۴
میزان	۲۵	۴	۲۰۲	۴۴	۳۱۷	۳	۱۰۴	۷۷	۱۰۵	۹۲۳

Marfat.com

۱۹۷۰ء اور ۱۹۷۱ء میں پاکستان میں کل اخبارات و جرائد کی تعداد

سال	روزانہ اخبارات	سہ روزہ	ہفت روزہ	پندرہ روزہ	ماہنامے	کل
۱۹۷۰ء	۱۰۸	۱۵	۳۰۲	۱۱۷	۵۲۲	۱۰۶۴
۱۹۷۱ء	۲۰۰	۱۵	۳۱۵	۱۱۹	۵۲۱	۱۱۶۷

اخبارات و جرائد کی اس تعداد میں سہ ماہی، ششماہی اور سالنامے شامل نہیں ہیں۔ ۱۹۷۰ء میں ۱۰۸ روزناموں میں سے ۱۱ انگریزی زبان کے تھے۔ باقی میں غالب اکثریت اردو زبان کے روزناموں کی تھی اور روزناموں میں سے اکثر پنجاب سے شائع ہوتے تھے۔ رسائل و جرائد کی بھی یہی صورت تھی۔ ۱۹۷۱ء میں اخبارات کی تعداد میں مزید اضافہ ہوا۔ اسی سال مشرقی پاکستان بنگلہ دیش بن گیا مگر پاکستان میں اخبارات و جرائد کی تعداد میں زیادہ کمی بیشی واقع نہ ہوئی۔ ۱۹۷۵ء میں پاکستان سے شائع ہونے والے اخبارات و جرائد کی تعداد بارہ سو تھی ان میں سے اکثر اردو میں تھے اور ان میں سے زیادہ تر پنجاب سے شائع ہوتے تھے اور اکثر اردو زبان کے تھے۔

۱۹۷۵ء میں پنجاب کے اخبارات و جرائد

تفصیل اخبار	اردو	انگریزی	اردو انگریزی	اردو پنجابی	پنجابی اردو فارسی	پنجابی	عربی اردو	کل تعداد	میزان
روزنامے	۴۰	۵	–	–	–	–	–	۴۵	
سہ روزہ	۳	۱	–	–	–	–	–	۴	
ہفت روزہ	۱۸۶	۹	۶	۱	–	–	–	۲۰۲	
پندرہ روزہ	۵۶	۷	۱	–	–	–	–	۶۴	
ماہنامے	۲۶۴	۳۱	۱۷	–	۱	۴	۱	۳۴۸	۶۶۳

Marfat.com

انگریزی زبان کے روزناموں میں سے صرف ایک پاکستان ٹائمز ہی قابل ذکر تھا۔ صرف انگریزی میں شائع ہونے والے ماہنامے، سہ ماہی، ششماہی اور سالنامے زیادہ تر بعض سرکاری یا نیم سرکاری اداروں کے مجلات تھے یا پھر پیشہ ورانہ یا تعلیمی اداروں کے مجلات جو عام قارئین کے لیے نہیں بلکہ پیشہ ورانہ تنظیموں کے ارکان کے لیے شائع ہوتے تھے یا پھر متعلقہ اداروں کی تشہیر کے لیے۔ اردو اور انگریزی میں شائع ہونے والے سہ ماہی، ششماہی یا سالانہ جرائد تمام کے تمام مختلف تعلیمی ادارے شائع کرتے تھے۔ یہ زیادہ تر چار ماہنامے کالجوں کے جرائد تھے صرف پنجابی میں شائع ہوتے تھے۔ اور یہ بھی علمی و ادبی نوعیت کے تھے۔ سب سے زیادہ تعداد ہفت روزہ اور ماہنامہ رسائل کی تھی اور ان میں غالب اکثریت اردو زبان میں شائع ہونے والے رسائل و جرائد کی تھی۔ گویا صحافت کا میدان اردو اخبارات و رسائل و جرائد ہی کے ہاتھوں میں تھا۔

۳۱ دسمبر ۱۹۷۶ء کو پنجاب سے شائع ہونے والے اخبارات و جرائد کی تعداد حسب ذیل تھی

	لاہور ڈویژن	راولپنڈی ڈویژن	سرگودھا ڈویژن	بہاولپور ڈویژن	ملتان ڈویژن	میزان
روزنامے	۱۸	۸	۱۶	۵	۸	۵۳
ہفت روزہ	۹۸	۳۱	۱۸	۱۱	۲۰	۱۷۸
پندرہ روزہ	۴۸	۵	۱	—		۵۸
ماہنامے	۲۲۱	۳۱	۲۶	—	۱۱	۲۹۹
دوماہی	۴	—	—	—	—	۴
سہ ماہی	۶۴	۱۴	۹	۷	—	۹۶
ششماہی	۳۸	۱۴	۱۰	۲	۹	۷۳
سالنامے	۵۵	۳۶	۱۶	۴	۱۶	۱۲۷
کل میزان						۸۸۸

Marfat.com

۱۹۷۹ء میں پاکستان میں اخبارات و جرائد کی تعداد لسانی لحاظ سے

روزنامے	اردو	انگریزی	سندھی	گجراتی	پشتو	بلوچی	سرائیکی	پنجابی	کشمیری	میزان
روزنامے	۸۲	۱۵	۷	۳	۴	—	—	—	—	۱۱۱
سہ روزہ	۲	۱	—	۱	—	—	—	—	—	۴
ہفت روزہ	۱۹۹	۱۹	۲۲	—	۲	۳	—	—	۱	۲۴۶
پندرہ روزہ	۲۹	۹	—	۲	—	—	—	—	—	۴۰
ماہنامے	۱۱۸	۶۰	۷	—	—	—	۱	۳	—	۱۸۹
سہ ماہی	۶	۱۱	—	—	—	—	—	—	—	۱۷
ششماہی	۱۰	۵	—	—	—	—	—	—	—	۶
میزان	۴۹۰	۱۲۰	۲۶	۶	۶	۳	۱	۳	۱	۶۶۶

ان میں سے ایک سے زائد زبانوں میں شائع ہونے والے جرائد شامل نہیں ہیں ۔

۱۹۷۹ء میں پاکستان کے صوبوں میں اخبارات و جرائد کی تعداد

صوبہ	روزنامے	سہ روزہ	ہفت روزہ	پندرہ روزہ	ماہنامے	سہ ماہی	ششماہی
پنجاب	۵۲	۲	۱۱۶	۱۵	۵۴	۳	۳
سندھ	۳۸	۲	۸۲	۲۰	۱۳۲	۱۴	۲
بلوچستان	۱۰	—	۲۱	۲	—	—	—
سرحد	۱۱	—	۲۷	۳	۳	—	۱
میزان	۱۱۱	۴	۲۴۶	۴۰	۱۸۹	۱۷	۶

Marfat.com

۱۹۸۰ء میں پنجاب سے جو اردو اخبارات وجرائد شائع ہو رہے تھے ان کی مکمل فہرست ضمیمہ "د" میں دے دی گئی ہے۔

مختلف ادوار میں پنجاب سے شائع ہونے والے اخبارات وجرائد کی تعداد سے یہ حقیقت واضح ہوجاتی ہے کہ پنجاب میں قیام پاکستان کے بعد اردو اخبار نویسی کو پہلے سے بھی زیادہ اہمیت اور مقبولیت حاصل ہو گئی نہ صرف اردو اخبارات کی تعداد بڑھی بلکہ ان کی اشاعتوں میں بھی اضافہ ہوا۔ انگریزی اخبارات کی تعداد پہلے سے بھی کم ہو گئی اور ان کی اشاعتوں میں بھی قابل ذکر اضافہ نہ ہوا کسی علاقائی زبان میں کوئی روزانہ اخبار جاری نہ ہوا۔ بعض علاقائی زبانوں میں کچھ رسائل وجرائد ضرور جاری ہوئے لیکن اردو اخبارات وجرائد کے مقابلہ میں ان کی تعداد اشاعت اور حیثیت بہت کمتر رہی۔

Marfat.com

روزنامے

روزانہ صحافت کا ایک جائزہ:

قیام پاکستان کے بعد پنجاب میں روزانہ اردو صحافت نے حیرت انگیز ترقی کی ہے۔ اردو صحافت ایک خوشگوار تکنیکی انقلاب سے دوچار ہو چکی ہے۔ اخبارات کے صفحات کی تعداد زیادہ ہوئی ہے، سائز بڑھا ہے، مندرجات میں تنوع پیدا ہوا ہے۔ خبروں کا معیار اور پیش کش کا انداز بہتر ہوا ہے۔ خصوصی اشاعتوں کا رواج چل نکلا ہے۔ پوری اردو صحافت مصور صحافت بن چکی ہے۔ کتابت و طباعت کا طریقہ یکسر بدل گیا ہے۔ اب اکثر اردو اخبارات لیتھو کی بجائے آفسٹ طریق سے طبع ہوتے ہیں اور صوری لحاظ سے دنیا کے کسی بھی ترقی یافتہ ملک کے اخبارات کے مقابلہ میں رکھے جا سکتے ہیں۔ اخبارات کی اشاعتیں بہت بڑھ چکی ہیں۔ پنجاب کا دارالحکومت لاہور پاکستان میں اردو صحافت کا سب سے بڑا مرکز ہے۔ اردو اخبارات اگرچہ خاصی تعداد میں شائع ہوتے ہیں لیکن بڑے اور کامیاب اخبارات کی تعداد زیادہ نہیں ہے۔ اس وقت ساری دنیا میں یہی صورت حال ہے۔ ہر ملک میں چند بڑے اخبارات ہیں جن کی اشاعتیں

Marfat.com

زیادہ ہیں ۔ پنجاب کے مختلف اضلاع سے بھی اردو اخبارات شائع ہوتے ہیں ان کا ذکر علاقائی صحافت کے زیر عنوان کیا گیا ہے ۔ ذیل میں ان اخبارات کا جائزہ پیش کیا جارہا ہے جو لاہور سے شائع ہوتے رہے یا شائع ہو رہے ہیں ۔

نوائے وقت :

روزنامہ نوائے وقت کا مفصل ذکر اس سے پہلے باب میں ہو چکا ہے ۔ اس وقت یہ اخبار لاہور ، راولپنڈی ، ملتان اور کراچی سے شائع ہو رہا ہے ۔ چیف ایڈیٹر مسٹر مجید نظامی ہیں ۔ یہ ایک آزاد اخبار ہے ۔ اشاعت خاصی اور حلقہ اثر وسیع ہے ۔ اب اس نے خصوصی رنگین اشاعتوں کا سلسلہ بھی شروع کر رکھا ہے اس کا شمار پاکستان کے تین یا چار بڑے اخبارات میں ہوتا ہے ۔

وقت :

یہ اخبار ۱۹۴۰ء میں لاہور سے ہفت روزہ کی صورت میں جاری ہوا یہ خاکسار تحریک کا ترجمان تھا ۔ قیام پاکستان کے بعد روزنامہ بنا اور ابھی تک شائع ہو رہا ہے یٰسین بٹ بہادر اس کے مدیر اور منتظم ہیں ۔ ابھی تک خاکسار تحریک کا ترجمان ہے ۔ کچھ سالوں سے اشاعت برائے نام ہے ۔ بعض اوقات دو اور بعض اوقات چار صفحات پر مشتمل ہوتا ہے ۔ اس میں قرآنی احکام ، احادیث اور علامہ عنایت اللہ مشرقی مرحوم کے افکار نمایاں طور پر شائع کیے جاتے ہیں

مغربی پاکستان :

یہ روزنامہ مبارک حسین گیلانی کے صاحب زادہ شریف حسین سہروردی اور شیخ شفاعت احمد کے اشتراک و تعاون سے ستمبر ۱۹۴۷ء میں لاہور سے جاری ہوا ۔ ۱۹۵۰ء میں اس کے تمام حصص شیخ شفاعت احمد نے خرید لیے ۔ ۱۹۵۲ء میں قادیانیوں

Marfat.com

کے خلاف تحریک سے کے دوران یہ ایک سال کے لیے بند کردیا گیا۔ ۱۹۵۴ء میں دوبارہ جاری ہوا اسی سال سے یہ بہاول پور سے اور یکم ستمبر ۱۹۶۵ء کو سکھر سے بھی شائع ہونے لگا۔ اس وقت تک تینوں جگہوں سے باقاعدگی کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔

شروع میں اس کا خبروں کا معیار خاصا بلند تھا۔ لیکن بعد ازاں یہ درجہ دوم کا اخبار بن کر رہ گیا۔ تاہم اس کا ملک کے دو صوبوں کے تین شہروں سے بیک وقت شائع ہونا اس کی کامیابی کی دلیل ہے۔ یہ ایک صاف ستھرا اخبار ہے۔ خبروں کے تنوع اداریہ صفحہ اور خصوصی اشاعتوں کے معیار کے لحاظ سے خاصا ٹھیک ٹھاک ہے۔ پالیسی کے لحاظ سے غیر جانبدار ہے۔ تاہم اس نے کسی دور میں حکومت پر تنقید کے معاملہ میں جرأت کا مظاہرہ نہیں کیا۔

سفینہ :

یہ اخبار مشہور صحافی وقار انبالوی نے ۱۷ نومبر ۱۹۴۷ء کو لاہور سے جاری کیا۔ اس کے ایڈیٹر بھی وقار انبالوی ہی تھے۔ اس کے صفحات زیادہ تر مہاجرین کے مسائل کے لیے وقف ہوتے تھے۔ مہاجرین کی آبادکاری اور ان کی مشکلات کے حل پر زور دیا جاتا تھا۔ حکومت خصوصاً پنجاب کے انگریز گورنر فرانسس موڈی کے بارے میں اس کا لہجہ خاصا سخت ہوتا تھا چنانچہ اسے بندش کا سامنا کرنا پڑا۔ ظاہری اور معنوی لحاظ سے یہ اوسط درجہ کا اخبار تھا۔

آغاز :

یہ روزنامہ اخبار ۱۹۴۷ء میں لاہور سے جاری ہوا۔ مدیر مسئول میاں احسان الٰہی تھے۔ اس کی پیشانی پر پاکستان زندہ باد کے الفاظ کے علاوہ یہ شعر درج ہوتا تھا ؎

Marfat.com

اٹھ کہ اب بزم جہاں کا اور ہی انداز ہے

مشرق و مغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے

اس میں مہاجرین کے مسائل و مصائب اور بھارت میں مسلم کشی کے واقعات کو نمایاں طور پر شائع کیا جاتا تھا۔ زیادہ دیر نہ چل سکا۔

طاقت:

یہ روزانہ اخبار اکتوبر ۱۹۴۷ء میں علی محمد برق نے لاہور سے جاری کیا۔ وہی اس کے ایڈیٹر تھے پیشانی پر یہ شعر درج ہوتا تھا۔

دفعتاً جس سے بدل جاتی ہے تقدیر امم

ہے وہ طاقت کہ حریف اس کی نہیں عقل سلیم

مندرجات کے معیار اور کتابت و طباعت کے لحاظ سے اوسط درجے کا اخبار تھا جلد ہی بند ہو گیا۔

صوت الحرم:

یہ روزنامہ ۱۹۴۸ء میں لاہور سے جاری ہوا۔ اس کے مالک و مدیر ڈاکٹر حاجی محمد اسلم چشتی تھے پیشانی پر یہ شعر درج ہوتا تھا۔

کر و جہاں میں عام پھر رسول کے پیام کو

سنو بگوش ہوش صوت مسجد الحرام کو

ان میں مذہبی اقدار اور تعلیمات پر خاص زور دیا جاتا تھا۔ خبریت کے لحاظ سے معیار بلند نہ تھا۔ جلد ہی بند ہو گیا۔

تسنیم:

یہ روزنامہ ۱۹۴۸ء میں لاہور سے جاری ہوا۔ اس کے پبلشر اور ایڈیٹر مولانا

Marfat.com

نصر اللہ خان عزیز تھے۔ یہ اخبار جماعت اسلامی کا ترجمان تھا۔ ۱۹ اگست ۱۹۴۸ء کو اسے کچھ ماہ کے لیے بند کر دیا گیا۔ ۱۹۴۹ء میں دوبارہ شروع ہوا لیکن مالی مشکلات کے باعث اسے کچھ عرصے کے لیے بند کر دیا گیا۔ بعد ازاں اس کا انتظام براہ راست جماعت اسلامی نے سنبھال لیا اور مولانا نصر اللہ خان عزیز اس کی ادارتی ذمہ داری سے سبکدوش ہو گئے۔ مگر چھ ماہ کے بعد یہ اخبار دوبارہ مولانا نصر اللہ خان عزیز کی نگرانی میں دے دیا گیا۔ ڈاکٹر اعجاز حسن قریشی اس کے منتظم مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۳ء میں مولانا نصر اللہ خان عزیز قادیانی مسئلہ کے نام سے ایک پمفلٹ شائع کرنے پر گرفتار ہو گئے۔ "تسنیم" ایک سال کے لیے بند کر دیا گیا۔ مولانا نصر اللہ خان عزیز کو تین سال قید کی سزا ہوئی۔ ۱۹۵۴ء میں آپ ابھی جیل ہی میں تھے کہ بندش کی مدت ختم ہونے پر مولانا کے صاحبزادے ظفر اللہ خان نے تسنیم پھر جاری کر دیا۔ ستمبر ۱۹۵۴ء میں اس کا انتظام دوبارہ جماعت اسلامی نے سنبھال لیا اور مولانا نصر اللہ خان عزیز اس میں "تکلف برطرف" کے عنوان سے ایک کالم لکھنے پر مامور ہوئے۔ ۱۹۵۸ء میں مارشل لاء نافذ ہونے کے باعث آزاد اخبارات کا زندہ رہنا مشکل ہو گیا۔ چنانچہ جون ۱۹۶۰ء میں تسنیم مستقل طور پر بند ہو گیا۔

الفضل :

یہ اخبار جو قادیانیوں کا ترجمان اور مبلغ ہے اس صدی کے شروع میں قادیان (ضلع گورداسپور، مشرقی پنجاب) سے ہفت روزہ کی صورت میں جاری ہوا۔ ۲۸ مارچ ۱۹۱۴ء کو یہ سہ روزہ بن گیا۔ ۱۵ اپریل ۱۹۳۰ء کے بعد ہفتہ میں چار روز شائع ہونے لگا۔ ۸ مارچ ۱۹۳۵ء کو روزنامہ بن گیا۔ قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۷ء میں یہ لاہور منتقل ہو گیا۔ اب عرصہ سے ربوہ سے شائع ہو رہا ہے۔ "اخبار" کے معیار پر پورا نہیں اترتا۔ اس کی حیثیت ایک جماعت کے پراپیگنڈہ پمفلٹ کی ہے۔ اس لیے قادیانیوں کے حلقہ ہی میں پڑھا جاتا ہے۔

Marfat.com

امروز :

روزنامہ امروز پروگریسو پیپرز لمیٹڈ کے زیر اہتمام ۴ مارچ ۱۹۴۸ء کو لاہور سے جاری ہوا۔ یہ اصل میں انگریزی اخبار "دی پاکستان ٹائمز" کا "اردو" روپ تھا۔ کیونکہ اسے اسی ادارہ نے جاری کیا تھا۔ ۱۹۴۹ء میں امروز کراچی سے اور ۱۹۵۹ء میں ملتان سے بھی جاری ہوگیا۔ کراچی ایڈیشن تو کچھ عرصہ بعد بند ہوگیا البتہ ملتان ایڈیشن کی اشاعت برقرار رہی۔ ۱۹۵۲ء میں قادیانیوں کے خلاف تحریک چلی تو "زمیندار" "تسنیم" اور "الفضل" بند کر دیے گئے اس سے روزنامہ امروز کو فائدہ پہنچا اور اس کی اشاعت بڑھ گئی۔

روزنامہ امروز کے پہلے ایڈیٹر مشہور ادیب شاعر، صحافی اور مزاح نگار مولانا چراغ حسن حسرت تھے۔ ان کے بعد احمد ندیم قاسمی، پھر ظہیر بابر اور بعد ازاں مسٹر طاہر روف سعد اس کے مدیر مقرر ہوئے چونکہ پروگریسو پیپرز لمیٹڈ کے چیئرمین میاں افتخار الدین تھے اس لیے روزنامہ امروز قومی و بین الاقوامی معاملات و مسائل میں بائیں بازو کی ترجمانی کرتا تھا۔ ۱۹۵۸ء میں ملک میں مارشل لاء لگنے کے بعد پروگریسو پیپرز لمیٹڈ حکومت کے زیر اثر آگیا۔ ۱۹۶۴ء میں نیشنل پریس ٹرسٹ قائم ہوا۔ تو پاکستان ٹائمز کی طرح امروز بھی ٹرسٹ کا اخبار بن گیا۔ ابھی تک یہی صورت برقرار ہے۔

روزنامہ امروز نے اردو صحافت میں بھی گراں قدر اضافے کیے اس میں "قسمت علمی و ادبی" کے نام سے ہر اتوار کو علمی و ادبی صفحات بھی شائع ہوتے تھے اور یہ صفحات علم و ادب کے فروغ اور اردو زبان کی مقبولیت کا باعث بنے۔ ۱۹۶۳ء میں قسمت علمی و ادبی کا نام بدل کر سنڈے امروز رکھ دیا گیا۔ اب اتوار کی بجائے "جمعہ" کو یہ صفحات شائع ہوتے ہیں علاوہ ازیں امروز نے آفسٹ طباعت، خوبصورت میک اپ اور لے آؤٹ کے لحاظ سے بھی اردو صحافت میں تبدیلی پیدا کی۔

Marfat.com

کوہستان اور مشرق کے اجراء سے پہلے پنجاب میں "امروز" ہی ایسا اخبار تھا جو صوری لحاظ سے بھی دیدہ زیب تھا۔ امروز نے آرٹ، کلچر سے متعلق سرگرمیوں اور ثقافتی اداروں کی کارگزاریوں کو بطور خاص اپنے صفحات میں جگہ دی۔ محنت کش طبقات کی سرگرمیوں کو بھی اپنے صفحات میں بالاہتمام شائع کیا۔ لیکن نیشنل پریس ٹرسٹ کی تحویل میں جانے کے بعد اس کی پالیسی حکومت کی ترورتوں کے تابع رہی۔ اسی باعث بعض دوسرے بڑے اخبارات کے مقابلہ میں اس کی اشاعت قدرے کم رہی۔

ڈاکٹر سید عبداللہ لکھتے ہیں:

"قیام پاکستان کے بعد کے پرانے اخبارات میں "امروز" بھی اہم رتبے کا حامل رہا ہے اور ایک زمانہ ایسا بھی تھا جب امروز کو ترتیب کے اعتبار سے ملک کا بہترین اخبار سمجھا جاتا تھا۔ خصوصاً اس کا وہ دور جب احمد ندیم قاسمی اس کے مدیر تھے۔ امروز نے ادب اور صحافت کے ڈانڈے پھر ملا دیے۔ حرف و حکایت کا کالم بھی جاری کیا جس کے راقم مدتوں تک حسرت کاشمیری رہے پھر بڑی مدت تک احمد ندیم قاسمی لکھتے رہے۔ "امروز" نے اپنے ادارے میں ادیبوں کا ایک بڑا گروہ جمع کر لیا۔ اور امروز کو اخبار کے علاوہ ایک ادبی پرچے کی حیثیت بھی حاصل رہی۔ کچھ مدت کے بعد امروز میں تبلیغی مواد زیادہ آنے لگا۔ اور قومی اخبار سے زیادہ لوگ اسے ایک جماعت کا پرچہ سمجھنے لگے۔ پھر بھی امروز کے کالم "حرف و حکایت" اور "امروز و فردا" کی بڑی کشش رہی۔ ہفتہ وار علمی مقالات کا سلسلہ الگ تھا۔ جس کی وجہ سے امروز کا بڑا وقار تھا۔ یہ اخبار مدتوں

Marfat.com

تک اس "رنگ کاری" سے الگ رہا جو اس وقت ہماری
صحافت میں داخل ہو چکی ہے۔" ٹ

روزنامہ غازی :

یہ روزنامہ ۱۹۴۸ء میں لاہور سے جاری ہوا۔ اس کے نگران و مہتمم مشہور صحافی مولانا سید حبیب تھے۔ سید محمد عتیق کا نام بطور مدیر مسئول شائع ہوتا تھا اس کی پیشانی پر "جانشین روزنامہ سیاست لاہور" لکھا ہوتا تھا اور یہ شعر بھی درج ہوتا تھا

باطل سے دبنے والے اے آسمان نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحان ہمارا

یہ عام سا اخبار تھا۔ جلد ہی بند ہو گیا۔

روزنامہ مہاجر :

یہ روزنامہ ۱۹۴۸ء میں لاہور سے جاری ہوا۔ مدیر مسئول زاہد تھے۔ جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے یہ مہاجرین کی ترجمانی کرتا تھا اور اس کی پیشانی پر "مہاجرین کا ترجمان" کے الفاظ بھی درج ہوتے تھے۔ علاوہ ازیں علامہ اقبال کا یہ شعر بھی پیشانی پر چھپتا تھا۔

اسکندر و چنگیز کے ہاتھوں سے جہاں میں
سو بار ہوئی حضرت انسان کی قبا چاک

یہ اخبار بھی کچھ عرصے بعد بند ہو گیا۔

روزنامہ غالب :

یہ اخبار ۸ جنوری ۱۹۴۹ء کو لاہور سے غالب لیمیٹڈ لاہور کے زیر اہتمام جاری ہوا۔ اس کے مدیر محمد افضل خان تھے۔ پیشانی پر یہ شعر درج ہوتا تھا۔

Marfat.com

ادائے خاص سے غالب ہوا ہے نکتہ سرا
صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لیے

اوسط درجہ سے بھی کم تر کا اخبار تھا۔ اس کی اشاعت کا سلسلہ جلد ہی منقطع ہو گیا۔

روزنامہ آفاق:

یہ اخبار ۱۹۵۰ء میں لاہور سے ہفت روزہ کی صورت میں جاری ہوا۔ جون ۱۹۵۱ء میں روزنامہ بن گیا۔ اسے میاں ممتاز دولتانہ اور ان کے توسط سے سرمایہ داروں کے ایک گروہ کی سرپرستی حاصل تھی اور یہ حکومتی جماعت مسلم لیگ کا حامی اور موید تھا۔ اس کا اصل انتظام ڈائریکٹر تعلقات عامہ میر نور احمد کے پاس تھا۔ ۱۸ اپریل ۱۹۵۳ء کو قادیانیوں کے خلاف تحریک کے دوران ایک سال کے لیے بند کر دیا گیا۔ جنوری ۱۹۵۴ء میں یہ دوبارہ شائع ہونے لگا۔ کچھ عرصہ بعد اس کی ملکیت سہگل خاندان کے پاس چلی گئی۔ چنانچہ یہ لاہور، لائل پور (موجودہ فیصل آباد) راولپنڈی سے بیک وقت شائع ہونے لگا لیکن سرمایہ داروں کا اخبار کے نیبل کے باعث جم نہ سکا۔ اور سہگل برادران نے اس سے پیچھا چھڑا لیا۔ کچھ عرصہ داؤ مہروز انتزا اسے چلاتے رہے بالآخر یہ بند ہو گیا۔ کچھ عرصہ بعد شوکت حسین شرکت نے اسی نام سے ایک ہفت روزہ جاری کیا۔ اب کئی سالوں سے یہ روزنامہ کے طور پر شائع ہو رہا ہے لیکن اس کا شمار ثقہ اخبارات میں نہیں ہوتا۔ سنسنی خیزی اور الزام تراشی کی روش نے اسے کمتر درجے کا اخبار بنا دیا ہے۔ اس کی اشاعت کا سلسلہ برقرار ہے مگر قارئین کا حلقہ بے حد محدود ہے

ملت:

۱۹۵۳ء میں یہ اردو روزنامہ انگریزی اخبار دی سول اینڈ ملٹری گزٹ

Marfat.com

کے ادارہ نے جاری کیا تھا۔ خواجہ نذیر احمد نے سول اینڈ ملٹری گزٹ کا نظم و نسق سنبھالا تو انہوں نے اسی طرح ایک اردو اخبار جاری کیا جس طرح پروگریسو پیپرز لمیٹڈ نے پاکستان ٹائمز کے ساتھ اردو اخبار امروز جاری کیا تھا۔ ملت کے ایڈیٹر شبلی بی کام مرحوم تھے۔ یہ جلد ہی بند ہو گیا۔ تاہم اس نے اردو صحافت میں گٹ اپ لے آؤٹ اور نفیس طباعت کے نئے عناصر شامل کیے۔

آثار:

یہ اخبار ۱۹۵۳ء میں زمیندار بند ہونے کے بعد جاری ہوا۔ اسے مولانا ظفر علی خان کے پوتے اور مولانا اختر علی خان کے بیٹے منصور علی خان نے جاری کیا تھا۔ زمیندار کی اشاعت بحال ہوئی تو یہ اخبار بند کر دیا گیا۔

منشور:

یہ روزنامہ ۱۹۵۴ء میں لاہور سے مظفر احسانی نے جاری کیا تھا۔ وہی اس کے مدیر تھے۔ اوسط درجے کا اخبار تھا۔ کامیاب نہ ہو سکا اور جلد ہی بند ہو گیا۔

ہلال پاکستان:

یہ روزنامہ ۶ اگست ۱۹۵۴ء کو لاہور سے جاری ہوا۔ اس کے مدیر اور پبلشر محمد سلیم ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل بی ہیں۔ اس اخبار نے بے باکانہ تنقید اور معیاری تبصروں کی وجہ سے سنجیدہ حلقوں میں مقبولیت حاصل کر لی لیکن حکومت کو اس کی پالیسی ناپسند ہونے کی وجہ سے اسے مالی مشکلات کا سامنا رہا۔ ایڈیٹر کو بھی مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کے دو اداریوں "قلم یا تلوار" اور "سوگوار عید" کے باعث اس کے خلاف کارروائی ہوئی۔

۲۹ دسمبر ۱۹۷۱ء کو یہ روزنامہ ہفت روزہ کے طور پر شائع ہونے لگا۔ اگرچہ

Marfat.com

اس کی اشاعت کا سلسلہ برقرار ہے لیکن اب اس کا دائرہ اثر بے حد محدود ہو چکا ہے۔

کوہستان :

یہ اخبار عنایت اللہ مرحوم اور نسیم حجازی نے ۱۴ اگست ۱۹۵۳ء کو راولپنڈی سے جاری کیا۔ عنایت اللہ اس کے منتظم اور نسیم حجازی مدیر اعلیٰ تھے۔ جلد ہی اس نے خاصی مقبولیت حاصل کر لی۔ ۲۳ مارچ ۱۹۵۶ء کو لاہور سے بھی شائع ہونے لگا۔ ۲۱ اپریل ۱۹۵۸ء کو ملتان سے بھی اس کا اجراء ہو گیا۔ ۱۹۶۳ء میں عنایت اللہ نے اس اخبار سے علیحدگی اختیار کر کے روزنامہ مشرق جاری کر لیا۔ اس دور کی حکمران جماعت کنونشن لیگ نے کوہستان کے اکثریتی حصص خرید کر اس کا انتظام سنبھال لیا اور اس حکومت کے وزیر خوراک و زراعت مغربی پاکستان ملک خدا بخش بچہ کوہستان لمیٹڈ کے چیئرمین مقرر ہوئے۔ حکمران جماعت کا اخبار بننے کے ساتھ ہی کوہستان کا زوال شروع ہو گیا۔ جب ایوب خان کو زوال آیا تو کنونشن لیگ نے اخبار سے پیچھا چھڑانے کے لیے حصص پنجاب یونین آف جرنلسٹس کے عہدیدار مسٹر اشرف طاہر مرحوم کے نام منتقل کر دیے لیکن اخبار کی ساکھ اور مالی حالت کمزور ہو جانے کے باعث اسے جاری نہ رکھا جا سکا۔ کارکنوں نے ہڑتال کر دی اور اخبار کئی مہینے بند رہا۔ بالآخر کنونشن لیگ کو کارکنوں کے واجبات ادا کرنے پڑے۔ اور کوہستان جماعت اسلامی کے رانا خدادادنے خرید لیا۔ اخبار کی بندش سے اس کی مالی حالت اس قدر خراب ہو چکی تھی کہ وہ دوبارہ سنبھل نہ سکا۔ چنانچہ ۱۹۷۱ء میں کوہستان مستقلاً بند ہو گیا۔

کوہستان نے اردو صحافت میں جو اضافے کیے وہ مستقل رجحانات کی صورت اختیار کر چکے ہیں۔ کوہستان ایک مقبول عام اخبار تھا۔ اس میں معاشرے کے عام طبقات کے مسائل، احوال اور سرگرمیوں کو جگہ دینے کا اہتمام کیا گیا۔ علمی، ادبی، ثقافتی تنظیموں

Marfat.com

اور ان کی کارکردگی کے لیے کالم مختص کیے گئے۔ ہر سطح کے تعلیمی اداروں میں ہونے والی سرگرمیوں کو نمایاں طور پر شائع کیا گیا۔ ہونہار طلبا اور طالبات کے تعارف کا اہتمام کیا گیا۔ بچوں، طلبہ، خواتین، محنت کشوں کے لیے الگ الگ صفحات مختص کیے گئے۔ معلوماتی اور عام دل چسپی کے حامل مندرجات پر مشتمل میگزین ایڈیشن شروع کیا گیا۔ اشاعت ملی کے نام سے ایک خصوصی اشاعت شروع کی گئی جس میں اسلامی ملکوں، ان کی اہم شخصیات، اسلامی تاریخ اور اکابر اسلام کے بارے میں معلومات فراہم کی جاتی تھیں۔ عام دل چسپی کے فیچروں کی اشاعت کا اہتمام کیا گیا۔ مشرق کے موجودہ فیچر نگار ریاض بٹالوی نے فیچر نگاری کا سلسلہ کوہستان ہی میں شروع کیا تھا۔

کوہستان نے میک اپ، لے آؤٹ اور طباعت کے لحاظ سے اردو صحافت میں ایک اہم اضافہ کیا۔ تحریروں کی اشاعت کا بھی خصوصی اہتمام کیا گیا۔ کوہستان کی کامیابی اور مقبولیت کے باعث دوسرے اخبارات بھی طباعت اور میک اپ میں اس کی تقلید کرنے لگے۔ اردو صحافت پوری طرح مصور صحافت بن گئی۔

بقول ڈاکٹر سید محمد عبداللہ:

"جدید اردو اخبار نویسی میں "کوہستان" کو نئی ایجادات کا فخر حاصل ہے۔ ان میں ایک ایجاد تو یہ ہے کہ سیاسی دل چسپیوں کے علاوہ ادبی رنگ آمیزی سے منقطع قارئین کے لیے دیگر سامان دل چسپی فراہم کیے گئے۔ چنانچہ پہلی بار کوہستان میں مختلف طبقوں کے لیے الگ الگ صفحات کا رواج ہوا۔ عورتوں کے لیے، بچوں کے لیے، طالب علموں کے لیے وغیرہ وغیرہ۔ اس انداز سے اردو اخبار گھروں کے اندر پہنچنے لگا۔ کوہستان نے ہفتہ وار تاریخی مضامین اخبار میں شامل کیے۔ بعد میں افسانے بھی چھپنے لگے اور آخر میں رنگ کاری عنصر بھی بڑی احتیاط

Marfat.com

داخل ہو گیا۔" ؎

روزنامہ حالات :

یہ روزنامہ ۱۹۶۳ء کے اوائل میں لاہور سے جاری ہوا۔ اس کے مدیر مسئول مسٹر سعادت خیالی تھے جو پہلے روزنامہ کوہستان میں رپورٹر اور فیچر نویس کی حیثیت سے اپنا سکہ جما چکے تھے۔ اس کے کالم نگاروں میں جسٹس محمد رستم کیانی، عبداللہ بٹ، ظہیر کاشمیری اور حافظ سلیم تابانی شامل تھے۔ انہی کالم نویسوں اور اخبار کے مدیر کی افتادِ طبع نے روزنامہ حالات کو تلخ معاشرتی مسائل اور مصائب پر ہلکے پھلکے انداز میں نشتر زنی کا ایک ذریعہ بنا دیا۔ اس اخبار کی قابلِ ذکر خصوصیت یہ تھی کہ اس کا اجراء کارکن صحافیوں کی جدوجہد کا نتیجہ تھا۔ اگرچہ یہ اخبار اپنے معاصرین نوائے وقت، مشرق، کوہستان اور امروز وغیرہ کے پایہ کو نہ پہنچ سکا۔ تاہم اس نے ایک حلقۂ اثر بنا لیا تھا۔ کارکن صحافی قلم کے جوہر دکھا سکتے تھے لیکن مالی و انتظامی امور کی بطریق احسن انجام دہی ان کے بس کا روگ نہیں تھا۔ چنانچہ مالی مشکلات کے باعث یہ اخبار ۱۹۶۷ء میں بند ہو گیا۔

وفاق :

یہ اخبار ۱۹۵۹ء میں فیصل آباد سے ہفت روزہ کے طور پر جاری ہوا۔ ۱۹۶۰ء میں یہ سرگودھا منتقل ہو گیا اور جنوری ۱۹۶۳ء میں روزنامہ بن گیا۔ پھر کچھ عرصہ بعد یہ لاہور سے اور پھر رحیم یار خان سے بھی شائع ہونے لگا۔ ۱۹۷۶ء میں اس کا راولپنڈی ایڈیشن بھی شائع ہونے لگا۔ چنانچہ اس وقت یہ چاروں مقامات سے بیک وقت شائع ہو رہا ہے۔ وفاق کے مالک و مدیر مصطفےٰ صادق ایک جانے پہچانے صحافی ہیں۔ بعض ادوار میں اس اخبار کی اشاعت میں خاصا اضافہ ہوا۔ مثال کے طور پر اپریل ۱۹۷۷ء میں بھٹو حکومت کے خلاف تحریک کے دوران اس اخبار نے خاصی مقبولیت

Marfat.com

حاصل کی۔ خبروں کے معیار اور تنوع نیز طباعت اور میک اپ کے لحاظ سے یہ ایک ٹھیک ٹھاک اخبار ہے۔ ادارتی صفحہ اور خصوصی اشاعتوں کا معیار بھی اچھا ہے۔ تاہم یہ اخبار درجہ "ب" کے اخباروں میں شمار ہوتا ہے۔

مشرق:

روزنامہ مشرق پاکستان کے چند بڑے اور کامیاب ترین اردو اخبارات میں شمار ہوتا ہے۔ یہ اخبار پاکستان کے چاروں صوبائی دارالحکومتوں لاہور، کراچی، کوئٹہ اور پشاور سے شائع ہورہا ہے۔ اس کا آغاز ستمبر ۱۹۶۳ء میں لاہور سے ہوا۔ ۱۹۶۴ء میں نیشنل ٹرسٹ کا قیام عمل میں آیا تو یہ ٹرسٹ میں شامل ہوگیا۔ مشرق کے مینجنگ ڈائریکٹر عنایت اللہ مرحوم پہلے کوہستان کے مینجنگ ڈائریکٹر تھے۔ ۱۹۶۳ء میں کوہستان کی انتظامیہ خصوصاً چیف ایڈیٹر مسٹر نسیم حجازی سے کچھ اختلافات پیدا ہوئے تو آپ نے کوہستان سے علیحدگی اختیار کرلی۔ آپ کے ساتھ ہی "کوہستان" کے ادارتی اور انتظامی شعبہ کے کئی ارکان بھی الگ ہو گئے۔ ان میں مشرق کے موجودہ چیف ایگزیکٹو جناب اقبال زبیری، موجودہ ایڈیٹر جناب ضیاء الاسلام انصاری، میر صاحب، چیف آرٹ ایڈیٹر مسٹر شریف گلزار بطور خاص قابل ذکر ہیں۔

روزنامہ مشرق نیشنل پریس ٹرسٹ کے اخبارات میں سے واحد اخبار ہے جس نے ٹرسٹ میں شامل ہونے کے باوجود اپنا الگ تشخص برقرار رکھا۔ اگرچہ ہر دور میں اس کی پالیسی حکومت وقت کی ضرورتوں کے مطابق رہی۔ اس کے باوجود عام مضامین، فیچروں، کالموں، مختلف النوع خصوصی اشاعتوں میں اسلام، پاکستانیت اور ملی اقدار کے بارے میں ایسا مواد شائع ہوتا رہا۔ جو سیاسی وابستگیوں، مذہبی اعتقادات سے قطع نظر ہر مکتب فکر کے قارئین کے لیے ہوتا تھا۔ یہی وجہ تھی اور ہے کہ مشرق کی اشاعت ٹرسٹ کے دوسرے اخبارات کی اشاعت سے بہت زیادہ ہے۔ مشرق کو گھر کے ہر فرد کا اخبار بنانے کے لیے محنت کی گئی۔ اس میں عام دلچسپی کا مواد شامل کرنے کے علاوہ

Marfat.com

عوام کے ہر طبقہ کی خصوصی دل چسپی کا مواد شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا۔ روزنامہ مشرق کو کتابت، میک اپ، طباعت کے لحاظ سے دل کش اور جاذب نظر بنانے کے لیے بھی بڑی محنت کی جاتی ہے۔ پاکستان کی اردو صحافت کو مصور صحافت بنانے میں مشرق کا بھی اہم حصہ ہے۔ پنجاب میں اردو صحافت کو مصور صحافت بنانے میں پہل تو امروز اور کوہستان نے کی لیکن مشرق میک اپ، خبروں، فیچروں اور مضمونوں کے ساتھ تصویروں کی اشاعت اور رنگوں کے استعمال میں سب سے سبقت لے گیا۔

ڈاکٹر سید محمد عبد اللہ رقم طراز ہیں :

"کچھ عرصہ بعد کوہستان کے شجر سے ایک نئی شاخ پھوٹی اس کا نام مشرق تھا۔ مشرق دل چسپی کی جستجو میں کوہستان سے چند قدم آگے بڑھا اور اس جستجو میں تجارتی زاویہ نظر غالب حیثیت سے کارفرما ہونے لگا۔ کوہستان کی جملہ روایتوں کے ساتھ اخبار میں رنگ کاری کا عنصر شامل ہوا۔ ہیجان خیزی میں اضافہ ہوا۔ اخبار نے تربیت کے مقصد سے الگ ہو کر ہر طبقے کی انا کی تسکین کا سامان فراہم کرنا شروع کر دیا آہستہ آہستہ قارئین کا ایک ایسا طبقہ پیدا ہو گیا جو اخبار کو اپنی شہرت کا ذریعہ بنانے لگا۔ سنسنی خیزی نے سنجیدہ تجربہ کاری کی جگہ لے لی۔ اخبارات کے صفحے فحش اشتہاروں سے معمور ہو گئے۔ اور عام جذبات انسانی کے نقطہ نظر سے مضمون فراہم ہونے لگے۔ ۔ ۔ ۔ مشرق نے کوہستان سے بڑھ کر اردو کی خدمت کی ہے۔ خصوصاً اونچے طبقے کی خواتین نے مشرق کے ذریعے اردو کو قابل اعتنا خیال کرنے کا آغاز کیا۔ ۔ ۔ اور اس (مشرق) نے انگریزی زدہ طبقے

Marfat.com

کو مسلمان بنایا۔ ۱۹

ندائے ملت :

یہ روزنامہ جناب مجید نظامی نے ۲۰ جون ۱۹۶۹ء کو لاہور سے جاری کیا تھا۔ اس کے اجراء کا سبب یہ تھا کہ نوائے وقت کی انتظامیہ میں کچھ اختلافات راہ پا گئے تھے۔ مجید صاحب نے نوائے وقت کے بانی حمید نظامی مرحوم کی بیگم اور بچوں کے لیے کوئی مشکل پیدا کیے بغیر نوائے وقت ان کے سپرد کر دیا اور خود ندائے ملت جاری کر لیا۔ نوائے وقت کا کچھ عملہ ندائے ملت میں آگیا اور کچھ نوائے وقت ہی میں رہا۔ ندائے ملت ایک لمیٹڈ کمپنی کے زیر اہتمام جاری ہوا۔ یہ معنوی لحاظ سے نوائے وقت ہی کا روپ تھا۔ معیار اور انداز بھی وہی تھا۔ مجید نظامی اور عملہ کے بعض تجربہ کار ارکان کی نوائے وقت سے علیحدگی کے باعث اس کا معیار متاثر ہوا۔

ندائے ملت کے ۲۰ جون ۱۹۶۹ء کے اداریہ میں آغاز سفر کے زیر عنوان لکھا گیا کہ:

> "ندائے ملت کے موجودہ نامساعد حالات میں اجراء کا مقصد نظریۂ پاکستان کی اشاعت اور حتی المقدور حفاظت یعنی اسلام اور پاکستان کی سچی خدمت ہے اور اس کے حصول کے لیے ہم کسی بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔۔۔"

ندائے ملت نے اس مقصد کی تکمیل کے لیے مقدور بھر کوشش کی۔ کچھ بہی خواہوں کی کی مساعی سے نوائے وقت کی انتظامیہ میں پیدا شدہ اختلافات رفع کرا دیے۔ چنانچہ ندائے ملت ۲۴ مارچ ۱۹۷۱ء کو نوائے وقت میں مدغم ہو گیا اور مجید نظامی پھر نوائے وقت کے چیف ایڈیٹر بن گئے۔

Marfat.com

جاوداں :

روزنامہ جاوداں ظہور عالم شہید، بشیر احمد ارشد اور اکرم رانا نے ۱۵ ر اکتوبر ۱۹۷۰ء کو لاہور سے جاری کیا۔ یہ تینوں صحافی پہلے نوائے وقت سے وابستہ تھے۔ ظہور عالم شہید اور بشیر احمد راشد تو طویل عرصہ سے نوائے وقت میں کام کر رہے تھے۔ اپریل ۱۹۷۰ء میں وفاقی انجمن صحافیاں کی قیادت میں کارکن صحافیوں نے ہڑتال کی۔ مطالبہ یہ تھا کہ دوسرے ویج بورڈ کا اوارڈ نافذ کیا جائے۔ اس ہڑتال کے سلسلے میں مذکورہ بالا صحافیوں کو نوائے وقت سے علیٰحدہ ہونا پڑا۔ پہلے شمارہ کے اداریہ میں "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" کے زیر عنوان لکھا گیا۔

> "جاوداں کا کسی بھی پارٹی یا جماعت سے تعلق نہیں ہے یہ صحیح معنوں میں ایک آزاد اخبار ہوگا۔ اس میں ہر نقطہ نظر کی خبر اپنے استحقاق کی بنیاد پر شائع ہوگی اور نقد و تبصرہ بھی بے رو رعایت اور بے لاگ ہوگا۔ دوسرے الفاظ میں جاوداں سب کی خبر دے گا اور سب کی خبر لے گا۔ اس کی بنیادی پالیسی پاکستان کی وحدت و سالمیت اور نظریہ پاکستان کا تحفظ، اسلام اور جمہوریت کی خدمت اور فروغ عوامی امنگوں اور احساسات کی عکاسی و ترجمانی، عام انصاف اور آزادی کی معروف قدروں کی پاسداری ہوگی۔"

۱۲ نومبر ۱۹۷۰ء کو یہ اخبار راولپنڈی سے ہی شائع ہونے لگا۔ اس نے بے باکانہ تنقید اور حقیقت پسندانہ خبروں کے ساتھ جلد ہی اچھی خاصی مقبولیت حاصل کر لی۔ ٹھٹھ اور

Marfat.com

سنجیدہ قارئین کی نمائندگی کرتا تھا۔ حکومت کی ناراضگی کے باعث مالی مشکلات سے دوچار ہوکر ۱۹۷۲ء میں بند ہوگیا۔

مساوات :

یہ اخبار ۷ جولائی ۱۹۷۰ء کو لاہور اور لائل پور سے جاری ہوا۔ اس کے اجراء کا اہتمام پاکستان پیپلز پارٹی نے کیا تھا۔ اخبار کے اجراء کے لیے پارٹی نے ایک ٹرسٹ قائم کیا تھا۔ اس کے پہلے مدیر مسٹر حنیف رامے تھے۔ اس کے بعد مسٹر ظہیر کاشمیری اور بدر الدین بھی مختلف اوقات میں اس کے مدیر رہے۔ ۱۹۷۰ء کے انتخابات سے قبل اس اخبار نے خاصی مقبولیت حاصل کرلی۔ چونکہ ایک سیاسی جماعت کا اخبار تھا اس لیے مخالف جماعتوں پر تند و تیز تنقید کرتا تھا اور اپنی جماعت کی خبریں نمایاں طور پر شائع کرتا تھا۔ گویا اس میں صحافتی معروضیت اور واقعیت کی بجائے سنسنی خیزی اور جانبداری غالب تھی۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے برسراقتدار آنے کے بعد رفتہ رفتہ اس کی مقبولیت کم ہوتی گئی۔ تاہم اسے حکومتی جماعت اور حکومت کی سرپرستی حاصل تھی۔ ۱۹۷۷ء کے انتخابات سے قبل یہ فیصل آباد اور کراچی سے بھی شائع ہونے لگا۔ جولائی ۱۹۷۷ء میں ملک میں مارشل لاء کے نفاذ کے بعد ایک بار پھر سنسنی خیزی اور مبالغہ آرائی اس کا شیوہ بن گئی۔ مارشل لاء ضوابط کی خلاف ورزی پر اس کے خلاف اقدامات بھی ہوتے بالآخر ۱۶ اکتوبر ۱۹۷۹ء کو یہ اخبار بند کردیا گیا۔

روزنامہ سیاست :

یہ روزنامہ اثر چوہان اور عاشق جعفری نے ۱۹۷۳ء میں لاہور سے جاری کیا۔ حکومت وقت کا حامی تھا لیکن حکمران جماعت کے ایک دھڑے پر تنقید کرتا تھا۔ اس کا ایک ایڈیشن سرگودھا سے بھی شائع ہوتا تھا جس کے ایڈیٹر بعد از سرمدی تھے

Marfat.com

سرگودھا ایڈیشن لاہور سے چھپ کر جاتا تھا۔ بھٹو حکومت کو زوال آیا تو یہ روزنامہ بھی زوال پذیر ہو گیا۔

جمہور:

یہ اُردو اخبار ۱۹۷۳ء کے آغاز میں لاہور سے جاری ہوا۔ اس کے مینجنگ ڈائریکٹر خواجہ شوکت علی تھے جو پہلے کچھ عرصہ کوہستان کے مینجنگ ڈائریکٹر بھی رہے تھے۔ ایڈیٹر ظہور عالم شہید تھے۔ اس میں کام کرنے والے صحافیوں میں زیادہ تعداد ان کی تھی جو کوہستان کی بندش کے بعد بے کار ہو گئے تھے۔ یہ ایک درمیانہ درجہ کا اخبار تھا۔ مالی وسائل زیادہ نہ ہونے کے باعث بڑے اخباروں کے مقابلہ میں جم نہ سکا۔ ۱۹۷۶ء میں بند ہو گیا۔

روزنامہ صداقت:

یہ روزنامہ ۲۱ اپریل ۱۹۷۸ء کو لاہور سے جاری ہوا۔ اس کے چیف ایڈیٹر محمد اسحاق قریشی تھے ادارتی عملہ میں ظہور عالم شہید، احسان بی۔ اے، اکرام رانا، پروفیسر سرور جامعی بھی شامل تھے۔ انتظامی صورت حال بہتر نہ ہونے کے باعث تجربہ کار صحافی جلد ہی اس سے الگ ہو گئے۔ تاہم محمد اسحاق قریشی کی مساعی کے باعث اخبار چھپتا رہا۔ یہ ایک غیر جانبدار اخبار تھا۔ معیار درمیانہ تھا۔ مالی مشکلات کے باعث ۱۹۸۰ء کے وسط میں کچھ عرصہ کے لیے بند ہو گیا لیکن جلد ہی نئے انتظام کے تحت شائع ہونے لگا۔ اس کی اشاعت کا سلسلہ ابھی برقرار ہے۔ ایڈیٹر محمد اسحاق قریشی ہی ہیں۔

Marfat.com

سعادت اور ڈیلی بزنس رپورٹ :

فیصل آباد کے روزنامے سعادت اور ڈیلی بزنس رپورٹ بھی کچھ عرصہ سے لاہور سے شائع ہو رہے ہیں لیکن ان کی اشاعت نہ ہونے کے برابر ہے۔

Marfat.com

سہ روزہ، ہفت روزہ، جرائد

سہ روزہ ایشیا :

یہ سہ روزہ ۱۹۵۱ء میں لاہور سے مولانا نصراللہ خان عزیز مرحوم نے جاری کیا۔ اس کا اجراء جماعتِ اسلامی کے ترجمان کی حیثیت سے ہوا۔ اس کے سرورق پر یہ تحریر بھی درج ہوتی ہے۔

"پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کا علمبردار"

اس میں دورِ حاضرہ کے قومی اور بین الاقوامی مسائل پر تبصرہ کے علاوہ سید ابوالاعلیٰ مودودی کی تحریریں اور جماعت اسلامی کی سرگرمیاں اور خبریں تسلسل و تواتر کے ساتھ شائع ہوتی ہیں۔ اس کا حلقہ اشاعت زیادہ وسیع نہیں تاہم مؤثر ہے۔

ہفت روزہ جرائد

قندیل :

یہ ہفت روزہ ۱۹۴۸ء میں یکے از مطبوعات نوائے وقت کی حیثیت سے جاری ہوا۔ اس کے مینجنگ ڈائرکٹر مسٹر حامد محمود تھے جو اس زمانہ میں نوائے وقت کے

Marfat.com

مینجنگ ایڈیٹر بھی تھے۔ قندیل کے پہلے مدیر شبیر محمد اختر مرحوم تھے۔ بعد ازاں طفیل احمد اور احمد بشیر، ظہور الحسن ڈار، قدوس صہبائی بن شائق مختلف اوقات میں اس کے مدیر رہے۔ ۱۹۷۲ء میں ایس ایم ناز ایڈیٹر بنے لیکن اس دور میں اس کی مقبولیت برقرار نہ رہی۔ اور یہ بند ہوگیا۔ کچھ عرصہ بعد دوبارہ جاری ہوگیا مگر اب اس کا تعلق نوائے وقت سے نہیں ہے اور یہ ایک واجبی سا جریدہ ہے۔

شروع میں پورا پرچہ ٹائپ میں چھپتا تھا۔ مقصد یہ تھا کہ اردو صحافت میں ٹائپ کو رواج دیا جائے۔ اور مضبوط بنایا جائے۔ لیکن قارئین نے نسخ کو زیادہ پسند نہ کیا۔ اس لیے بعد میں کچھ حصہ نسخ میں اور کچھ نستعلیق میں چھپنے لگا۔ اور پھر پورا پرچہ نستعلیق میں طبع ہونے لگا۔ قندیل کے مندرجات جن مستقل عنوانات کے تحت چھپتے تھے وہ یہ تھے "پھول اور پتھر"۔ "دیکھتا چلا گیا"۔ "عالمی مسائل"۔ "افسانہ"۔ "تاریخ اسلام" "یوں بھی ہوتا ہے"۔ "غزلیں"۔ "عظیم ادب"۔ "بچوں کے صفحات" "محفل خواتین" اور "طلبہ کے مسائل"۔ "پھول اور پتھر" کے زیر عنوان قارئین کے خطوط شائع ہوتے تھے۔ "دیکھتا چلا گیا" کے تحت مدیر قندیل مختلف معاملات و مسائل پر مختصر تبصرہ کرتے تھے تبصروں کا انداز تاثرات کا سا ہوتا تھا اور اپنے اندر دلچسپی رکھتا تھا۔ افسانہ بالعموم اصلاحی عنصر لیے ہوتا تھا۔ "عظیم ادب" کے زیر عنوان غیر ملکی کہانیوں کے ترجمے شائع ہوتے تھے۔

یہ پرچہ نہ سیاسی تھا نہ ادبی۔ سیاسی معاملات و مسائل کے ذکر سے زیادہ تر احتراز کرتا تھا۔ زیادہ تر مندرجات تعمیری نوعیت کے ہوتے تھے۔ قندیل کی ایک اہم خصوصیت یہ تھی کہ یہ نئے لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی کرتا تھا۔ اس کے مدیر نئے لکھنے والوں کی تحریریں بڑی محنت سے درست کر کے شائع کرتے تھے اس طرح نئے لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی بھی ہوتی اور اصلاح بھی۔

Marfat.com

چٹان:

یہ ہفت روزہ آغا شورش کاشمیری مرحوم نے یکم جنوری ۱۹۴۹ء کو لاہور سے جاری کیا۔ شورش کاشمیری ایک نامور خطیب، ادیب، شاعر اور صحافی تھے۔ آپ پہلے روزنامہ سیاست اور روزنامہ زمیندار میں لکھتے رہے اور علامہ تاجور نجیب آبادی کے شاہکار اور اردو روزنامہ آزاد کی ادارت کے فرائض بھی ادا کر چکے تھے کچھ عرصہ حافظ علی بہادر کے اخبار "الہلال" (بمبئی) کا افتتاحیہ لاہور سے لکھ کر بھیجتے رہے۔

آغا شورش کاشمیری مرحوم نے چٹان کے پہلے شمارہ کے افتتاحیہ میں لکھا تھا:

"چٹان افادی ادب کی بے لوث آواز ہے اور تعمیری سیاست کی بے خوف صدا ہے۔ میں نے اس کے مضامین کو اپنے لہو کی ایک ایک بوند سے رنگین بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔" ؂

چٹان کے بیشتر مضامین خود آغا شورش کاشمیری ہی لکھتے تھے۔ کچھ اپنے اصل نام سے کچھ اسرار البصری کے نام سے۔ چٹان کا لہجہ خاصا تند و تیز ہوتا تھا۔ آغا شورش کاشمیری نے نظم و نثر میں مولانا ظفر علی خان کی طرح شعلہ نوائی کا انداز اختیار کیا۔ جون ۱۹۵۲ء میں چٹان حکومت پنجاب نے ایک سال کے لیے جبراً بند کر دیا۔ شورش کاشمیری نے سپر انداز ہونے کی بجائے پہلے ہفت روزہ "انجم" پھر "عادل" جاری کیا۔ ایک سال کے بعد چٹان پھر پہلی سی شان کے ساتھ شائع ہونے لگا۔ شورش کاشمیری ستمبر ۱۹۶۱ء میں ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت ساڑھے چار ماہ بند رہے۔ ۲۵ اپریل ۱۹۶۸ء کو چٹان پھر بند کر دیا گیا۔ ۲۲ اپریل ۱۹۶۸ء کا شمارہ بھی ضبط کر لیا گیا اور ڈیکلریشن بھی منسوخ کر دیا گیا۔ شورش کاشمیری کو ڈیفنس آف پاکستان رولز کی دفعہ ۴۱ کے تحت گرفتار کر کے ڈیرہ اسماعیل خان کی جیل میں رکھا گیا۔ ان کے متعلقین نے عدالت سے رجوع کیا۔ معاملہ لمبا ہوتا گیا۔ بالآخر آپ کو کراچی

Marfat.com

منتقل کر دیا گیا۔ جہاں آپ نے چھپن دن بھوک ہڑتال کر کے اپنا مطالبہ منوایا اور رہائی حاصل کی۔ ۱۶ اگست ۱۹۷۲ء کو پھر ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت پکڑے گئے۔ مگر ۲۴ جنوری ۱۹۷۳ء کو حکومت نے مقدمات واپس لے لیے۔ جولائی ۱۹۷۴ء میں پھر ایک ماہ کے لیے قید رہے۔ شورش کاشمیری نے یہ مصائب آزادی اظہار اور آزادی ضمیر کے لیے برداشت کیے۔ ۲۵ اکتوبر ۱۹۷۵ء کو شورش کاشمیری مرحوم مالک حقیقی سے جا ملے۔ ہفت روزہ چٹان کی ادارت مرحوم کے بیٹے مسعود کاشمیری نے سنبھالی۔ اپریل ۱۹۷۷ء میں حکومت نے چٹان کا ڈیکلریشن منسوخ کر دیا۔ لیکن ادارہ چٹان نے ستارہ صبح شائع کر کے چٹان کو معنوی طور پر زندہ رکھا۔ عدالت عالیہ لاہور نے چٹان کی بندش کے سلسلے میں حکومت کے اقدام کے خلاف حکم امتناعی جاری کر دیا۔ چنانچہ ایک ماہ کی بندش کے بعد چٹان پھر اسی شان کے ساتھ شائع ہونے لگا۔ اور ابھی تک شائع ہو رہا ہے۔

شورش کاشمیری مرحوم نے مرتے دم تک اردو صحافت میں مولانا ظفر علی خان کے صحافتی انداز کو زندہ رکھا۔ آپ کے منفرد اسلوب تحریر، بے باکی اور حق گوئی نے چٹان کو اس قدر مؤثر بنا دیا تھا کہ بعض ادوار میں اس کا اثر ایک روزانہ اخبار کے اثر سے بھی زیادہ محسوس ہونے لگا تھا۔ شورش کاشمیری، مولانا ظفر علی خان کی طرح در پیش حالات اور واقعات پر منظوم تبصرہ میں بھی کمال رکھتے تھے۔ شورش کاشمیری کی رحلت کے بعد بھی ان کی تحریریں چٹان میں "ایڈیٹر چٹان نے لکھا" کے زیر عنوان تسلسل کے ساتھ شائع ہوتی ہیں۔ "چٹان" موجودہ دور میں "شخصی صحافت" کی زندہ تصویر تھا۔ بلکہ ہے۔ اس جریدہ نے آزادی اظہار کا حق حاصل کرنے اور تحریک ختم نبوت کے معرکوں میں ناقابل فراموش کردار ادا کیا۔

نصرت:

ہفت روزہ نصرت کی زندگی کئی ادوار پر محیط ہے۔ اس کا اجراء جون ۱۹۴۹ء میں

Marfat.com

لاہور سے ہوا۔ اس وقت اس کے پبلشر اور ایڈیٹر آغا اختر حسین خان تھے لیکن اس کی اشاعت بے قاعدہ ہونے کے باعث اس کا ڈیکلریشن منسوخ ہو گیا۔ ڈیکلریشن کی بحالی کے بعد ۲۸ اگست ۱۹۵۰ء کو دوبارہ شائع ہونے لگا۔ اس دفعہ بھی اشاعت بے قاعدہ رہی۔ ایک بار پھر ڈیکلریشن کے خاتمے اور بحالی کا مرحلہ طے ہوا چنانچہ ۱۹۵۲ میں ماہ نامہ کے طور پر منظر عام پر آیا۔ ۲۷ اپریل ۱۹۵۵ء کو ماہ نامہ کی بجائے ہفت روزہ کی حیثیت سے شائع ہونے لگا۔ کچھ عرصہ بعد مکتبہ جدید کے مالک اور حنیف رامے کے بھائی رشید احمد چودھری نے ایک معاہدہ کے تحت اس کا ڈیکلریشن لے لیا چنانچہ ۷ دسمبر ۱۹۵۸ء سے یہ حنیف رامے کی ادارت میں ہفت روزہ کے طور پر شائع ہونے لگا۔ ۱۹۶۲ء میں ایک بار پھر "ماہ نامہ" بن گیا۔ ۱۹۶۶ء میں اس کا ڈیکلریشن حنیف رامے نے حاصل کر لیا۔ ۱۹۶۸ء میں یہ ایک بار پھر ہفت روزہ کی صورت اختیار کر گیا۔ حنیف رامے نے جلد ہی اسے پیپلز پارٹی کا ترجمان بنا دیا۔ ۱۹۷۲ء میں اس کا ڈیکلریشن میاں محمد اسلم کو مل گیا۔ ۱۹۷۴ء میں عباس اطہر اس کے پبلشر بنے کچھ عرصہ سے اس کا ڈیکلریشن منسوخ ہے۔

۱۹۶۸ء سے پہلے یہ ایک علمی، ادبی اور عمومی ہفت روزہ تھا جس میں مختلف اصناف ادب و علم پر مواد شائع ہوتا تھا۔ ۱۹۶۸ء کے بعد کلیتاً سیاسی پرچہ بن گیا اور اس نے بائیں بازو کے نظریات کے پرچار اور پاکستان پیپلز پارٹی کے پروپیگنڈہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

اقدام:

یہ ہفت روزہ اکتوبر ۱۹۵۲ء میں لاہور سے جاری ہوا۔ اس کے اجراء کا اہتمام م۔ش (میاں شفیع)، اور ممتاز احمد خان نے کیا تھا۔ ادارہ تحریر تین ارکان یعنی محمد شفیع، ممتاز احمد خان اور عبد اللہ بٹ پر مشتمل تھا یہ ایک سیاسی ہفت روزہ تھا۔ لیکن اس میں عام دلچسپی کے مضامین، نظمیں اور غزلیں شائع ہوتی تھیں۔ اس کا ایک

Marfat.com

صفحہ" بچوں کا صفحہ" کے عنوان سے اور ایک " فلمی صفحہ" کے عنوان سے شائع ہوتا تھا۔ سالانہ چندہ دس روپے اور قیمت فی پرچہ چار آنے تھی۔ اس میں م۔ش کا کالم م۔ش کا دیباچہ کے عنوان سے شائع ہوتا تھا اور کبھی کبھی "م۔ش کی ڈائری" کے نام سے ایک صفحہ شائع ہوتا تھا۔ یہ ایک کامیاب پرچہ تھا جو ۲۰ سال تک صحافت اور علم و ادب کی خدمات انجام دیتا رہا اور ملکی سیاسیات کا نقاد رہا۔ ۱۹۷۱ء میں اپنی آزادانہ پالیسی برقرار رکھنے میں مشکلات کا سامنا کرنے کے باعث بند ہو گیا۔

لاہور:

یہ ہفت روزہ فروری ۱۹۵۲ء میں لاہور سے جاری ہوا۔ اس کے مالک و مدیر ثاقب زیروی ہیں جو ایک اچھے شاعر ہیں "قارئین کے خطوط"، "جہاں ہیں ہوں" مذہبی کالم۔ بچوں کا صفحہ، سیاسی صفحہ وغیرہ اس کے مستقل عنوانات ہیں۔ اس کے مدیر قادیانیوں کی لاہوری جماعت سے تعلق رکھتے ہیں اس لیے یہ پرچہ لاہوری جماعت کا ترجمان تصور ہوتا ہے۔ ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت کے دوران اس کا ڈیکلریشن تین ماہ کے لیے منسوخ کر دیا گیا۔ شروع میں اس میں خواتین کے لیے بھی ایک صفحہ مخصوص کیا گیا تھا جو کچھ عرصہ بعد بند کر دیا گیا۔ اس طرح ایک فلمی صفحہ بھی کچھ عرصہ جاری رہنے کے بعد ختم ہو گیا۔ "لاہور" مجلس احرار اس کے ہم خیال علماء، جماعت اسلامی اور قادیانیوں کے خلاف سرگرم دوسری تنظیموں اور شخصیات پر گاہے بگاہے تنقید کرتا رہتا ہے۔ ثاقب زیروی تن تنہا سارا پرچہ مرتب کرتے ہیں۔ اس لیے مندرجات عموماً محدود دلچسپی کے حامل ہوتے ہیں۔

لیل و نہار:

"ہفت روزہ" لیل و نہار" جنوری ۱۹۵۷ء میں پروگریسیو پیپرز لمیٹڈ لاہور کے زیر اہتمام شائع ہوا مجلس ادارت سبط حسن اور فیض احمد فیض پر مشتمل تھی۔ اس ادر

Marfat.com

کے پاکستان ٹائمز اور امروز کی طرح لیل و نہار بھی بائیں بازو کی ترجمانی کرتا تھا۔ اپنے معیار کتابت و طباعت، مندرجات کے تنوع اور تیکھے پن کی وجہ سے خاصا مقبول ہوا۔ اس کا ایک کالم "سو ہے وہ بھی آدمی" بطور خاص مقبول ہوا۔ اس کالم میں ہر ہفتے کسی نہ کسی محنت کش کے احوال و کوائف بیان کیے جاتے تھے۔ ۱۹۶۴ء میں پروگریسو پیپرز لمیٹڈ نیشنل پریس ٹرسٹ کی تحویل میں چلا گیا تو لیل و نہار بھی ٹرسٹ کا پرچہ بن گیا۔ اس دور میں اس کی ادارت صوفی غلام مصطفٰے تبسم کے پاس رہی۔ مالی لحاظ سے خسارہ میں جا رہا تھا اس لیے بند کر دیا گیا۔ ۱۹۶۸ء میں اس کا ڈیکلریشن سعید ملک نے حاصل کر لیا۔ ۲۲ فروری ۱۹۷۴ء سے نومبر ۱۹۷۴ تک یہ مجیب الرحمٰن شامی کی ادارت میں نئی زندگی پبلیکیشنز کے زیر اہتمام شائع ہوتا رہا۔ یہ اہتمام ختم ہوا تو دوبارہ منظور ملک کی ادارت میں شائع ہونے لگا۔ ابھی تک ڈیکلریشن ان کے بڑے بھائی سعید ملک کے پاس ہے مگر اب اشاعت باقاعدہ نہیں ہے۔

جہاں نما:

یہ ہفت روزہ جانے پہچانے صحافی مسٹر شریف فاروق نے یکم جنوری ۱۹۶۶ء کو لاہور سے جاری کیا۔ آپ اس سے پہلے روزنامہ "احسان"، "انقلاب"، "نوائے وقت" سے وابستہ رہ چکے تھے۔ لیکن ۱۴ اگست ۱۹۶۹ء میں یہ زیادہ بہتر انداز میں شائع ہونے لگا اور اس موقع پر اس کی رسم افتتاح بھی ادا کی گئی۔ اس کے مندرجات کے مستقل عنوانات یہ تھے:

"اداریہ --- پاکستان، عالمی امور۔ فلمی صفحہ، غزلیں
اور صحافتی ڈائری"

ملکی سیاسیات میں یہ بائیں بازو کی سیاست کا حامی اور کونسل لیگ کا ترجمان تھا۔ میری ڈائری کے زیر عنوان مدیر جہاں نما سیاسیات پر اظہار خیال کرتے۔ بیرونی خبروں کے تاثرات اور مشاہدات قلمبند کرتے۔ سیاسی راہنماؤں سے ملاقات کے دوران تبادلہ

Marfat.com

خیال کو الفاظ کا روپ دیتے یا ماضی و حال کے سیاسی واقعات پر بحث کرتے۔ رسالہ کا ایک صفحہ فلمی دنیا کی سرگرمیوں کے لیے مخصوص ہوتا تھا۔ اس پر اداکاروں کی تصاویر بھی شائع کی جاتی تھیں۔ ابتدا میں ایک صفحہ "خواتین" کے لیے مختص کیا گیا تھا لیکن بعد ازاں یہ صفحہ ختم کر دیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد مسٹر شریف فاروق پشاور منتقل ہو کر روزنامہ شہباز کے ایڈیٹر بن گئے۔ چنانچہ جہاں نما بند ہو گیا۔

زندگی:

یہ ہفت روزہ مدیر اردو ڈائجسٹ الطاف حسن قریشی اور مینجنگ ڈائریکٹر اردو ڈائجسٹ ڈاکٹر اعجاز حسن قریشی نے ۸ ستمبر ۱۹۶۹ء کو لاہور سے جاری کیا۔ الطاف حسن قریشی نے پہلے شمارہ میں لکھا:

"ہم اپنی تاریخ کے انتہائی نازک دور سے گزر رہے ہیں اور ہماری زندگی اور موت کی کشمکش اس قدر جانگسل ہو گئی ہے کہ بزدلوں کی طرح بار بار مرنے سے کہیں زیادہ بہتر ہے کہ راہ عشق میں تیغ شعور لے کر چلیں۔ اور ابوالهولوں پر آگے بڑھ کر وار کریں۔ یہ مدافعت کا نہیں جارحیت کا وقت ہے۔ یہ ہفت روزہ صحت مند سیاسی افکار کا ترجمان اور نظریہ پاکستان کا نگہبان ہو گا ہم صرف پاکستانی نقطہ نظر سے سوچیں گے اور کسی جماعت کے حاشیہ بردار نہیں ہوں گے۔"

یہ ایک سیاسی پرچہ تھا۔ سوشلزم اور اس کے علمبرداروں کا کٹر مخالف تھا۔ پانچ اپریل ۱۹۷۲ء کو مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر زون سی نے مارشل لاء کے ایک حکم کے ذریعے ہفت روزہ زندگی اور ماہنامہ ڈائجسٹ کی اشاعت منسوخ قرار دے دی۔ ان کے ایڈیٹروں، پرنٹروں اور پبلشروں کی گرفتاری کا حکم بھی جاری کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد عدالت

Marfat.com

عالیہ کے فیصلہ کی رو سے ڈیکلریشن بحال ہو گیا مگر ۱۹۷۴ء میں پھر ڈیکلریشن منسوخ کر دیا گیا اس بار ادارہ زندگی نے زندگی کی جگہ پر کوئی اور ہفت روزہ شائع کرنے کا اہتمام نہ کیا۔ جولائی ۱۹۷۷ء میں حکومت تبدیل ہوئی تو ہفت روزہ زندگی ایک بار پھر آب و تاب کے ساتھ شائع ہونے لگا ۱۹۸۰ء کے اوائل میں ایک بار پھر اس کی اشاعت پہ پابندی عائد کر دی گئی۔ اگرچہ کچھ عرصہ بعد یہ پابندی ختم ہو گئی لیکن انتظامیہ نے زندگی کی اشاعت کا اہتمام نہ کیا اس کی ایک وجہ سنسر شپ تھی۔

ہفت روزہ زندگی نے واقعات و حالات کے بے لاگ تجزیہ مختلف النوع قومی اور معاشرتی خرابیوں اور بدعنوانیوں کی نشان دہی کے سلسلے میں اہم کردار ادا کیا اور اپنا وقار قائم کیا۔ بہترین طباعت و کتابت کا ایک عمدہ نمونہ پیش کیا۔

اسلامی جمہوریہ :

ہفت روزہ اسلامی جمہوریہ ۱۹۷۱ء میں مسلم آباد ساہیوال سے جاری ہوا لیکن یہ اپنے آغاز ہی سے لاہور میں طبع ہو رہا ہے۔ لاہور میں اس کا رابطہ دفتر ہے۔ چنانچہ عملاً اس کا شمار لاہور کے جرائد ہی میں کیا جاتا ہے۔ اس کے پبلشر اور ایڈیٹر منصور طیب ہیں۔

ہفت روزہ بادبان اور قومی ڈائجسٹ کے مدیر مجیب الرحمٰن شامی نے منصور طیب کے ساتھ اشتراک کر کے ۱۴ اگست ۱۹۷۶ء سے اسے اپنی ادارت میں شائع کرنا شروع کیا۔ ۱۹۷۸ء کے اوائل میں یہ اشتراک ختم ہو گیا۔ چنانچہ ۱۰ اپریل ۱۹۷۸ء سے یہ پھر منصور طیب ہی کی ادارت میں شائع ہونے لگا۔ کچھ عرصہ نذیر طارق اس کے مینجنگ ایڈیٹر رہے۔ اب کچھ عرصہ سے اس کی اشاعت میں بے قاعدگی پیدا ہو چکی ہے۔

Marfat.com

افریشیا :

یہ ہفت روزہ ممتاز صحافی عبد القادر حسن نے لاہور سے ۱۹۷۵ء میں جاری کیا۔ اس دور میں افریقہ اور ایشیا میں تیسری دنیا کے نظریہ کا پرچار زوروں پر تھا۔ افریشیا (یعنی افریقہ و ایشیا) کی وجہ تسمیہ یہی تحریک تھی۔ کچھ عرصہ تک اس میں معیاری مضامین اور تبصرے شائع ہوتے رہے اور اس نے اپنا ایک حلقہ اثر پیدا کر لیا۔ اس کی اشاعت کا سلسلہ برقرار ہے۔ مگر اب یہ اپنے سابقہ معیار سے گر چکا ہے اور اشاعت میں بھی بے قاعدگی پیدا ہو چکی ہے۔

بادبان :

ہفت روزہ بادبان کا اجراء اپریل ۱۹۷۸ء میں لاہور سے ہوا۔ اس کے مدیر و مہتمم نامور صحافی مسٹر مجیب الرحمٰن شامی ہیں جو اپنے منفرد اسلوب بیان اور بے باکی کے باعث نامور ہیں۔ آپ نے گزشتہ دو سالوں میں آزادی اظہار کے لیے جدوجہد کی ہے اور قید و بند کی صعوبتیں اٹھائی ہیں۔ اپریل ۱۹۷۲ء میں ہفت روزہ زندگی کے مدیر کی حیثیت سے بے باکی اور جرأت کا مظاہرہ کرنے کی پاداش میں گرفتار ہوئے حکومت نے زندگی کا ڈیکلریشن بھی منسوخ کر دیا۔ ہفت روزہ "اداکار" کے پبلشر خواجہ صادق کاشمیری آگے بڑھے اور رضاکارانہ طور پر اپنا جریدہ پیش کر دیا۔ چنانچہ "زندگی" کی جگہ ہفت روزہ اداکار شائع ہونے لگا۔ جلد ہی اداکار کا ڈیکلریشن بھی منسوخ ہو گیا اس کے بعد ہفت روزہ اذان حق اور اس کی بندش کے بعد ہفت روزہ رفاقت شائع ہوتا رہا۔ پھر عدالت عالیہ کے حکم سے ہفت روزہ "زندگی" کا ڈیکلریشن بحال ہو گیا۔ زندگی کے مدیر مسٹر مجیب الرحمٰن شامی اور پرنٹر و پبلشر ڈاکٹر اعجاز حسن قریشی کو بھی رہائی مل گئی۔

Marfat.com

جنوری ۱۹۷۴ء میں زندگی کا ڈیکلریشن پھر منسوخ کر دیا گیا ۔ اس بار اس کے مالک اشاعتی ادارہ نے کسی اور ہفت روزہ کی اشاعت مناسب نہ سمجھی ۔ زندگی کا عملہ بعہ مجیب الرحمان شامی سبکدوش ہوگیا ۔ انھوں نے ایک نئے اشاعتی ادارہ کی بنیاد ڈال کر نیا ہفت روزہ شائع کرنے کا پروگرام بنایا ۔ حکومت ڈیکلریشن دینے میں لیت ولعل کرتی رہی ۔ چنانچہ ہفت روزہ لیل ونہار کے پبلشر کا تعاون حاصل کیا گیا ۔ حکومت نے اس انتظام میں رخنہ ڈال دیا ۔ دریں اثنا ہفت روزہ اداکار کا ڈیکلریشن بحال ہوگیا ۔ اور یہ ہفت روزہ مجیب الرحمٰن شامی کی ادارت میں شائع ہونے لگا ۔ جلد ہی اس کا ڈیکلریشن پھر منسوخ کر دیا گیا ۔

اس کے بعد یکے بعد دیگرے "الحدید" ، "طاہر" اور "اسلامی جمہوریہ" کے ذریعے قلم کا علم بلند رکھا ۔ حکومت کے دباؤ سے کبھی پبلشر معاہدہ سے منحرف ہو جاتا ۔ کبھی پریس پرچہ چھاپنے سے انکار کر دیتا تھا دوسرے پرچہ کی اشاعت کا اہتمام کر لیتے ۔ ۴ جولائی ۱۹۷۷ء کو سابقہ حکومت کا بوریا بستر گول ہوا تو آپ "اسلامی جمہوریہ" کے مدیر کی حیثیت سے قلم کے جوہر دکھا رہے تھے ۔ حالات کا تقاضا یہ تھا کہ اب دوسرے پبلشروں کی رضا پر زندہ رہنے کی بجائے اپنا ہفت روزہ جاری کریں ۔ چنانچہ آپ نے بادبان کا ڈیکلریشن حاصل کیا ۔ اس ہفت روزہ نے جلد ہی ملک کے صف اول کے ہفت روزہ جرائد میں جگہ حاصل کر لی ۔ جناب مجیب الرحمان شامی نے مارشل لا کی موجودگی میں بھی حق تنقید ادا کیا اور اپنی ادارتی جرأت و بے باکی کا مظاہرہ کیا ۔ اخبارات و جرائد پر سنسر شپ کے نفاذ کے باعث ہفت روزہ جرائد کے لیے بطور خاص بڑی مشکلات پیدا ہو چکی تھیں ۔ تاہم "بادبان" مشکلات کے باوجود کامیابی کے ساتھ جاری ہے ۔

ڈائجسٹ رسائل :

ڈائجسٹ رسائل سے مراد وہ رسائل ہیں جو مختلف ملکوں میں ڈائجسٹوں کے نام

Marfat.com

سے چھپتے ہیں ۔ یہ عموماً ماہنامہ رسائل ہیں ۔ لفظ ڈائجسٹ کو متعارف کرانے میں زیادہ حصہ انگریزی رسالہ ریڈرز ڈائجسٹ کا ہے ۔ ڈائجسٹ اصل میں حالات کی ناگزیز پیداوار ہے ۔ انسانوں کی مصروفیات میں اضافہ کے پیش نظر یہ کوشش کی گئی کہ قارئین کے لیے مختلف النوع معلومات اور دلچسپیاں ایک ہی رسالہ میں جمع کر دی جائیں تاکہ وہ سفر اور حضر میں بھی مطالعہ کر سکیں ۔ چنانچہ موضوعات کا تنوع اور معلومات کی ہمہ گیری ڈائجسٹ رسائل کی اہم خصوصیات قرار پائی ۔

پاکستان میں ڈائجسٹ صحافت کا آغاز انگریزی کے ڈائجسٹ رسائل کی تقلید میں ہوا لفظ ڈائجسٹ بھی انگریزی ہی سے اردو میں آیا ۔ چنانچہ پاکستان میں پہلا ڈائجسٹ رسالہ بھی اردو ڈائجسٹ کے نام سے منظر عام پر آیا ۔

۱۹۵۸ء میں پاکستان میں مارشل لار نافذ ہونے سے سیاست کی بساط لپیٹ گئی ۔ آزاد جمہوری معاشرے میں سیاست صحافت کے لیے خوراک کا درجہ رکھتی ہے ۔ چنانچہ سیاست ختم ہونے سے ایک خلا پیدا ہوا ۔ اخبارات و رسائل کو یہ مشکل پیش آئی کہ وہ خود کو کس طرح زندہ رکھیں ۔ چنانچہ پاکستان میں ڈائجسٹ صحافت کے لیے آغاز کے لیے یہ دور سازگار تھا کیونکہ قارئین کو ایسے رسائل کی ضرورت تھی جو متنوع مندرجات اور ہمہ گیر معلومات فراہم کر سکیں ۔

حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کے اخبارات و جرائد میں مندرجات ، طباعت اور میک اپ کے لحاظ سے بہت سی تبدیلیاں اسی دور میں آئیں ۔ رنگا رنگ اشاعتوں کا آغاز بھی اسی دور میں ہوا ۔ اس سے پہلے بچوں ، خواتین ، طلبہ ، مخنت کشوں ... کلچر ، فلم ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے بارے میں اشاعتیں یا خصوصی صفحات باقاعدہ نہیں چھپتے تھے ۔

اردو ڈائجسٹ :

اردو ڈائجسٹ نومبر ۱۹۶۰ء میں بیڈن روڈ لاہور کی قریشی ملنگ ... ت ... منظر عا...

Marfat.com

پر آیا۔ اس کی اولین مجلس ادارت ڈاکٹر اعجاز حسن قریشی، الطاف حسن قریشی، امین اللہ وثیر، ظفر اللہ خان اور طاہر قادری پر مشتمل تھی۔ رسالہ کی ضخامت ۱۹۰ صفحات اور قیمت ایک روپیہ پانچ آنے تھی۔

مقبول جہانگیر رقم طراز ہیں:

"اکتوبر ۱۹۵۸ء میں برادرم ملک حامد اللہ خان اور راقم نے مل کر ایک خوب صورت پرچہ "باغ و بہار" کے نام سے نکالا۔ یہ وہی مہینہ تھا جب پاکستان کو ایوب خان کی طرف سے مارشل لاء تحفہ میں ملا تھا۔ باغ و بہار کو ہم نے خزاں کے ہاتھوں سے بچانے کی بڑی کوشش کی لیکن یہ مسلسل مرجھاتا چلا گیا اور اس سے پیشتر کہ یہ خس و خاشاک میں بدل جاتا حامد صاحب نے ایثار سے کام لے کر اسے اردو ڈائجسٹ کی صورت میں نئی زندگی بخش دی۔ تسنیم بند ہو جانے کے بعد حامد صاحب کے بڑے بھائی ظفر اللہ خان صاحب کے لیے کوئی نہ کوئی مشغلہ بہرحال ضروری تھا۔ ادھر ڈاکٹر اعجاز حسن قریشی صاحب اور ان کے بڑے بھائی الطاف حسن قریشی صاحب بھی علم و ادب کی دنیا میں قدم رکھنے کے لیے بے تاب تھے۔ لہٰذا یہ اتحاد ثلاثہ رنگ لایا اور ان تینوں نے آپس میں لکھا پڑھی کے بعد اردو ڈائجسٹ کی اشاعت کا آغاز کر دیا۔" [۱۶۱]

اردو ڈائجسٹ کا سائز $\frac{۳۶ \times ۲۳}{۱۶}$ تھا جو بعد میں جاری ہونے والے عام ڈائجسٹوں نے اپنایا۔ اس کے پہلے شمارہ میں اس کے اجراء کا مقصد یوں بیان کیا گیا تھا:

Marfat.com

"کامیاب زندگی کے لیے ضروری ہے کہ انسان دنیا کے مسائل، علوم، نئے نئے رجحانات و ایجادات بدلتے ہوئے حالات، دوسرے ممالک کے لوگوں کے کوائف، رسوم، عادات اور روزمرہ زندگی میں کام آنے والی معلومات سے پوری طرح آگاہ ہو۔ نیز فرصت کے لمحات میں پاکیزہ ذہنی اور علمی سامان تفریح بھی اس کے پاس موجود ہو۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ دنیا بھر کی بے شمار زبانوں کے لاتعداد رسائل و کتب و وسیع ذخیرۂ علم کا مطالعہ کرے اور اپنے دامن کو علم و حکمت، تجربات و مشاہدات اور معلومات کے قیمتی جواہر سے بھر لے۔ لیکن آج کی مصروفیتوں سے بھرپور دنیا میں کسی کے پاس بھی اتنا وقت، استعداد اور پیسہ موجود نہیں ہے کہ وہ اس وسیع ذخیرۂ علم سے استفادہ کر سکے۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے دنیا کی ہر زبان میں ایسے ڈائجسٹ شائع ہو رہے ہیں جو دنیا بھر کے لٹریچر سے ایک مفید انتخاب پیش کرتے ہیں اور اس طرح اس اہم ضرورت کو بڑی خوبی سے پورا کر رہے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ڈائجسٹ پڑھنے والا تھوڑے سے وقت میں اور خرچ سے ایک وسیع ذخیرۂ علم و ادب کا نچوڑ حاصل کر لیتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ان ڈائجسٹوں کی تعداد اشاعت لاکھوں تک پہنچ چکی ہے۔ اس وقت اردو زبان اس قسم کے کسی ڈائجسٹ سے محروم تھی۔ اس لیے ہم نے کافی سوچ بچار کے بعد اردو

Marfat.com

زبان میں ایک ڈائجسٹ نکالنے کا فیصلہ کیا۔ [۱۲۱]

شروع شروع میں سولہ صفحات ٹائپ میں چھپتے رہے۔ کچھ صفحات پر تصاویر ہوتیں مندرجات میں تاریخ، اسلامی اور دیگر ملکوں کے بارے میں معلومات۔ دینی، سیاسی علمی و ادبی شخصیات، زندگی کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں معلومات، مشاہیر کے متعلق اطلاعات، شکاریات۔ جانوروں کے بارے میں معلوماتی فیچر اور دنیا جہان کی رنگا رنگ دل چسپ معلومات کے علاوہ تبصرۂ کتب شامل تھے۔ وقت کے ساتھ ساتھ مندرجات میں حک و اضافہ ہوتا رہا لیکن ان کا تنوع اور ہمہ گیری برقرار رہی۔ اردو ڈائجسٹ کے مدیر جناب الطاف حسن قریشی نے اردو صحافت میں دو قابل قدر اضافے کیے یہ اضافے تھے ان کے منفرد انٹرویو اور تجزیے۔ انہوں نے انٹرویو کا ایک نیا انداز متعارف کرایا۔ یہ معلوماتی اور تاثراتی انٹرویو کا امتزاج تھا۔ علاوہ ازیں انہوں نے ہر بار کسی نہ کسی اہم قومی مسئلہ کے بھرپور اور مفصل تجزیہ کا سلسلہ شروع کیا۔ کسی پرچہ میں انٹرویو ہوتا، کسی میں تجزیہ، کسی میں دونوں۔

اردو ڈائجسٹ اگرچہ کسی جماعت کا ترجمان نہیں تھا۔ لیکن اس کے منتظمین ذہناً جماعت اسلامی کے قریب تھے۔ اس لیے پرچہ میں اسلامی رنگ کسی نہ کسی طور موجود ہوتا تھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مجلس ادارت میں نئے نام شامل ہوتے رہے کچھ نام حذف ہوتے رہے۔ ان میں سے جن افراد کی تحریریں زیادہ دیر تک اردو ڈائجسٹ میں چھپتی رہیں ان میں مقبول جہانگیر، ضیا رشاہد اور آبادشاہ پوری بطور خاص قابل ذکر ہیں۔ پانچ اپریل ۱۹۷۲ء میں مدیر الطاف حسن قریشی اور پرنٹر و پبلشر ڈاکٹر اعجاز حسن قریشی گرفتار کر لیے گئے اور اردو ڈائجسٹ کا ڈیکلریشن منسوخ کر دیا گیا۔

لیکن مالکان نے مختلف اوقات میں ازان حق "رفاقت" اور لیل و نہار کے نام سے پرچوں کی اشاعت جاری رکھی۔

اردو ڈائجسٹ کی پیشانی کے نیچے خفی حروف میں یہ لکھ دیا جاتا تھا کہ ڈیکلریشن کی بحالی کے لیے اعلیٰ عدالت میں اپیل کی جا چکی ہے۔ کچھ عرصہ بعد عدالت عالیہ نے

Marfat.com

اردو ڈائجسٹ کا ڈیکلریشن بحال کر دیا۔ اور وہ اپنے اصلی نام کے ساتھ شائع ہونے لگا
اردو ڈائجسٹ نے قارئین کا ایک وسیع حلقہ پیدا کیا۔ اس کی بدولت پاکستان میں
ریڈرز ڈائجسٹ کی مانگ اور اثر کم ہوا۔ اس نے طباعت کا ایک اعلیٰ معیار قائم کیا
اردو ڈائجسٹ کی تقلید میں بہت سے اردو ڈائجسٹ بھی شائع ہونے لگے۔

شروع میں تو اردو ڈائجسٹ سیاست سے اجتناب کرتا رہا۔ لیکن بعد میں اس میں سیاسی تحریریں بھی شائع ہونے لگیں۔ اور حکومت وقت نے پرچے اور اس کے مالکان کے خلاف کارروائی بھی کی۔ لیکن اس کے مالکان اعلیٰ تعلیم یافتہ و تنظیمی صلاحیتوں سے بہرہ ور ہونے کے باعث پرچہ کو وقت کے تقاضے کے سانچے میں ڈھالتے رہے اور یہ تا حال کامیابی کے ساتھ جاری ہے۔

سیارہ ڈائجسٹ:

اردو ڈائجسٹ نے کامیابی اور مقبولیت کی منزلیں اس انداز سے طے کیں کہ اس کی تقلید میں ملک کے مختلف حصوں سے ڈائجسٹوں کے اجراء کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا۔ لاہور سے جو دوسرا ڈائجسٹ منظر عام پر آیا وہ سیارہ ڈائجسٹ تھا۔ یہ اصل میں نعیم صدیقی صاحب کا ماہنامہ سیارہ تھا جسے فروری ۱۹۶۲ء میں "سیارہ ڈائجسٹ" کے عنوان سے شائع کیا گیا۔ اس کے مندرجات کی ترتیب اور پرچہ کی تزئین میں بھی اردو ڈائجسٹ کی جھلک نظر آتی تھی۔

جو اصحاب مختلف اوقات میں اس کی مجلس ادارت میں شامل رہے ان میں نعیم صدیقی، سلیم کیانی، آباد شاہ پوری، غلام حسین اظہر، خیال لاہوری، عزیز احمد، سید قاسم محمود، نوید الاسلام، انور مسعود خالد، خورشید عالم، سراج نظامی، عنایت اللہ، اقبال جہانگیر، ایوب قریشی، رحمت علی مجاہد، بشیر حسین جعفری، اظہر جاوید، جلال انور، ابو ضیا اقبال اور عطش درانی صاحب بطور خاص قابل ذکر ہیں یہ ڈائجسٹ بھی تا حال جاری ہے البتہ اس کی ملکیت ہیرا ڈائز سبسکریشن کراچی کے پاس چلی گئی۔ سیارہ ڈائجسٹ کا ایک

Marfat.com

اور سائز میں اردو ڈائجسٹ کا مقلد تھا۔ اس کے پہلے شمارہ فروری ۱۹۶۲ء کے مندرجات یہ تھے :

"دستک (اداریہ) شخصیت، قطعات، سائنسی کہانی چاند کی آواز، تاریخی حادثہ، حکمت، طنز و مزاح، حیوانی عجائبات، ان ہونے واقعات، افسانہ، بیماریاں اور علاج، مہمات، تاریخ اسلام، کلاسیکی ادب، مہیب طاقتیں، قومیں اور ملک، یادیں، مطالعہ کائنات، پر اسرار سیاحت، نسائیات، کارٹون وغیرہ۔"[۱۳]

پہلے شمارہ کے اداریہ دستک کا ایک اقتباس یہ ہے :

--- اس دور میں ہر کوئی اکیلا ہو کر رہ گیا ہے۔ اس معنی میں آپ دوستوں کے ساتھ اور بیوی بچوں کے درمیان اکیلے ہی رہتے ہیں لیجیے کوئی دستک دے رہا ہے۔ آپ چونکے۔ آپ کے کام میں حرج آپ کے آرام میں خلل، آپ کی موج بہار میں مداخلت مگر کیا معلوم وہ آپ کے لیے کوئی اچھا دوست نکلے۔ آپ کے اس دور تنہائی کا مداوا ثابت ہو۔ اُٹھیے نووارد کا سلام قبول کیجیے۔ اور دروازہ کھول دیجیے۔ دل کا دروازہ ---

سیارہ ڈائجسٹ نوجوانوں کی ایک ٹیم کی پیش کش ہے۔ اس کے اجرا کا اصل مقصد دنیا، زندگی اور انسانیت کے متعلق مفید علم کو زیادہ سے زیادہ پھیلانا ہے۔ زندگی بسر کرنے زندگی کو صحت مند بنانے اور زندگی سے پورا پورا حصہ پانے کے لیے آج انسان کو بے شمار معلومات کی ضرورت ہے۔ سیارہ ڈائجسٹ ان ضروری معلومات کو ایسے لطیف پیرایہ

Marfat.com

میں پیش کرنا چاہتا ہے کہ بوڑھے اور بچے خواص اور عوام
شہری اور دیہاتی سب کے سب ان کو اچھی طرح سمجھ
سکیں ۔ ۔ ۔ ۔ " ۱۷۲

سیارہ ڈائجسٹ نے بھی اپنے قارئین کا ایک حلقہ پیدا کیا ۔ بعض اوقات اس نے اردو ڈائجسٹ کا ہم پلہ ہونے کا ثبوت بھی فراہم کیا لیکن بحیثیت مجموعی اردو ڈائجسٹ کا پلہ بھاری رہا ۔ سیارہ ڈائجسٹ کے مالک سلیمان یوسف صاحب خود کراچی میں رہتے اور سیارہ ڈائجسٹ کا انتظام او رادارت کارکنوں کے سپرد رہی ۔ وقفوں کے بعد کارکن تبدیل ہوتے رہے اور یہ تبدیلی پرچہ کے معیار و انداز پر اثرات مرتب کرتی رہی ۔

اردو ڈائجسٹ اور سیارہ ڈائجسٹ کی خدمات :

ان دونوں پرچوں نے قارئین کو تفریح بخش اور عام دلچسپی کی حامل تحریریں دینے کا اہتمام تو ضرور کیا لیکن متانت برقرار رکھی ۔ معتدل اور مخرب اخلاق تحریروں کی اشاعت سے اجتناب کیا ۔ مسئلہ کشمیر بار بار نمایاں کیا ۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں پاک افواج کے کارنامے تسلسل و تواتر کے ساتھ نمایاں کیے اور سقوط مشرقی پاکستان کے پس پردہ سازشوں اور عناصر کو قوم کے سامنے لانے کی سعی کی ۔ خوب صورت کتابت اور انتہائی دیدہ زیب طباعت کا ایک معیار قائم کیا ۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ پاکستان میں ڈائجسٹ صحافت کی داغ بیل ڈالی ۔ ان ڈائجسٹوں کی تقلید میں ملک کے مختلف حصوں سے پچاس کے لگ بھگ ڈائجسٹ جاری ہوئے ۔

پاک ڈائجسٹ :

یہ پرچہ عبدالکریم ثمر اور فضل من اللہ کی ادارت میں اچھرہ لاہور سے ستمبر ۱۹۷۰ء میں جاری ہوا ۔ پبلشر خالدہ خادم تھیں ۔ اس کا مزاج مذہبی تھا اور مندرجات قومی سیاسات کے مظہر تھے ۔ ریڈرز ڈائجسٹ کی تقلید میں مندرجات کی فہرست آخری صفحہ پر درج کی جاتی

Marfat.com

تھی اور اس میں روایتی اداریہ نہیں چھپتا تھا۔ البتہ احوالِ واقعی کے عنوان سے پرچہ کی ترتیب و اشاعت اور مقصد کے بارے میں کچھ باتیں درج کر دی جاتی تھیں۔ اس کے مندرجات کے مستقل عنوانات قرآن پاک، حدیث شریف، اللہ تعالیٰ، رسول، اسلام، تاریخ اسلام، شکوک و شبہات، تعمیر کردار، شخصیت، مروج نظام، مذاہب عالم، اسلام اور میری زندگی، عبادات اسلام، تبلیغ اسلام، محفل ذکر، تاریخی دستاویزیں، مذہبی تحریکیں، عالم اسلام، زندہ کتابیں، تصوف، نعت، آئین و قانون پاکستان، علم و ادب، منکر اسلام، تعلیم عربی، انٹرویو، مذاکرہ، قومی زبانیں اور فنون تھے یہ پرچہ تین ماہ بعد بند ہو گیا۔

تلاش ڈائجسٹ:

یہ پرچہ مدیر اور ناشر ڈاکٹر ایس۔ آئی۔ سرور نے جنوری ۱۹۷۰ء میں علامہ اقبال روڈ دھرمپورہ لاہور سے جاری کیا۔ اول تا آخر اسلامی تعلیمات پر مشتمل تھا لیکن مالی وسائل کی کمی اور حسن انتظام کے فقدان کے باعث تین ماہ بعد بند ہو گیا۔

آئینہ ڈائجسٹ:

یہ ماہنامہ پہلے "آئینہ" کے نام سے شائع ہوتا تھا۔ یہ مذہبی نوعیت کا پرچہ تھا۔ ڈائجسٹ صحافت کی گرم بازاری کے دور میں یہ بھی آئینہ ڈائجسٹ کے نام سے شائع ہونے لگا اور اس میں جاسوسی، جنس اور جرائم کی دل چسپ داستانیں شائع ہونے لگیں۔ سنجیدہ حلقوں میں اسے زیادہ پسند نہیں کیا گیا۔

کلید صحت ڈائجسٹ:

یہ ایک طبی ڈائجسٹ ہے جسے جنوری ۱۹۷۰ء میں حکیم عبدالرشید جیلانی نے قلعہ گوجر سنگھ

Marfat.com

لاہور سے جاری کیا۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے اس میں صحت، بیماریوں، ادویہ وغیرہ کے بارے میں معلومات درج ہوتی تھیں۔ کچھ نظمیں بھی شامل اشاعت ہوتی تھیں اور اسلامی تعلیمات بھی۔

زرعی ڈائجسٹ:

یہ سہ ماہی ڈائجسٹ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے زیر اہتمام اگست ۱۹۶۶ء میں جاری ہوا۔ میک اپ اور طباعت و کتابت کے لحاظ سے یہ ایک اچھا پرچہ تھا۔ دو تین سال باقاعدگی سے چلا پھر اشاعت میں بے قاعدگی آگئی اور بالآخر بند ہو گیا۔ اس پرچے کا مقصد ملک میں زراعت کو جدید سائنسی آلات اور ادویات کے ذریعے ترقی دینے کا رجحان پیدا کرنا تھا۔

فلم ڈائجسٹ:

یہ فلمی ڈائجسٹ جولائی ۱۹۶۵ء میں جاری ہوا اس کے مدیر اعلیٰ کلیم نشتر اور مدیر منتظم الطاف حسین ہیں۔ ڈائجسٹ پرچوں کی کامیابی اس کے اجراء کی محرک بنی اس کے تمام تر مندرجات فلمی صنعت، فلموں اور اداکاروں کے حالات و کوائف اور سرگرمیوں پر مشتمل ہوتے ہیں اور اس میں مختلف فلموں کے دیدہ زیب و جاذب نظر کی تصاویر شائع کی جاتی ہیں۔

قارئین ڈائجسٹ:

یہ پرچہ ۱۹۶۵ء میں لاہور سے جاری ہوا۔ پہلے مدیر علی نادر زیدی تھے بعد ازاں پروفیسر حمید عسکری مدیر مقرر ہوئے۔ سات شماروں کے منظر عام پر آنے کے بعد یہ بند ہو گیا۔

Marfat.com

لیڈیز ڈائجسٹ :

یہ پرچہ خان نعیم اللہ خان یوسف زئی اور مسرت عزیز نے ۱۹۶۳ء میں لاہور سے جاری کیا۔ یہ مواد اور کتابت وطباعت کے لحاظ سے ایک اچھا پرچہ تھا۔ اس میں اسلامیات ملاقات (انٹرویو) شخصیات، نظم، طنز و مزاح، ادبیات، غزل، افسانے اور نفسیات وغیرہ عنوانات کے تحت مواد شائع ہوتا تھا۔ مواد کے انتخاب اور انداز میں عورتوں کی دل چسپی اور ذوق کو مدنظر رکھنے کی بھرپور کوشش کی گئی تھی۔

ویمن ڈائجسٹ :

لیڈیز ڈائجسٹ کا پہلا شمارہ ہی آخری شمارہ ثابت ہوا۔ اس کے مالکان میں اختلاف پیدا ہونے کے باعث دوسرا پرچہ شائع نہ ہوا۔ چنانچہ اس کے بعد یہ "ویمن ڈائجسٹ" کے نام سے چھپنے لگا۔ ابتدا میں یہ مسرت عزیز اور عاطر ہاشمی کی ادارت میں شائع ہوتا رہا پھر عاطر ہاشمی کی جگہ شرقی بن شائق نے لے لی۔ پھر شرقی بن شائق کا نام بھی غائب ہوگیا۔ اس کے سالنامے خاصے ضخیم اور اچھے ہوتے تھے۔ پنجاب میں خواتین کے کئی رسائل موجود تھے۔ اور ہیں لیکن خواتین کا ڈائجسٹ، ویمن ڈائجسٹ ہی تھا جو چند سال جاری رہا۔ ۱۹۷۳ء میں کراچی سے خواتین ڈائجسٹ کے نام سے عورتوں کا ایک ڈائجسٹ جاری ہوا۔

بچوں کا ڈائجسٹ :

یہ ڈائجسٹ حامد اللہ خان کی ادارت میں ۱۹۶۴ء میں سمن آباد لاہور سے جاری ہوا۔ اس کی ضخامت دوسرے ڈائجسٹوں کی ضخامت کے مقابلہ میں کم تھی اس میں بچوں کے لیے دل چسپ اور سبق آموز کہانیاں، معلومات، لطیفے، پہیلیاں، بعض نظمیں اور مضامین وغیرہ شامل ہوتے تھے۔ اداریہ کبھی ہوتا تھا اور کبھی نہیں ہوتا تھا۔

Marfat.com

گلرنگ ڈائجسٹ :

یہ ڈائجسٹ ندیم صہبائی فیروزپوری کی ادارت میں لاہور سے جاری ہوا۔ اس میں کچھ جاسوسی کہانیاں ایک دو معلوماتی مضامین اور سلسلہ وار باتصویر کہانیاں شائع کی جاتی تھیں۔

ورلڈ ڈائجسٹ :

یہ ڈائجسٹ ۱۹۶۹ء میں شاہد زبیری کی ادارت میں لاہور سے جاری ہوا اور ڈیڑھ سال زندہ رہا۔ معیار میں دوسرے ڈائجسٹوں سے پست تھا۔

جذبات ڈائجسٹ :

ڈائجسٹ پرچوں کی مقبولیت کے باعث بہت سے ماہنامہ پرچوں نے اپنی اپنی پیشانی پر ڈائجسٹ کا لفظ سجانا شروع کر دیا۔ ملتان سے حسن صباح کی نگرانی میں جذبات ڈائجسٹ جاری ہوا۔ جو اصل میں جنسی پرچہ تھا۔ یہ سلسلہ کی صورت میں شائع ہوتا تھا۔ پنجاب کا معروف مجلہ پنج دریا بھی اس دور میں پنجاب ڈائجسٹ کے نام سے شائع ہونے لگا۔

فیملی ڈائجسٹ :

یہ ڈائجسٹ ارشاد علی نقوی، اعجاز علی جعفری اور اجمل وجیہ کی ادارت میں مئی ۱۹۶۸ء میں لاہور سے جاری ہوا۔ یہ ایک معیاری پرچہ تھا۔ اس میں ہر عمر کے قارئین کے لیے مفید اور دلچسپ مندرجات ہوتے تھے۔

Marfat.com

کہانی ڈائجسٹ :

یہ پرچہ باقاعدہ ڈیکلریشن کے بغیر ڈائجسٹ سیریز کی صورت میں "کہانی ڈائجسٹ" کے عنوان سے جولائی ۱۹۷۳ء میں فیصل آباد (سابقہ لائل پور) سے جاری ہوا۔ اس کے نگران مشہور ادیب محبوب جاوید تھے۔ یہ پرچہ مالی اور انتظامی مسائل کے باعث زیادہ دیر نہ چل سکا تاہم محبوب جاوید صاحب نے معیاری پرچہ پیش کر کے قارئین سے داد حاصل کی۔

ایشیا ڈائجسٹ :

یہ پرچہ این اے حسین چودھری مرحوم نے مئی ۱۹۷۳ء میں لاہور سے جاری کیا۔ یہ پرچہ افریشیائی عوام کی تخلیقی جدوجہد کا نقیب ہونے کا دعویدار بن کر نمودار ہوا۔ لیکن بوجوہ کامیاب نہ ہوا۔ اس کا نہ تو باقاعدہ ادارتی عملہ تھا نہ انتظامی۔ ادھر ادھر سے مضامین اور کہانیاں وغیرہ جمع کر کے چند پرچے شائع کیے گئے اور بس۔

قومی ڈائجسٹ :

یہ ماہنامہ جون ۱۹۸۰ء میں لاہور سے جاری ہوا۔ اس کے مدیر اعلیٰ پرنٹر اور پبلشر جناب مجیب الرحمان شامی ہیں۔ جو ملک کے ممتاز ترین صحافیوں میں شمار ہوتے ہیں قومی ڈائجسٹ نے مختصر عرصے میں قارئین کے ایک وسیع حلقہ میں مقبولیت حاصل کر لی ہے۔ مجیب الرحمان شامی اسلام کے سچے شیدائی اور پرخلوص محب وطن ہونے کی شہرت سے بہرہ ور ہیں۔ چنانچہ قومی ڈائجسٹ ان کی شخصیت اور افکار کی بھرپور عکاسی کرتا ہے۔ اس میں مفید معلوماتی اور دل چسپ کہانیوں کے علاوہ عالم اسلام اور اس کے مسائل خصوصاً پاکستان کے معاملات و مسائل پر فکر انگیز تجزیے اور سبق آموز کہانیاں شائع کی جاتی ہیں۔ تحریک پاکستان کی تاریخ کا کوئی نہ کوئی ورق کہانی کے دل چسپ

Marfat.com

پیرایہ میں پیش کیا جاتا ہے۔ افغانستان میں مجاہدین کی روسیوں کے خلاف جدوجہد اور انقلاب ایران کے بارے میں معلومات بھی۔ کہانیوں اور افسانوں کے دلچسپ اور دلکش پیرایہ میں پیش کی جارہی ہیں۔ کہانیوں کے انتخاب میں اس امر کو ملحوظ رکھا جاتا ہے کہ وہ دلچسپ ہونے کے علاوہ مسلمانوں کے لیے سبق آموز بھی ہوں۔ اس کا اداریہ "پہلا پتھر" کے زیر عنوان اور "آخری صفحہ" اسلام اور ہماری زندگی کے نام سے شائع ہوتا ہے۔ قومی ڈائجسٹ کی ایک اہم خصوصیت خصوصی نمبروں کی اشاعت ہے۔ اس نے "مولانا مودودی نمبر" اور "مولانا مفتی محمود نمبر" کی صورت میں دو ایسی دستاویزات قارئین کو دی ہیں جو علمی، ادبی اور سیاسی اعتبار سے مستقل اہمیت کی حامل ہیں۔ قومی ڈائجسٹ کی اس خصوصیت کا ذکر بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس میں ایسے اشتہارات شائع نہیں کیے جاتے جو کسی نہ کسی پہلو سے فحش یا ہیجان انگیز ہوں۔ قومی ڈائجسٹ کو ملک کے ممتاز اہل قلم کا تعاون حاصل ہے۔ چنانچہ اس کا "اردو ڈائجسٹ" اور "سیارہ ڈائجسٹ" ایسے پرانے اور مقبول ماہناموں کی موجودگی میں کامیابی اور مقبولیت حاصل کر لینا معمولی امر نہیں ہے۔ آثار و قرائن یہ ہیں کہ قومی ڈائجسٹ دن دونی اور رات چوگنی ترقی کرے گا۔

ماہنامہ حکایت:

ماہنامہ حکایت کے نام کے ساتھ لفظ ڈائجسٹ استعمال نہیں ہوتا۔ لیکن عملاً اس کا شمار ڈائجسٹ رسائل ہی میں ہوتا ہے۔ کیونکہ اپنے مندرجات کی نوعیت اور [illegible] کے لحاظ سے یہ ڈائجسٹ رسائل جیسا ہی ہے۔ یہ ماہنامہ "مکتبہ داستان لمیٹڈ" کے زیر اہتمام مارچ ۱۹۹۱ء میں لاہور سے جاری ہوا۔ ممتاز صحافی مسٹر خورشید عالم اس کے [illegible] اعلیٰ اور جانے پہچانے اہل قلم مسٹر عنایت اللہ اس کے مدیر ہیں۔ معمول کی ضخامت ایک سو ساٹھ صفحات ہوتی ہے۔ لیکن خصوصی نمبروں کی ضخامت بڑھ جاتی ہے۔ ہر سال مارچ یا اپریل کا پرچہ عموماً خصوصی نمبر ہوتا ہے کیونکہ ہر سال مارچ میں اس کی زندگی کا سال پورا ہوتا ہے۔ ماہنامہ حکایت کی قابل ذکر خصوصیت یہ ہے کہ اس نے قوم میں بات نیت [illegible]

Marfat.com

شعور پیدا کرنے کی مسلسل سعی کی ہے۔ مسٹر عنایت اللہ نے ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کی جنگوں کی تفصیلات کہانیوں کی روپ میں تسلسل و تواتر کے ساتھ شائع کی ہیں۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی تحریک پاکستان کے دوران مسلمانوں پر گزرنے والے سانحات پاکستان کے دشمنوں خصوصاً ہندوؤں کے طرز عمل کے بارے میں بھی اس میں مستقلاً کچھ نہ کچھ شائع ہوتا رہتا ہے۔ حکایت میں شائع ہونے والی متذکرہ بالا کہانیوں میں سے بیشتر کتابی صورتوں میں بھی منظر عام پر آچکی ہیں جیسے بدر سے باٹا پور تک، فتح گڑھ سے فرار، اور داستان ایمان فروشوں کی وغیرہ۔ بعض دوسرے ڈائجسٹ رسائل کی طرح اس میں دیو مالائی داستانیں اور مغربی افسانہ نگاروں کی تخلیقات کے تراجم شائع نہیں کیے جاتے۔ حکایت ایک کامیاب ماہنامہ ہے جس کے قارئین کا حلقہ خاصا وسیع ہے۔

Marfat.com

علمی و ادبی رسائل

قیام پاکستان کے بعد "ہمایوں" "ادبی دنیا" "ادب لطیف" اور "سویرا" کی اشاعت کا سلسلہ برقرار رہا۔ "ادبی دنیا" نے اردو زبان و ادب کی ناقابل فراموش خدمت انجام دی۔ ۱۹۵۲ء میں لاہور سے سہ ماہی "اقبال" کا اجرا بزم اقبال لاہور نے کیا۔ اس کا ایک شمارہ انگریزی میں اور ایک اردو میں شائع ہوتا تھا۔ اپریل ۱۹۶۵ء تک اس کی ادارت ڈاکٹر محمد رفیع الدین کے سپرد رہی۔ پھر بشیر احمد ڈار اس کے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۷ء میں مجلس ترقی ادب لاہور نے سہ ماہی تحقیقی مجلہ "صحیفہ" جاری کیا۔ اس کے پہلے مدیر سید عابد علی عابد تھے۔ بعد ازاں ڈاکٹر وحید قریشی اور احمد ندیم قاسمی بھی اس کے مدیر رہے۔ اس میں تحقیقی نوعیت کے مضامین و مقالات شائع ہوتے رہے۔ دوسرے اہم ادبی جرائد مندرجہ ذیل ہیں۔

سویرا:

یہ جریدہ ۱۹۴۶ء میں لاہور سے جاری ہوا۔ ترقی پسند تحریک اور ادب کا ترجمان تھا اس کا اجرا۔ چودھری برکت علی کے بھتیجے چودھری نذیر احمد نے کیا تھا۔ پہلا پرچہ چودھری نذیر احمد اور فکر تونسوی نے مل کر مرتب کیا۔ اور اداریہ بعنوان "مجھے بھی کچھ کہنا ہے" میں

Marfat.com

یہ بتایا گیا کہ سویرا ترقی پسند ادیبوں کا نقیب ہے۔ پہلے شمارہ میں جان پہچان کے زیرِ عنوان انتظار حسین رائے پوری، ممتاز مفتی، شفیق الرحمان باری علیگ، اوپندر ناتھ اشک، ساحر لدھیانوی اور فراق گورکھپوری کے خاکے شائع کیے گئے۔ مقالات باری، ظہیر کاشمیری، کنہیا لال کپور، عندلیب شادانی، طفیل احمد اور سعادت حسن منٹو کے تحریر کردہ تھے۔ بعد میں ظہیر کاشمیری، احمد راہی، عارف عبدالمتین، حنیف رامے، سیدہ شاہین، سلیم الرحمٰن، ریاض احمد چودھری، ظفر اقبال اور صلاح الدین محمود بھی مختلف اوقات میں مجلس ادارت سے وابستہ رہے۔

"سویرا" کی اشاعت میں کبھی کوئی باقاعدگی پیدا نہ ہوئی کبھی تین ماہ بعد چھپتا کبھی چھ ماہ بعد۔ اس کے کل ۳۷ شمارے شائع ہوئے اس میں ۹۴ قلمکاروں کے ۱۵۸ مضامین اور مقالات اور ۱۳۹ شاعروں کی ۶۵۶ نظمیں شائع ہوئیں۔ جب تک شائع ہوتا رہا نہ صرف پاکستان بلکہ ہندوستان کے ترقی پسند ادیب اور شاعر بھی اس میں لکھتے رہے۔

نقوش :

لاہور کا مشہور ادبی رسالہ "نقوش" مارچ ۱۹۴۸ء میں احمد ندیم قاسمی اور ہاجرہ مسرور کی ادارت میں نکلا۔ چوتھے شمارے میں سعادت حسن منٹو کا افسانہ "کھول دو" چھاپنے پر حکومت نے سیفٹی ایکٹ کے تحت چھ ماہ کے لیے بند کر دیا۔ فروری ۱۹۴۹ء میں دوبارہ اجراء ہوا۔ دسمبر ۱۹۴۹ء میں ناساز گار حالات کی بناء پر اس کی اشاعت رک گئی۔ یکم مئی ۱۹۵۰ء میں دوبارہ اجراء ہوا۔ اور پروفیسر وقار عظیم کو اس کا مدیر بنا دیا گیا جو مارچ ۱۹۵۱ء تک اس کی ادارت کرتے رہے۔ پہلے شمارے سے دسویں شمارے تک ادارت کے فرائض احمد ندیم قاسمی اور ہاجرہ مسرور نے انجام دیے تھے۔ گیارھویں سے پندرھویں شمارے تک وقار عظیم نے ادارتی ذمہ داری سنبھالی۔ اپریل ۱۹۵۱ء میں محمد طفیل اس کے مدیر مقرر ہوئے اور پھر نقوش و محمد طفیل ہم معنی ہو کر رہ گئے۔ انہوں نے مارچ ۱۹۶۸ء تک ۹۲ شمارے مرتب کیے۔ مارچ ۱۹۶۸ء تک نقوش کے کل

Marfat.com

۱۰۸ شمارے شائع ہوئے تھے۔ اب نقوش کو شائع ہونے ۲۲ سال ہو گئے ہیں۔ ہر مدیر اس دعوے اور وعدے کے باوجود کہ وہ اسے بروقت شائع کرے گا ایسا نہ کر سکا۔ لہٰذا ہم اسے نہ تو ماہنامہ کہہ سکتے ہیں اور نہ ہی سہ ماہی۔ اس کے دو شماروں میں عموماً چند ماہ کا وقفہ ہوتا ہے۔ ۱۹۷۰ء کے بعد سے تو نقوش کئی کئی ماہ کے بعد منظر عام پر آنے لگا۔

نقوش کے اجراء سے وقار عظیم کی ادارت سنبھالنے تک کے دور کو ہم نقوش کا ترقی پسند تحریک کا دور کہہ سکتے ہیں۔ اس زمانے میں ہاجرہ مسرور اور احمد ندیم قاسمی نے اس کی ادارت کی۔

۱۹۴۹ء کے بعد نقوش کی ادارت کے فرائض وقار عظیم کو سونپ دیے گئے انہوں نے اپنے دور کو "دور جدید" قرار دیا۔ وقار عظیم نے اپنی الگ پالیسی بنائی اور ندیم و ہاجرہ کی پالیسی کو بدل دیا۔ (۳۱) دوران مندرجہ ذیل اہل قلم نے نقوش میں لکھا:

مقالہ نگار:

ڈاکٹر تاثیر، نیاز فتح پوری، ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی، مولانا صلاح الدین اور متعدد دیگر اہل قلم۔

افسانہ نگار:

ممتاز شیریں، شفیق الرحمان، سعادت حسن منٹو، [illegible]، اشفاق احمد وغیرہ۔

شاعر:

جگر مراد آبادی، ن۔م۔ راشد، [illegible]، قیوم نظر اور احسان دانش قابل ذکر ہیں۔

Marfat.com

تیسرے دور کو محمد طفیل کا دور کہا جا سکتا ہے۔ یکم مئی ۱۹۵۱ء سے تا حال طفیل نے پہلے مدیروں سے مختلف پالیسی کو اپنایا۔ کسی تحریک جماعت یا گروہ سے تعلق نہ رکھا بلکہ قدیم و جدید، رجعت پسند و قدامت پسند اور ترقی پسند۔ نئے اور پرانے ہر قسم کے ادب کو جگہ دی۔ نقوش کے انیسویں بیسویں شمارے میں محمد طفیل نے لکھا:

"میری دلی خواہش ہے کہ نقوش ایک مختصر دائرے کے اندر گھٹ کر نہ رہ جائے بلکہ اس کی اڑان وسیع تر اور واضح ہو۔ اسے کرشن چندر، احمد ندیم قاسمی اور عصمت چغتائی پر بھی ناز ہو اور اس کے ساتھ عزیز احمد، ممتاز مفتی اور قرۃ العین حیدر کی نگارشات کو بھی اردو ادب میں ایک قابل فخر مقام حاصل ہے، چنانچہ اس پالیسی کے مطابق طفیل احمد نے نقوش میں ہر نقطۂ نظر کے لوگوں کو جگہ دی۔ نقوش کے انیسویں بیسویں شمارے میں کرشن چندر، احمد ندیم قاسمی، ممتاز مفتی، حیات اللہ انصاری، خدیجہ مستور، اشفاق احمد اور یزدانی جیسے اصحاب نے افسانے لکھے۔ ڈاکٹر تاثیر، شوکت تھانوی، جوش ملیح آبادی، ندیم، اختر الایمان، عبدالحمید عدم، جگن ناتھ آزاد، انجم رومانی اور منیر نیازی جیسی شخصیتوں نے مکاتیب لکھے اور فراق گورکھپوری۔ آل احمد سرور، عابد علی عابد، ناصر کاظمی، سیف الدین سیف اور عبدالمتین عارف کے ڈرامے شامل ہیں۔ یہ تمام اصحاب نظریاتی طور پر مختلف کیمپوں کے افراد ہیں اور ان کے درمیان ادب کی مختلف توجیہات پر ہمیشہ شدید اختلافات رہے ہیں لیکن طفیل نے ان سب کو نقوش میں چھاپا۔"

Marfat.com

نقوش نے نظریاتی اور سیاسی گروہ بندی سے بالاتر ہو کر قارئین کو اچھا ادب فراہم کیا۔ اسی دور میں مدیر نقوش کی زیادہ تر توجہ تجروں کی طرف رہی اور شاید اسی وجہ سے نقوش ماہ بہ ماہ نہ نکل سکا۔

نقوش کا افسانہ نمبر، منٹو نمبر، شخصیات نمبر، غزل نمبر، مکاتیب نمبر، لاہور نمبر، ادب عالیہ نمبر وغیرہ وغیرہ خاصے کی چیز ہیں اور یہ نمبر علمی و ادبی دستاویزات کی حیثیت رکھتے ہیں۔

فنون: ۱

اپریل ۱۹۶۳ء میں حبیب اشعر کی ادارت میں نکلا۔ مصروفیات کی بنا پر وہ اس میں زیادہ دل چسپی نہ لے سکے۔ چنانچہ ادارت کی ذمہ داری احمد ندیم قاسمی کے سپرد تھی حبیب اشعر کی اجازت سے مئی جون ۱۹۶۵ء کی اشاعت سے ندیم نے فنون کا ڈیکلریشن اپنے نام کروا لیا۔ البتہ اشعر صاحب کا نام ان کی وفات (جون ۱۹۷۱ء) تک ندیم کے ساتھ فنون کے عملہ ادارت میں چھپتا رہا۔

شروع میں فنون "سہ ماہی" کے طور پر شائع ہوتا رہا۔ جنوری فروری ۱۹۶۸ء میں یہ اعلان کیا گیا کہ آئندہ سے فنون سہ ماہی کی بجائے دو ماہی شائع ہوگا اور فروری ۱۹۷۰ء سے فنون کو ماہنامہ بنا دیا گیا۔ اس کے پہلے شمارہ میں اس کے اداریہ "حرف اول" کا ایک اقتباس یہ ہے:

> "فنون اردو کے دوسرے ادبی رسائل کی طرح کا ایک رسالہ ہے اور پاکستان کے ادبی رسائل کی طویل فہرست میں ہم ایک اور رسالہ کا اضافہ اس لیے کر رہے ہیں کہ ایسا کرنے کو جی چاہتا تھا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس صورت میں ہمیں اپنے ذوق علم و فن کو دوسروں سے متعارف کرانے کا حق کیسے پہنچا تو فرض یہ ہے کہ فن ہو یا ذوق،

Marfat.com

فن ہمیشہ تشنۂ اظہار رہتا ہے اور فنون اس کے مرتبین کے ذوق فن کا اظہار ہے۔

اوراق :

اوراق کا پہلا پرچہ جنوری ۱۹۶۶ء میں شائع ہوا۔ اس کے مدیران ڈاکٹر وزیر آغا اور عارف عبدالمتین تھے۔ اور ان کے پیش نظر صرف علم و ادب کا فروغ ہی نہیں تھا بلکہ اس کے پس پشت دو اہم مقاصد تھے :

اول : یہ کہ مولانا صلاح الدین احمد کے اس ادبی مشن کو آگے بڑھایا جائے جو ان کی وفات کے بعد متعدد خطرات کی زد میں آ گیا تھا "اوراق" کے مدیر ڈاکٹر وزیر آغا ایک طویل عرصے تک "ادبی دنیا" میں مولانا مرحوم کے شریک مدیر رہ چکے تھے۔ چنانچہ ان دونوں کے اشتراک سے "ادبی دنیا" اپنے دور پنجم میں جدیدیت کی تحریک کا نمائندہ آرگن بن گیا۔ اس پرچے نے نئی اردو نظم اور نئی تنقید کو ترقی کی جانب قدم بڑھانے میں مدد دی۔ مولانا صلاح الدین احمد کی وفات کے بعد "اوراق" نے اس ادبی مشن کو بڑی کامیابی سے سمجھا اور اپنی پہلی اشاعت کے ساتھ ہی صف اول کے ادبی پرچوں میں جگہ حاصل کر لی۔

دوم : یہ کہ حب الوطنی کے اس جذبے کو فروغ دیا جائے جو ۱۹۶۵ء کی جنگ کے بعد ناگزیر ہو گیا تھا۔ "اوراق" کا یہ موقف تھا کہ جب قوم تحفظ ذات کے عمل میں مبتلا ہوتی ہے تو اپنے اندر غوطہ لگاتی ہے تاکہ خارجی حالات کا پوری طرح مقابلہ کر سکے اور اس طرح قوم ان خزائن تک رسائی حاصل کرتی ہے جو عام حالات میں اس کی نظر سے پوشیدہ رہتے ہیں۔ جنگ کے بعد پاکستانی

Marfat.com

قوم پر یہ انکشاف ہوا کہ ارضِ وطن تو ایک مقدس اثاثہ ہے
جس کے ناموس اور تحفظ کے لیے خون کا آخری قطرہ بہا
دینا ہی عین سعادت ہے چنانچہ "اوراق" کے ادبی موقف
کی وضاحت کرتے ہوئے ڈاکٹر وزیر آغا نے لکھا:

"کسی ملک کے ادب کو اس کی ثقافت اور تہذیب سے
الگ نہیں کیا جا سکتا اور ثقافتی ماحول، زمین کی باس،
پانی، نمک اور فضا پر عناصر آفاقی کے عمل سے پیدا ہوتا
ہے۔ "اوراق" زمین کو اہمیت دینے میں اس لیے پیش
پیش رہے گا کہ زمین عورت کی طرح تخلیق کرتی ہے لیکن
وہ آسمان کی اہمیت کو بھی نظر انداز نہیں کرے گا۔
کہ آسمان اور تخلیق میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔"

تنقیدی مقالات، افسانے، انشائیے، نظمیں، غزلیں، خاکے اور تبصرے اس میں باقاعدگی سے شائع ہوتے رہے یہ ایک معیاری ادبی پرچہ ہے۔ اس کو جن اہل قلم کا تعاون حاصل رہا۔ ان میں ڈاکٹر سید محمد عبد اللہ، احمد ندیم قاسمی، ڈاکٹر انور سجاد غلام الثقلین نقوی، میرزا ریاض، فرخندہ لودھی، انور سدید، عرش صدیقی، حفیظ جالندھری، غلام جیلانی اصغر، سجاد باقر رضوی، جیلانی کامران، الطاف فاطمہ، جمیل ملک، رشید احمد، مشتاق قمر، وقار عظیم، عبادت بریلوی، اعجاز فاروقی، عشرت رحمانی، احسان دانش، صوفی تبسم، عبد العزیز خالد، ن۔م راشد، منیر نیازی، اعجاز بٹالوی، ناصر کاظمی اور احمد فراز قابل ذکر ہیں۔ اوراق کی ایک اہم خصوصیت اس کا سرورق ہے جسے برسوں سے نامور مصور اسلم کمال تیار کر رہے ہیں۔

تخلیق:

یہ ادبی ماہنامہ اظہر جاوید نے ۱۹۷۰ء میں لاہور سے جاری کیا اور گزشتہ گیارہ سالوں

Marfat.com

ہیں باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے ۔ اس کے مندرجات زیادہ تر غزلوں، نظموں، گیتوں اور افسانوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ بعض اوقات تنقیدی مضامین، سفرنامے اور طنز یہ و مزاحیہ مضامین بھی شائع ہوتے ہیں ۔ اس کا ایک حصہ پنجابی ادب کے لیے وقف ہے ۔ اس کے مدیر اظہر جاوید کچھ عرصہ پہلے روزنامہ "امروز" سے وابستہ ہو گئے ۔ چنانچہ اب تخلیق پر ان کا نام مدیر اعزازی کے طور پر چھپتا ہے اور عذرا اصغر کا مدیرہ اعلیٰ کی حیثیت سے ۔ یہ ماہنامہ ابھی تک لیتھو طریق طباعت سے طبع ہوتا ہے ۔ اس میں ادب اور ادبی رسائل کے مسائل سے متعلق بحث کا سلسلہ جاری رہتا ہے ۔

مجلہ تحقیق :

یہ مجلہ کلیہ اسلامی و علوم شرقی پنجاب یونیورسٹی کے زیر اہتمام ۱۹۷۱ء میں جاری ہوا۔ یہ خالصتاً تحقیقی نوعیت کا جریدہ ہے جس میں بعض اوقات عربی، فارسی اور انگریزی میں بھی تحقیقی مقالات شائع ہوتے ہیں ۔ لیکن زیادہ حصہ اردو مندرجات پر مشتمل ہوتا ہے اس کے مدیر ڈاکٹر وحید قریشی ہیں ۔

ماہنامہ کتاب :

یہ رسالہ نیشنل بک کونسل آف پاکستان نے ۱۹۶۸ء میں لاہور سے جاری کیا۔ اس کے نگران ابراہیم سعد مدیر ذوالفقار احمد تابش اور نائب مدیر محمد علی چراغ ہیں جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے یہ رسالہ نئی کتابوں کی اشاعت سے متعلق مسائل پر بحث کے لیے مخصوص ہے ۔ یہ اپنی نوعیت کا واحد رسالہ ہے ۔

روزناموں کے ادبی صفحات :

روزنامہ "امروز" پنجاب کا پہلا قابلِ ذکر اخبار ہے جس نے "قسمت علمی و ادبی" کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا۔ "امروز" کا علمی و ادبی حصہ دو صفحات پر مشتمل ہوتا تھا۔

Marfat.com

اور انوار کو شائع ہوتا تھا۔ جب قسمت علمی و ادبی کا نام پہلے سنڈے امروز اور پھر جمعہ ایڈیشن میں بدلا ادبی مندرجات کی اشاعت کا سلسلہ برقرار رہا۔ اب کچھ عرصہ سے دوسرے بڑے اخبارات یعنی نوائے وقت اور مشرق میں بھی ادبی صفحات شائع ہو رہے ہیں۔ روزناموں کے ادبی صفحات کے مندرجات عموماً علمی و ادبی سرگرمیوں، مشاعروں، کی روداد وں، ادیبوں اور شاعروں کے تعارف، نظموں، غزلوں، انشائیوں اور افسانوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ روزناموں کی ادبی اشاعتیں ادبی رسائل پر اثر انداز ہو رہی ہیں۔ کیونکہ اب قارئین کو عام اخبار کے ساتھ ہی مہینے میں چار ادبی ایڈیشن مل جاتے ہیں۔ ادبی اشاعتوں کا مثبت پہلو یہ ہے کہ ادیبوں اور شاعروں کی تخلیقات اور نقادوں کی نگارشات قارئین کے وسیع حلقوں تک پہنچ جاتی ہیں۔ عام قارئین میں بھی ادب کا ذوق پیدا ہوتا ہے۔

ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے بھی ادبی پروگرام پیش کیے جاتے ہیں۔ یہ پروگرام ادب اور ادبی مسائل پر مباحث، ممتاز اہل قلم اور نئی تخلیقات کے تعارف اور مشاعروں وغیرہ پر مشتمل ہوتے ہیں۔

Marfat.com

مذہبی رسائل

یہ حقیقت کسی سے مخفی نہیں کہ کمیونسٹ ملکوں کے سوا ہر ملک میں مذہبی رسائل شائع ہوتے ہیں کسی میں زیادہ کسی میں کم۔ پاکستان ایک اسلامی ملک ہے اس کا قیام اسلامی نظریہ کی بنیاد پر عمل میں آیا۔ اس لیے پاکستان میں ہر دور میں متعدد مذہبی رسائل شائع ہوتے رہے۔ پنجاب ہمیشہ مسلم اکثریت کا صوبہ رہا ہے یہ بات بھی واضح ہے کہ مسلمان مختلف فرقوں میں تقسیم ہیں۔ چنانچہ یہاں کے مذہبی رسائل میں اسلامی تعلیمات کے علاوہ فرقہ وارانہ اختلافات کو بھی ہمیشہ موضوع بحث بنایا جاتا رہا ہے۔ ایک فرقہ کی طرف سے کوئی رسالہ جاری ہوا تو جواباً دوسرے فرقہ نے بھی اپنا رسالہ نکالا۔ بعض جرائد نے فرقہ وارانہ اختلافات سے بلند ہو کر غیر اسلامی نظریات، فحش اخلاقی فلموں، فحش لٹریچر، اور غیر صحت مند مغربی اثرات کے خلاف جدوجہد کی۔

قیام پاکستان سے پہلے پنجاب کے مختلف حصوں سے جو مذہبی جرائد شائع ہوتے تھے ان میں ترجمان القرآن، بلاغ القرآن، چراغ راہ اور شکر گنج وغیرہ نمایاں تھے۔ قیام پاکستان کے بعد جاری ہونے والے قابل ذکر مذہبی رسائل کے کوائف مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱

Marfat.com

نمبر شمار	نام	تاریخ سال اجراء	مقام اشاعت	ایڈیٹر
۱	طلوع اسلام	۱۹۴۷ء	لاہور	محمد خلیل
۲	تنظیم اہلحدیث	۱۹۴۸ء	"	حافظ محمد جاوید
۳	فیض الاسلام	۱۹۴۹ء	راولپنڈی	راجہ غلام قادر
۴	ترجمان الحدیث	"	لاہور	احسان الٰہی ظہیر
۵	الاعتصام	"	"	صلاح الدین یوسف
۶	آئین	۱۹۵۲ء	"	مظفر بیگ
۷	درس قرآن	۱۹۵۵ء	"	حاجی عبدالواحد
۸	المنبر	"	فیصل آباد	عبدالرحیم اشرف
۹	خدام الدین	۱۹۵۶ء	لاہور	مولانا مفتی محمود
۱۰	معارف اسلام	"	"	شیخ غیاث الدین
۱۱	تعلیم القرآن	۱۹۵۷ء	راولپنڈی	سجاد بخاری
۱۲	ترجمان اسلام	۱۹۶۰ء	لاہور	زاہد الراشدی
۱۳	شیعہ	۱۹۶۲ء	"	ملک رضا علی
۱۴	حنفی	۱۹۶۳ء	فیصل آباد	آغا احسان الحق
۱۵	اہل حدیث	۱۹۶۶ء	لاہور	محمود
۱۶	الفرقان	"	ربوہ	ابوالعطاء جالندھری
۱۷	پیام عمل	"	لاہور	"
۱۸	انصار اللہ	۱۹۷۲ء	ربوہ	"
۱۹	تحریک جدید	۱۹۷۲ء	"	نسیم سیفی
۲۰	ضیائے حرم	۱۹۷۰ء	لاہور	پیر محمد کرم شاہ
۲۱	لولاک	"	فیصل آباد	مولانا تاج محمود
۲۲	مصباح	۱۹۷۱ء	ربوہ	امۃ الرشید شوکت

Marfat.com

نمبر شمار	نام	تاریخ سال اجراء	مقام اشاعت	ایڈیٹر
۲۳۔	خالد	۱۹۷۱ء	لاہور	رفیق احمد ثاقب
۲۴۔	تحریک احمدیہ	"	"	"
۲۵۔	محدث	۱۹۷۳ء	"	حافظ عبدالرحمن مدنی

ان میں سے اہم رسائل کے مختصر کوائف یہ ہیں ۔

شکر گنج :

یہ مجلہ ۱۹۴۱ء میں پیر فضل علی شاہ کی ادارت میں گجرات سے جاری ہوا ۔ اس مجلہ کا مقصد تبلیغ اسلام تھا ۔ مواد زیادہ تر صوفیانہ عقائد و خیالات پر مشتمل ہوتا ہے ۔ تعلیمات قرآنی اور احکامات وارشادات نبوی اس میں باقاعدہ شائع ہوتے ہیں ۔

طلوع اسلام :

یہ ماہنامہ ۱۹۴۷ء میں لاہور سے محمد خلیل کی ادارت میں جاری ہوا ۔ رسالہ طلوع اسلام قیام پاکستان کے بعد بھی اب تک باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے یہ ادارہ طلوع اسلام کے تحت شائع ہوتا ہے ۔ جناب غلام احمد پرویز اس میں اپنے خاص نقطہ نظر کے مطابق اسلامی تعلیمات کی تشریح و تفسیر کرتے ہیں کبھی کبھی سیاسی مضامین بھی شائع ہوتے ہیں "لمحات" اس کا مستقل کالم ہے ۔ اہم سیاسی واقعات پر خاص نقطہ نظر کے مطابق لکھا جاتا ہے ۔

تنظیم اہلحدیث :

یہ ہفت روزہ ۱۹۴۸ء میں جامعہ اہل حدیث لاہور سے شائع ہونا شروع ہوا ۔ اس کے بانی حافظ عبداللہ ہیں ۔ حافظ محمد جاوید ایڈیٹر ہیں ۔ سائز $\frac{20 \times 30}{4}$ ہے ۔ صفحات ۱۲ ہوتے ہیں ۔ طباعت کے لحاظ سے معمولی ہے ۔

Marfat.com

فیض الاسلام :

راولپنڈی سے حکیم محمد حسن صاحب نے انجمن فیض الاسلام کی سرپرستی میں ۱۹۴۹ء میں جاری کیا۔ اس میں انجمن کی سرگرمیاں اور کارکردگی کی تفصیلات شائع ہوتی ہیں۔ یہ پرچہ اتحاد بین المسلمین کا حامی اور فرقہ پرستی کے خلاف تھا۔ اس میں اسلامی اور نیم ادبی موضوعات کے علاوہ بچوں کی تعلیم و تربیت پر مضامین بھی شائع ہوتے ہیں۔

پیام عمل :

یہ ماہنامہ ۱۹۴۹ء میں لاہور سے جاری ہوا۔ اس کے سرورق پر لکھا ہے "پاکستان میں ملت جعفریہ کا سب سے زیادہ شائع ہونے والا جریدہ" سرورق خوب صورت ہوتا ہے۔ ایک ہی انداز ہوتا ہے مگر طباعت میں رنگ تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ اس میں چھوٹے چھوٹے اشتہار بھی شائع ہوتے ہیں۔ تصاویر نہیں دی جاتیں۔ سائز $\frac{20 \times 30}{4}$ ہے۔

ترجمان الحدیث :

۱۹۴۹ء میں لاہور سے احسان الٰہی ظہیر کی ادارت میں جاری ہوا۔ کچھ صفحات قرآن و حدیث کی تشریح و تفسیر کے لیے وقف ہیں۔ بحث و نظر بصائر معارف کے عنوان کے تحت مختلف مضامین کو مستقل حیثیت حاصل ہے۔ اس میں مرزائیوں کے عقائد اور سرگرمیوں کا محاسبہ ہوتا رہتا ہے۔

الفرقان :

۱۹۴۹ء میں ماہنامہ کی حیثیت سے ربوہ سے اجراء ہوا۔ ابو العطا جالندھری ایڈیٹر ہیں۔ عمدہ کاغذ پر چھپتا ہے۔ ہر شمارہ میں عربی بول چال کے دو سبق سلسلہ وار

Marfat.com

شائع ہوتے ہیں۔ بلاک کی تصاویر دی جاتی ہیں۔ نظم و نثر کے ذریعے مرزائیوں کے مخصوص نقطہ نظر کو پیش کرتا ہے۔ ہر مضمون میں ضمنی سرخیاں بھی دی جاتی ہیں۔

درس قرآن:

یہ ماہنامہ حاجی عبدالواحد نے ۱۹۵۵ء میں لاہور سے جاری کیا اس میں قرآن و حدیث سے متعلق مواد دیا جاتا ہے جو آیات و احادیث کی تشریح و تعبیر پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہ خالصتاً مذہبی رسالہ ہے۔ اس میں سیاسی موضوعات پر کچھ نہیں لکھا جاتا۔

خدام الدین:

یہ رسالہ ۱۹۵۶ء میں لاہور سے جاری ہوا۔ اس میں مولانا احمد علی مرحوم کے خطبات تقاریر اور درس قرآن بالالتزام شائع ہوتے تھے۔ مولانا کی رحلت کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ خالصتاً مذہبی مجلہ ہے۔ اداریے عام طور پر حالات حاضرہ کے اہم موضوعات پر سیاسی اور مذہبی نقطہ نظر کے تحت لکھے جاتے ہیں۔ احادیث رسول اور قرآن و اسلام کے مختلف موضوعات پر مضامین بھی شائع ہوتے ہیں۔ اس کا سائز $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۴}$ ہے۔

معارفِ اسلام:

۱۹۵۶ء میں لاہور سے مذہبی جریدہ "معارف اسلام" جاری ہوا۔ سرورق پر تحریر ہے "تعلیمات قرآن مجید و محمد و آل محمد علیہم السلام کا مبلغ" اس کے مدیر اور ناشر شیخ غیاث الدین ہیں۔ سائز ۱۰×۸ ہے۔ طباعت دیدہ زیب نہیں ہے۔ شیعہ مسلک کی ترجمانی کرتا ہے مرثیہ کو بہت اہمیت دی جاتی ہے۔ واقعہ کربلا کے متعلق مواد تسلسل کے ساتھ شائع ہوتا ہے بعض اوقات سیاسی موضوعات پر بھی بحث کی جاتی ہے۔

Marfat.com

تفہیم القرآن :

یہ دینی وعلمی مجلہ ۱۹۵۷ء میں راولپنڈی سے جاری ہوا۔ سجاد بخاری ایڈیٹر ہیں سرورق خوب صورت ہے سائز ۱۰ × ۸ ہے۔ تعلیمات مستقل کالم ہے۔ تصاویر نہیں دی جاتیں۔ سرخیاں سادہ اور ایک کالمی ہوتی ہیں۔ مذہبی مضامین کے ساتھ ملکی مسائل و حالات کو بھی زیر بحث لایا جاتا ہے۔ مذہبی مسائل پر بحث کی جاتی ہے۔ شیعہ مسلک اور مرزائیوں کے خلاف کبھی کبھی مضامین شائع ہوتے ہیں۔

حنفی :

یہ ماہنامہ ۱۹۶۲ء میں لاہور سے جاری ہوا۔ آغا احسان الحق اس کے ایڈیٹر ہیں سرورق کی طباعت بہت موٹے الفاظ میں کی جاتی ہے حنفی نقطہ نظر کے مطابق مضامین شائع ہوتے ہیں کیونکہ یہ اہل سنت جماعت کی ترجمانی کرتا ہے۔

انصار اللہ :

۱۹۷۰ء میں ربوہ سے ماہنامہ مجلہ شائع ہوا۔ سرورق پر درج ہے "مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان" مسعود احمد دہلوی ایڈیٹر ہیں سفید کاغذ پر طبع ہوتا ہے۔ ۵۰ پیسے فی پرچہ قیمت ہے۔ سائز $\frac{20 \times 30}{4}$ ہے۔ اشتہارات نہیں دیے جاتے۔

تحریک جدید :

ربوہ سے ۱۹۷۰ء میں اس ماہنامہ کا اجرا ہوا نسیم سیفی ایڈیٹر ہیں۔ سائز $\frac{20 \times 30}{4}$ ہے۔ اس پرچہ کا نصف حصہ اردو میں اور نصف انگریزی میں ہوتا ہے۔ ہر صفحہ پر دو کالم ہوتے ہیں۔ صاف سفید کاغذ اور رنگین تصاویر دی جاتی ہیں۔ مرزائیت کا مبلغ اور ترجمان ہے۔

Marfat.com

ضیائے حرم:

یہ ماہنامہ ۱۹۷۰ء میں پیر محمد کرم شاہ نے لاہور سے جاری کیا۔ خوب صورت باتصویر سرورق کے ساتھ اردو ڈائجسٹ کے سائز پہ شائع ہوتا ہے۔ ڈائجسٹ کی طرح مرتب کیا جاتا ہے۔ محمد کرم شاہ ایڈیٹر ہیں۔ اداریہ اہم واقعات پر لکھا جاتا ہے اہم شخصیت کا انٹرویو، انٹرویو کے عنوان کے تحت شائع ہوتا ہے۔ "تاریخ کے جھروکوں سے" کے تحت اسلامی تاریخی کتب سے اقتباسات دیے جاتے ہیں اسلامی معاشرت پہ مضامین درج ہوتے ہیں اور "معلومات" کے عنوان کے تحت موجودہ سائنسی ایجادات اور اختراعات کو زیر بحث لایا جاتا ہے۔ اسلامی کتب پر تبصرے بھی شائع ہوتے ہیں اشتہارات بکثرت ہوتے ہیں۔ مواد کی پیش کش میں جدت اختیار کی جاتی ہے۔ نعتیں اور نظمیں بھی شائع ہوتی ہیں۔

مصباح:

یہ ماہنامہ ۱۹۷۱ء میں ربوہ سے جاری ہوا۔ عبدالرشید شوکت ایڈیٹر ہیں۔ مرزائیوں کا ترجمان ہے۔

خالد:

۱۹۷۱ء میں یہ ماہنامہ ربوہ سے جاری ہوا۔ ۵۰ پیسے فی پرچہ قیمت۔ سرورق پہ لکھا ہے۔ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان" رفیق احمد ایڈیٹر ہیں۔ قادیانی فرقہ کے عقائد کی تبلیغ کرتا ہے۔

ترجمان الاسلام:

یہ ہفت روزہ ۱۹۸۵ء میں لاہور سے جاری ہوا۔ یہ جمعیت العلمائے

Marfat.com

اسلام کا ترجمان ہے۔ اس کے سرپرست مولانا عبید اللہ انور اور مدیر اکرام القادری ہیں۔

Marfat.com

خواتین کے رسائل

پاکستان میں خواتین کے رسائل خاصی تعداد میں شائع ہوتے ہیں۔ پنجاب پاکستان کا وہ خطہ ہے جہاں سب سے پہلے خواتین کے رسائل کا اجراء ہوا۔ قیام پاکستان سے قبل زیب النساء، حور، خاتون، مسلمہ اور شریعت بی بی ایسے رسائل جاری ہوئے ان میں سے بعض اب تک باقاعدگی سے شائع ہو رہے ہیں۔ اس وقت پنجاب میں خواتین کے جو رسائل شائع ہو رہے ہیں وہ سب کے سب ماہنامے ہیں۔ یہ رسائل ہیں "بانو"، "بتول"، "چلمن"، "حرم"، "حور"، "مسلمہ"، "نور و نار"، "زیب النساء"، "صحیفہ"، "نسواں" وغیرہ۔ علاوہ ازیں پاکستان کے کم و بیش تمام روزنامے اور ہفت روزہ جرائد بھی باقاعدگی کے ساتھ خواتین کے صفحات شائع کرتے ہیں۔ ان صفحات کے مندرجات خواتین کی سرگرمیوں کی روداد، خانہ داری، کھانے پکانے، سینے پرونے صحت، بناؤ سنگھار، بچوں کی پرورش اور دیگر متعلقہ امور سے متعلق مفید معلومات پر مشتمل ہوتے ہیں۔ قومی زندگی کے مختلف شعبوں میں نمایاں خدمات انجام دینے والی خواتین کے انٹرویو بھی شائع کیے جاتے ہیں۔ روزانہ اخبارات اور عام جرائد میں خواتین کے صفحات کی اشاعت سے خواتین کے الگ رسائل کی ضرورت کم ہوگئی ہے۔ تاہم خواتین کے مندرجہ ذیل رسائل قابل ذکر ہیں:

Marfat.com

زیب النساء:

خواتین کا یہ ماہنامہ لاہور سے ۱۹۳۴ء میں شروع ہوا تھا اس کے بانی شیخ محمد نواب تھے۔ اس ماہنامہ نے شائستگی کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے معیاری ادب پیش کیا۔ اور خواتین کے ایک مؤثر حلقہ میں مقبولیت حاصل کی۔ اس کے مندرجات، نظموں، غزلوں افسانوں، معلوماتی مضمونوں، کھانے پکانے، سینے پرونے اور بناؤ سنگھار کی ترکیبوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ خواتین کو ان کے مختلف انفرادی مسائل کے ضمن میں مشورے بھی دیے جاتے ہیں۔ اس وقت اس کی معمولی ضخامت ۸۰ صفحات ہے۔ مدیرہ رشیدہ عصمت ہیں۔

حرم:

خواتین کا یہ ماہنامہ ۱۹۴۸ء میں لاہور سے جاری ہوا۔ اور گزشتہ ۳۲ سالوں کے دوران باقاعدگی سے شائع ہوتا رہا ہے۔ یہ ایک صاف ستھرا رسالہ ہے جس نے پاکستان کی خواتین کو صحت مند ادب اور مفید معلومات فراہم کرنے کی سعی کی ہے۔ اس کے مندرجات نعتوں، نظموں، غزلوں و افسانوں وغیرہ پر مشتمل ہوتے ہیں۔ ناولوں کی قسط وار اشاعت کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے۔ سرورق عموماً سادہ مگر دل کش ہوتا ہے۔ عام شمارہ کی ضخامت ۵۰ صفحات مگر خصوصی نمبروں کی زیادہ ہوتی ہے اس کی مدیرہ ظہیہ بدر ہیں۔

مسلمہ:

اس رسالہ کا اجراء قیام پاکستان سے قبل انجمن اشاعت اسلام جالندھر نے کیا تھا۔ مدرسۃ البنات جالندھر کی ہیڈ مسٹریس محترمہ حمیرا خانم اس کی مدیرہ تھیں۔ پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد مدرسۃ البنات لاہور کا اجراء ہوا تو مسلمہ بھی لاہور سے از سر نو شائع ہونے لگا اور اس کی مدیرہ حمیرا خانم ہی رہیں۔ اس پرچہ کا مقصد مسلم خواتین کو اسلامی تعلیمات، نامور خواتین کے کارناموں اور خواتین کے مذہبی، قومی اور خانگی فرائض

Marfat.com

سے آگاہ کرنا ہے۔ "مسلمہ" چھوٹے سائز ۲۰×۲۰/۱۶ پر شائع ہوتا ہے۔

بانو :

خواتین کا یہ رسالہ مولوی محمد امین شرق پوری نے قیام پاکستان کے بعد لاہور سے جاری کیا۔ کتابت، طباعت اور مواد کے لحاظ سے یہ ایک معیاری رسالہ ہے۔ اس کے مندرجات میں افسانے، معلوماتی مضامین، زیبائش و آرائش، سینے پرونے اور کھانے پکانے کے طریقے شامل ہیں۔

بتول :

خواتین کا یہ رسالہ بھی قیام پاکستان کے بعد جاری ہوا۔ اور اس کا شمار کامیاب رسائل میں ہوتا ہے۔ اس کے مندرجات بھی افسانوں، نعتوں، نظموں، کھانے پکانے سینے پرونے اور زیب و آرائش کے طریقوں پر مشتمل ہے۔ قارئین کے خطوط کے جواب کے لیے بھی صفحات مخصوص ہیں۔

آنگن۔ خاتون کشمیر :

آنگن ماہنامہ اور خاتون کشمیر ہفت روزہ رسالہ ہے۔ خاتون کشمیر کے زیادہ مندرجات کشمیر کی تاریخ، حالات وغیرہ کے بارے میں ہوتے ہیں۔ آنگن خواتین کے دوسرے ماہناموں جیسا ہے۔

نئی صدی :

یہ پندرہ روزہ جریدہ ۱۹۷۰ء میں لاہور سے جاری ہوا۔ اس کے پبلشر اور ایڈیٹر ایم۔ صفدر چودھری ہیں۔ اس کا ماہنامہ ایڈیشن ڈائجسٹ کی صورت و سائز

Marfat.com

میں شائع ہوتا ہے۔ اگرچہ یہ خالصتاً خواتین کا جریدہ نہیں ہے لیکن اس میں زیادہ تر افسانے ہی شائع ہوتے ہیں ۔ اس میں نئے لکھنے والوں کی تحریریں اہتمام کے ساتھ شائع کی جاتی ہیں ۔

آداب :

یہ ماہنامہ جون ۱۹۷۰ء میں لاہور سے منظر عام پر آیا ۔ اس کے چیف ایڈیٹر غلام محمد نان اور مدیر مسئول محمد سلیم راشد ہیں ۔ یہ ماہنامہ ملکی کہانیاں شائع کرنے کا دعوے دار ہے ۔ اس کی خواندگی بھی زیادہ تر خواتین تک محدود ہے ۔

جناب عرض ۔ سلام عرض :

یہ باقاعدہ رسائل نہیں ہیں ۔ بلکہ سلسلہ وار اشاعتوں کے زمرہ میں آتے ہیں ۔ یہ اول تا آخر کہانیوں پر مشتمل ہوتے ہیں ، اور خواتین میں مقبول ہیں ۔

چلمن :

خواتین کا یہ ماہنامہ ۱۹۷۰ء کے اوائل میں لاہور سے شروع ہوا ۔ اس کا اجرا مولانا نصراللہ خان عزیز کے صاحب زادہ ظفراللہ خان نے کیا تھا ۔ وہی اس کے مدیر اعلیٰ ہیں ۔ مجلس ادارت میں ظفراللہ خان کے بھائی اکرام غازی اور بیگم ظفراللہ خان بھی شامل ہیں ۔ یہ ماہنامہ اسلامی اقدار کا علمبردار ہے اور پاکستانی خواتین کو اسلامی تاریخ ، اسلامی تعلیمات ، نامور مسلم خواتین کے بارے میں معلومات فراہم کرنے کے علاوہ خانہ داری کے بارے میں بھی مواد فراہم کرتا ہے ۔ پرچہ آفسٹ پر چھپتا ہے ۔

Marfat.com

حنا:

یہ ماہنامہ ۱۹۷۸ء میں لاہور سے جاری ہوا۔ یہ ڈائجسٹ پرچوں کے سائز کا ہے۔ مدیر اعلیٰ سردار محمود اور مدیرہ رضیہ جمیل ہیں۔

Marfat.com

بچوں کے رسائل

دنیا بھر میں بچوں کے رسائل و جرائد شائع ہوتے ہیں جن میں بچوں کی ذہنی سطح اور متعلقہ ملک و معاشرہ کے رجحانات اور فلسفہ حیات کو مدنظر رکھتے ہوئے مختلف النوع مندرجات پیش کیے جاتے ہیں۔ یہ مندرجات بالعموم، تفریحی، معلوماتی اور دل چسپ ہوتے ہیں تاکہ بچے ان کو شوق سے پڑھ سکیں۔ بچوں کے رسائل و جرائد کو خوبصورت تصویروں اور خاکوں سے بھی مزین کیا جاتا ہے جس سے ان میں بچوں کے لیے زیادہ دل کشی پیدا ہو جاتی ہے۔
ہمارے ہاں بھی بچوں کے متعدد رسائل شائع ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں پاکستان کے تمام اخبارات بچوں کے لیے ہفتہ وار خصوصی اشاعت پیش کرتے ہیں۔ روزناموں میں بچوں کے صفحات کی موجودگی سے بچوں کے رسائل و جرائد کی اشاعت متاثر ہوتی ہے کیونکہ بچوں کو گھروں میں آنے والے اخبار کے ساتھ ہی اپنا صفحہ مہینے میں چار بار مل جاتا ہے چنانچہ ان صفحات کی موجودگی میں الگ رسائل و جرائد کی زیادہ ضرورت محسوس نہیں ہوتی تاہم بچوں کے الگ رسائل بھی شائع ہوتے ہیں۔

اس وقت پنجاب میں بچوں کے جو رسائل شائع ہوتے ہیں وہ سب ماہنامے ہیں جو یہ ہیں "تعلیم و تربیت"، "کھلونا"، "اطفال"، "بچوں کا باغ"، "بچوں کا دوست"، "بچوں کی دنیا"، "بچوں کا چندا ماموں"، "بچوں کا ڈائجسٹ"، "پھول پتیاں"، "جگنو" اور

Marfat.com

قہقہہ۔ ان میں سے اہم رسائل کے مختصر کوائف یہ ہیں :

تعلیم و تربیت :

بچوں کا یہ رسالہ آج سے چالیس سال پہلے ۱۹۴۱ء میں ۱۳۶۱ھ فیروزسنز لاہور کے زیراہتمام جاری ہوا۔ اس وقت یہ پاکستان میں بچوں کا قدیم ترین ماہنامہ ہے جو گزشتہ ۴۰ سال سے باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے۔ اس وقت یہ آرٹ پیپر کے رنگین و باتصویر سرورق کے ساتھ آفسٹ طریق طباعت سے شائع ہوتا ہے اور تصویروں اور خاکوں سے مزین ہوتا ہے۔ عام پرچہ کی ضخامت ½ ۷ × ۵ کے ۸۰ صفحات ہیں۔ خصوصی نمبروں کی ضخامت زیادہ ہوتی ہے۔ اس کا سالنامہ بطور خاص ضخیم ہوتا ہے۔ ہر پرچہ نعتوں، نظموں، اسلامی تعلیمات، اسلامی و قومی شخصیات کے حالات اور رنگارنگ دلچسپ کہانیوں، لطیفوں، پہیلیوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ آخری تین چار صفحات پر "آپ کی رائے" کے زیرعنوان بچوں کے خطوط شائع ہوتے ہیں۔

بچوں کا یہ ماہنامہ ملک بھر میں مقبول ہے۔ مندرجات متنوع، دلچسپ اور سبق آموز ہوتے ہیں۔ طباعت و کتابت کا معیار بلند ہے۔ اس کے مدیر اعلیٰ پرنٹر اور پبلشر عبدالسلام خان ہیں۔ قیمت فی پرچہ تین روپے ہے۔

بچوں کی دنیا :

بچوں کا یہ ماہنامہ محمد رفیق شرق پوری مرحوم نے ۱۹۴۸ء میں لاہور سے جاری کیا تھا۔ اب یہ زندگی کے چونتیسویں سال میں ہے اور اس کی ادارت اور انتظام محمد سلیم شرق پوری کے پاس ہے۔ سائز ۷ × ۹ ½ انچ اور ضخامت نوے صفحات ہے۔ پرچہ آفسٹ طریق و طباعت سے چھپتا ہے۔ سرورق آرٹ پیپر کا اور رنگین و باتصویر ہوتا ہے۔ قیمت فی پرچہ ساڑھے چار روپے ہے۔ یہ اپنے متنوع مندرجات اور طباعت و کتابت کے معیار کے لحاظ سے تعلیم و تربیت کے ساتھ لگا کھاتا ہے بیشتر مندرجات رنگین

Marfat.com

حاشیے یا پھول کی بیل کے اندر شائع کیے جاتے ہیں۔ حمد، نعت، نظم، پہیلیاں باتصویر قسط دار کہانیاں، معلوماتی مضامین و لطائف وغیرہ باہتمام شائع ہوتے ہیں۔

ماہنامہ کھلونا:

بچوں کا یہ رسالہ ۱۹۵۴ء میں لاہور سے جاری ہوا۔ اس وقت اپنی زندگی کا اٹھائیسواں سال شروع کر چکا ہے۔ سائز: ۷½ × ۵½ انچ ہے۔ عام پرچے کی قیمت دو روپے اور ضخامت ۵۰ صفحات ہے۔ ایڈیٹر طالب حسین طالب ہیں۔ صفحہ ۲ کالموں میں تقسیم ہے۔ مندرجات میں نعتیں، نظمیں، کہانیاں، لطائف، پہیلیاں وغیرہ شامل ہیں۔ اسلامی تعلیمات، تاریخ اور شخصیات کے بارے میں معلومات "اسلامی کہانیاں" کے زیر عنوان شائع کی جاتی ہیں۔ کہانیوں کے ساتھ خاکے اور تصویریں شائع کی جاتی ہیں۔ لیکن رسالہ نیوز پرنٹ پر شائع ہوتا ہے۔ سرورق نسبتاً اچھے کاغذ پر چھپتا ہے اور باتصویر ہوتا ہے اس وقت پرچہ کا معیار وہ نہیں ہے جو کچھ عرصہ پہلے تھا۔

کہکشاں:

بچوں کا یہ رسالہ بھی لاہور میں ۱۹۵۴ء میں جاری ہوا۔ اس کا سائز ۵ × ۷ انچ ہے اور ضخامت ۸۰ صفحات ہے۔ مدیر اعلیٰ محمد اشیر دیوانہ اور مدیر غلام جیلانی ہیں۔ قیمت فی پرچہ اڑھائی روپے ہے۔ اس کے مندرجات بھی نظموں، مضمونوں، کہانیوں، لطیفوں اور پہیلیوں وغیرہ پر مشتمل ہوتے ہیں۔ کہانیوں کے ساتھ خاکے وغیرہ بھی شائع کیے جاتے ہیں۔ پرچہ نیوز پرنٹ پر چھپتا ہے۔ سرورق رنگین اور باتصویر ہوتا ہے

ماہنامہ نونہال:

بچوں کا یہ ماہنامہ ندیم مہبال فیروزپوری مرحوم نے ۲۰ فروری ۱۹۷۰ء کو لاہور سے جاری کیا تھا۔ اب اس کے منتظم اعلیٰ سکندر اقبال اور مدیر ظفر اقبال ہیں۔ سائز ۷ × ۹

Marfat.com

انچ اور ضخامت ۵۰ صفحات تھے۔ قیمت تین روپے فی پرچہ ہے۔ ستمبر ۱۹۸۰ء میں ندیم صہبائی مرحوم کی رحلت کے بعد دو ماہ پرچہ بند رہا۔ اس سے پہلے باقاعدگی سے شائع ہوتا رہا اور اب پھر شائع ہو رہا ہے۔ جنوری ۱۹۸۱ء تک اس کے ایک "سو نیرہ" شمارے شائع ہو چکے تھے۔ مندرجات کم و بیش وہی ہیں جو کہ بچوں کے دوسرے رسائل کے ہیں۔ مندرجات کے معیار، تنوع اور طباعت و کتابت کے لحاظ سے یہ "تعلیم و تربیت" اور "بچوں کی دنیا" کے بعد تیسرے نمبر پہ آتا ہے۔

بچوں کا باغ :

بچوں کا یہ ماہنامہ ۱۹۷۴ء میں لاہور سے جاری ہوا۔ اس کے چیف ایڈیٹر ایم یوسف اور ایڈیٹر عبیداللہ محمود ہیں سائز ۷ × ۹½ انچ ضخامت ۴۷ صفحات ہیں، قیمت فی پرچہ ساڑھے تین روپے ہے۔ پرچہ کئی بچوں کے خاکوں اور تصویروں سے مزین ہوتا ہے اگرچہ نیوز پرنٹ پر چھپتا ہے لیکن طریق طباعت آفسٹ ہے۔ سرورق آرٹ پیپر کا رنگین و باتصویر ہوتا ہے۔ اس میں معمے بھی دیے جاتے ہیں اور بچوں کے لیے ناول بھی قسط وار شائع کیے جاتے ہیں۔ دیگر مندرجات میں نظمیں کہانیاں، پہیلیاں، لطائف اور معلوماتی مضامین شامل ہیں۔

Marfat.com

معاشرتی مجلات

سوسائٹی میگزین:

دوسری جنگ عظیم کے بعد دنیا کو امن، سکون، اخوت اور محبت و تعاون کی ضرورت شدت سے محسوس ہوئی۔ صحافت میں وقت کے تقاضوں کے تحت بہت سی تبدیلیاں ہوئیں اور اضافے بھی ہوئے۔ ان اضافوں میں سے ایک "معاشرتی مجلات" کا اجراء ہے۔ ان مجلات کے اجراء کا مقصد ان لوگوں کو سکون فراہم کرنا تھا جو اضطراب اور مایوسی کا شکار تھے۔ معاشرتی مجلات نے زیادہ تر ذہنی الجھنوں اور معاشرتی رجحانات کے بارے میں معلومات اور تصویریں دلچسپ انداز میں شائع کرنا شروع کیں اور کامیاب رہے۔ "سوسائٹی میگزین" نے صحافت کی ایک نئی قسم کو رواج دیا ہے۔ نہ تو ادبی ہے نہ سیاسی۔ اس میں بعض موضوعات پر سنجیدگی سے نہیں لکھا جاتا بلکہ ہر معاملہ کو ہلکے سے مزاح کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے اور تصویر کے دونوں رخ نمایاں کیے جاتے ہیں۔ علمی مباحث، ثقافتی سرگرمیوں اور نامور شخصیات کے تعارف اور نما کے دل چسپ انداز میں پیش کیے جاتے ہیں۔ معاشرتی مجلات نے خوبصورت کتابت، رنگین تصاویر اور مواد کی رنگین طباعت کا ایک اعلیٰ معیار قائم کیا ہے۔

Marfat.com

پاکستان میں "سوسائٹی میگزین" کی اشاعت کی ابتدا۔ انگریزی رسائل "ہیرلڈ" اور "مرر" وغیرہ سے ہوئی۔ ان رسائل نے معاشرے کے اونچے اور ماڈرن طبقہ کی نمائندگی کی۔ انگریزی رسائل کے اجرار کی ابتدا۔ کراچی سے ہوئی جو پاکستان کا پہلا دارالحکومت تھا۔ یہیں سے اردو کے سوسائٹی میگزین "اخبار خواتین" اور "اخبار جہاں" جاری ہوئے۔ رنگا رنگ تصاویر ہر ہر علاقے کی علمی، ادبی، سماجی سرگرمیوں کی روداد حالات حاضرہ پر بحث، اعلیٰ طباعت اور خوب صورت سرورق کے باعث یہ دونوں رسائل بے حد کامیاب ہوئے۔

پنجاب:

دھنک

پنجاب میں لاہور ہی سب سے بڑا علمی، ادبی، تہذیبی اور صحافتی مرکز ہے۔ چنانچہ لاہور سے معاشرتی مجلات کے سلسلے کی ابتدا ماہنامہ "دھنک" سے ہوئی۔ سرور سکھیرا کی ادارت اور اہتمام میں یہ رسالہ اپنے مواد اور تصاویر کی رنگارنگی اور گوناگوں دلچسپیوں کے باعث بہت جلد قبول عام کی سند حاصل کر گیا۔ اس کی تقلید میں شہنائی، روشنی، سمرن، جلوہ، اختلاف، انکشاف، مہک جھنگ، ملن، تصویر، پلک اور دوسرے کئی رسائل جاری ہوئے۔ لیکن دھنک، پلک، ملن اور تصویر زیادہ کامیاب رہے۔ باقی رسائل نے عوام کے سستے ذوق کی تسکین کے لیے فحش مواد اور ہیجان خیز تصاویر کی اشاعت سے بھی گریز نہ کیا۔

دھنک میں مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے اہم افراد کے کالم نے خصوصی مقبولیت حاصل کی۔ دھنک گزشتہ ڈیڑھ دو سال بحران کا شکار رہا اور

Marfat.com

اس کی اشاعت میں باقاعدگی آگئی۔ تصویر اور ملن بھی گردشِ زمانہ کی لپیٹ میں آ گئے پلک کچھ عرصہ سے زیادہ نمایاں ہو رہا ہے۔

یہاں یہ ذکر بے جا نہ ہوگا کہ "اخبار خواتین" اور "اخبار جہاں" سنجیدہ جرائد ہیں اور وہ ہر بات مثبت اور تعمیری انداز میں لکھتے ہیں۔ اس کے برعکس لاہور سے جاری ہونے والے معاشرتی مجلات کا واحد مقصد قارئین کو حظ فراہم کرنا اور اپنی اشاعت بڑھانا رہا ہے۔ اسی لیے سنجیدہ قومی حلقوں کی طرف سے ان رسائل کے بارے میں ناپسندیدگی کا اظہار ہوتا رہا ہے۔

Marfat.com

فلمی جرائد

پاکستان میں فلم سازی کا قدیم اور بڑا مرکز لاہور رہے۔ جہاں پہلا سٹوڈیو ۱۹۴۹ء میں قائم ہوا۔ چنانچہ پاکستان میں لاہور ہی فلمی صحافت کا بڑا مرکز ہے۔ قیام پاکستان سے قبل لاہور سے انگریزی کی فلمی ماہنامہ "سینما" "پندرہ روزہ" "فلم ورلڈ" اور "فلم کرانیکل" جاری ہوتے۔ بعد ازاں اردو فلمی رسائل بھی شائع ہونے لگے۔ پرانے پرچوں میں سے "ادیب" لاہور، ٹائیگر، گیسو، خم دار گیسو، رم جھم، نوائے وطن، تصویر، بت کدہ، محفل، گل و خار اور اجالا وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد بہت سے فلمی ماہنامے اور ہفت روزہ رسائل شائع ہوتے ان میں سے بیشتر اردو میں تھے۔ ۱۹۶۰ء اور ۱۹۷۰ء کے دوران پاکستان کے بعض ممتاز روزنامہ اخبارات بھی ہفت روزہ فلمی ایڈیشن شائع کرنے لگے۔ مثلاً مشرق اور امروز وغیرہ۔ یہ فلمی صحافت کی ترقی کی سمت ایک اور اہم قدم تھا۔ یہ سلسلہ تاحال جاری ہے۔ روزناموں کے فلمی ایڈیشن شائع ہونے کے نتیجے میں فلمی رسائل پر منفی اثر مرتب ہوا کیونکہ قارئین کو عام اخبارات کے ساتھ ہی فلمی دنیا کے بارے میں معلومات ملنے لگیں۔ روزنامہ اخبارات کی فلمی اشاعتیں ویسے بھی بہت دیدہ زیب ہوتی ہیں۔

لاہور سے جاری ہونے والے فلمی جرائد سے مندرجہ ذیل بطور خاص قابل ذکر ہیں:

Marfat.com

ہفت روزہ ممتاز :

یہ پرچہ ۱۹۵۱ء میں رشید جاوید کی زیر صدارت ماہنامہ کی صورت میں لاہور سے جاری ہوا ۔ پہلے یہ ۲۰ × ۳۰ / ۸ سائز پر چھپتا تھا ۔ ۱۹۵۴ء میں اخباری سائز ۲۰ × ۳۰ / ۲ پر چھپنے لگا اور اسے ہفت روزہ میں تبدیل کر دیا گیا ۔ اس کے قلمی معاونین میں منیر نیازی، ستار طاہر، ابو سفیان آفاقی اور احمد ندیم قاسمی بھی شامل رہے ہیں ۔ اس کا شمار کامیاب ترین پرچوں میں ہوتا ہے ۔

ہفت روزہ مصور :

یہ ۱۹۵۷ء میں جاری ہوا ۔ شروع میں لیتھو پر چھپتا تھا ۔ ۱۹۶۸ء میں آفسٹ پر بھی طبع ہونے لگا ۔ اس کی مجلس ادارت میں غلام اکبر، جمیل الدین عالی، ذوالفقار رشوف اور عاشق چودھری بھی شامل ہیں ۔ یہ رسالہ تاحال جاری ہے ۔

ہفت روزہ سکرین لائٹ :

یہ ۱۹۵۷ء میں شکور بٹ کی ادارت میں پندرہ روزہ کی صورت میں جاری ہوا بعد میں ہفت روزہ بن گیا اب اس کے مدیر غفور بٹ ہیں ۔ اس پرچہ میں اے ۔ حمید، طفیل اختر، ابراہیم جلیس، عبدالحمید عدم، اکمل علیمی، نینا شاہد، احمد راہی اور قتیل شفائی بھی لکھتے رہے ہیں ۔ دیگر رسائل میں ہفت روزہ شب تاب، ہفت روزہ اجالا، پندرہ روزہ نئی صدی، صاف گو، ماہنامہ فلم لائٹ، ماہنامہ شمع، ماہنامہ ڈائریکٹ، ماہنامہ فلم ورلڈ قابل ذکر ہیں ۔ ماہنامہ فلم اینڈ فیشن انگریزی میں شائع ہوتا ہے ۔ ماہنامہ فلم لائٹ ۱۹۳۳ء میں دہلی سے جاری ہوا تھا ۔ ۱۹۴۸ء میں اس کا اجراء لاہور سے ہوا ۔

Marfat.com

تعلقات عامہ کے جرائد :

گزشتہ دس بارہ سالوں میں پاکستان میں تعلقات عامہ کے جرائد نے بھی ترقی کی ہے ان میں سے زیادہ تر جرائد سرکاری یا نیم خود مختار اداروں کے ہیں۔ کچھ نجی اداروں کے بھی ہیں۔ ان جرائد میں متعلقہ اداروں کی کارکردگی، انتظامیہ اور ملازمین کی سرگرمیوں کی تفصیلات کے علاوہ عمومی نوعیت کی معلومات بھی فراہم کی جاتی ہیں۔

Marfat.com

تعلقات عامہ کے جرائد

نمبر شمار	نام	کیفیت	مقام اشاعت	شائع کنندہ ادارہ
۱ ۔	برقاب	ماہ نامہ	لاہور	واپڈا
۲ ۔	سکھی گھر	"	"	پاپولیشن پلاننگ بورڈ
۳ ۔	اپنی زمین	"	"	زرعی ترقیاتی و پیداواری کارپوریشن
۴ ۔	بہبود	سہ ماہی	"	محکمہ سماجی بہبود پنجاب
۵ ۔	تحفظ	ماہ نامہ	"	ادارہ سماجی تحفظ ملازمین پنجاب
۶ ۔	امداد باہمی	پندرہ روزہ	"	مغربی پاکستان کواپریٹو یونین
۷ ۔	نوائے لاہور	"	"	لاہور میونسپل کارپوریشن
۸ ۔	پاک جمہوریت	ہفت روزہ	"	وزارت اطلاعات حکومت پاکستان
۹ ۔	پاکستان ریلویز	"	"	پاکستان ریلوے
۱۰ ۔	خدمت	پندرہ روزہ	"	عوامی ترقیاتی پروگرام
۱۱ ۔	گرل گائیڈ	ماہ نامہ	"	پاکستان گرل گائیڈز ایسوسی ایشن پنجاب

Marfat.com

نمبر شمار	نام	کیفیت	مقام اشاعت	شائع کنندہ ادارہ
۱۲ -	کھاد	دو ماہی	لاہور	نیشنل فرٹیلائزر کارپوریشن
۱۳ -	خبر نامہ	ہفت روزہ	"	پاکستان انجینئرنگ کمپنی لاہور ۔
۱۴ -	لیفو	"	"	لاہور انجینئرنگ فونڈری
۱۵ -	باٹا نیوز	"	"	باٹا شو کمپنی پاکستان
۱۶ -	چیمبر نیوز	"	"	چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری لاہور ۔
۱۷ -	پوسٹ مین	ماہنامہ	"	پاکستان پوسٹ مین اینڈ لوئر گریڈ یونین ۔
۱۸ -	لاہور سٹاک ایکس چینج	روزانہ	"	لاہور سٹاک ایکسچینج
۱۹ -	سوئی ناردرن کمپنی	ہفتہ وار	"	سوئی ناردرن

علاوہ ازیں انگریزی کے واپڈا ویکلی اور انڈس (واپڈا) بھی شائع ہوتے ہیں۔ ان جرائد میں سے برقاب، سکھی گھر، بہبود اور تحفظ وغیرہ رسائل میک اپ طباعت اور طرز تحریر کے اعتبار سے خاصے معیاری ہیں۔ جو جرائد تعلقات عامہ کے مقاصد کے تحت شائع ہو رہے ہیں۔ ان میں تعلقات عامہ کا عنصر ہی سب سے کم ہوتا ہے۔ زیادہ تر زور ادارے کی ساکھ بڑھانے اور انتظامیہ کی کارکردگی کی تعریف کرنے پر صرف ہوتا ہے۔

ان جرائد کا بنیادی مقصد کارکنوں، گاہکوں، حصہ داروں، ڈیلروں اور عام لوگوں کے ساتھ بہتر رابطہ کا قیام ہونا چاہیے۔ اور اس میں ان لوگوں کا نقطہ نظر بھی

Marfat.com

بھی ہونا چاہیے جن کے ساتھ تعلقات کے قیام کی غرض سے شائع کیے جاتے ہیں اس وقت صورت یہ ہے کہ ان میں تعلقات عامہ کی بجائے پراپیگنڈہ پر زور ہوتا ہے۔

Marfat.com

پنجاب کی زرعی صحافت

پنجاب ایک زرعی صوبہ ہے چنانچہ زراعت کے تمام پہلوؤں سے متعلق معلومات پنجاب کی آبادی کی ایک اہم ضرورت ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس صوبہ میں صحافت کا آغاز ہونے کے بعد ہر دور میں زمین، زراعت، مزارع، زمیندار اور کاشت کار سے متعلق رسائل جاری ہوتے رہے۔ یہ رسائل مندرجہ ذیل تھے:

نمبر شمار	تاریخ سال	نام رسالہ	کیفیت	مقام اجراء	دیگر کوائف
۱۔	۱۸۷۷ء	اتالیق زمینداراں	پندرہ روزہ	ہوشیارپور	زمینداروں کو معلومات فراہم کرتا تھا۔
۲۔	یکم جنوری ۱۸۸۶ء	زمیندار۔ باغبان	ماہنامہ	گوجرانوالہ	مولوی محبوب عالم نے جاری کیا تھا۔
۳۔	یکم دسمبر ۱۸۸۶ء	باغبان	"	لاہور	منشی نورالدین اس کے مالک و منتظم تھے۔
۴۔	جون ۱۹۰۲ء	زمیندار	"	"	مولوی سراج الدین احمد نے جاری کیا تھا۔ بعد ازاں یہ کرم آباد منتقل ہو گیا۔

Marfat.com

نمبر شمار	تاریخ سال	نام رسالہ	کیفیت	مقام اجراء	دیگر کوائف
۵۔	اکتوبر ۱۹۱۲ء	کسان	ماہنامہ	لاہور	سردار احمد ریٹائرڈ ڈپٹی کلکٹر نے جاری کیا۔ ۱۹۱۵ء میں اس کا نام ماہنامہ زراعت رکھ دیا گیا۔
۶۔	۱۹۲۱ء	مزارع	"	جالندھر	اس کے مدیر الٰہی بخش ناصر لکھنوی تھے۔
۷۔	۱۹۲۳ء	زمیندار گزٹ	"	فیصل آباد (سابقہ لائل پور)	اس کے مدیر ڈاکٹر عطا محمد تھے۔
۸۔	فروری ۱۹۲۶ء	کاشتکار ہند	"	کوٹ مرزا غلام محی الدین ضلع شیخوپورہ	اس کے مالک و مدیر مرزا سلطان احمد بیگ تھے۔
۹۔	مارچ ۱۹۳۰ء	زراعت	"	لاہور	یہ پرچہ بندش کے بعد دوبارہ مرزا محمد سعید بیگ کی ادارت میں جاری ہوا۔
۱۰۔	اپریل ۱۹۳۰ء	پنجاب زمیندار	"	"	اس کے مدیر نوسیر سنگھ تھے حکومت نے ۲۵ مئی ۱۹۳۱ء کو یہ بند کر دیا گیا۔
۱۱۔	مئی ۱۹۳۰ء	کرنال زمیندار	"	کرنال (انبالہ ڈویژن)	گورو دیال سنگھ آنریری سیکرٹری زمیندار ایسوسی ایشن نے جاری کیا۔ ۱۹۳۵ء میں بند ہو گیا۔

Marfat.com

نمبر شمار	تاریخ سال	نام رسالہ	کیفیت	مقام اجراء	دیگر کوائف
۱۲-	۱۹۳۰ء	مشیر باغبانی	ماہنامہ	لاہور	پروفیسر جی ایم ملک کی ادارت میں شائع ہوتا تھا۔
۱۳-	۱۹۳۴ء	فروٹ جرنل	سہ ماہی	فیصل آباد	یہ انگریزی رسالہ تھا جس کے ایڈیٹر سردار لال سنگھ بال سنگھ تھے۔
۱۴-	"	باغبان	ماہنامہ	لاہور	رحمت خان تارڑ نے جاری کیا ۱۹۳۷ء میں بند ہو گیا۔
۱۵-	"	زمیندار سدھار	ہفت روزہ	ملتان	شیخ مظفر الدین نے جاری کیا۔
۱۶-	۱۹۳۶ء	مزارعہ	"	فیصل آباد	چودھری شاہ محمد عزیز نے جاری کیا۔
۱۷-	"	کسان	"	"	رائے دولت علی رشید اور چودھری علی محمد خادم کی ادارت میں جاری ہوا۔
۱۸-	۲۲ ستمبر ۱۹۳۶ء	ہمدرد زمیندار	"	حصار	ملک ایم۔ اے اعوان نے جاری کیا۔ ۱۹۳۷ء میں بند ہو گیا۔

اس اثنا میں پنجاب میں "اصلاح دیہات" کا محکمہ قائم ہوا۔ اس کے کمشنر مسٹر ایف۔ ایل۔ برین نے پنجاب کے ہر ضلع سے ضلعی گزٹ کا اجراء کروایا۔ اس دور میں محکمہ اصلاح دیہات کی تحریک پر گوجرانوالہ سے ہفت روزہ دیہات سدھار، گجرات سے ہفت روزہ محب کسان، شیخوپورہ سے ہفت روزہ شیخوپورہ کسان، میانوالی سے ہفت روزہ شان، ساہیوال سے ہفت روزہ اصلاح اور لائل پور (حال فیصل آباد)

Marfat.com

سے ہفت روزہ لائل پور اخبار جاری ہوئے۔

یکم مئی ۱۹۳۹ء کو لاہور سے رحمت خان تارڑ کی ادارت میں ماہنامہ کاشتکار جاری ہوا۔ جو جون ۱۹۴۷ء تک شائع ہوتا رہا۔ ۱۹۳۹ء ہی میں گجرات سے ماہنامہ "رہبر باغبانی" جاری ہوا۔ اس کے مدیر ایس۔ کے ملک زراعت پر کئی کتابوں کے مصنف تھے۔ علاوہ ازیں سردار ہردت سنگھ نے لاہور سے ماہنامہ زراعت و باغبانی جاری کیا۔ ۱۹۴۰ء میں ملک محمد اشرف نے سرگودھا سے ہفت روزہ راہنمائے زمیندار دوبارہ جاری کیا۔ یہ پرچہ پہلے ملک عبداللہ خان نے ۱۹۳۸ء میں جاری کیا تھا۔ ۱۹۴۱ء میں پنجاب کے محکمہ پنچایت کی طرف سے لاہور سے ہفت روزہ پنچایت جاری کیا گیا۔ اس رسالہ میں تحریک پنچایت کی سرگرمیوں کے علاوہ زمینداروں اور کاشت کاروں کے لیے معلوماتی مضامین شائع کیے جاتے تھے۔ اس کا ذکر بھی پہلے ہو چکا ہے۔ ۱۹۴۵ء میں محکمہ زراعت نے دو ششماہی رسالے اردو اور انگریزی میں جاری کیے گئے۔ اردو رسالہ پنجابی کاشتکار تھا جبکہ انگریزی میں "پنجابی فارمر" ۱۹۴۶ء میں محکمہ تعلقات عامہ نے لاہور سے ہفت روزہ "ہمارا پنجاب" جاری کیا۔

قیام پاکستان کے بعد:

قیام پاکستان سے قبل جاری ہونے والے زرعی رسائل میں سے جو ۱۹۴۷ء کے بعد بھی شائع ہوتے رہے اور جو نئے رسائل جاری ہوئے۔ ذیل میں ان کے مختصر کوائف پیش کیے جاتے ہیں:

نمبر شمار	تاریخ سال	نام رسالہ	کیفیت	مقام اشاعت	دیگر کوائف
۱۔		پنجابی کاشتکار	ششماہی	لاہور	یہ رسالہ قیام پاکستان سے قبل جاری ہوا تھا اور ۱۹۵۱ء تک شائع ہوتا رہا۔

Marfat.com

نمبر شمار	تاریخ سال	نام رسالہ	کیفیت	مقام اشاعت	دیگر کوائف
۲۔		کاشتکار جدید	ماہنامہ	لاہور	رحمت خان تارڑ کی ادارت میں یہ پرچہ قیام پاکستان کے بعد بھی طویل مدت تک جاری رہا اور ۱۹۷۴ء میں بند ہوا۔ زرعی جرائد میں اس نے سب سے زیادہ عمر پائی۔
۳۔		رہبر باغبانی	"	گجرات	یہ ماہنامہ قیام پاکستان سے قبل ایل۔ کے ملک کی ادارت میں جاری ہوا تھا۔ یہ ۱۹۷۱ء تک شائع ہوتا رہا۔
۴۔		زراعت	"	لاہور	اس کا اجراء ۱۹۳۰ء میں ہوا تھا۔ اپریل ۱۹۵۰ء میں یہ زرعی وصنعتی ترقیاتی کارپوریشن لمیٹڈ لاہور کے زیر اہتمام شائع ہونے لگا مرزا محمد سعید بیگ کی وفات کے بعد میاں عبدالحمید صابر نے اس کی ادارت سنبھالی۔ میاں عبدالحمید صابر کی رحلت کے بعد بند ہوگیا۔

Marfat.com

نمبر شمار	تاریخ سال	نام رسالہ	کیفیت	مقام اشاعت	دیگر کوائف
۵-	۱۹۵۸ء	کشت زار	ماہنامہ	لاہور	یہ ماہنامہ محکمہ زراعت مغربی پاکستان حلقہ لاہور کی طرف سے اگست ۱۹۵۸ء میں جاری ہوا۔ نگران اعلیٰ ڈاکٹر عبدالرحیم چودھری مدیر نصیر وارثی معاون مدیر مظفر حسین تھے یہ ۱۹۵۶ء میں بند ہو گیا۔
۶-	۱۹۶۱ء	زراعت نامہ	پندرہ روزہ	"	یہ رسالہ محکمہ زراعت پنجاب کے ادارہ زرعی اطلاعات نے ۲۴ اکتوبر ۱۹۶۱ء کو جاری کیا اس کے پہلے مدیر صادق قریشی تھے۔ اس نے زراعت کے بارے میں خصوصی معلوماتی نمبر بھی شائع کیے۔ ۱۵ فروری ۱۹۶۳ء سے یہ پندرہ روزہ کی صورت میں شائع ہونے لگا۔ یہ جریدہ تاحال جاری ہے۔
۷-	۱۹۶۳ء	ہمدرد پاکستان	ماہنامہ	گوجرانوالہ	یہ اپریل ۱۹۶۳ء میں مبارک علی کی ادارت میں جاری ہوا

Marfat.com

نمبر شمار	تاریخ سال	نام رسالہ	کیفیت	مقام اشاعت	دیگر کوائف
					چند سال بعد اس کی اشاعت میں بے قاعدگی آگئی اور اس کا معیار بھی بہت گر گیا۔
۸۔	۱۹۶۴ء	کشت نو	سہ ماہی	فیصل آباد	یہ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے طلبا کا علمی و ادبی مجلہ ہے۔
۹۔	۱۹۶۵ء	زرعی اطلاعات	پندرہ روزہ	لاہور	یہ مغربی پاکستان زرعی ترقیاتی کارپوریشن کا ترجمان ہے۔
۱۰۔	۱۹۶۶ء	زرعی ڈائجسٹ	ماہنامہ	فیصل آباد	اس کا ذکر ڈائجسٹ صحافت کے زیر عنوان ہو چکا ہے۔
۱۱۔	"	شعور نو	پندرہ روزہ	فیصل آباد	یہ پرچہ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے ادارہ تعلیم و توسیع زراعت کی طرف سے ۱۹۶۶ء میں جاری کیا گیا۔ بعد ازاں اسے قومی فارم گائیڈ تحریک کا ترجمان بنا دیا گیا۔
۱۲۔	۱۹۶۹ء	مشیر کاشتکار	ماہنامہ	لاہور	جلد ہی بند ہو گیا۔
۱۳۔	۱۹۷۰ء	دیہی رضاکار	پندرہ روزہ	"	یہ نیشنل فارم گائیڈ کونسل کا ترجمان ہے اس کا اجرا فیصل آباد سے ہوا لیکن پھر لاہور منتقل ہو گیا۔

Marfat.com

علاوہ ازیں پنجاب سے زراعت کے بارے میں تین جریدے انگریزی زبان میں بھی شائع ہوتے ہیں۔ ان میں زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کا سہ ماہی جرنل آف ایگریکلچرل، سائنسز، نیشنل فارم گائیڈ کونسل کا ماہنامہ فارم گائیڈ اور محکمہ زراعت پنجاب کا جرنل آف ایگریکلچرل ریسرچ شامل ہیں۔

ان کے علاوہ کچھ ایسے جرائد بھی ہیں جو نیم زرعی جرائد کے زمرہ میں آتے ہیں۔ ان میں سے مندرجہ ذیل قابل ذکر ہیں :۔

۱۔ ہفت روزہ رہبر دیہات۔

۲۔ ہفت روزہ محب کسان گجرات۔

۳۔ ہفت روزہ کسان (گجرات)۔

۴۔ ہفت روزہ رہبر کسان سیالکوٹ۔

۵۔ پندرہ روزہ ہم لوگ لاہور۔

قومی اخبارات و جرائد و زراعت :

قومی، علاقائی اخبارات و جرائد میں بھی زراعت کے بارے میں معلومات شائع ہوتی رہتی ہیں۔ روزنامہ کوہستان نے ۱۹۶۶ء میں ایک ہفتہ وار صفحہ زراعت نامہ، کاشتکار بھائیوں کے لیے شائع کرنا شروع کیا تھا۔ دوسرے اخبارات نے باقاعدہ صفحات یا کالم تو کبھی جاری نہیں کیے البتہ ان میں گاہے بگاہے ماہرین زراعت کے مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں۔ البتہ ہفت روزہ ہلال راولپنڈی کا ایک صفحہ زرعی معلومات کے لیے مخصوص ہے۔ ہفت روزہ پاک جمہوریت میں بھی کچھ عرصہ زرعی معلومات باقاعدگی سے شائع ہوتی رہیں۔ ہفت روزہ انتخاب شیخوپورہ، ہفت روزہ انصاف بہاولپور، ہفت روزہ نوائے گوجرانوالہ، ہفت روزہ پاک وطن سیالکوٹ، ہفت روزہ سنگ میل ملتان ہفت روزہ تعمیر ملت منڈی بہاؤالدین، ہفت روزہ طاہر ساہیوال، ہفت روزہ ساحل ماجن پور اور ہفت روزہ الاخبار راولپنڈی میں زرعی فیچر، زرعی خبریں و دیگر متعلقہ

Marfat.com

معلومات باقاعدگی سے شائع ہوتی ہیں۔ علاوہ ازیں پندرہ روزہ امداد باہمی لاہور اور پندرہ روزہ خدمت لاہور میں بھی زراعت کے بارے میں گاہے بگاہے معلومات چھپ جاتی ہیں۔ ماہنامہ الراعی لاہور نے زرعی فیچر کے لیے ایک صفحہ مخصوص کر رکھا ہے۔

الیکٹرانک زرعی صحافت:

یکم مارچ ۱۹۶۴ء کو لاہور ریڈیو سٹیشن نے ہر جمعہ کو ساڑھے پانچ بجے شام خاص زرعی پروگرام نشر کرنا شروع کیا۔ یکم دسمبر ۱۹۶۶ء سے لاہور ریڈیو سٹیشن سے روزانہ آدھ گھنٹے کا پروگرام محکمہ زراعت کے اشتراک سے پیش کیا جانے لگا۔ بعد ازاں ملتان اور راولپنڈی سٹیشن بھی یہ پروگرام نشر کرنے لگے۔ یکم جنوری ۱۹۷۵ء سے لاہور، ملتان اور راولپنڈی ریڈیو سٹیشن صبح کے وقت بھی پندرہ منٹ کا زرعی پروگرام پیش کرنے لگے۔ اس پروگرام میں کاشت کاروں کو مفید مشورے دیے جاتے ہیں۔ پاکستان ٹیلی ویژن لاہور کی طرف سے بھی مختلف مواقع پر زراعت کی ترقی سے متعلق پروگرام پیش کیے گئے لیکن باقاعدگی کے ساتھ کوئی پروگرام شروع نہیں ہوا۔

Marfat.com

پنجاب میں علاقائی اخبار نویسی

کسی ملک یا صوبہ کے دارالحکومت سے شائع ہونے والے اخبارات و جرائد قومی یا صوبائی سطح تک کے اخبارات و جرائد تصور کیے جاتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ ملکی یا صوبائی دارالحکومت سے جاری ہونے والا ہر اخبار یا رسالہ اپنے مندرجات اور مقبولیت کے لحاظ سے قومی یا صوبائی سطح کا ہو۔ دارالحکومت سے علاوہ مقامات سے شائع ہونے والے اخبارات و جرائد علاقائی اخبارات و جرائد کے زمرہ میں آتے ہیں۔ پنجاب میں ماسوائے لاہور مختلف اضلاع سے جو اخبارات و جرائد شائع ہوتے ہیں وہ علاقائی اخبارات و جرائد ہیں۔ جو اخبار مرکز سے شائع ہونے کے ساتھ ساتھ بعض اضلاع سے شائع ہوتے ہیں وہ البتہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔ مثال کے طور پر نوائے وقت پنجاب میں لاہور کے علاوہ راولپنڈی اور ملتان سے شائع ہوتا ہے۔ اسی طرح امروز لاہور کے علاوہ ملتان سے بھی شائع ہوتا ہے۔ پنجاب میں ملتان، فیصل آباد، سیالکوٹ، گوجرانوالہ علاقائی صحافت کے قابل ذکر مراکز ہیں۔ مندرجہ ذیل جائزہ میں ان شہروں کے علاوہ بہاولپور، ڈیرہ غازی خان اور سرگودھا کے اخبارات و جرائد کا احاطہ کیا گیا ہے۔ پنجاب کے دوسرے مقامات سے شائع ہونے والے اخبارات کے کوائف ضمیمہ میں موجود ہیں۔

Marfat.com

سیالکوٹ کی اخبار نویسی

ابتدا سے قیام پاکستان تک کے اخبارات و جرائد:

سیالکوٹ کا پہلا اخبار ریاض الاخبار تھا۔ یہ ۱۸۵۱ء میں نکلنا شروع ہوا۔ دوسرا اخبار ۲۲ دسمبر ۱۸۵۱ء میں مفتی محمد بخش کی زیر ادارت نکلا۔ سیالکوٹ میں صحافت کا بانی منشی دیوان چند تھا۔ جس نے کئی اخبارات و رسائل یکے بعد دیگرے جاری کیے۔ الحاق پنجاب کے فوراً بعد منشی دیوان چند وزیر آباد کا تحصیل دار مقرر ہوا۔ دو سال بعد ملازمت ترک کر کے وہ سیالکوٹ آ پہنچا۔ اسے ادب سے لگاؤ تھا۔ ۱۸۵۴ء میں چشمۂ فیض جاری کیا۔ اس کے بعد ایک اور ہفت روزہ "خورشید عالم" جاری کیا۔ جنوری ۱۸۵۳ء کو "نور علی نور" کے نام سے علمی و ادبی ماہنامہ جاری کیا۔ پھر "وکٹوریہ پیپر" جاری کیا جو ہفت روزہ تھا جو ۱۹۲۵ء تک جاری رہا۔ ان کا "چشمۂ فیض" اخبار انتہائی اہم اخبار تھا جو ۱۰ مئی سے ۱۲ جون ۱۸۵۴ء تک جاری رہا۔ ۱۸۵۶ء میں "معلم العلماء" کے نام سے ایک ماہنامہ جاری ہوا۔ اس کا وصف یہ تھا کہ مسلمان قوم کی ترجمانی کرتا تھا۔ ۱۸۹۸ء میں منشی کریم بخش نے انوار اسلام کے نام سے نیم مذہبی ہفت روزہ جاری کیا۔ ۱۸۹۸ء میں منشی غلام قادر نے پنجاب گزٹ جاری کیا۔ یہ تحریک آزادی کا حامی تھا۔ ۱۹۳۰ء میں سیالکوٹ کے ایک سیاسی کارکن خواجہ محمد اعظم نے روزنامہ "انصاف" جاری کیا جو ۱۹۳۶ء تک

Marfat.com

جاری رہا۔ یہ بلدیہ کی کارکردگی پر ناقدانہ تبصرہ کرتا تھا اور رفاہ عامہ اس کا نصب العین تھا۔ The Contest ہفت روزہ سید ناصر محمود نے ۱۹۳۲ء میں جاری کیا۔ مسلم لیگ کا حامی تھا۔ قیام پاکستان تک کامیابی سے جاری رہا آخر بند ہوا تو مدیر مذکور نے حقیقت جاری کیا جو تاحال شائع ہو رہا ہے۔ غلام سرور فگار نے ۱۹۲۵ء میں روزنامہ سیالکوٹ گزٹ جاری کیا۔ جو ایک سال چلا۔ اسی سال لاہور شاہ نامی شخص نے "انسان" جاری کیا یہ کانگریس کا حامی تھا اور ۱۹۳۹ء تک چلتا رہا۔ لالہ میلہ رام وفا کے بھتیجے لالہ ملک راج نے "رہبر" نکالا۔ یہ کٹر ہندو اور کانگریسی تھا۔

قیام پاکستان کے بعد

الف: روزنامے

حقیقت:

یہ اخبار ۱۹۴۸ء میں سید ناصر محمود نے جاری کیا۔ آپ مسلم لیگی کارکن تھے اور تحریک پاکستان کے قیام کے دوران دی کانٹسٹ The Contest نکالتے تھے۔ مگر یہ روزنامے کے طور پر زندہ نہ رہ سکا اور ۱۹۵۲ء میں یہ ہفت روزہ بن گیا اور تاحال جاری ہے۔

انقلاب:

روزنامہ "انقلاب" اے فاروق رحمت اللہ کی زیر ادارت شروع ہوا۔ مدیر مذکور پہلے لاہور میں عبدالمجید سالک اور غلام رسول مہر کے روزنامے انقلاب سے منسلک تھے۔ ۱۹۴۹ء میں لاہور میں انقلاب بند ہوا تو سیالکوٹ سے انقلاب نکالا۔ بعد میں یہ ہفت روزہ ہوگیا اور مدیر کی رحلت یعنی ۱۹۶۸ء تک جاری رہا۔

Marfat.com

پرواز:

روزنامہ "پرواز" ۱۹۴۸ء میں مختار احمد سرشار کی زیر ادارت نکلا۔ روزنامہ کے طور پر چل نہ سکا ہفت روزہ بن گیا۔ اب باقاعدہ نکلتا ہے۔

ب: ہفت روزے

ضرب نو:

یہ ایک نیم ادبی و نیم سیاسی جریدہ تھا۔ ۱۹۵۵ء میں غلام سرور حجاز کی زیر ادارت جاری ہوا۔

رفتار:

یہ ادبی اور سیاسی جریدہ تھا۔ ۲۰ اپریل ۱۹۵۷ء میں جاری ہوا یہ ریپبلکن پارٹی کا حامی تھا۔ سید فدا حسین صفوی اس کے مدیر تھے۔ یہ ریپبلکن پارٹی کے ساتھ ہی ختم ہو گیا۔

گوجر گزٹ:

ارشاد احمد بخش نے گوجر برادری کے حقوق کے تحفظ کے لیے جاری کیا تھا۔

جہاد:

گلزار احمد فدا نے یہ ہفتہ وار جون ۱۹۴۸ء میں جاری کیا۔ تحریک آزادی کشمیر اور کشمیریوں کے جذبات کا ترجمان ہے تا حال جاری ہے۔

Marfat.com

پاسبان :

یکم جولائی ۱۹۳۲ء میں منشی معراج الدین احمد کی زیرادارت جموں وکشمیر سے جاری ہوا۔ ڈوگرہ مظالم کے خلاف تھا۔ ۱۹۴۷ء تک جاری رہا۔ لیکن منشی معراج الدین سیالکوٹ آئے تو ۱۹۴۹ء میں پھر سے جاری کر دیا۔ اس کا مقصد اب بھی کشمیریوں کے حقوق کی جدوجہد ہے۔

نوجوان :

غلام حیدر خان غوری نے ۱۹۳۲ء میں ریاست جموں وکشمیر سے جاری کیا پھر یہ ۱۹۵۱ء میں سیالکوٹ سے جاری ہوا۔ کشمیریوں کے حقوق کا محافظ و ترجمان ہے۔

ترجمان الکشمیر :

ایک پرانے اخبار نویس عبدالمجید قریشی نے ۱۹۵۲ء میں جاری کیا یہ بھی مندرجہ بالا دو اخباروں کی پالیسی کا حامل تھا بلکہ تاحال ہے۔

اقلیت :

ہفت روزہ اقلیت ۱۹۵۳ء میں جاری ہوا۔ اس کے ایڈیٹر بی۔ ایس۔ رام داسیہ تھے۔ پاکستان کی اقلیتوں کا ترجمان تھا۔ ۱۹۵۷ء میں بند ہو گیا۔

رہبر کسان :

رشید قریشی نے ۱۹۵۶ء میں جاری کیا۔ کسانوں اور مزارعین کے جذبات کا ترجمان ہے۔ کافی مقبول ہے۔ ملکی وغیر ملکی خبریں بھی چھاپتا ہے۔

Marfat.com

خوددار :

سید اصغر علی شاہ نے ۱۹۵۴ء میں جاری کیا۔ ۱۹۶۳ء میں شاہ صاحب کی وفات کے بعد سید زاہد گیلانی مدیر بن گئے۔ یہ ٹرانسپورٹ کے متعلق ہے۔ سیاسی، ادبی مضامین نہیں چھاپتا۔ زیادہ تر اشتہارات پر مبنی ہوتا ہے۔

ہمدرد پاکستان :

اقبال ملک نے ۱۹۶۰ء میں جاری کیا۔ چار صفحوں پر چھپتا ہے۔ ضلع بھر کی خبروں تبصروں اور مقامی مسائل پر مشتمل ہوتا ہے۔

آزادوطن :

یہ ہفت روزہ اخبار ۱۹۶۲ء میں چودھری نذیر احمد آزاد نے جاری کیا۔

پاک وطن :

محمد دین اثر نامی ایک صحافی نے ۱۹۶۲ء میں شروع کیا۔

ولر :

کشمیر کی ایک ندی کے نام پر اس کا نام "ولر" ہے۔ مدیر محمد سلیم، مینجنگ ایڈیٹر حمید خالدی وپبلشر مجید امجد بٹ اور پرنٹر سید ناصر محمود ہیں۔ اس میں مزاحیہ کالم افسانے اور مذہبی کالم چھپتے تھے۔

ادراک :

یہ علمی و ادبی مجلہ ہفت روزہ دسمبر ۱۹۶۶ء میں جاری کیا گیا جمیل جاوید ایک

Marfat.com

وکیل اس کے ایڈیٹر ہیں ۔

ندائے سیالکوٹ :

۱۴ اگست ۱۹۷۲ء کو خواجہ نسیم احمد نے جاری کیا ۔ صرف مقامی خبریں شائع کرتا تھا ۔

المفلح

مولانا فیروزالدین نے یہ مذہبی پرچہ ڈسکہ سے ۲۱ اپریل ۱۹۷۲ء کو نکالا ۔

فیض عام :

ڈسکہ سے یہ پرچہ دسمبر ۱۹۷۲ء میں حفیظ ڈسکوی نے جاری کیا ۔

پندرہ روزے

ساحرہ :

عاصی گمنام پوری کی زیر ادارت نکلا ۔ ۱۹۵۸ء میں بند ہو گیا ۔

راہنمائے ترقی :

یہ ڈسٹرکٹ بورڈ کی طرف سے محمد دین ثاقب نے جاری کیا ۔ اس میں دیہات سدھار اور ڈسٹرکٹ بورڈ سیالکوٹ سے متعلق مسائل پر مشتمل مواد شائع ہوتا تھا ۔

اتالیق :

اسلم ملک نے یہ پندرہ روزہ جاری کیا یہ ۱۹۷۰ء میں جاری ہوا ۔

Marfat.com

سیالکوٹ گزٹ :

یہ اکرم ملک نے دسمبر ۱۹۷۲ء میں شروع کیا۔ اس کا مقصد، حکومت کو مقامی صنعتوں کے مسائل سے آگاہ کرنا ہے۔

ماہنامے

درنجف :

سیالکوٹ کا قدیم ترین ماہنامہ ہے۔ سید عنایت شاہ بخاری مدیر ہیں۔ شیعہ فرقہ کا مذہبی پرچہ ہے۔

ماہ طیبہ :

اہل سنت والجماعت کی ترجمانی کرتا ہے سیرت رسولؐ و کرامات اولیاء پر مضامین شائع ہوتے ہیں۔ مولانا شبیر احمد ایڈیٹر ہیں۔ یہ سیالکوٹ کے قصبے کوٹلی لوہاراں سے نکلتا ہے۔

الفقر :

۱۹۴۸ء میں جاری ہوا تھا۔ تصوف و فقر کے متعلق طالبان طریقت میں صحیح اعمال سے متعلق معلومات فراہم کرنا تھا اب بند ہو چکا ہے۔ مدیر محمد سرور قریشی ہیں۔

نظام تعلیم :

۱۹۴۹ء میں رشید قریشی نے جاری کیا تا حال جاری ہے۔ اس کا مقصد تعلیمی خامیوں کے خلاف جدوجہد کرنا اور صحیح تعلیمی ماحول پیدا کرنا ہے۔

Marfat.com

مخزن صحت :

یہ طبی رسالہ مئی ۱۹۵۲ء میں حکیم اکبر علی زیدی نے جاری کیا۔ طبی طور پر مفید تھا اب بند ہو چکا ہے ۔

گمنام :

یہ ادبی مجلہ ۱۹۵۵ء میں آنسہ ہانسوی نے وزیر حسن رضوی کی ادارت میں جاری کیا۔ اب بند ہو چکا ہے ۔

بانگِ سحر :

سید مطلوب علی نے یہ ادبی نوعیت کا پرچہ ۱۹۵۷ء میں شروع کیا۔ داغ دہلوی کے عقیدت مندوں کا پرچہ تھا۔ ۱۹۵۹ء میں بند ہو گیا۔

کلیسا :

عزیز ہمدم نے مئی ۱۹۵۶ء میں جاری کیا۔ مسیحیت کی تبلیغ کے لحاظ سے کامیاب تھا۔ اب بند ہو چکا ہے ۔

علم و ادب ، اردو ادب اور زینت :

اسلم ملک نے یکے بعد دیگرے جاری کیے پہلے دو بچوں کے لیے تھے اور "زینت" عورتوں کے لیے ۔

تلاشِ حقیقت :

جنوری ۱۹۷۲ء سے دسمبر ۱۹۷۲ء تک جاری رہا۔ مقصد سائنس اور ٹیکنالوجی

Marfat.com

سے عوام کو روشناس کرانا تھا۔ تحقیقی رسالہ تھا۔ ڈاکٹر عبدالکریم ملک نے شروع کیا تھا۔

سہ ماہی پرچے

مشعلِ راہ:

یہ سٹوڈنٹس ویلفیئر سوسائٹی سیالکوٹ کے زیر اہتمام نکلا۔ ریاست چودھری نے جاری کیا۔ اس میں طلبا و اساتذہ کی تحریریں چھپتی تھیں۔ طلبا کی راہنمائی بھی مقصد تھا۔

Marfat.com

بہاول پور کی اخبار نویسی

قیام پاکستان تک :

بہاول پور میں پہلا اخبار ۱۸۶۶ء میں جاری ہوا۔ اس کا نام "صادق الانوار" تھا ۱۸۶۷ء میں اخبار صادق الاخبار جاری ہوا۔ دونوں کو حکومت کی سرپرستی حاصل تھی عدالتی فیصلے، اعلانات اور احکامات ان میں شائع کیے جاتے۔ ۱۹۲۴ء میں روشن صدیقی جلال پوری نے ایک اخبار "لالہ صحرا" کے نام سے جاری کیا۔ یہ مذہبی اور ادبی رسالہ تھا۔ ۱۹۳۸ء سے ۱۹۴۰ء تک کے عرصہ میں رود ستلج، محفل، الصادق اور العزیز جاری ہوئے یہ سب نیم ادبی رسائل تھے۔ جنگ عظیم دوم کے بعد ۱۹۴۶ء میں گل صحرا اور "الفرید" کے نام سے دو ماہنامے اور کائنات اور انصاف کے نام سے دو ہفت روزے شائع ہوئے۔ یہ تمام اردو پرچے تھے البتہ ڈیزرٹ کالنگ اور بہاولپور ٹائمز انگریزی پرچے تھے۔ یہ جنگ عظیم دوم کے بعد معرض وجود میں آئے۔ ۱۹۴۳ء میں ستلج کا انتظام چودھری علی احمد رفعت نے سنبھالا اور انہوں نے اسے ہفت روزہ بنا دیا۔ اسی طرح "العزیز" کا انتظام سید احمد نواز شاہ نے سنبھالا اور اسے بھی ہفت روزہ بنا دیا گیا۔ ۱۹۴۶ء میں علامہ رحمت اللہ ارشد نے "کائنات" میر حیات نزین نے "انصاف" اور دلوی دیال آتش نے "پیغام" جاری کیا۔ مسٹر مجید نظامی کے الفاظ میں:

Marfat.com

"ستلج، کائنات اور پیغام کانگرس کے حامی اور
قیام پاکستان کے مخالف تھے۔ جبکہ انصاف اور العزیز
مسلم لیگ کے حامی تھے۔ انصاف نے ریاست میں
مسلم لیگ کا نقطہ نظر پیش کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔"[۱۶۱]

قیام پاکستان کے بعد چھ نئے ہفت روزہ اخبارات جاری ہوئے یہ تھے نوائے مسلم، الہام، مسلمان، دفاع، بے باک اور عزم۔ ان میں سے بھی بیشتر کی زندگی مختصر ثابت ہوئی۔ ۱۹۵۱ء میں انصاف پر چھ ماہ کے لیے پابندی عائد کر دی گئی۔ ستلج پر حکومت کا عتاب نازل ہوا۔

بہاولپور میں موجودہ صحافت:

آج کل بہاول پور میں پانچ روزنامے ہیں۔ چار کا تعلق بہاولپور شہر سے ہے، ایک رحیم یار خان سے شائع ہوتا ہے۔ بہاول پور ڈویژن میں گیارہ ہفت روزے ہیں سات بہاول پور سے، دو رحیم یار خان سے ایک خان پور اور ایک بہاول پور شہر سے شائع ہوتا ہے۔ سرائیکی کا ایک سہ ماہی رسالہ چھپتا ہے۔ انگریزی کا کوئی اخبار نہیں ہے۔ مقامی طور پر سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹی کے رسائل انگریزی اور اردو میں چھپتے رہتے ہیں۔ روزنامے مندرجہ ذیل ہیں:

رہبر:

یہ سب سے پرانا روزنامہ ہے جس کے مدیر محمد حیات ملک ہیں یہ چار صفحات پر مشتمل ہے۔

مغربی پاکستان:

لاہور سے جاری ہونے والا روزنامہ مغربی پاکستان بہاول پور سے بھی شائع

Marfat.com

ہوتا ہے یہ چار صفحات پر مشتمل ہے۔ اندرونی صفحات لاہور میں چھپتے ہیں اور خبروں کے صفحات بہاولپور میں تیار ہوتے ہیں اس کے ریذیڈنٹ ایڈیٹر قمر بھٹی ہیں۔ اسی اخبار کا ایک ایڈیشن سکھر سے بھی چھپتا ہے۔

دستور :

دو صفحوں پر مشتمل یہ روزنامہ ظہور احمد راجپوت کی ملکیت ہے۔ جس کے ایڈیٹر گلزار احمد ہیں۔ ۱۹۶۹ء ۱۹۷۰ء میں اس نے بہاولپور کو صوبے کا درجہ دینے کی مہم چلائی۔

کائنات :

پہلے یہ روزنامہ ہفت روزہ تھا۔ پھر دو صفحوں پر مشتمل روزانہ چھپنے لگا۔ ولی اللہ احد اس کے ایڈیٹر ہیں۔ ۱۹۵۸ - ۵۹ء میں جب یہ ہفت روزہ تھا۔ تو اس نے مارشل لاء پر بہت تنقید کی۔ ایڈیٹر کو ایک مقدمہ میں سزا بھی ہوئی تھی۔

وفاق :

یہ چار صفحات کا روزنامہ ہے اور رحیم یار خان سے چھپتا ہے۔ لاہور اور راولپنڈی سے بھی چھپتا ہے۔

ہفت روزہ رسائل :

ہفت روزہ	ایڈیٹر کا نام
آفتاب مشرق	حیات میرٹھی
الہام	نصر اللہ خان

Marfat.com

ایڈیٹر کا نام	ہفت روزہ
مسعود الحسن	انصاف
علی احمد رفعت	ستلج
گلزار نسیم	سعادت
علامہ منصور احمد رحمت	مدینہ
سید علی احمد	کاروان

رحیم یار خان کے ہفت روزے

پیامبر، چولستان

خان پور

صدائے عوام

بہاول نگر

خاور

یہ تمام ہفت روزے دو سے چھ صفحات پر چھپتے رہے ہیں اور ان کا سائز ۲۰ × ۳۰ / ۲ ہی ہے۔ ان میں سے زیادہ ہفت روزے محض خبروں پر تبصرے چھاپتے ہیں۔ بعض سیاسی تبصروں کے علاوہ سماجی، ادبی اور مذہبی مضامین پر اکتفا کرتے ہیں۔ ان میں اداریہ کی بنیاد بھی خبریں اہم اعلانات ہوتے ہیں۔ ان میں مزاحیہ کالم بھی ہوتے ہیں۔

سہ ماہی پرچے :

"الزبیر" اور "سرائیکی" سہ ماہی پرچے ہیں۔ الزبیر کے مدیر مسعود حسین شہاب ہیں

Marfat.com

بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) سید نذیر علی شاہ سرائیکی کے مہتمم اور مدیر ہیں۔ الذبیر کا تعلق ادب سے ہے جبکہ سرائیکی صرف مقامی مسائل پر توجہ دیتا ہے۔

Marfat.com

سرگودھا کی اخبار نویسی

قیام پاکستان سے قبل:

سرگودھا میں پہلا ہفت روزہ اخبار "آزاد" ۱۹۳۳ء میں جاری ہوا۔ یہ کانگریس کا زبردست حامی تھا۔ ہندو ملکیت میں تھا۔ ہفت روزہ "پیام زندگی" قاضی عبداللطیف نے ۱۹۳۵ء میں جاری کیا۔ ۱۹۴۲ء میں بند ہوگیا۔ پھر ۱۹۴۷ء میں دوبارہ جاری ہوا۔ اور ۱۹۵۱ء تک جاری رہا۔ تیسری بار ۱۹۶۹ء میں جاری ہوا اور بند ہوگیا۔

قیام پاکستان کے بعد

روزنامے

روزنامہ پیام قائد:

یہ ۱۹۵۵ء میں جاری ہوا۔ دس ابتدائی سالوں تک سہ روزہ رہا۔ پھر روزنامہ ہوگیا۔ ۱۹۶۵ء میں یہ ہفت روزہ بن کر پھر سے جاری ہوا۔ کچھ عرصہ بعد روزنامہ بن

Marfat.com

گیا۔ اس کے مالک اور مدیر ملک عمر دراز خان ہیں۔ ایوب خان کے دور حکومت میں ایک سال بند رہا۔

روزنامہ سیاست:

یہ اخبار راثر چوہان اور عاشق جعفری نے ۱۹۷۴ء میں جاری کیا۔ یہ اخبار اس وقت کی حکومت کا زبردست حامی تھا۔ اس کے سرگودھا ایڈیشن کے ایڈیٹر بیدار سرمدی تھے۔ اس کی طباعت لاہور میں ہوتی تھی اور جاری سرگودھا سے ہوتا تھا۔

روزنامہ شعلہ:

شروع میں اس کا نام "سماچار" تھا۔ اس کے ایڈیٹر منشی رام تھے۔ ہفت روزہ تھا لیکن باقاعدہ نہ تھا۔ ۱۹۴۵ء میں اس کے مدیر عبدالرشید اشک مقرر ہوئے۔ وہ ۱۹۴۷ء میں اس کے مالک بن گئے۔ سوشلسٹ نظریات کا پرچار کرتا تھا۔ اس کا نام بھی "سرگودھا سماچار" سے بدل کر "شعلہ" رکھ دیا گیا۔ اس کے پرنٹر چودھری ریاست علی آزاد ہیں۔ پرواز پرنٹنگ پریس لائل پور میں چھپتا ہے اور سرگودھا سے بھی جاری ہوتا ہے۔ ۱۹۵۱ء میں اسے روزنامہ کیا گیا تھا۔ یہ کراچی، فیصل آباد اور لاہور سے بھی شائع ہوتا ہے۔

وفاق:

دسمبر ۱۹۵۹ء کو فیصل آباد سے جاری ہوا۔ پہلے ہفتہ وار تھا۔ ۱۹۶۱ء میں روزنامہ ہوا۔ پھر فیصل آباد سے سرگودھا منتقل ہو گیا۔ مصطفیٰ صادق ایڈیٹر ہیں۔ یہ آفسٹ پر چھپنا شروع ہوا۔ آج کل لاہور، سرگودھا، راولپنڈی اور رحیم یار خان سے چھپتا ہے۔ سرگودھا سے اس کا الگ ایڈیشن نہیں چھپتا صرف جاری ہوتا ہے۔

Marfat.com

ہلالِ پاکستان :

روزنامہ ہلالِ پاکستان کا ایڈیشن بھی پہلے سرگودھا سے ایڈیٹر محمد سلیم کے زیر ادارت چھپتا تھا۔

ہفت روزے

۱۔ آزاد :

یہ ۱۹۴۳ء میں جاری ہوا۔ کانگریسی اخبار تھا۔ ہندوؤں کی ملکیت تھا۔

۲۔ اجرت :

یہ کسی زمانے میں ملک منظور حسین نے جاری کیا تھا۔

۳۔ اذانِ حق :

یہ ہفت روزہ میانوالی اور سرگودھا سے چھپتا ہے۔ یہ جماعت اسلامی کے ساتھ ہمدردی رکھتا ہے۔ مذہبی پرچہ ہے۔ اس کے مالک رکن جماعت اسلامی محمد زمان خان ہیں۔

۴۔ افراد :

یہ غیر معروف پرچہ مرزا مبارک ایم۔ اے نے جاری کیا تھا۔

۵۔ المفید :

یہ آٹھ صفحات پر مشتمل سید بشیر حسین بخاری کا پرچہ تھا۔ اس کے فائل بھی کمیاب ہیں۔

Marfat.com

۶۔ ایثار:

یہ ۱۹۵۵ء میں جاری ہوا۔ تین سال نکلا۔ یہ شیخ نثار احمد، عبدالکریم قاری اور خالد اختر افغانی کی مشترکہ کوشش اور محنت سے چھپتا تھا۔ یہ تینوں اصحاب کی مصروفیت کی وجہ سے بند ہو گیا۔ یہ ادبی نوعیت کا پرچہ تھا۔

۷۔ بے باک:

یہ انوکھی طرز کا پرچہ تھا۔ مزاحیہ انداز میں چھپتا تھا۔ کافی مقبول تھا۔ ۱۹۵۲ء میں اس نے مرزائیوں کی بھرپور حمایت کی تھی۔ فیض لدھیانوی، عثمان گورداسپوری اس کے ایڈیٹر تھے۔

۸۔ پاسبان جدید:

یہ اخبار تاج الدین حقیقت نے جاری کیا۔ ۱۹۷۱ء میں اس کی ادارت مجید افضل پراچہ نے سنبھالی۔ جلد ہی بند ہو گیا۔

۹۔ پیام زندگی:

یہ ۱۹۳۵ء میں جاری ہوا۔ ۱۹۴۲ء میں بند ہو گیا۔ کیونکہ قاضی عبداللطیف خوشاب میونسپلٹی کے ایڈمنسٹریٹر بن کر چلے گئے۔ پھر ۱۹۴۷ء میں اسے دوبارہ جاری کیا گیا۔ ۱۹۵۰ء میں پھر جاری ہوا۔ اور ۱۹۶۹ء میں تیسری بار جاری ہوا۔ اور تھوڑے عرصہ بعد بند ہو گیا۔ یہ ابتدا میں سہ روزہ تھا۔

۱۰۔ تبسم:

یہ فروری ۱۹۷۰ء میں جاری ہوا۔ آٹھ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے مالک و مدیر

Marfat.com

ابو شاہین فاروق ہیں ۔ اس کا مقصد اسلامی اقتدار کی ترویج، نظریہ پاکستان کا فروغ اور اتحاد مسلمین ہے اصل میں یہ بھیرہ سے چھپتا ہے ۔ ذیلی دفتر سرگودھا میں ہے ۔

۱۱ - حقائق :

حقائق کے ایڈیٹر حاتم علی تھے ۔ جو بعد میں لاہور آ گئے اور یہ اخبار بند ہو گیا ۔

۱۲ - خلوص :

یہ ۱۹۵۰ء میں جاری ہوا ۔ ۱۹۷۱ء تک جاری رہا ۔ ۸ صفحات پر مشتمل تھا ۔ ایڈیٹر الطاف حسین مشہدی تھے ۔ یہ جنگ دسمبر ۱۹۷۱ء میں اخبار کی مالی خستہ حالی کے باعث بند ہو گیا ۔

۱۳ - خودی جہلم :

ہفت روزہ مزارع کے واپس فیصل آباد چلے جانے کے بعد "شعلہ" کے عملے نے ہفت روزہ خودی جہلم کے مالک و مدیر علی محمد جمال سے معاہدہ کر لیا اور یہ پرچہ سرگودھا سے نکلنے لگا ۔ پھر اس کا پریس بھی سرگودھا آ گیا ۔ زیادہ دیر نہ چل سکا ۔

۱۴ - خیر مقدم :

یہ محمد شریف اخگر نے جو نظام نو نکال رہے تھے ۱۹۷۰ء میں جاری کیا یہ پہلے روزنامہ تھا ۔ چھ ماہ بعد ہفت روزہ ہو گیا ۔ یہ پیپلز پارٹی کا حامی تھا ۔ آج کل جاری ہے ایڈیٹر سردار فاروقی ہیں ۔

Marfat.com

۱۵۔ درہ بھیرہ :

اس کے مالک و مدیر سید حمید حسین تھے۔ تقسیم کے بعد نکلا۔ ۱۹۵۹ء میں ایڈیٹر گرفتار ہوئے پرچہ بند ہو گیا۔

۱۶۔ دعوت عمل :

یہ خالص پیپلز پارٹی کا ترجمان تھا۔ ۱۹۷۰ء میں جاری ہوا۔ اس کے مالک روزنامہ مساوات کے نمائندے صوفی بشیر احمد تھے۔ یہ معروف نہ ہو سکا اور بند ہو گیا آج کل فیصل آباد سے نکلتا ہے۔

۱۷۔ دیہات سدھار :

یہ کسانوں کے لیے قاضی عبداللطیف نے جاری کیا تھا۔

۱۸۔ رفاقت :

یہ جماعت اسلامی کا ترجمان اخبار تھا۔ نظریۂ پاکستان کا مبلغ تھا۔ حکیم مشتاق احمد اس کے مدیر تھے۔ اس میں اصلاحی، سیاسی، سماجی اور مذہبی مواد چھپتا تھا۔ ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں اس نے جماعت اسلامی کی بھرپور نمائندگی کی۔ ۱۹۷۳ء میں بند کر دیا گیا۔

۱۹۔ رفیق :

یہ محمد شریف نامی ایک سکول ماسٹر نے جاری کیا۔ اور ان کی وفات ۱۹۵۵ء تک جاری رہا۔ پھر اسے حسین اختر جعفری نے نیز پالیسی اپنا کر جاری کیا۔ مگر بند ہو گیا۔

Marfat.com

۲۰۔ راہنمائے زمیندار :

یہ اخبار ۱۹۳۸ء میں جاری ہوا۔ اور قیام پاکستان کے بعد تک جاری رہا۔ ۱۹۳۹ء میں بند ہو گیا۔ یہ سولہ صفحوں پر مشتمل تھا۔ اس کے مالک عبداللہ خان تھے اصل منتظم ملک مظفر علی احسان تھے جو سرکاری ملازم تھے۔ بطور ایڈیٹر نام نہیں چھاپتے تھے۔ یہ طبقاتی کشمکش کے خلاف تھا۔ غریبوں کا حامی تھا۔

۲۱۔ سرگودھا ٹائمز :

یہ اخبار زیڈ۔ یو خان نے جاری کیا تھا۔ اس کے فائل موجود نہیں۔

۲۲۔ سرگودھا سماچار :

یہ منشی رام نے جاری کیا تھا۔ ۱۹۴۷ء میں اس کا نام عبدالرشید اشک نے شعلہ لکھ دیا۔ اب یہ روز نامہ ہے۔

۲۳۔ سلطان :

یہ ۱۹۶۲ء میں جاری ہوا۔ ۱۹۶۶ء تک باقاعدگی سے چھپا۔ ۸ صفحوں پر مشتمل تھا۔ اس کا واحد مقصد عوام کی اخلاقی اصلاح کرنا تھا۔ علمی و ادبی مضامین چھپتے تھے سیاست سے بالکل جدا رہا تھا۔ مدیر محمد اختر تھے۔

۲۴۔ شفیق :

یہ ملک غلام فرید اعوان کا پرچہ تھا۔ جو ۶ صفحوں پر چھپتا رہا۔

Marfat.com

۲۵۔ ضربِ مجاہد :

یہ بھلوال سے چھپتا ہے اور اس کے مالک ایک ان پڑھ زمیندار میاں خان ہیں۔ جو پرانے مسلم لیگی ہیں۔ مسلم لیگ کا حامی اخبار ہے۔ ۱۹۵۹ء۔ ۱۹۶۰ء میں جاری ہوا۔

۲۶۔ عزمِ نو :

بے باک سے الگ ہونے کے بعد فیض احمد لدھیانوی نے "عزم نو" جاری کیا۔ یہ مسلم لیگ کے خلاف تھے۔ سنجیدہ اخبار تھا۔ ۱۹۵۸ء میں یہ گوجرانوالہ منتقل ہو گیا۔ کیونکہ فیض لدھیانوی وہاں چلے گئے تھے۔

۲۷۔ عقاب :

۱۹۶۰ء میں جاری ہوا۔ احمد بخش قریشی نے جاری کیا۔ اس سے پہلے اس کے ایڈیٹر غلام جیلانی تھے۔ یہ بھٹو حکومت کے دور میں اپوزیشن کا کردار ادا کرتا رہا۔ ہر دور میں بحران و مصائب کا شکار رہا۔ اب اشاعت بے قاعدہ ہے۔

۲۸۔ مزارع :

۱۹۵۱ء میں جب "شعلہ" پر پابندی عائد ہو گئی تو چودھری شاہ محمد عزیز نے لائل پور سے جاری کیا۔ بعد میں اسے "شعلہ" کی جگہ پر معاون ایڈیٹر شیخ حمید افضل لے آئے۔ اس اخبار نے "تحریک ختم نبوت" کے لیے بہت کام کیا۔

Marfat.com

۲۹۔ نسیم بہار :

یہ ہفت روزہ ۱۹۶۲ء میں جاری ہوا۔ اس کی مالک و مدیرہ مسز کنیز فاطمہ مسرت جعفری ہیں۔ کبھی چار اور کبھی ۸ صفحات پر چھپتا ہے۔ علاقائی خبروں کے بعد ملکی و غیر ملکی خبروں کو جگہ دی جاتی ہے۔ اداریہ باقاعدہ چھپتا ہے۔ خاص نمبر بھی شائع کرتا ہے۔

۳۰۔ نظام نو :

محمد شریف عرف اخگر سرحدی اس کے مالک ہیں۔ اکتوبر ۱۹۵۲ء میں جاری ہوا۔ ختم نبوت کی تحریک میں بھرپور حصہ لیا۔

۳۱۔ نظام جمہوریت :

۱۹۷۰ء کے آخر میں جاری ہوا۔ مدیر شاکر نظامی ہیں۔

۳۲۔ نوائے سرگودھا :

۵۸-۱۹۵۷ء میں چودھری شیر محمد خان نے جاری کیا۔ مسلم لیگ کا حامی تھا۔ بھلوال سے نکلتا تھا۔ چور بازاری اور ذخیرہ اندوزی کے خلاف تحریک چلائی اور کامیاب رہا۔ اس کو ۱۹۶۰ء میں بند کر دیا گیا۔ اس وقت اس کے مدیر شیخ مجید افضل تھے۔

سہ روزہ "ندائے اعوان"

اس کا اجراء دسمبر ۱۹۴۸ء میں ہوا۔ اس کے مالک و مدیر حکیم علی محمد خان دہلوی تھے۔ اس کا مقصد حضرت قطب شاہ "علون" کی اولاد کو رشتہ اخوت میں منسلک کرنا،

Marfat.com

باہمی خاندانی رقابتیں ختم کرنا، پاکستان میں شرعی نفاذ کے لیے جدوجہد کرنا، فوج کی خدمات سرانجام دینا، اعوان قوم کی مالی و اقتصادی و تعلیمی امداد کرنا اور پاکستان میں تعلیمی درس گاہیں قائم کرنا تھا۔ یہ اخبار دراصل حکیم صاحب کی ایک تنظیم نظام اعوان سرگودھا کا نمائندہ تھا۔ حکیم صاحب حیدرآباد چلے گئے اور ۱۹۵۳ء میں یہ پرچہ بند ہوگیا۔

Marfat.com

ملتان میں اخبار نویسی

قیام پاکستان تک :

۱۔ سب سے پہلا اخبار روزنامہ "ریاض نور" تھا جو میر مہدی مجروح کی زیر ادارت ۱۸۵۲ء میں جاری ہوا۔ اور ۱۸۵۷ء میں ختم ہوگیا۔ کیونکہ ۱۸۵۶ء کے آخر میں مہدی مجروح جیل چلے گئے۔ مگر جلد باہر آگئے۔ اور لکھنو چلے گئے وہاں انہوں نے منشی نول کشور کے اخبار اودھ کی ادارت سنبھالی۔

۲۔ دوسرا اخبار "شعاع الشمس" ۱۸۵۳ء میں جاری ہوا۔ مولوی نصر الدین مدیر تھے۔

۳۔ ۱۸۶۹ء جنوری میں "نو بہار" شروع ہوا۔ یہ ہفت روزہ تھا۔ سولہ صفحات پر مشتمل ہوتا تھا۔ مالک منشی محمد حسین اور مہتمم امین الدین تھے۔

۴۔ ۱۸۸۴ء میں "دانش مند" جاری ہوا۔ مشیر گورنمنٹ ۱۹۱۲ء میں شریف شوخ نے جاری کیا۔

۵۔ اخبار "الایقاظ" ۱۹۲۲ء میں خورشید جیلانی اثر نے جاری کیا۔

۶۔ ۱۹۲۲ء میں "الشمس" جاری ہوا۔ مدیر اسد ملتانی تھے۔ ہندو مسلم کشمکش کی وجہ سے ۱۹۲۴ء میں بند رہا۔

Marfat.com

۷۔ "نوجوان" یہ روزنامہ ۱۹۳۰ء میں جاری ہوا۔ ہندو اخبار تھا۔ دیوی داس سرنا اس کے پرنٹر تھے۔ ۱۹۳۵ء تک جاری رہا۔

۸۔ ۱۹۳۴ء میں ملک غلام جیلانی کھوکھر نے اخبار روزنامہ "آواز" جاری کیا۔

۹۔ ۱۹۲۴ء سے ۱۹۳۵ء تک ولایت شاہ بخاری نے روزنامہ "الیکشن" جاری کیا۔

۱۰۔ "زمزم" شیخ کریم بخش صدیقی نے ۱۹۳۴ء میں جاری کیا۔ ۱۹۴۰ء میں بند ہوا۔

۱۱۔ ۱۹۲۰ء میں ہفت روزہ "خیر خواہ" جاری ہوا۔ اس کے مدیر سکھ دیال تھے۔

۱۲۔ ۱۹۳۰ء میں ہی ہفت روزہ "دیہاتی دنیا" جاری ہوا۔ اس کے مدیر امام احمد علی کے بیٹے لال دین عاصی تھے۔

۱۳۔ ۱۹۳۰ء میں ہی ہفت روزہ "پیغام" جاری ہوا۔ ملک غلام جیلانی مدیر تھے۔

۱۴۔ "بیدار" نامی ہفت روزہ ایشور دتہ دیوان کی زیرنگرانی دسمبر ۱۹۴۲ء میں جاری ہوا۔ ۱۹۴۶ء میں بند ہو گیا۔ یہ پرچہ تشدد کے خلاف تھا۔

۱۵۔ ۱۹۳۱ء میں لال دین عاصی نے ہفتہ وار صادق جاری کیا۔ ۱۹۴۰ء تک بے قاعدگی سے شائع ہوتا رہا۔

۱۶۔ ہنس راج مانگیا نے ہفتہ وار "ہنٹر" جاری کیا۔ یہ ۱۹۲۲ء سے ۱۹۲۷ء تک شائع ہوتا رہا۔

۱۷۔ ۱۹۳۳ء سے ۱۹۳۴ء تک شیخ غلام علی پبلشر نے ہفت روزہ قیامت شائع کیا۔

۱۸۔ واحد بخش نے ہفت روزہ "اسلام" ۱۹۳۳ء میں جاری کیا۔ ہندوؤں کا مخالف تھا اور مسلمان کسانوں کا ہمدرد۔ ایک مضمون کی اشاعت پر اسے ۱۹۳۹ء میں بند کر دیا گیا۔

Marfat.com

۱۹ - ۱۹۳۳ء میں منشی عبدالرحمان نے "مجاہد اسلام" نکالا۔ یہ کانگرسی مسلمانوں کے خلاف تھا۔ ہفت روزہ تھا۔

۲۰ - خادم اسلام ۱۹۳۳ء سے ۱۹۳۶ء تک جاری رہا۔ مہر حسین شاہ مدیر تھے یہ ہفت روزہ تھا۔

۲۱ - ۱۹۳۴ء سے ۱۹۳۵ء تک ہفت روزہ "زلزلہ" جاری رہا۔ مدیر دیوان سکھ آنند تھے۔

۲۲ - ملک غلام محمد نے "خنجر" نامی ہفت روزے کو ۱۹۳۴ء میں جاری کیا۔ ۱۹۳۷ء میں بند ہو گیا۔

۲۳ - حاجی میاں محمد بخش کے صاحب زادے مظفر الدین نے ۱۹۳۵ء میں تجارتی ہفت روزہ "ہائیڈ مارکیٹ رپورٹ" جاری کیا۔

۲۴ - "ڈھونگل" سیوا رام مستانہ نے ۱۹۳۵ء میں جاری کیا۔

۲۵ - محمد انور نے ۱۹۳۵ء میں خاور شروع کیا۔

۲۶ - "کنول" نامی بچوں کا ہفت روزہ جسونت سنگھ نے جاری کیا۔

۲۷ - "طاقت ہند" نامی ہفت روزہ نکلا۔ مزید معلومات نہیں ملتیں۔

اس کے علاوہ نمائندہ، ویر پرتاب، وارڈن، بے دھڑک، ملتان پنچ، آفتاب، نیو لائٹ، ترجمان، طوفان وغیرہ ہفت روزے قیام پاکستان سے پہلے جاری ہوئے۔

قیام پاکستان سے پہلے سکھ چکر، گنج شکر، باغ و بہار، الفرید اور قوس قزح نامی ماہنامے بھی جاری ہوئے۔

سہ روزہ "رفیق" اور پندرہ روزہ "العاشق" بھی قیام ملک سے قبل کے پرچے تھے۔

Marfat.com

قیام پاکستان کے بعد

۱۔ افکار:

یہ روزنامہ ۱۹۵۴ء میں گل محمد جوگی عطار نے جاری کیا۔ ۴ سال بعد بند ہوگیا۔

۲۔ بیوپاری:

۱۹۵۶ء میں ہفت روزے کو حمید بیوپاری نے جاری کیا۔ ۱۹۵۸ء میں بند ہوا۔

۳۔ محکم:

۱۹۵۰ء میں فاروق اویسی نے جاری کیا۔ انہوں نے روزنامہ "نوائے ملتان" جاری کیا تو یہ بند کر دیا گیا۔ نوائے ملتان تاحال چھپ رہا ہے۔

۴۔ ذکریا:

مذہبی رنگ کا یہ ماہنامہ "ذکریہ" ۱۹۵۸ء میں جاری ہوا۔ دو سال بعد بند ہوگیا۔

ان کے علاوہ چھوٹے چھوٹے پرچوں میں ملتان گزٹ، طوفان، زلزلہ، ہفت روزہ کلیم، بشارت، گھنٹال، مگس جکرآرڈو وغیرہ شامل ہیں

کوہستان:

یہ مشہور روزنامہ ۲۱ اپریل ۱۹۵۹ء کو ملتان سے جاری ہوا۔ اس کے پہلے ریذیڈنٹ

Marfat.com

ایڈیٹر اقبال زبیری تھے۔ حزب اختلاف کا حامی تھا۔ ۱۹۶۴ء میں دو ماہ بند رہا۔ نسیم حجازی اور عنایت اللہ میں جھگڑا ہو گیا۔ عنایت اللہ نے روزنامہ مشرق جاری کیا۔ ۱۹۶۷ء میں مسلم لیگ نے خرید لیا۔ مگر اب یہ سنبھل نہ سکا اور ۱۹۷۰ء میں بالکل بند ہو گیا۔

نوائے وقت:

یہ روزنامہ لاہور کے بعد ملتان سے چھپنے والا دوسرا اخبار تھا۔ ۱۹۵۹ء جون کو ملتان سے شائع ہونا شروع ہوا اور تاحال جاری ہے۔

امروز:

یہ تیسرا بڑا اخبار ہے جو آج بھی ملتان سے چھپتا ہے۔ یہ اخبار بھی کسی تعارف کا محتاج نہیں۔

جسارت:

۱۹۷۰ء کے الیکشن سے پہلے شائع ہوا اور پھر الیکشن کے فوراً بعد بند ہو گیا۔ جماعت اسلامی کا ترجمان تھا۔

گریبان:

یہ روزنامہ ۷ نومبر ۱۹۷۰ء کو جاری ہوا۔ منو بھائی، احمد ندیم قاسمی، آثار راہی، ظہور نذیر وغیرہ نے جاری کیا تھا۔ جلد ہی بند ہو گیا۔

سنگ میل:

۱۹۷۲ء میں جاری ہوا۔ ملک۔ آر روحانی اس کے ایڈیٹر اور پرنٹر سید ظفر اقبال ہیں

Marfat.com

مقامی خبریں زیادہ ہوتی ہیں۔ علمی و معلوماتی مضامین ہوتے ہیں۔ تاحال جاری ہے۔

نوائے ملتان :

اس کے بانی ڈاکٹر فاروق اویسی تھے۔ آج کل ممتاز احمد طاہر اسے چلا رہے ہیں۔

ہفت روزے

عدل :

یہ ہفت روزہ نومبر ۱۹۷۰ء میں جاری ہوا۔ جلال ربانی نے یہ پرچہ کوہستان کی کمی پوری کرنے کے لیے جاری کیا تھا۔ مگر زرد صحافت کی طرف مائل تھے۔

ٹرانسپورٹ سروس :

ہر جمعرات کو زیر ادارت حلیم چودھری نکلتا ہے۔ فیچر، مضامین ہوتے ہیں۔ دو کالمول اور اداریہ پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ بزنس رپورٹ زیر ادارت پیرزادہ معین الدین قریشی چودھری نذیر کا "اخبار پنجاب"، معصوم علی کا "زمیندار سدھار" رہبر دیہات صادق حسین قادری کا "چودھری" ریاض احمد کا "ریاض" جس کے ایڈیٹر شمس ملک ہیں قابل ذکر ہیں۔ ان ہفت روزوں میں صرف مقامی خبریں وغیرہ ہوتی ہیں۔ تبصرے، ڈائریاں مضامین اور اداریہ بھی ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ پندرہ روزہ "نیر وسف" اسے ... درانی چھاپتے ہیں۔ جو بہترین تنقیدی مضامین سے مزین ہوتا ہے۔ پندرہ روزہ "صدائے وقت" رشید نیازی چھاپتے ہیں میر ظفر اقبال ایڈیٹر ہیں۔ پندرہ روزہ "بلنز نگ" فلمی پندرہ روزہ ہے۔ عطا حسین عاصم اس کے مدیر اعلیٰ ہیں۔ ماہناموں میں قانون قابل ذکر ہے یہ قانونی معلومات کا حامل رسالہ پیر عاشق حسین حسینی زیر ادارت مشکور حسین بیدری شائع کرتے ہیں۔

Marfat.com

ہمارا اسماعیل آباد :

کے نام سے پرواز جالندھری ماہ نامہ نکالتے ہیں یہ صرف اسماعیل آباد کے مسائل کا عکاس پرچہ ہے۔

دعوة الحق :

جناب ماجد القادر شائع کرتے ہیں احمد الدین جالندھری پرنٹر ہیں۔ اس میں مذہبی شخصیات کی سوانح حیات ، احکام شریعت وغیرہ شائع ہوتے ہیں۔

بلوچی دنیا :

یہ سرائیکی ادب کا ترجمان ہے۔ اس کے مدیر چاکر خان بلوچ اور پرنٹر عزیز احمد ہیں۔

ملک گزٹ :

یہ حکیم محمد اسلم جاوید جگرانوی شائع کرتے ہیں۔ ملک برادری کا ترجمان ہے۔

سرائیکی ادب :

مدیر اور پبلشر مولانا نور احمد خان فریدی ، مدیر معاون عمر علی خان پرنٹر مولوی منظور احمد احقر ہیں۔ سرائیکی ادب سے مزین ہے۔

Marfat.com

گوجرانوالہ میں اخبار نویسی

قیام پاکستان سے قبل :

گوجرانوالہ میں صحافت کا آغاز پنجاب پر انگریزوں کے قبضے کے بعد ہوا۔ انگریزوں نے اپنی حکومت کی جڑیں مضبوط کرنے کے لیے اخبارات کی سرپرستی کی۔ لاہور سے کوہ نور اور لاہور کرانیکل اس مقصد کے تحت جاری ہوئے۔ مطبوعہ صحافت کی ابتدا لاہور اور گوجرانوالہ سے ایک ہی سال یعنی ۱۸۵۰ء میں ہوئی۔ گوجرانوالہ سے مندرجہ ذیل اخبارات جاری ہوئے

ہفت روزے

۱۔ گلزار پنجاب :

گوجرانوالہ کا یہ پہلا اخبار ۱۸۵۰ء میں جاری ہوا۔ یہ ہفت روزہ تھا۔ اس کے ایڈیٹر منشی کنڈامل تھے۔ یہ ۱۴ صفحات پر مشتمل ہوتا تھا۔

Marfat.com

۲۔ خیر خواہ پنجاب :

۷ جون ۱۸۶۶ء کو جاری ہوا۔ غیر سیاسی تھا۔ پنجابی زمینداروں کے مسائل پر مضامین شائع کرتا تھا۔ اس کو منشی گیان چند شوق نے جاری کیا تھا۔

۳۔ ستارۂ ہند :

جولائی ۱۸۶۶ء کو منشی دیوان چند نے جاری کیا جو سیالکوٹ کی صحافت کے بانی تھے خبروں کے علاوہ اہم قومی و ملکی مسائل پر مضامین چھاپتا تھا۔

۴۔ ہمت :

منشی محبوب عالم نے جنوری ۱۸۸۷ء میں فیروز والا ضلع گوجرانوالہ سے جاری کیا۔ اس میں ملکی وغیر ملکی حالات کے علاوہ علمی و ادبی، اخلاقی، تمدنی اور تجارتی مضامین شائع ہوتے تھے۔ یہ پہلا اخبار تھا جس کے دو صفحوں پر بہت سی خبریں چھپی ہوتی تھیں۔

۵۔ اسکول ماسٹر :

فروری ۱۸۸۷ء میں منشی محبوب عالم نے جاری کیا۔ یہ مدرسین کے حقوق کے لیے جدوجہد کرتا تھا۔ یہ ۱۸۸۸ء میں بند ہوگیا۔

۶۔ مفاد :

یہ بھی مذکورہ دو اخباروں کی طرح منشی محبوب عالم نے جاری کیا تھا۔ اس میں زیادہ تر تجارتی اشتہار ہوتے تھے۔ یہ اردو بولنے پڑھنے کا شوق رکھنے والوں میں مفت تقسیم ہوتا تھا۔

Marfat.com

۷۔ پیسہ اخبار :

جنوری ۱۸۸۷ء میں منشی محبوب عالم نے فیروز والا ضلع گوجرانوالہ سے جاری کیا بعد ازاں یہ لاہور منتقل ہو گیا۔ ہر جمعہ کو چھپتا اور یہ برصغیر میں سب سے زیادہ چھپنے والا اخبار تھا۔ ۱۹۰۰ء سے قبل یہ روزنامہ ہو گیا تھا۔ اس میں روزمرہ کے مسائل خبریں اور اداریے شائع ہوتے تھے۔

۸۔ پنجاب آرگن :

دیوان آتما نے ۱۸۹۵ء میں وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ سے جاری کیا۔

۹۔ ہفت روزہ "زمیندار" :

جون ۱۹۰۳ء میں جاری ہوا۔ یہ مولانا ظفر علی خان کے والد محترم مولوی سراج الدین نے جاری کیا تھا۔ کسانوں کی تحریک میں "زمیندار" نے اہم رول ادا کیا اور یہ عوامی اخبار بن گیا۔ ۱۹۰۶ء میں ظفر علی خان نے اس کی ادارت سنبھالی اور ۱۹۱۰ء میں والد کی وفات کے بعد اس پرچے کو لاہور لے آئے۔ ۱۵ اکتوبر ۱۹۱۱ء کو یہ روزنامہ بن گیا۔

۱۰۔ انڈیا اور پٹوار گزٹ :

ایڈیٹر شمشیر سنگھ بی۔ اے اور پیرزادہ ولی مخدومی نے یہ دونوں ہفت روزے ۱۹۰۵ء میں جاری کیے۔

۱۱۔ کھشتری :

۱۹۱۴ء میں گوجرانوالہ سے جاری ہوا۔ سیٹھ چرن داس فدا کی ملکیت و ادارت

Marfat.com

میں تھا۔ ہندو فرقے کھشتری کی بھلائی کیلئے جاری ہوا تھا۔ سیاسی مسائل سے بحث نہیں کرتا تھا۔

۱۲۔ جھنگ سیال:

۱۹۱۴ء میں ہفت روزہ بن کر نکلا اور ایک سال بعد ماہنامہ ہو گیا۔ لالہ بانکے دیال ایڈیٹر تھے۔ انگریز حکومت کے خلاف لکھتا تھا۔ اس سے دو ہزار کی ضمانت طلب ہوئی تو اس نے جمع کرا دی۔

۱۳۔ ستارۂ صبح:

مولانا ظفر علی خان نے یہ کرم آباد میں نظر بندی کے دوران ۱۹۱۶ء میں جاری کیا۔ یہ قطعی غیر سیاسی تھا۔ بعد میں لاہور لے آئے۔ زمیندار کی دوبارہ اشاعت تک چلتا رہا۔

۱۴۔ گوجرانوالہ وار گزٹ:

یہ مارچ ۱۹۱۸ء میں جاری ہوا۔ اور ۱۹۲۰ء میں بند ہو گیا یہ اردو، انگریزی میں چھپتا تھا۔ اردو مدیر لالہ خوشی رام ایم۔ اے تھے جو ہیڈ ماسٹر بھی تھے انگریزی ایڈیٹر لالہ امر ناتھ ایم۔ اے تھے۔

۱۵۔ رام گڑھیاں شیر:

گوپال سنگھ رام گڑھی نے ۱۹۲۲ء میں بطور ایڈیٹر اسے شروع کیا۔ یہ سکھوں کے رام گڑھی فرقہ کا نمائندہ تھا۔ اس کے مالک پریتم سنگھ تھے۔ ایک سال تک شائع ہوا۔

Marfat.com

۱۶- نہنگ :

مارچ ۱۹۲۲ء میں اکالی سکھ فرقے کے ترجمان کی حیثیت سے جاری ہوا۔ مدیر ٹھاکر سنگھ ولد بھاگ سنگھ تھے۔ ہندو مسلم اتحاد کا حامی تھا۔ انگریزوں کا کٹر مخالف تھا۔

۱۷۔ شیر پنجاب :

یکم اپریل ۱۹۲۳ء کو جاری ہوا۔ جہانگیر چند گلٹی اس کے مدیر و مالک تھے۔ چند سال بعد بند ہو گیا۔ ۱۹۳۵ء میں دوبارہ جاری ہوا۔ مگر ۱۹۳۶ء میں بند ہو گیا۔

۱۸ - لاحول :

۱۹۲۴ء میں جاری ہوا۔ اس کے مدیر میر بسمل تھے۔ جنگ و حکومت کے خلاف لکھنے پر چھ ماہ قید اور پچاس روپے جرمانے کی سزا ہوئی تھی۔ یہ پرچہ ہندو پرچے "شیطان" لاہور کے مقابلے پر جاری کیا گیا تھا۔

۱۹ - المنیر :

موضع حضرت کیلیانوالہ ضلع گوجرانوالہ سے ۱۹۲۴ء میں جاری ہوا۔ [illegible] و مدیر غلام حسین تھے۔ ۱۹۲۶ء میں جھنگ سے لاہور اور پھر لاہور سے [illegible] منتقل ہو گیا۔ بکھوجہ فرقہ کا ترجمان تھا۔

۲۰ - العدل :

ستمبر ۱۹۲۶ء میں جاری ہوا۔ ۱۹۳۱ء میں بند ہو گیا۔ اس کے مہتم مولوی ند

Marfat.com

ابراہیم اور مدیر مولانا احمد علی تھے۔ یہ دیوبند فرقہ کا ترجمان تھا۔ مولانا اشرف علی تھانوی کی حمایت کرتا تھا۔

۲۱۔ ہفت روزہ پنجاب گزٹ :

۱۹۲۶ء میں جاری ہوا۔ ڈاکٹر دیال چند مالک و مدیر تھے۔ پہلے پندرہ روزہ تھا۔ پھر ہفتہ وار ہو گیا۔ اعتدال پسند تھا لیکن حکومت ہند پر نکتہ چینی ضرور کرتا تھا۔

۲۲۔ صداقت :

گیانی جے سنگھ نے ۱۹۲۶ء میں جاری کیا۔

۲۳۔ گوجرانوالہ گزٹ :

جہانگیر چند ولد بسادن مل اروڑہ نے ۱۹۲۸ء میں جاری کیا۔ اعتدال پسند تھا۔ مقامی مسائل پر لکھتا تھا۔ ۱۹۳۰ء میں انگریزوں کے خلاف لکھنے لگا۔ اور ۱۹۳۱ء میں بند ہو گیا۔

۲۴۔ صادق :

پیر ولی اللہ مخدومی کی ادارت میں ۱۹۳۰ء میں نکلا۔ زمینداروں اور سرمایہ داروں کا مخالف تھا۔ مکمل سیاسی اخبار تھا۔ ۱۹۳۵ء میں یہ پنڈی منتقل ہو گیا۔

۲۵۔ نڈھرک :

جہانگیر چند نے سیاسی پرچہ نڈھرک ۱۹۳۰ء میں نکالا۔ انگریزی حکومت اور اس کے حامیوں کے خلاف تھا۔ تحریک آزادی کا حامی تھا۔

Marfat.com

۲۶۔ پیغام :

فروری ۱۹۳۰ء میں عبدالعزیز نے نکالا۔ پھر عبدالسبحان نے سنبھالا۔ مدیر سبحان اللہ تھے۔ ۱۹۳۲ء تک چلا پھر وزیر آباد سے چھپنے لگا تھا۔

۲۷۔ حقیقت :

رام لال ولد کریم چند مالک و مدیر نے اپریل ۱۹۳۰ء میں جاری کیا۔

۲۸۔ رگڑا :

حویلی رام لال ولد لالہ مکند لال نے جاری کیا۔ ۱۹۳۰ء سے ۱۹۳۱ء تک جاری رہا۔

۲۹۔ ڈسٹرکٹ گزٹ :

۱۹۳۲ء سے ۱۹۳۳ء کے آخر تک زندہ رہا۔ مدیر و مالک دیال چند تھے۔

۳۰۔ پنجاب ایڈووکیٹ :

ڈاکٹر دیال چند نے جاری کیا۔ ۱۹۳۲ء سے ۱۹۳۵ء تک چھپتا رہا۔

۳۱۔ اکالی گزٹ :

۱۹۳۲ء میں ٹھاکر سنگھ نے اکالی سکھ فرقہ کے ترجمان کی حیثیت سے شروع کیا

۳۲۔ تجارت :

مالک و مدیر رام لعل نے تجارتی و صنعتی مضامین کی اشاعت کے لیے ۱۹۳۲ء میں

Marfat.com

جاری کیا۔

۳۳۔ ملاپ خالصہ:

۲ر اکتوبر ۱۹۳۲ء سے ۶ر اپریل ۱۹۳۸ء تک جاری رہا۔ مدیر البشر سنگھ تھے۔ سکھوں کے حقوق کے لیے جدوجہد کرتا تھا۔

۳۴۔ پہلوان:

۱۹۳۳ء میں مالک و مدیر محمد خلیل نے جاری کیا۔

۳۵۔ پنجاب موٹر گزٹ:

دیال چند نے ۱۹۳۳ء میں جاری کیا۔

۳۶۔ دیہات سدھار:

بیدی شیر سنگھ اسسٹنٹ انسپکٹر آف سکولز نے مئی ۱۹۳۳ء میں جاری کیا۔ یہ پندرہ روزہ تھا۔ ۱۹۳۵ء میں ہفت روزہ ہوا۔ محمد شریف گلزار ۱۹۳۸ء سے ۱۹۴۵ء تک اس کے ایڈیٹر رہے۔ مندرجات زراعت سے متعلق ہوتے ہیں۔

۳۷۔ شان خالصہ:

۲۰ جولائی ۱۹۳۳ء میں ٹھاکر سنگھ نے جاری کیا۔ اعتدال پسند سکھوں کا ترجمان تھا۔

۳۸۔ ہندو ہیرالڈ و ہندو ملاپ:

فروری ۱۹۳۴ء میں ڈاکٹر دیال چند نے جاری کیا۔ ۱۹۴۴ء میں نام بدل کر ہندو

Marfat.com

ہندو ملاپ کر دیا گیا۔ اعتدال پسند تھا۔

۳۹۔ الرائی گزٹ :

جولائی ۱۹۳۴ء میں جاری ہوا۔ چودھری ایم مشتاق حسین مالک و مدیر تھے۔ ارائیں برادری کا ترجمان تھا۔ ۱۹۳۵ء تک جاری رہا۔

۴۰۔ ڈسٹرکٹ گزٹ :

۱۹۳۵ء میں جاری ہوا۔ ڈاکٹر دیال چند نے جاری کیا تھا۔ جو اعتدال پسند صحافی تھے۔

۴۱۔ جوبلی :

سرداری لعل نے ۱۹۳۵ء میں نکالا۔ ۱۹۳۹ء تک چھپتا رہا۔

۴۲۔ شیر :

گورمکھی زبان میں اگست ۱۹۳۵ء میں جاری ہوا۔ پرنٹر پبلشر دریام سنگھ۔ چیف ایڈیٹر مہر سنگھ گیانی اور ایڈیٹر گوپال سنگھ تھے۔ یہ بلیک میلر تھا اور انتہاپسند تھا۔ ۱۹۳۸ء میں بند ہو کر دوبارہ چھپنا شروع ہوا۔

۴۳۔ سیوک :

۱۹۳۶ء میں جاری ہوا۔ یہ ہندوؤں کا مذہبی پرچہ تھا۔ ۱۹۴۴ء میں بند ہوا۔ اس کے مدیر اننت رام نارنگ تھے۔ ۱۹۴۳ء میں ان کے لڑکے کرشن لعل نارنگ نے انتظام سنبھالا مگر ناکام رہے۔

Marfat.com

۴۴ - پریم :

ہنس راج وید نے مارچ ۱۹۳۷ء میں جاری کیا - ایک سال جاری رہا۔

۴۵ - آفتاب :

۱۹۳۷ء میں قاضی سعید احمد نے جاری کیا - مدیر ایم - اے کریم نسیم تھے نائب مدیر قاضی بشیر احمد تھے ۔

۴۶ - منزل :

۱۹۳۷ء میں مدیر و مالک رام لبھایا نے جاری کیا - ایک سال جاری رہا۔

۴۷ - خالصہ :

یہ پرچہ ۷ مئی ۱۹۳۷ء کو جاری ہوا - ۱۹۳۹ء تک شائع ہوتا رہا - کرتار سنگھ مالک اور جاوید منشی فاضل اور ایس طالب مدیر تھے ۔

۴۸ - انصاف :

۱۹۳۷ء مئی میں جاری ہوا - مدیر قاضی محمد شفیع تھے ۔

۴۹ - ہفت روزہ آشیانہ :

فقیر اللہ قریشی اور کے - ایل ملہوترہ نے جاری کیا - مقامی مسائل پر لکھتا تھا - یہ ۱۹۳۷ء سے ۱۹۳۹ء تک شائع ہوتا رہا ۔

Marfat.com

۵۰ - انکم ٹیکس گزٹ :

جولائی ۱۹۳۷ء میں جاری ہوا۔ ڈاکٹر دیال چند کا اخبار تھا۔ قیام پاکستان کے بعد دیال چند مسلمان ہو گئے۔ تاحال یہ پرچہ جاری ہے۔

۵۱ - نوید حق :

اگست ۱۹۳۸ء سے ۱۹۳۹ء تک جاری رہا۔ قاضی سعید شمیم کا پرچہ تھا۔ مسلم حقوق کا حامی تھا۔

۵۲ - پربت :

سوشلزم کا حامی یہ پرچہ کندن لعل بی۔ اے نے ۱۹۳۸ء میں جاری کیا۔ ایک سال زندہ رہا۔

۵۳ - مینار پاکستان :

سنسنی خیز خبروں سے پُر یہ اخبار ضمیمہ نما تھا۔ خیر علی عرف ڈونڈی شاہ نے ۱۹۴۸ء میں جاری کیا۔ ۱۹۵۰ء میں مدیر کی وفات کے ساتھ ہی ختم ہو گیا۔ صاحب زادی ارشاد بیگم شاد نے دوبارہ جاری کرنا چاہا مگر اجازت نہ مل سکی۔

۵۴ - الفقیہ :

حکیم معراج الدین نے مئی ۱۹۴۸ء میں جاری کیا۔ حنفی فرقہ کا ترجمان تھا۔ شیعہ مسلک اور مرزائیوں کے خلاف لکھتا تھا۔

Marfat.com

۵۵۔ مسلم ٹائمز :

ڈاکٹر اے۔ رحمان نے یہ ہفت روزہ ۱۹۴۸ء میں جاری کیا تھا۔

۵۶۔ نگینہ :

محمد شفیع ظہیر چوہان نے جاری کیا۔ ۱۹۴۸ء سے ۴ جولائی ۱۹۴۹ء تک زندہ رہا۔

۵۷۔ ریڈیو :

اسحاق جاوید ڈاکٹر نے ۱۹۴۸ء میں جاری کیا۔

۵۸۔ العصر :

یہ دوست وارث ضلع گوجرانوالہ سے جاری ہوا۔ یہ دینی، اخلاقی نظام کا داعی تھا۔ محمد عنایت اللہ وارثی اور محمد طارق ایم۔ اے مدیر ہیں۔ ۱۹۴۸ء سے اب تک چھپ رہا ہے۔

۵۹۔ جریدہ اہل حدیث :

مولانا عبدالمجید خادم نے ۱۹۴۸ء میں سوہدرہ سے جاری کیا۔ پہلے یہ ۱۹۵۹ء تک چھپا۔ مولانا کی وفات کے بعد ان کے بیٹے حافظ محمد یوسف نے ۱۹۶۳ء تک چلایا۔ یہ اہل حدیث فرقے کا نمائندہ تھا۔ ۱۹۶۴ء میں بند کر دیا گیا۔

۶۰۔ الاعتصام :

۱۹۴۹ء میں شروع ہوا۔ اس کے ناشر محمد عطاء اللہ حنیف تھے۔ یہ بھی اہلِ حدیث جماعت کا پرچہ تھا۔ ۱۹۵۶ء میں یہ لاہور منتقل ہو گیا۔

Marfat.com

۶۱۔ قومی دلیر:

بشیر صحرائی نے جاری کیا۔ ۱۹۵۰ء سے اب تک چھپ رہا ہے یہ گوجرانوالہ کا معیاری اخبار ہے۔ مشہور اخبار ہے تاحال جاری ہے۔

۶۲۔ رائے عامہ:

ملک محمد اسماعیل نے ۱۹۵۰ء میں جاری کیا اور ۱۹۵۱ء میں بند ہوگیا۔

۶۳۔ دیہات سدھار:

قاضی عبداللطیف نے ۱۹۵۲ء میں جاری کیا۔ دیہات کی اصلاح پر مامور رہا

۶۴۔ خادم:

۱۹۵۲ء میں جاری ہوا۔ عبدالرحمان حاجی نے ادارت کی مگر جلد ہی بند ہوگیا

۶۵۔ سرفروش:

۱۹۵۲ء میں جاری ہوا۔ محمد شفیع عارف فارانی ایڈیٹر تھے۔

۶۶۔ تدبیر:

مئی ۱۹۵۲ء میں جاری ہوا۔ اس کے مدیر و ناشر ابوالقاسم بہت پوری [illegible] یہ نہایت اخلاقی و اصلاحی مضامین شائع کرتا تھا۔ اس میں [illegible] وں پر بے لاگ تبصرے ہوتے تھے۔

Marfat.com

۶۷۔ گوجرانوالہ ٹائمز :

مارچ ۱۹۵۳ء میں جاری ہوا۔ مدیر اے۔ آر کوچھڑ تھے۔

۶۸۔ تسکین

۲۷ فروری ۱۹۵۴ء جاری ہوا۔ مدیر و ناشر احمد ایوبی تھے۔ مندرجات صنعت و حرفت کے بارے میں ہوتے تھے۔

۶۹۔ تعمیر ملت :

ستمبر ۱۹۵۵ء میں شروع ہوا۔ یہ انجمن مہاجرین گوجرانوالہ کے زیر اہتمام جاری ہوا تھا۔ طابع و ناشر محمد عبدالعزیز تھے۔ مدیران تھے شیخ عبدالغفار اور ایم۔ اے عزیز انصاری۔ یہ نومبر ۱۹۶۴ء تک چھپتا رہا۔

۷۰۔ جائزہ :

۱۹۵۸ء میں کامرس کالج ضلع گوجرانوالہ سے شروع ہوا۔ ایک سال تک جاری رہا محمد حنیف ایڈیٹر تھے۔

۷۱۔ صدا :

سید اعجاز حسین پرنٹر پبلشر نے ۱۹۵۸ء میں جاری کیا۔

۷۲۔ سفیر :

۱۹۶۱ء میں داؤد تاثیر نے جاری کیا۔ مقامی خبریں اور مسائل پیش کرتا تھا۔

Marfat.com

۷۳ - معاشرہ :

۱۹۶۲ء سے ۱۹۶۴ء تک شائع ہوتا رہا - مدیر ایم - ایچ شاد انصاری تھے -

۷۴ - نور :

یہ مارکیٹ رپورٹ کے طور پر کامونکی ضلع گوجرانوالہ سے ۱۹۶۲ء میں جاری ہوا - مدیر نور محمد تھے -

۷۵ - نوائے گوجرانوالہ :

مالک و مدیر سید جمیل الحسن مظلوم نے ۱۹۶۳ء میں جاری کیا - ۱۹۷۴ء میں بند ہوا - پھر ۱۹۷۵ء میں دوبارہ اجراء ہوا ابھی تک شائع ہو رہا ہے -

۷۶ - وکیل :

معمولی نوعیت کا پرچہ ہے - ناصر ہمایوں کی زیر ادارت جنوری ۱۹۶۴ء میں جاری ہوا -

۷۷ - دستگیر :

مدیر جی - ڈی - بھٹی نے ۱۹۶۷ء میں جاری کیا تھا -

۷۸ - احباب :

۱۹۷۱ء میں ناشر ڈاکٹر اسحاق جاوید طابع شیخ محمود احمد مدیر حافظ خلیل الرحمان نے جاری کیا -

Marfat.com

۷۹ - جاگو :

مرزا عقیل نے ۱۹۷۱ء میں جاری کیا - آزادانہ پالیسی پر عمل پیرا ہے -

۸۰ - روایت :

غلام حسین کیف صہبائی نے ۱۹۷۱ء میں جاری کیا -

۸۱ - تجارت :

۱۹۷۴ء میں جاری ہوا - جنوری ۱۹۷۵ء کو لاہور منتقل ہوا - تجارتی مضامین منڈیوں کے بھاؤ شائع کیے جاتے ہیں - ایڈیٹر جمیل اطہر ہیں -

گوجرانوالہ میں ماہنامے

۱ - انجمن فیضان عام :

خورشید عالم نے یہ ماہنامہ ۱۸۶۶ء میں جاری کیا تھا -

۲ - کوہ طور - مجمع الفنون :

دسمبر ۱۸۶۶ء میں منشی دیوان چند نے جاری کیا - بعد ازاں "مجمع الفنون" بھی جاری کیا -

۳ - مجمع العلوم - چشمۂ فیض :

منشی گیان چند نے ۱۸۶۶ء میں جاری کیے -

۴ - "دھرم پرکاش" منشی برج لال نے "کلید امتحان مڈل سکول" محبوب عالم نے آئینہ

Marfat.com

آئین ہند بھی برج لال نے بالترتیب ۱۸۷۷ء اور آخر ۱۸۷۹ء میں جاری کیے۔ ۱۸۸۴ء میں ڈاکٹر انور علی نے پنجاب سلف گزٹ نکالا۔

محبوب عالم نے ہی زرعی ماہنامہ "زمیندار" اور "باغبان دبیطار" ۱۸۸۶ء میں جاری کیے۔

۱۹۰۴ء میں مولوی شجاع اللہ نے "اینگلو ورنیکلر گزٹ" نکالا۔ ۱۹۰۷ء میں سکھوں کا مذہبی رسالہ "پنتھ" جاری ہوا۔

۱۹۱۲ء میں "پریم بیلاس" جاری ہوا۔ مدیر سر سوامی منتر سین تھے "ٹیمپرنس گزٹ" ۱۹۱۳ء میں میلا سنگھ سنسار نے نکالا۔

"حکمت سنیاس" مکھن سنگھ نے ۱۹۱۴ء میں جاری کیا۔ ۱۹۱۴ء میں ہی ایم۔ ایم اسد اللہ خان نے ماہنامہ "فلاحت" نکالا۔

"بیوپار" ۱۹۱۹ء میں نکلا۔ مولوی عبدالحمید نادم نے ماہنامہ مسلمان ۱۹۲۳ء میں سوہدرہ سے جاری کیا۔

۱۹۳۰ء میں ماہنامہ "معاون" اور "دی سٹوڈنٹ" نکلے۔ مدیران کپٹن حسین ایم۔ اے اور ویدجیہ کمار تھے۔ گکھڑ ضلع گوجرانوالہ سے "نور تعلیم" کا اجراء بی آر پرس نے ۱۹۳۰ء میں کیا۔ مولوی عبدالحمید نے ۱۹۳۲ء میں ماہنامہ "طبیب" اور طبی میگزین جاری کیے۔ ۱۹۳۲ء میں محمد رمضان نے "اقبال" نکالا۔ رام لعل نے ۱۹۳۳ء میں "براہیم سندیس" نکالا۔ دسمبر ۱۹۳۳ء میں سید بشارت علی نے "دلستان" جاری کیا۔ گورمکھی زبان میں سکھوں کا رسالہ "بالک" ۱۹۳۶ء میں جاری ہوا۔ اور ۱۹۳۹ء میں بند ہوا مدیر لال سنگھ گیانی تھے۔ ڈاکٹر کرم چند نے ماہنامہ "حکیم" اور حکیم عبدالرحیم نے "لقمان" ۱۹۳۷ء میں جاری کیا۔ لقمان ۱۹۶۲ء تک جاری رہا۔ ماہنامہ رنجیت راجپوت اور صداقت ۱۹۳۹ء میں جاری کیے گئے۔ ان کے مدیران بالترتیب بلبیر سنگھ گیانی، موہن لال سوہدرہ اور ایم۔ اے اکرم تھے۔

Marfat.com

یہ تمام ماہنامے ایک سے پانچ سال زندہ رہے۔ سوائے "لقمان" کے ۱۹۶۴ء تک شائع ہوتا رہا۔

ماہنامے قیام پاکستان کے بعد

مسلمان:

یہ ماہنامہ ۱۹۲۲ء میں جاری ہوا۔ ۱۹۲۶ء میں لاہور منتقل ہوگیا۔ جون ۱۹۴۷ء کو پھر ضلع گوجرانوالہ کے قصبے سوہدرہ سے جاری ہوا۔ اس کے مالک و مدیر مولوی عبدالمجید خادم تھے۔ یہ تبلیغی اور مذہبی پرچہ تھا۔ ماہنامہ "لقمان" حکیم عبدالرحیم خدیل کی زیرادارت ۱۹۳۷ء سے ۱۹۵۷ء تک جاری رہا۔ پھر ۱۹۶۱ء سے ۱۹۶۴ء تک جاری رہا۔ "ملی میگزین" عبدالمجید خادم نے ۱۹۴۳ء میں جاری کیا۔ ۱۹۵۹ء تک باقاعدہ شائع ہوتا رہا۔ ایازالدین احمد نے "تحفہ" اپریل ۱۹۴۸ء میں جاری کیا۔ پھر لاہور سے گئے اور اس کا نام "ہنگامہ" رکھ دیا۔ ماہنامہ "ریڈیو" اسحاق جاوید اور "کاریگر" عبدالغنی نامی افراد نے ۱۹۴۸ء میں جاری کیے۔

اتحاد:

۱۹۴۹ء میں حافظ محمد یعقوب لدھیانوی نے جاری کیا۔ یہ تبلیغی اور اصلاحی پرچہ تھا "تاحال چھپ رہا ہے۔ ماہنامہ "پرواز" ۱۹۴۹ء سے ۱۹۶۱ء تک شائع ہوتا رہا۔ اس کے مدیر ڈاکٹر عارف فارانی تھے۔ ۱۹۵۰ء میں "نور تعلیم" ملک عبدالمجید ایم۔ اے۔ ایم او۔ ایل نے "پنچ بہادر" سید بسمل ہاشمی نے اور "نعمت" سید شبیر حسین نے جاری کیا۔

لاحول:

۱۹۵۱ء میں خانکی ہیڈ سے جاری ہوا۔ مدیر بسمل ہاشمی تھے۔ اس کا پہلا نام

Marfat.com

"پنج بہادر" تھا۔ پھر ۱۹۵۲ء میں اس کا نام دوبارہ "لاحول" ہو گیا۔ ۱۹۵۶ء میں یہ شیخوپورہ منتقل ہو گیا۔ ماہنامہ "انسان" حافظ عبدالرحمان جامی نے ۱۹۵۱ء میں نکالا۔ یہ مذہبی، اخلاقی اور طبی پرچہ تھا۔ "گل نو" ستمبر ۱۹۵۲ء میں امرناتھ ندیم نے نکالا۔ ۱۹۵۴ء تک رہا پھر اسی سال قوم پرست پرچہ "تسکین" جاری ہوا۔ مدیر بذل احمد ایوبی تھے۔

"قوانین فطرت" عبدالمجید خادم نے ۱۹۵۳ء میں نکالا تھا۔ تاحال جاری ہے۔ مذہبی پرچہ ہے۔ جنوری ۱۹۵۴ء میں "آستانہ" سید بسمل ہاشمی نے جاری کیا۔ ۱۹۵۶ء میں اسے شیخوپورہ لے گئے۔ مارچ ۱۹۵۶ء میں "مسیحی خادم" جاری ہوا۔ یہ بشیر ایس امام الدین پادری نے ایک اور پادری کے۔ ایل ناصر کی مدد سے عیسائیت کی تبلیغ کے لیے جاری کیا۔ ۱۹۶۰ء تک شائع ہوتا رہا۔ ماہنامہ "شگوفہ" عزیز الرحمان لدھیانوی نے ۱۹۵۶ء میں جاری کیا۔ ۱۹۶۲ء تک زندہ رہا یہ بچوں کا پرچہ تھا۔

"پیام زندگی" اپریل ۱۹۵۷ء میں احمد مالک نے جاری کیا۔ ڈاکٹر محمد سرور چودھری مدیر تھے ۱۹۵۹ء تک زندہ رہا۔ اپریل ۱۹۵۷ء میں ماہنامہ "رضائے مصطفےٰ" جاری ہوا یہ دینی اور تبلیغی جریدہ تھا۔ مدیر و مالک محمد حفیظ نیازی تھے۔ "اخبار انکم ٹیکس" ۱۹۵۸ء میں ڈاکٹر ایس اے رحمان نے جاری کیا جو انکم ٹیکس کے وکیل تھے۔ ۱۹۵۸ء میں ادبی پرچہ "مینار" جاری ہوا۔ مدیر و مالک عبدالمجید قریشی تھے۔ ۱۹۶۱ء تک جاری رہا۔

ماہنامہ "پاکستان ٹیکسٹائل ڈائجسٹ" اگست ۱۹۵۸ء میں صنعتی و تجارتی امور کے لیے شاکر سہارنپوری کی زیر ادارت نکلا۔ چیف ایڈیٹر جی۔ ایم چغتائی تھے۔ یہ ۱۹۶۱ء میں دو زبانوں میں چھپنے لگا اور ادبی مواد بھی دینے لگا۔ ۱۹۵۹ء میں "امتحان" جاری ہوا۔ مدیر احسان الٰہی بی۔ اے تھے۔ تعلیمی و ادبی جریدہ تھا۔

"معرفت" نام کا ماہنامہ ۱۹۵۹ء سے ۱۹۶۰ء تک چھپتا رہا۔ مدیر محمد شریف غیرت تھے۔ حکیم قمرالدین نے "قمرالصحت" ۱۹۶۱ء میں جاری کیا۔ ۱۹۶۳ء میں ڈاکٹر عبدالستار نے "ڈاکٹر" اور گوہر اسلام "سراج الدین محمود نے جاری کیا یہ ۶۴۔۱۹۶۵ء

Marfat.com

تک جاری رہے - ۱۹۶۴ء میں ملک ایم عبد اللہ نے ماہنامہ "لوح و قلم" جاری کیا - اسی سال کسانوں کے لیے ماہنامہ "ہمدرد کسان" مبارک علی نے جاری کیا - ۱۹۶۶ء میں چراغ الدین چودھری نے "انڈسٹریل پاکستان" جاری کیا -

۱۹۶۶ء میں "کلام حق" نامی مسیحی رسالہ پادری عنایت اللہ مجاہد اور کے - ایل ناصر نے جاری کیا تاحال چھپتا ہے - وزیر آباد سے حکیم محمد اسحاق صدیق نے ماہنامہ "اولی الامر" جاری کیا - یہ ۱۹۷۱ء سے اب تک جاری ہے - اپریل ۱۹۷۲ء میں تعلیمی جریدہ "تنویر ملت" خواجہ منیر حسین نے جاری کیا - اب باقاعدہ نہیں چھپتا -

دوسرے پرچے :

۱۹۱۹ء میں دس روزہ "انتخاب" ولی محمد ذمی نے جاری کیا - تحریک خلافت کا حامی تھا - انہوں نے ۱۹۲۴ء میں دس روزہ "اصلاح مسلمین" اور "رفیق صادق" جاری کیے ۱۹۳۲ء میں "انڈین موٹر گزٹ" نکلا - ۱۹۳۵ء میں پندرہ روزہ "لیبرر" فقیر اللہ شیدا نے نے نکالا - انگریزی سہ ماہی جریدہ "پین فرینڈ" ۱۹۳۷ء میں رام ناتھ کپور نے جاری کیا - روزنامہ "ہماری آواز" ۱۹۴۷ء میں عبد الحمید نے جاری کیا - ۱۹۴۸ء تک جاری رہا - پندرہ روزہ "بیوپاری" ۱۹۴۸ء میں سراج دین نے نکالا - ششماہی "کاروان" ۱۹۵۱ء میں امیر حسین سلیم نے نکالا - پندرہ روزہ "خیال نو" ۱۹۵۸ء میں یعقوب شیراز نے جاری کیا - پندرہ روزہ "سماج" ۱۹۷۳ء میں افتخار جنی کی زیر ادارت شروع ہوا - ۱۹۷۵ء میں "پارچہ باف" پندرہ روزہ نثار انصاری نے جاری کیا -

---

Marfat.com

فیصل آباد میں اخبار نویسی

قیامِ پاکستان تک :

ماہنامے

۱۔ زمیندار گزٹ :

فیصل آباد (سابق لائل پور) سے ۱۹۲۳ء میں زرعی کالج کی مدد کے لیے جاری ہوا تھا۔ اور چار سال زندہ رہا۔

۲۔ گلستانِ ادب :

مدیر جی۔ ایم شیدا نے ۱۹۲۸ء میں رسالہ جاری کیا۔ ادبی مواد چھاپتا تھا

۳۔ لائل پور کاٹن ملز آرگن :

۱۹۲۶ء میں جاری ہوا۔ مدیر عزیز مرزا اور نائب مدیر خواجہ غلام ہیں۔ آج کل بھی جاری ہے۔ پہلے ہندی، گورمکھی اور اردو میں چھپتا تھا۔ اب صرف اردو میں ہے۔ مزدوروں کے مسائل اور سرگرمیوں کی تفصیلات شائع کرتا ہے۔

Marfat.com

ہفت روزے

۱۔ انصاف :

ڈاکٹر رام لال مہاجن نے ۱۹۲۷ء میں جاری کیا۔ ہندوؤں کا ترجمان تھا۔ اس میں کاشت کاری کے مسائل اور بھاؤ شائع ہوتے تھے۔

۲۔ طوفان :

یہ نیم سیاسی پرچہ جی۔ ایم شیدا نے نکالا۔ مسلمانوں کا ترجمان تھا۔ ۱۹۳۶ء تک چلا۔

۳۔ شیوشنکر :

ملک راج بھاکڑی نے جاری کیا۔ ہندوؤں کا ترجمان تھا۔

۴۔ جاگرت :

گیان چند گھربند نے جاری کیا تھا۔

۵۔ جھنگ سیال :

یہ جھنگ سے چھپتا تھا۔ ۱۹۳۰ء میں لائل پور آ گیا۔ مدیر کیدار ناتھ سہگل تھے۔ سیاسی ادبی جریدہ تھا۔ ہندوؤں کا مبلغ تھا۔

۶۔ لائل پور اخبار :

ضلعی انتظامیہ نے ۱۹۲۳ء میں جاری کیا۔ زرعی اور مقامی خبروں پر مشتمل تھا۔

Marfat.com

چمن لال باندھی، چودھری ظفر اللہ، اور ڈاکٹر راجندر سنگھ سندھو اس کے مدیر تھے بعد میں رمضان سرور، خلیق قریشی، برکت دارالپوری، خواجہ عزیز الدین، خواجہ کفایت اللہ منظور انور قریشی اور بشیر ممتاز بھی مدیر رہے۔

۷۔ کسان:

ترقی پسند تحریک کا حامی یہ پرچہ راے دولت علی رشید اور علی محمد خادم کی زیر ادارت ۱۹۳۶ء میں نکلا۔ مقامی انتظامیہ پر تنقید کرتا تھا۔

۸۔ توحید:

۱۹۳۷ء میں باری علیگ مرحوم نے جاری کیا۔ مذہبی اصلاحی پرچہ تھا۔

۹۔ سعادت:

۱۹۳۷ء میں ناسخ یوسفی نے کمالیہ سے جاری کیا۔ ۱۹۴۵ء میں لائل پور لے آئے۔ پھر یہ روزنامہ بن گیا۔ مسلم لیگی تھا خبریں اور تبصرے دیتا۔ سنی العقیدہ مسلمانوں کا حامی تھا۔

۱۰۔ بیوپار پتر:

۱۹۴۰ء میں دیوان چند ساقر نے یہ تجارتی پرچہ جاری کیا۔

روزنامے

۱۔ تاجر:

۱۹۳۹ء میں کندن لال لانبہ نے پہلا روزنامہ جاری کیا۔ پرمغز تبصرے اور خبریں دیتا تھا۔

Marfat.com

۲۔ ڈیلی بزنس رپورٹ :

۱۹۳۹ء میں مدیر سندر داس عاصی تھے۔ تجارتی پرچہ تھا۔ ۱۹۴۷ء کے بعد سے شاہ محمد عزیز نے شروع کیا تاحال جاری ہے۔

۳۔ سعادت :

پہلے ہفت روزہ تھا۔ ۱۹۴۵ء میں روزنامہ بن گیا۔

قیام پاکستان کے بعد

روزنامے

۱۔ سعادت :

یہ روزنامہ ناسخ سیفی کی ادارت میں قیام پاکستان کے بعد جاری ہوا۔ بدستور وہی پالیسی ہے۔

۲۔ انصاف :

۱۹۴۷ء میں عبدالغنی اور شمس الحق جالندھری نے جاری کیا۔ یہ سیاسی اور مسلم لیگی تھا۔ ۱۹۴۹ء میں بند ہو گیا۔

۳۔ ڈیلی بزنس رپورٹ :

۱۹۴۷ء میں سندر داس عاصی کا روزنامہ "ڈیلی بزنس رپورٹ" بند ہو گیا۔ اکتوبر ۱۹۴۸ء میں شاہ محمد عزیز نے پھر جاری کیا۔ ۱۹۶۲ء سے لاہور سے بھی شائع ہو رہا ہے تاحال جاری ہے۔ شاہ محمد عزیز فوت ہو چکے ہیں۔

Marfat.com

۴۔ عوام :

۱۹۴۸ء میں خلیق قریشی مرحوم نے جاری کیا۔ سیاسی پرچہ ہے۔ ملکی و مقامی خبریں دیتا ہے۔ آج کل اس کے مدیر ظہیر قریشی ہیں جو خلیق قریشی کے صاحب زادہ ہیں۔

۵۔ غریب :

چودھری ریاست علی آزاد نے مئی ۱۹۴۹ء میں جاری کیا یہ ایک کامیاب پرچہ ہے ایک زمانے میں اس کا لے آوٹ نیشن پرچوں جیسا ہے۔ آج کل ریاست علی آزاد مرحوم کے بیٹے اس کے مدیر ہیں۔ سیاسی اور مسلم لیگی پرچہ ہے۔ مقامی سیاست و مسائل پر لکھتا ہے۔

۶۔ اعلان :

۱۹۵۰ء میں رانا محمد حسین اختر نے جاری کیا۔ نیم سیاسی ادبی پرچہ تھا۔ پانچ سال تک جاری رہا۔

۷۔ ہمارا پاکستان :

۱۹۵۰ء میں احمد ریاض مرحوم نے جاری کیا۔ ترقی پسند تھا۔ دو سال جاری رہا۔

۸۔ تاجر :

۱۹۵۴ء میں جاری ہوا۔ پانچ سال جاری رہا۔ مالک و مدیر نظام محمد کھرل تھے۔ بعد میں قمر لدھیانوی مدیر بنے۔

۹۔ صلائے عام :

۱۹۵۱ء میں منور گل کی زیر ادارت جاری ہوا۔ نیم سیاسی پرچہ تھا۔ پندماہ

Marfat.com

ہی چل سکا۔

۱۰۔ انکشاف :

عبدالحلیم نے ۱۹۵۲ء میں جاری کیا۔ چند ماہ بعد بند ہو گیا۔

۱۱۔ نوائے وقت :

یہ معیاری پرچہ ۱۹۵۴ء میں نومبر میں جاری ہوا۔ سہگل برادران کے خلاف تھا۔ مقامی و ملکی خبریں شائع ہوتی تھیں۔ اس میں پُرمغز تبصرے اور زوردار اداریے ہوتے ہیں۔ اس میں عرفان چغتائی مرحوم، سلطان عارف اور ہمایوں ادیب کام کرتے رہے۔ کچھ عرصہ بعد اس کا یہ ایڈیشن بند ہو گیا۔

۱۲۔ آفاق :

سہگل برادرز لاہور کے روزنامہ آفاق کو لائل پور سے چھاپنے لگے یہ دراصل نوائے وقت سے مقابلہ کے لیے جاری کیا گیا تھا۔ کچھ عرصہ بعد سہگل برادران اس سے دست بردار ہو گئے۔ حیدر چودھری، قمر لدھیانوی اور مصطفےٰ صادق یہاں کام کرتے تھے۔

۱۳۔ انگارہ :

۱۹۵۸ء میں ریاست علی آزاد کے بھائی وارث علی نے جاری کیا۔ شام کو شائع ہوتا تھا۔ جلد ہی بند ہو گیا۔

۱۴۔ ملت :

سردار عبدالعلیم نے ۱۹۶۲ء میں جاری کیا۔ شام کو شائع ہوتا تھا۔ سہگل برادری کے خلاف تھا۔ ۱۹۶۹ء میں بند ہوتے ہوتے بچا۔ مقامی خبریں چھاپتا ہے تبصرے مضامین

Marfat.com

دیتا ہے۔ چودھری منیر احمد مدیر ہیں۔

۱۵۔ پیغام :

ستمبر ۱۹۶۳ء میں شروع ہوا۔ سیاست میں سہگلوں کا حامی تھا۔ ۱۹۶۶ء میں بند ہوا۔ پھر ۱۹۶۷ء میں جاری ہوا۔

۱۶۔ ڈیلی مارکیٹ :

ستمبر ۱۹۶۲ء میں ملک خورشید احمد نے روزنامہ "ڈیلی مارکیٹ" شروع کیا اسے "ڈیلی بزنس رپورٹ" جیسا آہنگ دیا۔ مقامی خبریں، تبصرے، تجارتی معلومات شائع کرتا ہے۔

۱۷۔ پیام قائد :

یہ سرگودھا کا پرچہ تھا جو ۱۹۶۷ء میں لائل پور آیا۔ غلام رسول بنڈیالوی اس کے مدیر تھے۔ بعد میں اعجاز بٹالوی مدیر بنے۔ آج کل اسے ڈاکٹر حیدر چودھری چلا رہے ہیں۔ یہ معیاری نہیں ہے۔

۱۸۔ شعلہ :

۱۹۶۸ء میں عبدالرشید اٹک نے زیرادارت غلام رسول بنڈیالوی جاری کیا اور بلوچ گروپ کا حامی ہے۔

۱۹۔ مساوات :

پیپلز پارٹی نے یہ اخبار لاہور اور لائل پور سے ۱۹۷۰ء میں جاری کیا تھا۔ ۱۹۷۹ء میں میں بند کردیا گیا۔ یہ لاہور کے مساوات ہی کا چربہ تھا۔

Marfat.com

ہفت روزے

۱۔ تجارتی رہبر :

یہ ناسخ سیفی نے ۱۹۴۸ء میں جاری کیا۔ بعد ازاں ان کے بیٹے متین الرحمان چلاتے رہے۔ تاجران کا ترجمان ہے۔

۲۔ عروج :

۱۹۴۸ء میں جاری ہوا۔ مقامی خبریں دیتا تھا۔ آج کل بند ہے مدیر آزاد شیرازی تھے۔

۳۔ صنعتی پاکستان :

۱۹۵۲ء میں نظام دین انصاریؒ نے جاری کیا۔ دو سال چلا۔ سوت کے تاجروں کا ترجمان تھا۔

۴۔ کنگال :

۱۹۵۰ء میں جاری ہوا۔ شیر افروزی مدیر تھے۔ بعد میں حمید اصغر مدیر بنے۔ ۱۹۶۰ء میں بند ہو گیا۔

۵۔ فلم نیوز :

جی۔ ایم شیدا اور ایوب سرور نے جاری کیا۔ ڈیڑھ سال بعد بند ہو گیا۔

علاوہ ازیں :

ہفت روزہ "مزارعہ" شاہ محمد عزیز مدیر اور "ندائے حق" مولوی دل محمد۔

Marfat.com

"البشیر" مولانا عبدالغنی مرحوم نے ۱۹۵۰ء میں جاری کیے۔ "سنگِ میل" ڈیرہ غازیخان سے ۱۹۵۱ء میں یہاں آیا۔ "پکار" کا نام پہلے "مسیحی پکار" تھا۔ مدیر خورشید احمد مسلمان ہوئے تو پکار رکھ لیا تاحال موجود ہے۔

۱۹۴۸ء سے ۱۹۵۶ء تک السید شائع ہوتا رہا۔ مدیر سعادت حسن تھے۔ مذہبی رسالہ تھا۔ "ملت" ملک برادران نے جاری کیا۔ ۱۹۵۶ء میں شاد جالندھری نے "فلمی بھوت" جاری کیا۔ "پاکستانی" حافظ صدیق انور نے نکالا۔ ۱۹۵۷ء میں "المنیر" عبدالرحیم اشرف کی زیرِ ادارت رہا۔ بعد میں انہوں نے "المنبر" جاری کیا۔

"لائل پور اخبار" ۱۹۵۸ء میں جاری ہوا۔ ہفت روزہ "بازار" مولابخش چودھری نے جاری کیا۔ "النقیب" اصغر علی جہانگیر نے شروع کیا۔ مولانا تاج محمود نے ۱۹۶۴ء میں "لولاک" جاری کیا۔ تاحال جاری ہے۔ "نشانہ" ۱۹۶۶ء میں اے۔ کے مسکین کی زیرِ ادارت جاری ہوا۔ "کارکن" ایوب سرور کی ادارت میں ۱۹۶۸ء میں شروع ہوا۔ "پارس" ۱۹۶۶ء میں مطلبی فریدآبادی نے نکالا۔ "نوائے پاکستان" امین ضیا نے جاری کیا۔ "نیوز ریل" ۱۹۶۵ء میں سردار حسین سردار نے جاری کیا۔ "محبوب الحق" حافظ احسان الحق نے ۱۹۶۱ء میں جاری کیا۔ ہفت روزہ "تاج" شاد جالندھری نے ۱۹۵۸ء میں جاری کیا ۱۹۶۷ء میں بند ہوا

ماہنامے

پرواز:

یہ چودھری ریاست علی آزاد نے ۱۹۴۷ء میں جاری کیا۔ ادبی رسالہ تھا۔ "لالہ زار" وارث الجیلانی نے نکالا۔ "مرجان" ۱۹۴۷ء میں حمید نثار اور رفیق تشنہ نے جاری کیا۔ "اختر" ۱۹۵۵ء میں محمد شریف اور آزادی شیراز نے شروع

Marfat.com

کیا۔ "معصوم" بچوں کا رسالہ تھا۔ ۱۹۵۰ء میں مولانا فروغ احمد نے "القرآن" مذہبی رسالہ جاری کیا۔ "قلمکار" ۱۹۵۰ء میں الطاف احمد نے جاری کیا۔ "شفاء الملک" ۱۹۴۸ء سے ۱۹۶۰ء تک سید مظفر علی نے چلایا۔ "حکیم مشرق" منظور احمد نے ۱۹۵۱ء میں جاری کیا۔ "معمار ادب" رشید لدھیانوی نے جاری کیا۔ "داستان" منظور احمد نے ۱۹۵۱ء میں جاری کیا۔ "پیام صحت" ۱۹۵۲ء میں حکیم ناصر ملک نے جاری کیا۔ ۱۹۵۲ء میں ماسٹر عبدالحق کامل نے "حریم ادب" جاری کیا۔ "شعاع حرم" ۱۹۵۲ء میں جاری ہوا۔ "جھولنا" ۱۹۵۴ء میں عبدالحق کامل نے جاری کیا۔ "حجاب" ۱۹۵۵ء میں مشوق عرفانی نے جاری کیا۔ بیگم شاہ محمد عزیز نے ۱۹۵۵ء سے ۱۹۵۷ء تک سہیلی شائع کیا۔ شاکر عروجی نے "پرچم" نکالا۔ خ۔ ب سیدہ تحسین نے ۱۹۵۹ء میں علم و فضل جاری کیا احسان الٰہی ملک کا "ہمارا وطن" ۱۹۶۱ء سے ۱۹۶۴ء تک جاری رہا۔ سید وارث الجیلانی نے ۱۹۶۴ء میں "فیضان" جاری کیا۔ احسان الٰہی ملک نے ۱۹۶۶ء میں "باغ و بہار" جاری کیا۔ ۱۹۶۸ء میں "توانائی" اور "پاکستان آٹوموبیل" جاری ہوئے۔

پندرہ روزہ :

۱۹۵۹ء میں "شب و روز" اختر سعیدی کی ادارت میں جاری ہوا۔ ۱۹۶۱ء میں پرویز پاشا نے "آن" جاری کیا۔ تبسم کا اجراء ۱۹۶۲ء میں ہوا۔ اس کے مدیر سردار حسین سردار تھے۔ ان پندرہ روزہ رسائل میں مذہب، سیاست اور ادب پر مضامین کے علاوہ بچوں اور خواتین کے لیے بھی مواد شائع ہوتا تھا۔ کوئی بھی رسالہ تین چار سال سے زیادہ عرصہ زندہ نہ رہا۔

Marfat.com

ڈیرہ غازیخان میں اخبار نویسی

ڈیرہ غازی خان رپورٹر :

ڈیرہ غازی خان میں پہلا اخبار ۱۹۲۹ء میں "ڈیرہ غازی خان رپورٹر" کے نام سے منظر عام پر آیا۔ یہ اخبار دوست محمد خان نے ڈیکلریشن حاصل کیے بغیر جاری کیا۔ بے قاعدہ وقفوں کے بعد صرف دو تین بار شائع ہوا۔ یہ جاگیر داری نظام کے خلاف تھا۔

پہلا باقاعدہ اخبار :

ڈیرہ غازی خان سے جاری ہونے والا پہلا باقاعدہ اخبار ہفت روزہ سفینہ تھا جسے غلام حسین زار نے ۱۵ اپریل ۱۹۳۳ء کو جاری کیا۔ یہ اردو ہفت روزہ ۲۰×۳۰/۸ پر چھپتا تھا۔ عملہ ادارت میں گل محمد، صادق ایوبی اور ندیم جعفری شامل تھے یہ ایک طرف سرداری نظام کی مخالفت کرتا تھا اور دوسری طرف مسلمانوں کے حقوق اور مفادات کے لیے آواز بلند کرتا تھا۔ یہ اخبار ستمبر ۱۹۳۴ء میں بند ہو گیا کیونکہ جس چھاپہ خانہ "سندھ ساگر پریس" میں طبع ہوتا تھا۔ اس کے ہندو مالک نے اسے چھاپنے سے انکار کر دیا۔

Marfat.com

گوردھن :

یہ ہفت روزہ لالہ بیشن داس نے جنوری ۱۹۳۴ء میں ہفت روزہ سفینہ کے مقابلہ میں جاری کیا۔ یہ ہندو ساہوکاروں، ہندو مت اور انڈین نیشنل کانگرس کا ترجمان تھا۔ چند شماروں کی اشاعت کے بعد بند ہو گیا۔

اصلاح :

یہ ماہنامہ ڈسٹرکٹ کونسل ڈیرہ غازی خان نے "دیہات سدھار" تحریک کے سلسلے میں جاری کیا۔ اس کا سائز $\frac{30 \times 20}{8}$ تھا۔ سردار اللہ نواز خان درانی، مسعود الحسن اور صالح محمد مختلف اوقات میں اس کے مدیر رہے۔ ۱۹۳۷ء میں یہ ہفت روزہ بن گیا ۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان کے وقت بند ہو گیا۔ ۱۹۴۸ء میں پھر ہفت روزہ کی صورت میں جاری ہوا لیکن چند ہی ماہ بعد بند ہو گیا۔

قیام پاکستان کے بعد :

قیام پاکستان کے بعد کچھ عرصہ تک اتھل پتھل کا ایسا سلسلہ جاری رہا کہ صحافت کے لاہور جیسے مرکز میں بھی معاملات دگرگوں رہے۔ ڈیرہ غازی خان میں بھی دو اڑھائی سال صحافت پر جمود طاری رہا۔

نوائے اسلام :

یہ سہ روزہ اخبار عبدالقادر ملک نے ۱۹ اگست ۱۹۵۰ء کو جاری کیا۔ ضخامت ۸ صفحات تھی اور سائز $\frac{30 \times 20}{8}$ ۔ یہ ڈیرہ غازی خان کا پہلا اخبار تھا جس میں قومی اور بین الاقوامی سطح کی خبریں بھی بالاہتمام شائع ہوتی تھیں۔ ملکی دائرہ میں یہ مسلم لیگ کی ترجمانی کرتا تھا اور بین الاقوامی تناظر میں امریکہ کے خلاف اور عوامی جمہوریہ

Marfat.com

چین کے حق میں خبریں اور مضامین شائع کرتا تھا۔ ۱۹۵۱ء کے اوائل میں بند ہو گیا۔

ہلال :

یہ ہفت روزہ محمود خان بزدار نے ۱۳ مئی ۱۹۵۳ء کو جاری کیا۔ آغاز ہی میں یہ مسلم لیگ کی حمایت کرتا تھا۔ اس میں بلوچستان اور بہاول پور کے معاملات پر نامہ مواد شائع ہوا۔ نام نہاد "پختونستان" کے حامیوں کے خلاف محاذ قائم کیا۔ وحدت مغربی پاکستان کی حمایت کی۔ ڈیرہ غازی خان کو بلوچستان میں شامل کرنے کا حامی تھا۔ بلوچی ادب اور تاریخ پر تسلسل کے ساتھ مضامین شائع کیے۔ اسلام اور اس کی حقانیت کے بارے میں بھی مضامین چھاپتا رہا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کے صفحات اور مواد کی ترتیب و تزئین کے انداز میں تبدیلی ہوتی رہی۔ اخبار تاحال جاری ہے اور ڈیرہ غازی خان کے جرائد میں ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔

سلیمان :

یہ ہفت روزہ شیخ عبدالحمد قریشی نے ۱۹۵۸ء میں جاری کیا۔ صفحات چار تھے۔ مندرجات کی ترتیب میں ردوبدل ہوتا رہتا تھا۔ اداریہ کبھی شائع ہوتا تھا کبھی نہیں۔ اس میں "خبریت" کم اور ادب زیادہ ہوتا تھا۔ کچھ عرصہ بعد بند ہو گیا۔

پاک سرزمین :

ہفت روزہ پاک سرزمین کا اجراء ۵ دسمبر ۱۹۶۹ء کو ہوا۔ اس کی مدیرہ اعلیٰ محترمہ شمیم فاطمہ اور مدیر مسئول شیخ عبدالحمد قریشی ہیں۔ شروع شروع میں اس کا سائز $20\times\frac{14}{2}$ تھا اور یہ اخبار ۱۲ صفحات پر مشتمل تھا اور ان صفحات کو عموماً دو کالموں میں تقسیم کیا جاتا تھا۔ خبروں کا معیار آغاز میں اچھا نہیں تھا۔ اس اخبار کی پیشانی کا ڈیزائن

Marfat.com

بھی بدلتا رہا۔ پیشانی پر بدلتے حالات کے ساتھ عبارات اور اشعار بھی بدلتے رہے۔
کبھی لکھا ہوتا تھا "عوامی تقاضوں کا ترجمان" کبھی "محنت کشوں کا ترجمان" اور کبھی
"عوامی تقاضوں کا آئینہ دار" کے الفاظ درج ہوتے تھے۔ یہ اخبار شروع ہی سے
برسر اقتدار طبقہ کا ہمنوا رہا ہے۔

غرب:

ہفت روزہ غرب چھ ستمبر ۱۹۶۵ء کو جاری ہوا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اپنی ہم عصر
صحافت پر چھا گیا۔ اس کا سب سے اہم سبب اس اخبار کی متوازن پالیسی اور اس
کے بانی عبدالرحیم غوری کا صحافتی تجربہ تھا۔ عبدالرحیم غوری مرحوم غرب کے اجراء سے
قبل ڈیرہ غازی خان میں نصف درجن سے زیادہ قومی اخبارات کے نمائندے تھے۔
اور کئی سال سے انتہائی خوش اسلوبی کے ساتھ صحافتی فرائض سرانجام دے رہے تھے۔
یہ اخبار امروز پرنٹنگ پریس ملتان میں طبع ہوتا تھا۔ اس کے پرنٹر خورشید احمد تھے۔
پیرزادہ حبیب الرحمان مدیر معاون کے فرائض سرانجام دیتے تھے۔ پہلے شمارے میں اس
کی پیشانی پر یہ شعر درج تھا ؎

کوہ شگاف تیری ضرب تجھ سے کشادہ شرق و غرب
تیغ ہلال کی طرح عیش نیام سے گزر

اس کے بعد پیشانی پر "عوامی تقاضوں کا ترجمان" درج تھا۔ پہلے صفحے پر خبریں تھیں۔ دوسرے
صفحے پر اداریہ کے علاوہ ایک مضمون ایڈیٹر کی ڈاک اور علاقائی خبریں بھی تھیں۔ یہ اخبار آغاز
میں علاقے کی مختلف خبریں کچھ اس طرح کے عنوانات سے شائع کرتا تھا۔ چوٹی کی خبریں
راجن پور کی خبریں۔ ابتداء میں اس اخبار کے ادارہ تحریر میں کیف انصاری، قادر دار فریدی
نجم آفاقی، زرینہ کرمانی، شاہین بلوچ اور مولانا عبدالمجید شامل تھے اس کے بعد محمد سعید عاطر
اور تصدق حسین بخاری بھی ان میں شامل ہو گئے۔ اس اخبار میں محسن نقوی کی غزلیں اور
کیف انصاری کے خوب صورت اور دل چسپ قطعات حق گو کے عنوان سے شائع ہوتے

Marfat.com

رہے ۔ اس کے علاوہ اس اخبار میں خواتین بھی لکھتی تھیں۔ جن میں فرحت وارث اور نفیس وارث قابل ذکر ہیں ۔ ان کے بہت سے مضامین مختلف موضوعات پر شائع ہوئے۔

ساحل:

ساحل عبدالغفور قریشی نے ڈیرہ غازی خان کی ایک تحصیل راجن پور سے جاری کیا ساحل کے لیے ڈیکلریشن کی درخواست ۱۹۶۸ء میں دی گئی جو نومبر ۱۹۷۰ء میں منظور ہوئی ۵ فروری ۱۹۷۱ء سے بطور ڈمی شائع ہونے لگا۔ باقاعدہ آغاز ۱۷ مارچ ۱۹۷۲ء کو ہوا۔ مدیر عبدالغفور قریشی تھے۔ ۱۹۷۴ء میں وفاق پریس نے اخبار شائع کرنے سے انکار کر دیا تو یہ ہمدرد پریس ملتان میں چھپنے لگا ۔ اس کا سائز شروع ہی سے ۲۰×۳۲/۲ ہے ۔ صفحات کی تعداد عموماً چار یا چھ رہی ۔ اس کے پہلے شمارے میں پہلے صفحے پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کی تصویر کے ساتھ ایک مضمون "ابتدا ہوتی ہے تیرے نام سے" کے عنوان سے شائع ہوا۔ صفحہ دو پر اداریہ ایک مضمون اور ایک قطعہ ہے صفحہ تین عورتوں کے لیے اور صفحہ چار بچوں کے لیے وقف ہے ۔ صفحہ پانچ پر سرائیکی ادب اور فلموں کے بارے میں مواد چھپتا ہے ۔ صفحہ چھ پر پیغامات ہیں جن میں ڈاکٹر نذیر احمد شہید کا خط بھی شامل ہے ۔ ڈاکٹر صاحب کا خط "قلم کی عصمت" کے عنوان سے یوں شائع ہوا:

> "صحافت ہر قوم کے لیے کان اور زبان کا حکم رکھتی ہے ہر ذمہ دار صحافی کا یہ اولین فرض ہے کہ وہ گوش بر آواز رہے ۔ جب بھی قوم اپنی قومی ضرورتوں کے لیے اسے پکارے تو وہ قوم کی آواز پر لبیک کہے اور ایک جاندار اور دیانتدار قلم جو اس کے ہاتھ میں ہوتا ہے وہ اس کی

Marfat.com

ہے جس سے وہ قوم کی ترجمانی کرتا ہے۔ اور دیانت دار صحافی کا یہ فرض ہے کہ وہ اقتدار کے اشارہ ابرو اور تیوری کے بل دیکھنے کی بجائے اپنے قلم کی عصمت اور اپنے مقام کی ذمہ داری کو محسوس کرے۔ میں سمجھتا ہوں کہ صحافی کے قلم کی عصمت ماں بہن کی عصمت سے کم نہیں۔"

Marfat.com

قوانین صحافت

یہ ایک حقیقت ہے کہ پاکستان میں صحافتی قوانین ہمیشہ ایک اختلافی مسئلہ بنے رہے۔ حکومت اور پریس کے تعلقات کبھی ایسے نہیں رہے کہ انہیں "خوشگوار" یا "اطمینان بخش" قرار دیا جا سکے۔ ہر حکومت کے دور میں مختلف اخبارات و جرائد کے خلاف مختلف النوع اقدامات ہوتے رہے۔ یہ اقدامات تھے ڈیکلریشن کی منسوخی، اشتہارات کی بندش یا ان میں کمی۔ انتباہ، ایڈیٹروں، پرنٹروں اور پبلشروں کی گرفتاریاں اور قید وغیرہ یہ بھی حقیقت ہے کہ جب اخبارات کو آزادی ملی تو بعض اخبارات و جرائد نے غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کیا۔ انتشار و افتراق کو فروغ دیا۔ لوگوں کے جذبات برانگیختہ کیے۔ بعض اخبارات نے محض اشاعت بڑھانے کے لیے سنسنی خیزی اور جذبات انگیزی کا راستہ اپنا لیا۔ دوسری طرف بعض ادوار میں حکومت وقت نے ناروا پابندیاں عائد کیں اور اخبارات کو ملک و ملت کے مفاد اور عوام کی ترجمانی کے سلسلے میں اپنا فرض ادا کرنے سے روکا۔

Marfat.com

پاکستان پبلک سیفٹی ایکٹ :

پاکستان قائم ہوا تو پاکستان پبلک سیفٹی ایکٹ نافذ کیا گیا۔ ۱۹۴۹ء میں پنجاب میں مغربی پنجاب سیفٹی ایکٹ (جو ۱۹۴۶ء میں انگریز حکمرانوں نے نافذ کیا تھا) کا نفاذ عمل میں آیا۔ اس ایکٹ کی دفعہ ۶ کے تحت حکومت کو یہ اختیار حاصل ہو گیا ہے کہ وہ مفاد عامہ میں کسی اخبار یا جریدے کی اشاعت ایک خاص مدت کے لیے روک سکتی ہے۔ کسی معاملہ سے متعلق مواد کا پیشگی جائزہ لے سکتی ہے۔ کسی اخبار یا جریدے کو پابند کر سکتی ہے کہ وہ کوئی خاص دستاویز یا دستاویزات/ مواد شائع نہ کرے یا خاص مواد مقررہ مدت تک شائع کرے۔

پاکستان سکیورٹی ایکٹ :

۱۹۵۲ء میں پاکستان سکیورٹی ایکٹ نافذ ہوا۔ ۱۹۵۵ء آفیشل سیکرٹس ایکٹ (سرکاری رازوں کے قانون) میں توسیع کر کے اس کا اطلاق اخبارات پر بھی کر دیا گیا۔ اس ایکٹ کی رو سے حکومت کو یہ اختیار حاصل ہو گیا کہ اگر ضروری ہو تو وہ اخبار کو خبر کا ذریعہ بتانے پر مجبور کر سکتی ہے۔ ان قوانین کے تحت دی سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور، نوائے وقت لاہور، چٹان لاہور، ایشیا لاہور، انصاف اور ستلج بہاول پور اور پاکستان کے دوسرے صوبوں کے کئی اخبارات کے خلاف کارروائی ہوئی۔

علاوہ ازیں حکومت وقت اپنے حامی اخبارات کو نوازنے اور مخالف اخبارات کو دبانے کے لیے بعض اور حربے بھی استعمال کرتی رہی۔ یہ حربے تھے حامی اخبارات کو زیادہ اشتہارات دینا اور مخالف یا بے باکی سے اظہار رائے کرنے والے اخبارات کے اشتہار بند یا کم کر دینا۔ طویل عرصہ تک اخبارات کو حسب ضرورت کوٹہ نہ دینا اور حامی اخبارات کو ضرورت سے زائد کوٹہ دینا ایک ایسا حربہ تھا جو اخبارات پر

Marfat.com

اثر انداز ہوتا رہا۔ ایک دور میں تو حکومت اپنے حامی اخبارات میں نقد رقوم بھی تقسیم کرتی رہی۔ فسادات پنجاب (۱۹۵۳ء) کی تحقیقاتی رپورٹ میں یہ انکشاف کیا گیا ہے کہ ۱۹۵۱ء اور ۱۹۵۲ء میں حکومت نے آفاق، زمیندار، احسان اور مغربی پاکستان میں نقد رقوم تقسیم کیں۔

۱۹۵۸ء میں پاکستان میں مارشل لا نافذ ہوا۔ آئین منسوخ ہو گیا۔ سیاست ختم ہو گئی۔ شہری آزادیوں کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ چنانچہ پریس اپنی رہی سہی آزادی سے بھی محروم ہو گیا۔

مغربی پاکستان تحفظ امن عامہ کا آرڈی ننس :

یہ آرڈی ننس ۱۹۶۰ء میں نافذ ہوا تھا اس کی رو سے حکومت کو یہ اختیار حاصل ہو گیا کہ اخبار امن عامہ میں خلل انداز ہوں تو ان کی اشاعت متعینہ مدت کے لیے معطل کر دے۔

۱۹۶۲ء کے آئین کے نفاذ کے بعد قانون اخبارات و مطبوعات Print Publications Ordinance ۱۹۶۳ء نافذ ہوا۔ ۱۹۶۴ء میں اس میں کچھ ترامیم کی گئیں۔ عملاً ابھی تک یہی قانون نافذ ہے۔ اس کی اہم شقیں یہ ہیں :۔

۱۔ ڈیکلریشن کی توثیق ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کرے گا۔ ڈیکلریشن اس شخص کو ملے گا جس کو ڈیکلریشن داخل کرنے سے پہلے کے پانچ سالوں میں کسی اخلاقی جرم میں سزا نہ ہوئی ہو اور جو اخبار چلانے کے لیے مالی وسائل کا ثبوت فراہم کرے ایڈیٹر کے لیے صحافت کی موزوں تعلیم یا تربیت لازمی ہو گی اگر حکومت کو یہ اطمینان ہو کہ پرنٹر یا پبلشر ایسا کام کرے گا جو ملک کے دفاع امور خارجہ، پاکستان کی سلامتی، امن عامہ یا تحفظ امن کے لیے نقصان دہ

Marfat.com

ہوگا یا اخبار کو تشدد یا ہتک عزت کے لیے استعمال کیا جائے گا تو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ڈیکلریشن کی توثیق نہیں کرے گا۔

۲۔ کوئی غیر ملکی باشندہ / ادارہ حکومت کی پیشگی اجازت حاصل کیے بغیر کسی اخبار کی ملکیت یا ملکیت میں حصہ دار بننے کا اہل نہیں ہوگا حکومت کی اجازت ملنے کی صورت میں بھی ۲۵ فی صد سے زائد کا حصہ دار نہیں بن سکے گا۔

(دفعہ ۲۴۔ الف) میں مندرجہ ذیل صورتوں میں اخبار، ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر کے خلاف کارروائی ہو سکتی ہے :۔

۱۔ تشدد پر اکسانا۔

۲۔ جرم یا مجرموں کی تائید کرنا۔

۳۔ تشدد اور جنس سے متعلق جرائم کی رپورٹنگ اس طرح سے کرنا کہ لوگوں میں غیر صحت مند تجسس یا دلچسپی کرنے کی تحریک ہو۔

۴۔ بلیک میلنگ۔

۵۔ قانون کے انصرام یا نظم و نسق کو برقرار رکھنے میں مداخلت کرنا۔

۶۔ غیر شائستہ، فحش، توہین آمیز یا بدنام کرنے والا مواد شائع کرنا۔

۷۔ جھوٹی افواہیں پھیلانا۔

۸۔ قیام پاکستان کے خلاف لکھنا یا اس کی سلامتی کو محدود یا ختم کرنے کے حق میں لکھنا۔

۹۔ قانونی طور پر قائم شدہ حکومت کے خلاف نفرت پھیلانا۔

۱۰۔ پاکستان کی آبادی کے مختلف طبقوں کے مابین عداوت یا نفرت پیدا کرنا۔

۱۱۔ پاکستان سے الحاق کرنے والی ریاست کے حکمران کے خلاف منافرت یا بے اطمینانی پیدا کرنا۔

Marfat.com

۱۲۔ کسی بھی ملک کے ساتھ دوستانہ تعلقات کو نقصان پہنچانا۔

۱۳۔ سرکاری افسروں کے اخلاق کو متاثر کرنا یا ان کو فرائض کی ادائیگی میں تاخیر کرنے یا ترک کرنے یا استعفےٰ دینے کی ترغیب دینا۔

ان شقوں کے ساتھ دی گئی وضاحتوں میں یہ کہا گیا ہے کہ حکومت کے اقدامات سے نیک نیتی سے اختلاف کرنا یا قانونی ذرائع سے اس کو تبدیل کرانے کی کوشش اس انداز سے کرنا کہ حکومت کے خلاف منافرت یا بے اطمینانی نہ پھیلے قابل مواخذہ نہیں ہے اس طرح کسی صوبہ یا علاقہ کے جائز حقوق اور ترقی کی بات بغیر کینہ کے کرنا بھی قابل مواخذہ نہیں ہے۔

مندرجہ بالا میں سے کسی کی خلاف ورزی کی صورت میں انتظامیہ کو یہ اختیار ہے کہ وہ پبلشر سے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے پاس ضمانت جمع کرانے کو کہے۔ ضمانت کی رقم کم سے کم پانچ سو اور زیادہ سے زیادہ تیس ہزار ہو سکتی ہے۔ اگر ضمانت کی رقم دس دن کے اندر جمع نہ کرائی گئی تو ڈیکلریشن منسوخ ہو جائے گا۔ اگر اخبار دوبارہ خلاف ورزی کرے تو زر ضمانت جزوی یا کلی طور پر ضبط کیا جا سکتا ہے اور پبلشر سے از سر نو ضمانت جمع کرانے کے لیے کہا جا سکتا ہے۔ دس دن کے اندر زر ضمانت جمع نہ ہونے کی صورت میں ڈیکلریشن منسوخ ہو جائے گا۔

چھاپہ خانوں پر بھی انہی شقوں کا اطلاق ہو گا البتہ ضمانت جمع نہ ہونے کی صورت میں چھاپہ خانہ کو یہ ہدایت کی جائے گی کہ وہ مقررہ مدت تک کوئی چیز طبع نہ کرے۔

دفعہ ۲۲ کے تحت یہ اہتمام کیا گیا ہے کہ اگر اخبارات اسمبلی کی کارروائی کے حذف شدہ حصے یا عدالت / ٹریبونل کی کارروائی کے وہ حصے شائع کرے جن کی اشاعت سے منع کیا گیا ہو تو ایک سال تک قید یا دس ہزار روپے تک جرمانہ کی سزا یا دونوں سزائیں دی جا سکتی ہیں۔

دفعہ ۲۵ کے تحت یہ اہتمام کیا گیا ہے کہ حکومت مندرجہ ذیل کسی چھاپہ خانہ کے لیے

Marfat.com

انکوائری کمیشن تشکیل دے سکتی ہے ۔

الف ۔ کوئی چھاپہ خانہ یا اخبار کہیں سے نقد جنس یا کسی اور صورت میں امداد لیتا ہے یا نہیں ۔

ب ۔ اس قسم کی امداد پاکستانی شہریوں سے لے رہی ہے یا ان لوگوں سے جو پاکستان کے شہری نہیں ہیں ۔

ج ۔ کیا چھاپہ خانہ یا اخبار استحصال ، بلیک میلنگ یا دھوکہ دہی سے تو رقوم حاصل نہیں کرتا ۔

د ۔ مندرجہ بالا اور اس سے متعلق اور معاملات کی چھان بین کے لیے انکوائری کمیشن کی کارروائی عدالتی کارروائی تصور ہوگی ۔ کمیشن کسی شخص کو چھاپہ خانہ یا اخبار، اس کی املاک اور دستاویزات کو قبضہ میں لینے اور نظم ونسق سنبھالنے کے لیے مقرر کر سکتا ہے ۔ متاثرہ فریق کمیشن کی کارروائی کے خلاف کمیشن کو یادداشت پیش کر سکتا ہے اور کمیشن متاثرہ فریق کی یادداشت پر غور کرنے کے بعد اپنے فیصلے کو ختم یا تبدیل کر سکتا ہے یا برقرار رکھ سکتا ہے ۔

کمیشن اپنی رپورٹ تین ماہ میں حکومت کو پیش کرے گا اور حکومت کمیشن کی سفارش پر چھاپہ خانہ یا اخبار کا ڈیکلریشن معطل یا منسوخ کر سکتی ہے اور چھاپہ خانہ ضبط کر سکتی ہے ۔

ٹربیونل :

حکومت کے کسی اقدام کے خلاف دو ماہ کے اندر حکومت سے اپیل کی جا سکتی ہے حکومت ایسی اپیلوں کے فیصلوں کے لیے ایک یا زیادہ ٹریبونل مقرر کر سکتی ہے ۔ کمیشن کی حیثیت سول کورٹ کی ہوگی اور اس کا فیصلہ حتمی ہوگا جسے کسی عدالت میں چیلنج نہیں کیا جا سکے گا ۔

اس آرڈی ننس کے علاوہ مندرجہ ذیل قوانین کا بھی جزوی یا کلی طور پر اخبارات و

Marfat.com

وجرائد پر اطلاق ہوتا ہے۔

سرکاری رازوں کا قانون:

• اس قانون کے ایسی سرکاری دستاویزات شائع نہیں کی جاسکتیں جو خفیہ ہوں۔

تعلقات خارجہ کا قانون:

اس کے تحت پاکستان سے ملحق کسی ملک کے سربراہ اس کے بیٹے یا وزیراعلیٰ وزیراعظم / وزیراعلیٰ کے خلاف ایسا مواد شائع نہیں کیا جاسکتا جس سے اس ملک کے ساتھ پاکستان کے تعلقات متاثر ہوں۔

ضابطہ تعزیرات پاکستان:

دفعہ ۱۲۴۔ الف۔ ت۔ پ کا تعلق بغاوت سے ہے۔ دفعہ ۵۴: الف کے تحت پاکستان کی آبادی کے مختلف طبقوں کے درمیان منافرت یا عداوت پیدا کرنے کی ممانعت کی گئی ہے۔ دفعات ۴۹۹۔ ۵۰۲ کا تعلق ہتک عزت سے ہے۔ دفعہ ۵۰۵ کے تحت مسلح افواج کے ارکان کو بغاوت پر اکسانا، فرائض سے لاپرواہی برتنے یا فرائض کی ادائیگی سے باز رکھنا لائق تعزیر ہے۔

ٹیلیگراف ایکٹ:

اس ایکٹ کے تحت ہنگامی صورت حال میں یا تحفظ عامہ کے لیے تاربرقی پیغامات روکے یا پڑھے جاسکتے ہیں۔

پوسٹ آفس ایکٹ:

اس ایکٹ کے تحت ڈاک خانے بعض اخبارات بھیجنے سے انکار کرسکتے ہیں

Marfat.com

یا ان کو روک سکتے ہیں۔

بحری کسٹمز ایکٹ:

اس ایکٹ کی رو سے کسٹم حکام، ممنوعہ مطبوعات کے درآمد شدہ بنڈل روک سکتے ہیں۔

یہ ایکٹ ایوب خان کے عہد حکومت میں نافذ ہوا تھا۔ صحافیوں کی طرف سے اس کے خلاف احتجاج اور اس کی تنسیخ کا مطالبہ ہوتا رہا۔ اس ایکٹ کے کے نفاذ کے ساتھ ہی نیشنل پریس ٹرسٹ بھی قائم کر دیا گیا اور بعض اہم اخبارات دی پاکستان ٹائمز، امروز، مشرق، مارننگ نیوز وغیرہ ٹرسٹ میں شامل ہو گئے اگرچہ ٹرسٹ کے قیام کا مقصد صحت مند صحافت کا فروغ قرار دیا گیا تھا لیکن اصل میں مذکورہ بالا اہم اخبارات حکومت کے زیر اثر بلکہ اس کی تحویل میں آ گئے۔ ٹرسٹ کا چیئرمین حکومت کی طرف سے مقرر ہوتا ہے چنانچہ ٹرسٹ کے قیام کے وقت سے ٹرسٹ میں شامل اخبارات حکومت کے تابع ہو گئے۔ چنانچہ آزاد اخبارات کی تعداد کم رہ گئی۔ اور ان کی قوت میں بھی نسبتاً کمی آ گئی۔ سرکاری اخبارات کے لیے حکومت کی نوازشوں میں اضافہ ہوا۔ اور حکومت کے اقدامات اور پالیسیوں پر نکتہ چینی کرنے والے اخبارات کو درپیش مشکلات میں اضافہ ہو گیا۔

یحییٰ خان کے دور میں مذکورہ بالا قوانین تو برقرار رہے لیکن عملاً حکومت نے نرمی اختیار کر لی چنانچہ اس دور میں بعض اخبارات و جرائد نے غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کیا۔ سابق مشرقی پاکستان کے بعض اخبارات نے مغربی پاکستان کے خلاف تعصب اور نفرت پیدا کی۔ مغربی پاکستان میں بھی ایک دھڑے کے اخبارات نے سنسنی خیزی اور مخالفوں کی کردار کشی کو شعار بنا لیا۔ ان میں مساوات، آزاد اور ہفت روزہ شہاب وغیرہ بطور خاص قابل ذکر ہیں۔ پیپلز پارٹی کے دور حکومت میں نہ صرف پریس اینڈ پبلی کیشنز آرڈیننس کا پوری طرح اطلاق ہوا بلکہ عملاً مزید سختی بھی روا رکھی گئی۔ اس دور میں

Marfat.com

پنجاب میں اردو ڈائجسٹ، ہفت روزہ زندگی، ہفت روزہ چٹان، پنجاب پنچ اور روزنامہ جسارت ملتان کے خلاف بطور خاص کارروائیاں ہوئیں۔

۵ جولائی ۱۹۷۷ء کو حالات کے ناگزیر تقاضوں کے تحت ملک میں مارشل لاء نافذ ہوا۔ چنانچہ مطبوعات اور چھاپہ خانوں سے متعلق مارشل لاء کے بعض ضوابط جاری کیے گئے۔ ضابطہ نمبر ۴ مجریہ ۵ جولائی ۱۹۷۷ء میں ایسی چیز کی طباعت، تقسیم یا اپنے پاس رکھنے کی ممانعت کر دی گئی جس سے ملک کے عوام میں فرقہ وارانہ منافرت یا علاقائی تعصب پیدا ہوتا ہے۔ ضابطہ نمبر ۱۳ کی رو سے افواج پاکستان کے خلاف نفرت پھیلانے، عوام میں سراسیمگی اور مایوسی پیدا کرنے کی ممانعت کر دی گئی۔ ضابطہ نمبر ۱۵ کے تحت صوبائی تعصب، فرقہ واریت یا لسانی بنیادوں پر ملک میں علیحدگی کا رجحان پیدا کرنے کی ممانعت کی گئی۔ ۱۱ اکتوبر ۱۹۷۹ء کو مارشل لاء کے حکم نمبر ۴۹ کے کے ذریعے اخبارات و جرائد پر پابندیاں مزید سخت کر دی گئیں۔ اس حکم کے ذریعے اسلام، پاکستان کی خودمختاری، علاقائی سالمیت اور امن عامہ کے منافی مواد کی اشاعت ممنوع قرار دے دی گئی۔ اور یہ اہتمام کیا گیا کہ اخبارات و جرائد چاہیں تو مواد پیشگی سنسر کرالیں۔ بصورت دیگر حکم کی خلاف ورزی کے نتائج کی ذمہ داری ان پر ہوگی۔

Marfat.com

حوالہ جات

1. Majid Nizazmi, *The Press in Pakistan*: (Lahore: Deptt. of Pol. Sc. Punjab Unviersity, 1958). pp. 7-8.

2. S.M.A Feorze, *Press in Pakistan* (Lahore: National Publications 19

3. *Pakistan Year Book* - 1956 (Karachi, Express Publishers, 1957,p.

4. - d- - pp. 187-113.

5. Majid Nizami, *The Press in Pakistan* (Lahore Deptt. of Pol Sc. Punjab University, 1958, p. 67

6. List of Newspapers and Periodicals - Press Information Department.

۷۔ سید محمد عبداللہ، "اردو صحافت تاثرات کے آئینے میں" جاوداں لاہور ۲۲ اکتوبر ۱۹۷۹ء۔

۸۔ ایضاً

۹۔ ایضاً

۱۰۔ ہفت روزہ چٹان، لاہور یکم جنوری ۱۹۶۹ء۔

۱۱۔ مقبول جہانگیر، اردو ڈائجسٹ کی کہانی۔ سیارہ ڈائجسٹ، جولائی ۱۹۷۲ء۔

Marfat.com

۱۲- اردو ڈائجسٹ، نومبر ۱۹۶۰ء، ص ۹۷

۱۳- سیارہ ڈائجسٹ فروری ۱۹۶۲ء

۱۴- ایضاً

15. Majid Nizami, Press in Pakistan (Lahore: Deptt. Pol. Science Punjab University, 1958) p. 19

Marfat.com

Marfat.com

باب ہشتم

اُردو اخبار نویسی کی
ترقی کا ایک جائزہ

Marfat.com

Marfat.com

پاکستان و ہند میں پہلا اردو اخبار آج سے ایک سو اُنسٹھ سال پہلے کلکتہ سے منظر عام پر آیا۔ اس کے بعد دہلی، آگرہ، لکھنو اور میرٹھ وغیرہ سے اردو اخبارات جاری ہوئے۔ پنجاب میں صحافت کا آغاز نسبتاً بعد میں اس وقت ہوا جب سکھوں کی بساط اقتدار لپٹی اور پنجاب انگریزوں کے زیر تسلط علاقے میں شامل ہوا۔ لیکن جلد ہی پنجاب پاکستان و ہند میں اردو اخبار نویسی کا سب سے بڑا مرکز بن گیا۔ دلی اور لکھنو وغیرہ اردو زبان و ادب کے مرکز ضرور تھے لیکن ہندی اردو تنازعہ اور انگریزوں کی ہندو نوازی نے ان علاقوں میں اردو زبان اور نتیجتہً اردو اخبار نویسی کے لیے ناسازگار حالات پیدا کر دیے۔ اگرچہ اردو باشندگان پنجاب کی مادری زبان نہیں تھی لیکن یہ عجیب حسن اتفاق ہے کہ اردو اخبار نویسی کا سب سے بڑا مرکز بننے کا شرف پنجاب کو حاصل ہوا۔ پنجاب میں پنجابی میں ایک بھی روزنامہ جاری نہ ہوا۔ انگریزی ہندی اور گورمکھی اخبارات و جرائد کی تعداد اردو اخبارات و جرائد کی تعداد سے ہمیشہ بہت کم رہی۔

پنجاب میں اردو اخبار نویسی کی عمر ایک سو تیس سال ہو چکی ہے۔ بلا خوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ اردو اخبار نویسی نے اس عرصے میں جو ترقی کی ہے وہ حیرت انگیز اور

Marfat.com

شان دار ہے۔ اردو اخبار نویسی نے ایک سو تیس سالوں میں جو فاصلہ طے کیا وہ کئی دوسرے ملکوں میں اخبار نویسی نے دو تین صدیوں میں طے کیا۔ پہلا اردو اخبار پنجاب کے دارالحکومت لاہور سے جنوری ۱۸۵۰ء میں منظر عام پر آیا اور اس نے پچاس سال سے زائد عمر پائی۔ ۱۸۵۷ء تک پنجاب کے مختلف شہروں سے ۲۱ اردو اخبارات جاری ہوئے جبکہ انگریزی کے صرف ایک قابل ذکر اخبار لاہور کرانیکل کا اجراء ہوا۔ اس عرصے میں کسی اور زبان میں کوئی اخبار جاری نہ ہوا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی ناکامی کے باعث کچھ عرصہ اخبار نویسی کی ترقی رکی رہی۔ ۱۸۷۰ء کے لگ بھگ اخبارات و جرائد کے اجراء کی رفتار میں تیزی آگئی۔ انیسویں صدی کے آخری بیس سالوں میں شمالی صوبہ جات کے مختلف حصوں میں سے ۴۱۹ اخبارات و جرائد جاری ہوئے ان میں سے ۳۴۲ یعنی ۸۱ اعشاریہ ۸۶ فیصد اردو زبان میں تھے۔ ۴۱۹ اخبارات و جرائد میں سے ۲۹۲ یعنی تقریباً ۷۰ فیصد کا اصل پنجاب سے اجراء ہوا۔ پنجاب سے جاری ہونے والے اخبارات و جرائد میں سے ۸۲ فیصد اردو زبان میں تھے اور ۵ اعشاریہ ۷۳ فیصد انگریزی میں۔ پنجابی، ہندی اور گورمکھی میں شائع ہونے والے اخبارات کا تناسب انگریزی اخبارات کے تناسب سے بھی کم تھا۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ پنجاب سے جاری ہونے والے اخبارات و جرائد کی تعداد بڑھتی رہی البتہ ۱۹۱۰ء کے پریس ایکٹ اور پہلی جنگ عظیم کے دوران ان کی تعداد میں کچھ کمی واقع ہوئی۔ جنگ کے بعد پھر اخبار نویسی کی ترقی کی رفتار تیز ہوگئی۔ ۱۹۱۷ء میں پنجاب سے شائع ہونے والے اخبارات و جرائد کی تعداد ۲۱۶ تھی۔ ۱۹۳۵ء میں یہ ۵۵۴ اور ۱۹۴۰ء میں ۶۷۹ ہوگئی۔ قیام پاکستان کے بعد ہندوؤں اور سکھوں کے اخبارات و جرائد بند یا بھارت منتقل ہو جانے سے اخبار نویسی کے میدان میں ایک خلاء پیدا ہوا جو جلد ہی پر ہوگیا۔ ۱۹۵۵ء میں پاکستانی پنجاب سے شائع ہونے والے اخبارات و جرائد کی تعداد ۴۲۲ تھی۔ ۱۹۵۸ء میں یہ تعداد ۵۸۳ اور ۱۹۷۰ء میں ۹۲۳ ہوگئی۔ سال بہ سال اس تعداد میں معمولی تغیر و تبدل ہوتا رہا کچھ اخبارات و جرائد

Marfat.com

بند ہو جاتے اور کچھ نئے جاری ہو جاتے۔ البتہ اہم اخبارات و جرائد پھلتے پھولتے رہے اوسطاً پنجاب میں اخبارات و جرائد کی تعداد سالانہ ۸۰۰ رہی اور یہ تعداد قیام پاکستان سے قبل متحدہ پنجاب سے جاری ہونے والے اخبارات و جرائد کی تعداد سے زیادہ ہے۔

پنجاب سے شائع ہونے والے اخبارات و جرائد میں اردو اخبارات و جرائد کا تناسب ہمیشہ ۸۰ فیصد یا اس سے کچھ زیادہ رہا ہے۔ ۱۹۴۰ء میں اردو اخبارات و جرائد کا تناسب ۸۲ فی صد تھا۔ ۴۶-۱۹۴۵ء میں یہ تناسب کچھ کم ہوا اور انگریزی اخبارات و جرائد کی تعداد میں کچھ اضافہ ہوا۔ لیکن قیام پاکستان کے بعد اردو اخبارات و جرائد کا تناسب پھر بڑھ گیا۔ اردو کے بعد دو لسانی یعنی اردو اور انگریزی اخبارات و جرائد کی تعداد زیادہ رہی۔

ابتدائی اردو اخبارات روزنامے نہیں بلکہ رسائل تھے جن میں سے زیادہ تر ہفت روزہ ہوتے تھے۔ کچھ پندرہ روزہ اور کچھ ماہنامے ہوتے تھے۔ ان میں خبریت کم ہوتی تھی۔ ادبیت اور انشا پردازی زیادہ۔ خبریں ہم عصر اردو اخبارات سے لی جاتیں۔ یا انگریزی اخبارات سے ترجمہ کی جاتیں۔ ابتدا میں اداریہ کا تصور ناپید تھا۔ ابتدائی روزانہ اخبارات میں بھی اداریہ نہیں ہوتا تھا۔ نہ ہی ادارتی صفحہ کا تصور موجود ہوتا تھا انیسویں صدی کے آخر میں بعض اخبارات میں اداریے اس انداز سے شائع ہونے لگے کہ بعض خبریں درج کرنے کے بعد ان پر اختصار کے ساتھ تبصرہ کر دیا جاتا۔ باقاعدہ موثر اور نتیجہ خیز اداریہ نویسی کی طرح روزنامہ زمیندار نے ڈالی۔

انیسویں صدی میں بلکہ بیسویں صدی کے پہلے عشرہ میں بھی اردو اخبار نویسی انگریزی اخبار نویسی سے کم تر تصور ہوتی تھی۔ متعدد اخبارات و جرائد کو حکومت کی سرپرستی حاصل تھی اور حکومت کی اعانت کے بغیر ان کی بقا مشکل تھی۔ کچھ اخبارات و جرائد ریاستوں سے امداد لیتے تھے اور حق نمک ادا کرتے تھے۔ مقامی زبانوں کے اخبارات و جرائد کو "ورنیکلر پریس" کہا جاتا تھا اور سرکاری رپورٹوں میں ان کی بے بضاعتی اور

Marfat.com

مقصدیت کا ذکر ہوتا رہتا ہے اردو اخبار کو "اخبار نویسی" بنانے اور عام خواندہ دل میں اخبار بینی کا شوق پیدا کرنے کی اولین سعی اخبار عام نے کی۔ پیسہ اخبار اس میں نسبتاً زیادہ کامیابی حاصل کی۔ لیکن ان اخبارات کی زیادہ سے زیادہ اشاعت بھی دو اڑھائی ہزار سے آگے نہ بڑھی۔ پنجاب میں اردو اخبار نویسی کو باوقار موثر اور مقبول بنانے کا سہرا مولانا ظفر علی خان اور ان کے اخبار "زمیندار" کے سر ہے اس سے پہلے اردو اخبار نویسی محض پرچہ نویسی تھی۔ زمیندار نے نہ صرف اپنے کالموں میں خبریت پیدا کر کے اخبارات کے مطالعہ کو لوگوں کی ضرورت بنایا بلکہ افتتاحیہ نگاری اور شذرہ نویسی کو ایک نیا اسلوب دیا۔ سیاسی شاعری کی طرح ڈالی۔ معاصرانہ نوک جھونک کو رواج دیا۔ موضوعات میں تنوع پیدا کیا۔ مزاحیہ کالم کو اردو صحافت کا جزو بنایا اور پنجاب میں صحافیوں کی علمی تربیت کے ادارہ کا کام کیا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اجنبی حکمرانوں کی ہیبت کا طلسم توڑ کر رکھ دیا۔ لوگوں کے دلوں سے انگریزوں کا خوف نکالا۔ اور تحریکوں میں حصہ لینے کا حوصلہ بخشا۔ بعد ازاں پرتاپ، ملاپ اور ریاست وغیرہ نے بھی یہی اقدار اپنانے کی سعی کی لیکن زمیندار کے مقام کو نہ پہنچ سکے تاہم پرتاپ ملاپ، بندے ماترم اور ویر بھارت نے اردو اخبار نویسی کی ترقی میں گراں قدر حصہ لیا اور آزادی کی تحریکوں کو پروان چڑھایا۔ انقلاب نے آغاز میں مسلمانوں کے حقوق کے لیے کام کیا۔ مولانا غلام رسول مہر نے اردو اداریہ کو منطق استدلالی اور ٹھوس تجزیہ کے عناصر دیے۔ نوائے وقت نے اردو اخبار نویسی کو معروضیت، متانت، اختصار سلاست اور اصول پرستی کے اوصاف سے بہرہ ور کیا۔ اردو اخبار کو ذاتیات سے پاک کیا۔ اردو اداریہ کو عام فہم موضوع سے متعلق موثر اور دل نشیں بنایا۔ قیام پاکستان کے بعد نوائے وقت نے آزاد صحافت کی روایت برقرار رکھی۔ امروز، کوہستان اور مشرق نے اردو اخبار نویسی میں ایک تکنیکی انقلاب برپا کیا اسے مصور اور مقبول عام صحافت بنایا۔ کتابت، طباعت، لے آؤٹ، میک اپ اور تنوع کے لحاظ سے اسے ترقی یافتہ ملکوں کی اخبار نویسی کے ہم پلہ بنا دیا۔

Marfat.com

انیسویں صدی میں جن اخبارات و جرائد کا اجرا ہوا۔ ان میں سے بیشتر مختلف قوموں اور فرقوں کی ایسی انجمنوں اور تنظیموں نے شروع کیے تھے جن کا مقصد اپنی اپنی قوم یا اپنے اپنے فرقہ کی اصلاح اور ترقی تھا۔ اخبار عام اور پیسہ اخبار نے عام اخبار نویسی کو رواج دیا۔ "زمیندار" نے اخبار کو سب کے مطالعہ کی چیز بنایا۔ چنانچہ اس کے بعد اخبار نویسی کا ذوق بڑھتا گیا۔ اخبارات کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا اور ان کی اشاعتیں بیش از بیش ہوتی گئیں۔ انیسویں صدی میں بیشتر اخبارات کی اشاعتیں ۵۰ اور ۲۵۰ کے درمیان تھیں۔ ایسے اخبارات بھی تھے جن کی اشاعت ۵۰ سے بھی کم تھی۔ اردو اخبار نویسی کی تاریخ میں زمیندار پہلا اخبار تھا۔ جس کی اشاعت اس صدی کے دوسرے عشرہ تیس ہزار تک پہنچی اس کے بعد بھی بہت سے اخبارات اس درجہ مقبول نہ ہو سکے۔ ہندو اخبارات میں سے پرتاپ اور ملاپ اشاعت کے لحاظ سے خاصے کامیاب تھے زمیندار کے زوال پذیر ہونے کے بعد یہ اشاعت میں آگے چلے گئے قیام پاکستان کے بعد ممتاز اردو اخبارات کی اشاعتوں میں بڑی تیزی سے اضافہ ہوا۔ اس وقت بعض بڑے اخبارات کی اشاعت لاکھوں میں ہے۔

پنجاب میں روزانہ اخبار نویسی کا آغاز ۱۸۷۴ء میں ہونہار پنجاب کے اجرا سے ہوا۔ مگر یہ بھی معمولی سا اخبار تھا۔ روزانہ اخبار نویسی کی داغ بیل صحیح معنی میں اخبار عام اور پیسہ اخبار نے ڈالی اور زمیندار نے اسے پروان چڑھایا۔ ۱۹۲۰ء کے آس پاس روزانہ اردو اخبارات کی تعداد میں اضافہ ہونا شروع ہوا۔ ۱۹۴۰ء سے ۱۹۴۷ء تک پنجاب سے شائع ہونے والے روزانہ اخبارات کی تعداد اوسطاً ۵۰ رہی ان میں سے اوسطاً ۴۰ اخبارات اردو کے ہوتے تھے۔ قیام پاکستان تک کے قابل ذکر اردو اخبارات میں اخبار عام، پیسہ اخبار، زمیندار، سیاست، انقلاب، احسان، شہباز احرار، آزاد، نوائے وقت، بندے ماترم، کیسری، پرتاپ، ملاپ، ویر بھارت، اجیت اور رنجیت ہیں۔

قیام پاکستان کے بعد روزانہ اردو اخبارات کا تناسب نہ صرف برقرار رہا بلکہ اس

Marfat.com

میں اضافہ ہوا۔ پنجاب کے اضلاعی صدر مقامات سے بھی روزانہ اخبارات شائع ہونے لگے اور دارالحکومت سے شائع ہونے والے بڑے اخبارات صوبہ کے بعض دوسرے شہروں سے بھی شائع ہونے لگے۔

روزانہ اخبار نویسی کے آغاز سے قبل کی اردو اخبار نویسی اصل میں مجلاتی صحافت تھی۔ روزانہ اخبار نویسی کو فروغ ملنے کے بعد مجلاتی صحافت ختم یا غیر مؤثر نہیں ہوئی بلکہ ترقی پذیر رہی اور اس نے اردو زبان اور اردو علم و ادب کو فروغ دینے کے علاوہ مذہبی، معاشرتی، تعلیمی اور اقتصادی اصلاح کے لیے قابل قدر کام کیا۔ مجلاتی صحافت کی تاریخ میں "مخزن" کو ایک سنگ میل کی حیثیت حاصل ہے۔ اس کے بعد ہمایوں نے اردو علم و ادب اور قومی شعور کو پروان چڑھانے میں اہم کردار ادا کیا۔ بعد ازاں ادب لطیف، نیرنگ خیال، اور ادبی دنیا نے اپنے اپنے دائرہ میں بہت مفید کام کیا۔ ۱۹۳۶ء کے بعد مجلات میں صحافتی عنصر کم ہونے لگا اور ادبیت و علمیت کا اضافہ ہونے لگا۔ کچھ رسائل ادب میں ترقی پسند تحریک کے نقیب بن گئے جن میں سویرا قابل ذکر ہے۔ قیام پاکستان کے بعد ہمایوں، ادبی دنیا، نقوش، فنون اور اوراق وغیرہ نے ادب اور اردو زبان کی بیش بہا خدمت کی۔ ہفت روزہ جرائد میں سے قندیل، چٹان، اقدام، نصرت، زندگی، اسلامی جمہوریہ اور بادبان سیاسی جرائد کے طور پر نمایاں ہوئے۔ دوسرے غیر سیاسی دوائر میں کام کرتے رہے ہیں۔

اس کے باوجود کہ پنجاب مسلم اکثریت کا صوبہ تھا۔ ہندوؤں کے اخبارات و جرائد کی تعداد مسلمانوں کے اخبارات و جرائد کی تعداد سے زیادہ رہی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مسلمان تعلیمی اور اقتصادی لحاظ سے پسماندہ تھے اور اسی باعث ان میں سیاسی شعور بھی نسبتاً کم تھا۔ یہ شعور تحریک پاکستان کے دوران پروان چڑھا۔ ہندوؤں اور سکھوں کے اخبارات و جرائد بعض باہمی اختلافات کے باوجود قیام پاکستان کی مخالفت پر متفق تھے۔ ان میں سے بعض تو جوش و خروش اور شد و مد سے مطالبہ پاکستان کی مخالفت کرتے تھے اور بعض معتدل انداز میں۔ مسلمانوں کے بعض اخبارات کانگرس کے

Marfat.com

موقف کے ہمنوا تھے اور بعض حکمران یونینسٹ پارٹی کے ترجمان تھے۔ مسلم لیگ کی بھرپور ترجمانی، قائداعظم کے موقف کی کھل کر حمایت سب سے پہلے روزنامہ احسان نے کی۔ نوائے وقت کے اجراء سے پہلے پنجاب میں یہ واحد مسلم اخبار تھا جو مسلم لیگ اور اس کے ہم خیال مسلمانوں کی ترجمانی کرتا تھا۔ مولانا ظفر علی خان انڈین نیشنل کانگرس سے علیحدہ ہوئے تو زمیندار بھی مسلم لیگ کے موقف کی حمایت کرنے لگا۔ شہباز نے بھی ایک مختصر مدت کے دوران مسلم لیگ کی حمایت کی لیکن تحریک پاکستان میں سب سے مؤثر اہم اور نتیجہ خیز کردار روزنامہ نوائے وقت نے ادا کیا۔

پنجاب میں لاہور کو ہر دور میں اخبار نویسی اور علم و ادب کے سب سے بڑے مرکز کی حیثیت حاصل رہی۔ قیام پاکستان سے قبل لاہور کے بعد علی الترتیب امرتسر، سیالکوٹ، جالندھر، لدھیانہ، گوجرانوالہ اور ملتان اخبار نویسی کے قابل ذکر مرکز تھے۔ قیام پاکستان کے بعد لاہور اخبار نویسی کا پہلے سے بھی بڑا مرکز بن گیا مگر ملتان، فیصل آباد، راولپنڈی اور بہاولپور بھی علاقائی اخبار نویسی کے اہم مرکز بن گئے۔ انیسویں صدی کے آخری بیس سالوں میں پنجاب کے مختلف حصوں سے جاری ہونے والے اخبارات و جرائد میں سے ۱۹۷ صرف لاہور سے منظر عام پر آئے۔ ۱۹۴۰ء میں پنجاب سے شائع ہونے والے ۷۹۶ اخبارات و جرائد میں سے ۱۸۳ لاہور سے شائع ہوتے تھے۴۶۔ ۱۹۴۵ء میں پنجاب سے شائع ہونے والے ۲۱ قابل ذکر روزنامہ اخبارات میں سے ۱۷ لاہور شہر سے شائع ہوتے تھے۔ قیام پاکستان کے بعد لاہور کی یہ حیثیت نہ صرف برقرار رہی بلکہ اس میں اضافہ ہوا۔ ہر دور میں پورے پنجاب بھر کے اخبارات و جرائد میں سے نصف سے زائد لاہور سے منظر عام پر آئے۔ اگرچہ لاہور صوبائی دارالحکومت ہے لیکن اس سے شائع ہونے والے روزنامہ اخبارات میں سے بعض کو ہمیشہ قومی اخبارات کی حیثیت حاصل رہی ہے۔ نوائے وقت جو پہلے صرف لاہور سے شائع ہوتا تھا اب راولپنڈی، ملتان اور کراچی سے بیک وقت شائع ہو رہا ہے۔ مشرق کا آغاز لاہور سے ہوا مگر اب یہ لاہور کے علاوہ کراچی، کوئٹہ اور

Marfat.com

پشاور سے بھی شائع ہوتا ہے۔ امروز بھی لاہور کے علاوہ ملتان سے شائع ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ لاہور کے درجہ "ب" کے اخبارات وفاق اور مغربی پاکستان بھی تین تین چار چار دوسرے شہروں سے شائع ہوتے ہیں۔ تاہم روزنامہ کوہستان جب تک راولپنڈی میں رہا علاقائی اخبار رہا۔ لاہور منتقل ہو کر قومی اخبار بن گیا۔ پاکستان وہند میں سب سے پہلے ۱۹۴۱ء میں پنجاب یونیورسٹی لاہور میں صحافت کی تدریس کے لیے شعبۂ صحافت قائم ہوا۔

جو اخبارات پنجاب میں صحافت کی عملی تربیت کے ادارے ثابت ہوئے ان میں پہلا کوہِ نور اور دوسرا زمیندار ہے۔ ان دونوں اخبارات میں کام کرنے والے متعدد صحافیوں نے بعدازاں اپنے اخبار جاری کیے یا دوسرے اخباروں میں کام کیا۔ اور شہرت حاصل کی۔

قیام پاکستان سے قبل مخزن اور ہمایوں نے ادیبوں اور شاعروں کے لیے تربیت گاہ کا کام کیا۔ ان رسائل نے ان گنت ادیبوں اور شاعروں کی حوصلہ افزائی کی ان کو نامور بنایا۔ لاہور سے جاری ہونے والے ان رسائل میں پاکستان وہند کے تمام نامور ادبار اور شعرا نے لکھا۔

ہمارے آج کے اردو اخبارات و جرائد اور آزادی سے قبل بلکہ ۲۰ سال پہلے کے اخبارات و جرائد کو سرسری نگاہ سے بھی دیکھا جائے تو ان میں زمین و آسمان کا فرق نظر آتا ہے۔ بالخصوص اردو اخبارات تو انقلابی تبدیلیوں سے دوچار ہو چکے ہیں۔ جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ بھارت میں مقامی زبانوں کے بلشیتر اخبارات صوری اعتبار سے آج بھی اسی مقام پر ہیں جہاں ہمارے اردو اخبارات آزادی سے پہلے تھے تو ہمارے اخبارات میں رونما شدہ تبدیلیاں اور بھی تابناک اور دلکش دکھائی دیتی ہیں۔ ہمارے آج کے اردو اخبارات مندرجات کے معیار اور تنوع، طباعت، صفحات کی تزئین و آرائش، تصویروں اور رنگوں کے اعتبار سے اتنے دیدہ زیب بن چکے ہیں کہ ان کو دنیا کے کسی بھی ملک کے اخبارات کے مقابلہ میں رکھا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

یہ امر اور بھی اطمینان بخش ہے کہ ہمارے اخبارات صوری اعتبار ہی سے خوبصورت نہیں ہیں۔ معنوی اعتبار سے بھی ان میں عظیم تبدیلیاں رونما ہو چکی ہیں۔ مواد زیادہ اور متنوع ہو گیا ہے۔ خبریں زیادہ اور بہتر انداز میں چھپنے لگی ہیں۔ خاص ایڈیشنوں کی تعداد میں اضافہ ہو گیا ہے ہر روز عام اخبارات کے ساتھ ایک خصوصی اشاعت بھی ہوتی ہے۔ اخبارات میں قارئین کے ہر طبقے کی دلچسپی کا مواد موجود ہوتا ہے۔

مسٹر زیڈ اے سہری نے ۱۹۵۴ء میں پاکستان میں صحافت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا تھا کہ:

> "پاکستانی اخبار کا سب سے کمزور پہلو سرمائے کی کمی ہے اخبار نکالنے کا کام ایک تجارتی معاملہ نہیں سمجھا جاتا اور سرمایہ دار اس تجارت میں خالص تجارتی اغراض سے سرمایہ نہیں لگاتے۔۔۔ ہمارے ہاں قومی اشتہارات کی کمی بہت شدید ہے۔ جس طرح سرمایہ دار لوگ اخباروں میں روپیہ نہیں لگاتے کیونکہ ان سے فوری منافع حاصل نہیں ہوتا اسی طرح وہ لوگ اشتہار دینے سے کتراتے ہیں۔ اشاعت کے لحاظ سے بھی پاکستانی اخبارات کی حالت اچھی نہیں۔ اخبارات کے قارئین کی تعداد کم ہے۔ بہت تھوڑے لوگ اخبار پڑھتے ہیں۔
> اس عام مالی کمزوری کے پیش نظر اخبارات کے عملے کے افراد کی قابلیت ہی محل نظر ہے۔۔۔ اس مایوس کن تصویر میں حکومت کا غیر متخیلانہ، غیر موزوں اور تکلیف دہ طرز عمل بھی شامل کر لیجیے۔ پاکستان میں کسی مرکزی یا صوبائی حکومت نے صحافت کو قومی سرمایہ نہیں سمجھا۔ کسی نے یہ نہیں سوچا کہ یہ ایک ایسا ادارہ ہے جسے قومی قدر و قیمت

Marfat.com

کے نشوو ارتقا کے لیے استحکام پانا چاہیے ۔ ۔ ۔ مندرجہ
بالا امور سے واضح ہوتا ہے کہ پاکستان میں صحافت شدید
رکاوٹوں کا سامنا کر رہی ہے اور اگر اس کے باوجود
ہمارے ہاں منظم و موثر صحافت موجود ہے تو اس کا سہرا
اخبارات کے عملے اور انتظامیہ کے سر ہے ۔" [۱]

اس اقتباس سے بخوبی عیاں ہو جاتا ہے کہ ۱۹۵۴ء میں ہماری صحافت کی کیا حالت تھی اور یہ امر بھی واضح ہو جاتا ہے کہ یہ ابتر حالت ۱۹۵۴ء کے بعد بھی عرصے تک برقرار رہی ہوگی ۔ کیونکہ اس کے بعد ملکی حالات اور بھی دگرگوں ہو گئے تھے اس وقت صورت یہ ہے کہ پاکستانی اخبارات کا سب سے کمزور پہلو اب اتنا کمزور نہیں رہا اخبارات کی اشاعت میں کئی گنا اضافہ ہو چکا ہے ان کو ملنے والے اشتہارات کی تعداد بڑھی ہے کارکن صحافیوں کی اجرتوں میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے ۔

ایک اور حوصلہ افزا پہلو یہ ہے کہ اردو میں چھپنے والے اخبارات بہت تیزی سے ترقی کر رہے ہیں ۔ آج سے بیس پچیس سال پہلے کوئی اردو اخبار کسی کثیر الاشاعت انگریزی اخبار کے برابر تعداد میں چھپنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا ۔ اب معاملہ برعکس ہے

" ایک کثیر الاشاعت اردو اخبار انگریزی زبان میں سب
سے زیادہ چھپنے والے اخبار سے تین گنا زیادہ تعداد میں
شائع ہوتا ہے ۔" [۲]

اب اخبارات میں پہلے کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ اشتہارات نظر آتے ہیں بلکہ اب سنجیدہ قارئین کے حلقوں میں یہ محسوس کیا جانے لگا ہے کہ بعض اوقات اخباروں میں اشتہارات بہت زیادہ ہوتے ہیں اور پڑھنے کا مواد نسبتاً بہت کم ہوتا ہے ۔ اشتہارات میں اضافہ سے اخبارات کی آمدنی میں اضافہ ہوا ہے اور اخباروں کی مالی حالت بہتر ہونے سے کئی صحت مند تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں ۔ مثلاً :

Marfat.com

الف : اخبارات کی ضخامت بڑھ گئی ہے ۔ صفحات میں اضافہ ہونے سے زیادہ صحافتی مواد قارئین کو ملنے لگا ہے ۔

ب : اخبارات کے عملے میں توسیع ہوئی ہے ۔ رپورٹروں، سب ایڈیٹروں اور نامہ نگاروں کی تعداد کئی گنا بڑھ چکی ہے ۔ زیادہ خبر رساں اداروں سے سروس لی جانے لگی ہے ۔ چنانچہ اب بیشتر اخبارات ہر روز مقامی، ضلعی قومی، بین الاقوامی غرض ہر طرح کی خبریں زیادہ تفصیل سے اور زیادہ تعداد میں چھاپنے کے علاوہ ہفتے میں پانچ پانچ چھ چھ خاص ایڈیشن بھی شائع کر رہے ہیں ۔ بچوں کے ایڈیشن، خواتین کے ایڈیشن اور صفحات فلمی ایڈیشن علمی اور اسلامی ایڈیشن، جمعہ ایڈیشن قومی ایام اور تہواروں پر خاص ایڈیشن اور کمرشل سپلیمنٹ غرض کئی قسم کے ایڈیشن شائع ہو رہے ہیں ۔ یہ ایڈیشن ہماری صحافت میں ایک مفید اور قابل قدر اضافہ ہیں ۔

ج : عملہ کے ارکان کی تنخواہوں اور دیگر سہولتوں میں خاطر خواہ اضافہ ہو چکا ہے اگرچہ اس اضافہ میں حکومت کے قائم کردہ ویج بورڈ ایوارڈ اور اس پر قانوناً عمل درآمد کرانے کے اقدام کا نمایاں حصہ ہے، تاہم کئی اخبارات اور خبر رساں اداروں کا "اے کلاس" میں شمار ہونا اور عملہ کو متعلقہ شرح کے مطابق تنخواہیں اور دوسری سہولتیں دینا اس بات کا ثبوت ہے کہ اخباروں کی مالی حالت بہتر ہو چکی ہے ۔ اس صورت حال کے نتیجہ میں زیادہ تعلیم یافتہ اور باصلاحیت لوگ صحافت سے وابستہ ہونے لگے ہیں ۔ چنانچہ اب اخبارات میں ماضی کے مقابلے میں زیادہ تعلیم یافتہ نوجوان داخل ہو چکے ہیں

د : صحافت کے پیشہ کے پرکشش بن جانے سے خواتین بھی میدان صحافت میں داخل ہو چکی ہیں ۔ اب ہر اچھے اخبار میں خاتون رپورٹر، خاتون فیچر نویس اور خاتون ایڈیٹر موجود ہیں ۔ یونیورسٹیوں کے شعبہ ہائے صحافت میں بھی طالبات کی تعداد میں نمایاں اضافہ ہو رہا ہے ۔

Marfat.com

۵ : سب سے اہم اور قابل ذکر تبدیلی یہ ہے کہ اخبارات کی طباعت بہت بہتر ہو چکی ہے۔ گزشتہ دس بارہ سال میں ہماری اردو اخبار نویسی مکمل طور پر مصور اخبار نویسی بن چکی ہے۔ اخبارات میں آرٹ سیکشن کھل گئے ہیں۔ آرٹ ایڈیٹر مقرر ہو چکے ہیں۔ اخبارات آفسٹ پر چھپنے لگے ہیں۔ اخبارات کے میک اپ اور زیبائش و آرائش میں انقلاب رونما ہو چکا ہے۔ اور طباعت بہت خوب صورت ہو چکی ہے۔ اب ہمارے اخبارات صوری اعتبار سے دنیا کے کسی بھی ملک کے اخبارات کا مقابلہ کر سکتے ہیں بلکہ کر رہے ہیں۔ ۱۹۷۱ء تک ہمارے اخبارات و جرائد اپنے ہی ملک (مشرقی پاکستان) میں تیار شدہ نیوز پرنٹ استعمال کرتے تھے جو خاص سستا ہوتا تھا۔ سقوط مشرقی پاکستان کے بعد نیوز پرنٹ درآمد کرنا پڑا۔ افراط زر کے باعث بھی سامان طباعت گراں ہوا۔ چنانچہ اخبارات و جرائد کی تیاری ماضی کے مقابلے میں خاصی گراں ہو چکی ہے۔ ۱۹۴۷ء کے بعد کچھ عرصہ تک اخبارات کی قیمت دو آنے یا آج کے حساب سے ساڑھے بارہ پیسے ہوتی تھی۔ اب قیمت ایک روپیہ ہو چکی ہے۔ اس کے باوجود اخبارات کی اشاعت بڑھی ہے گھٹی نہیں۔ اور اخبارات کی ترقی کا عمل جاری ہے۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ معاشرتی ضرورتیں اور تقاضے بدل گئے ہیں اور اخبارات نئی ضرورتوں اور تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے لگے ہیں یا اس ضمن میں کسی حد تک کامیاب کوشش کر رہے ہیں۔ اب اخبارات میں بچوں، طلبہ و طالبات، خواتین کارکن، فلموں کے شائقین، غرض ہر طبقہ قارئین کی ضرورت اور دلچسپی کا مواد دیا جا رہا ہے۔ ملی ایڈیشن اسلامی تعلیمات اور تاریخ سے روشناس کراتے ہیں تو جمعہ ایڈیشن متنوع ذوق کی تسکین کرتے ہیں۔ اگرچہ معیاری صحافت پر یقین رکھنے والے اصحاب اردو اخبار نویسی کے اس پہلو کو عامیانہ پن قرار دیتے

Marfat.com

ہیں۔ لیکن ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ساتھ مقابلہ اور باہمی مسابقت کا ناگزیر تقاضا ہے کہ اخبارات اپنی دل کشی اور دل چسپی میں اضافہ کریں اور حلقۂ قارئین بڑھائیں

گزشتہ بیس اکیس سالوں میں ڈائجسٹ قسم کے رسالوں کا اجراء بھی ہماری صحافت میں ایک نیا اور اہم اضافہ ہے۔ ان ڈائجسٹوں میں نہ صرف غیر ملکی جرائد کی فروخت اور ضرورت کو متاثر کیا ہے بلکہ انہوں نے اخبارات کے لیے بھی مقابلہ کی صورت پیدا کر دی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ اخبارات کے خاص ایڈیشن دراصل مقابلہ ہی کی ایک صورت ہیں۔ بہر حال یہ فضا صحافت میں نئی نئی تبدیلیوں کا سبب بن رہی ہے اور ان میں کچھ تبدیلیاں خوش آئند ہیں۔

ذرائع مواصلات کی ترقی نے بھی اخبارات کی اشاعت بڑھانے میں مدد دی ہے اور دے رہی ہے۔ اخبارات و جرائد کی تقسیم ایک اہم مسئلہ ہوتی ہے۔ مواصلات کے تیز اور سستے ذرائع میسر نہ ہونے سے اخبارات تمام جگہوں پر نہیں پہنچ سکتے تھے۔ مواصلات کے ذرائع کو ترقی ملنے سے ایک تو اخبارات و جرائد کے لیے مواد کا حصول آسان ہو گیا ہے۔ دوسرے اخبارات و جرائد کی تقسیم میں بھی آسانیاں پیدا ہو گئی ہیں۔

اب قارئین کے مختلف طبقات کے لیے شائع ہونے والے جرائد کی تعداد بھی بڑھ چکی ہے۔ بچوں، خواتین، طلبہ اور طالبات محنت کشوں اور کھیل کے شوقین افراد کے لیے الگ رسائل شائع ہو رہے ہیں۔ طب، فلم، زراعت، صنعت و حرفت اور مختلف علوم و فنون پر بھی الگ رسائل شائع ہوتے ہیں۔ ہمارے ہاں اردو میں فلمی صحافت اور زرعی صحافت نے بھی خاصی ترقی دی ہے۔

دوسرا رُخ:

ہمارے ہاں اخبار نویسی بالخصوص اردو اخبار نویسی کی شاندار ترقی کے باوجود اخبارات و جرائد کو بعض مسائل درپیش ہیں اور اخبارات و جرائد کے کردار کو بھی بعض

Marfat.com

افراد اور حلقے غیر تسلی بخش قرار دیتے ہیں۔ اخبارات و جرائد کے مسائل میں کاغذ اور سامان طباعت کی مہنگائی سر فہرست ہے۔

اخبارات و جرائد بارہا اس صورت حال پر تشویش ظاہر کر چکے ہیں اور یہ مسئلہ فی الواقع توجہ طلب ہے۔ سامان طباعت میں چھاپہ خانے، مشینیں، فوٹو گرافی کا سامان وغیرہ بھی خاصا مہنگا ہے۔ اخبارات و جرائد کو شکایت ہے کہ اشتہارات میں اضافہ اور اشاعت بڑھنے سے ان کی آمدنی ضرور بڑھی ہے۔ مگر کاغذ اور دوسرے سامان کی گرانی کے باعث زیادہ نفع نہیں ہوتا۔ اس گرانی کا سدباب ہونے کی صورت میں اخبارات و جرائد کی مالی حالت زیادہ مستحکم ہو سکتی ہے اور اس کے نتیجہ میں اخبارات و جرائد اور بھی بہتر صورت اختیار کر سکتے ہیں۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ صحافت اب خالصتاً تجارت بن چکی ہے اور اپنے معنوی کردار سے محروم ہو چکی ہے۔ ایسے کہنے والوں میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو مولانا ظفر علی خان، مولانا محمد علی جوہر، مولانا حسرت موہانی، حمید نظامی اور ایسے ہی دوسرے عظیم صحافیوں اور ان کے اخبارات و جرائد نیز ان کے کردار کو سامنے رکھ کر موجودہ صحافت پر اعتراض کرتے ہیں۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ آج کے اخبارات و جرائد کا لب و لہجہ اور مواد اس قسم کا ہو جیسا کہ ان عظیم صحافیوں اور رہنماؤں کے دور میں ہوتا تھا تو یہ خلاف حقیقت ہے۔ اب زمانہ اور اس کے تقاضے بدل چکے ہیں۔ موجودہ حالات میں اس قسم کا لب و لہجہ اختیار کرنے کی ضرورت ہے اور نہ جواز۔ اب نہ انگریزوں سے ٹکر لینے اور نہ ہندوؤں سے مقابلہ ہے۔ اپنا ملک ہے اپنے لوگ ہیں اس وقت صحافت کے مسلمہ مقاصد کی رو سے اخبارات و جرائد کا فرض یہ ہے کہ وہ حالات و واقعات کی صحیح عکاسی کریں معاشرے کی صحیح تصویر پیش کریں۔ عوام اور قارئین کی صحیح راہنمائی کریں۔ ان کو تعلیم دیں۔ تعمیر و اصلاح اور تنقید دیانت داری سے کریں۔

Marfat.com

اس سلسلے میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ بعض افراد یا حلقوں کا یہ کہنا بالکل غلط نہیں ہے کہ (وجہ کچھ بھی سہی) ہمارے بہت سے اخبارات و جرائد میں تفریحی نوعیت کا مواد زیادہ چھپنے لگا ہے۔ اس قسم کا مواد تعلیم اور راہنمائی کا مقصد پورا نہیں کرتا۔ حالات و واقعات کی صحیح عکاسی اور اصلاح نیز تنقید کا معاملہ اضافی نوعیت کا ہے بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ قارئین کے خطوط مختلف صفحات پر کئی صورتوں میں چھپنے، راہنمائی اور تبصرہ کی دیگر صورتوں سے یہ کام انجام پا رہا ہے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ یہ صورتیں بھی اصل مقصد پورا نہیں کرتیں۔ بہرطور یہ مسلم ہے کہ اخبارات جرائد کا اصل مقصد قارئین کی تفریح طبع کا سامان پیدا کرنا نہیں ہے اور جب زیادہ مواد تفریح کے ضمن میں آتا ہو تو مسئلہ غور طلب بن جاتا ہے۔

صحافتی قوانین اگرچہ صرف اردو اخبار نویسی کے لیے مخصوص نہیں ہیں تاہم اردو اخبارات و جرائد زیادہ تعداد میں ہونے کے باعث صحافتی قوانین سے نسبتاً زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔

دور غلامی میں انگریز حکمرانوں نے سخت اور جابرانہ قوانین نافذ رکھے چنانچہ حق گو صحافیوں اور اخبارات کو قید و بند، جرمانوں، ضبطیوں اور قرقیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ کئی مواقع پر اہم اخبارات اس لیے بند ہوئے کہ وہ مطلوبہ زر ضمانت جمع نہ کرا سکے۔ قیام پاکستان کے بعد بھی ہر دور میں ایسے صحافیوں اور اخبارات و جرائد کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ جنہوں نے بے باکی سے حق تنقید ادا کیا۔ مختلف ادوار میں حکومتوں نے نیوز پرنٹ کوٹہ اور اشتہارات وغیرہ کی تقسیم کو بھی اخبارات پر دباؤ ڈالنے کے لیے استعمال کیا۔ اخبارات و جرائد جاری کرنے کے لیے ڈیکلریشن کا حصول بھی ہر دور میں مشکل رہا۔

دوسری طرف یہ بھی حقیقت ہے کہ جس دور میں صحافت کو پوری آزادی ملی یا صحافتی قوانین کا اطلاق عملاً معطل ہوا تو بعض اخبارات و جرائد نے اس آزادی کا

Marfat.com

ناجائز استعمال کیا۔ صحافتی اصولوں کو نظر انداز کر کے سنسنی خیزی، الزام تراشی اور افترا پردازی کی روش اختیار کی۔

معروضی حالات اور صحافت کی ترقی کے لوازم کو مد نظر رکھتے ہوئے پورے یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ پنجاب میں اردو اخبار نویسی نے شاندار ترقی کی ہے اور اس کا مستقبل تابناک ہے۔

Marfat.com

حوالہ جات

۱۔ ہمایوں، لاہور، مارچ ۱۹۵۴ء۔
۲۔ عبدالسلام خورشید، پاکستانی صحافت کی ترقی کا ایک جائزہ، مشرق، لاہور
۲۰ جنوری ۱۹۶۸ء۔

Marfat.com

Marfat.com

کتابیات

Barns, Margarita. *The Indian Press*, London: George Allen, 1940.

Barrier, N. Gerald. The Punjab Press 1880-1905, *East Lansing*: The Asia Studies Center Michigen Sttate University, (n.d.)

Bool Chand, "Urdu Journalism in the Punjab", *Journal of the Punjab University Historical Society*, April 1933.

Besai, M V. *Communication Policies* in India. Paris: UNESCO, 1977.

Feroze, S.M.A. *Press in Pakistan*. Lahore: National Publications, 1957.

Lawrence, J.H. *Commentaries on the Punjab Campaign 1848-49*. Lahore: Universal, (n.d.)

Macleod, Norman. *Address on Christian Missions to India*. Edinburg: William Blackwood, 1868

Macleod, Norman *Address on Christian Missions* to India. Edinburg: William Blackwood, 1868.

Marfat.com

Muhammad Latif, Syed. *Lahore*, Lahore. Syed Muhammad Minhajuddin, 1957.

Narain, Shive. "Koh-i-Noor of 1851", *Journal of the Punjab University Historical Society*.

Natrajan, S. *A History of the Press in India*. Bombay: Asia Publishing House, 1962.

Natrajan, J. *History of Indian Journalism*. Delhi: Publication Division Ministry of Information, 1955.

Nizami, Majid. *The Press in Pakistan*. Lahore: Department of Political Science, Punjab University, 1958.

O'dwyer, Michael. *India as I knew it*. London: Constable, 1925.

Pakistan Year Book 1956. Karachi: Express Publishers, 1957.

Punjab Press Information Department. *List of Newspapers* and Periodicals Lahore: Superintendent, Government Printing, 1979.

Sajan Lal, K. *A Short History of Urdu Newspapers*. Hyderabad Deccan: 191

Statement of Newspapers and Periodicals published in the Punjab, 1880. Lahore: Superintendent Government Printing.

Steninback, Henry. The Punjab: a brief account of the country of Sikhs. London: Smith, 1846.

اجمل ملک، صحافت صوبہ سرحد میں، لاہور: قومی پبلشرز، ۱۹۸۰ء۔

احمد شجاع، حکیم، "لاہور کا چلیسی" نقوش، جنوری ۱۹۶۴ء۔

اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ج ۵، لاہور: پنجاب یونیورسٹی، ۱۹۷۱ء۔

امداد صابری، تاریخ صحافت اردو، ج ۴، دلی: (س-ن)

بدر شکیب، اردو صحافت، کراچی: کاروان ادب، ۱۹۵۲ء۔

بشیر احمد، میاں، "نوائے وقت کی داستان حریت" نوائے وقت ۲۲ جولائی ۱۹۶۹ء۔

Marfat.com

پانی پتی، محمد اسماعیل، "لاہور کا پہلا روزنامہ اخبار" امروز ۱۴ مارچ ۱۹۵۸ء۔

پنجاب یونیورسٹی، لاہور۔ تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند، ج ۹، لاہور: ۱۹۷۱ء۔

جسونت سنگھ، "اردو صحافت کے تین بڑے" نوائے وقت یکم مارچ ۱۹۸۱ء۔

خورشید، عبدالسلام، صحافت پاکستان و ہند میں، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۶۳ء۔

خورشید، عبدالسلام، کاروان صحافت، کراچی: انجمن ترقی اردو، ۱۹۶۴ء۔

دتاسی گارساں، مقالات گارساں دتاسی، کراچی: انجمن ترقی اردو۔

ذوالفقار، غلام حسین، اردو شاعری کا سیاسی و سماجی پس منظر، لاہور: پنجاب یونیورسٹی، ۱۹۶۶ء۔

رضوی، خورشید مصطفیٰ، جنگ آزادی ۱۸۵۷ء، دہلی: ندوۃ المصنفین، ۱۹۵۷ء

سالک، عبدالمجید، سرگزشت، لاہور: قومی کتب خانہ، ۱۹۶۶ء

سکسینہ، رام بابو، تاریخ ادب اردو، لکھنؤ: نولکشور، ۱۹۲۹ء

سراج، منہاج الدین، طبقات ناصری، ج ۱، مرتبہ عبدالحی حبیبی، کوئٹہ: ۱۹۴۹ء۔

شورش کاشمیری، ظفر علی خان، لاہور: ادارہ چٹان، ۱۹۵۷ء

شورش کاشمیری، حمید نظامی، لاہور: مکتبہ چٹان، ۱۹۶۷ء

شہید، ظہور عالم، "نوائے وقت کے پچیس سال" نوائے وقت ۲۲ جولائی ۱۹۶۹ء

صدیقی، محمد عتیق، ہندوستانی اخبار نویسی، علی گڑھ: انجمن ترقی اردو، ۱۹۵۷ء

صدیقی، محمد عتیق، صوبہ شمالی و مغربی کے اخبارات و مطبوعات، علی گڑھ: انجمن ترقی اردو، ۱۹۶۲ء۔

ظفر علی خان، نگارستان، لاہور: پبلشرز یونائیٹڈ، (س۔ن)

Marfat.com

فرخی، اسلم، محمد حسین آزاد، ج ا، کراچی: انجمن ترقی اردو، ۱۹۶۵ء۔
فوق، محمد الدین، اخبار نویسوں کے حالات، لاہور: مینجر کشمیری میگزین، ۱۹۱۲ء۔
محمد باقر، آغا، مقالات محمد حسین آزاد، لاہور: مجلس ترقی ادب (س۔ن)
محمد باقر، "نوائے وقت ایک عہد ساز اخبار" نوائے وقت، ۲۲ جولائی ۱۹۶۹ء۔
محمد حیات خان، مختصر تاریخ انجمن حمایت اسلام لاہور، لاہور: انجمن حمایت اسلام (س۔ن)

محمد عبداللہ سید، "اردو صحافت تاثرات کے آئینے میں" جاوداں، ۲۱ اکتوبر ۱۹۷۰ء۔

محمودہ حمید نظامی، بیگم، نشان منزل، لاہور: نوائے وقت پبلیکیشنز، ۱۹۷۰ء
مقبول جہانگیر، "اردو ڈائجسٹ کی کہانی" سیارہ ڈائجسٹ، جولائی ۱۹۷۲ء۔
نقوی، محمد اشرف، اختر شہنشاہی، لکھنؤ: اختر پریس، ۱۸۸۷ء۔

Marfat.com

مندرجہ ذیل اخبارات و رسائل کے
مختلف سالوں کے فائل

آزاد

آفاق

آفتاب پنجاب

احسان

اخبار عام

امروز

انقلاب

بندے ماترم

پرتاپ

پیسہ اخبار

تسنیم

جاودان

رفیق ہند

Marfat.com

رہبرِ ہند

زمزم

زمیندار

سیاست

شہباز

صداقت

کوثر

کوہستان

کیسری

مساوات امرتسر

مساوات لاہور

مشرق

مغربی پاکستان

ملاپ

ملت

ندائے ملت

نوائے وقت

نیشنل کانگرس

وطن

وکیل

ویر بھارت

ہلالِ پاکستان

ادبِ لطیف

Marfat.com

ادبی دنیا
اردو ڈائجسٹ
اسلامی جمہوریہ
افریشیا
اقدام
الہلال
اوراق
ایشیا
بادبان
بہارستان
پنجاب ریویو
ترجمان القرآن
جہاں نما
چٹان
حکایت
خدام الدین
حمایت اسلام
رسالہ انجمن اسلامیہ پنجاب
رسالہ انجمن پنجاب
زندگی
ستارۂ صبح
سویرا
سیارہ ڈائجسٹ

Marfat.com

طلوعِ اسلام
فنون
قومی ڈائجسٹ
قندیل
کشمیری میگزین
لیل و نہار
مخزن
مسلمان
نصرت
نقوش
نیرنگِ خیال
ہمایوں

Marfat.com

Marfat.com